واللہ المستعان و علیہ التکلان

بحمد اللہ کہ این دُرِّ آبدار و لآلیِ شاہوار یعنی تذکرہ مسمّیٰ بہ

مشتمل بر احوال و اشعار شاعران نو سخن و ملازم دار الریاست مصطفیٰ آباد [illegible]

یادگار انتخاب

۱۲۹

تالیف منشی امیر احمد صاحب امیرؔ [illegible]

در تاج المطابع [illegible] طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز فہرست

طبقہ اول در ذکر والیان مملکت بترتیب مائۃ حکومت

طبقہ دوم در ذکر شعرای متوطن و متوسل این دار الریاستہ بترتیب حروف تہجی

صفحہ	اسما	علامت زبان	صفحہ	اسما	علامت زبان
١	آرام سید نجف علی	ا	١٢	اخگر فتح یاب خان	ا
״	آزاد حکیم غلام حسین خان	ا	״	اسد صاحبزادہ محمد سعد علیخان	״
״	آشفتہ مولوی محمد سعد اللہ صاحب	فع	١٣	اسیر جناب منشی مظفر علی صاحب	ا
٤	آشفتہ عمر شاہ خان	ا	٢٤	اشرف صاحبزادہ اشرف علیخان	ا
٦	آشنا مرزا محمد اکرم	״		اشک سید قطب الدین	״
״	آدہ شیخ محمد فرید الزمان خان	فا	״	اصغر صاحبزادہ اصغر علی خان	״
	احسان سید احسان علی	ا	٢٦	اظہر شیخ امین احمد	״
״	احسن حکیم مظہر احسن خان	فا	״	افزون سید حسین شاہ	״
٨	احقر سید حافظ مجیب علی	فا	٢٧	افسر صاحبزادہ احمد یار خان	״
״	احمد میاں یمین الدین احمد	ا	٢٨	افغان محمد نور خان	״
٩	احمد شیخ احمد علی	ف	״	افکار صاحبزادہ اصغر علیخان	״
״	احمد میاں احمد علی شاد	فا	٢٩	اکبر محمد اکبر علی خان	״
١٠	احمد احمد حسان	٦	״	اکبر صاحبزادہ محمد اکبر خان	״
״	احمد سید احمد نذر	״	״	اکرم مولوی محمد اکرم	״
١١	احمد سید احمد علی	״	٣	الم صاحبزادہ سعید اللہ خان	״
״	احمد احمد اللہ خان	״	״	امداد صاحبزادہ امداد علی خان	״
״	اختر شیخ رمضان علی	״	٣١	امیر صاحبزادہ محمد یار خان	״
״	اخگر صاحبزادہ ہادی یار خان	״	٣٢	امیر صاحبزادہ امیر اللہ خان	״
١٢	اخگر محمد جان خان	״	[illegible]	امیر سید محمد امیر شاہ صاحب	فا

صفحہ	اسما	علامت زبان	صفحہ	اسما	علامت زبان
۲۳	امیر امیر احمد مولف	ف	۸۱	بچین حاتم علیخان	ا
۵۱	انور محمد انور شاہ قادری	ف	״	بیخود عبد الرحمن	״
۵۳	انور امام الدین خان	فا	״	بیڈھب مظفر شاہ خان	״
۵۴	باقر باقر خان	״	״	بیمار شیخ علی بخش	״
۵۵	بحر شیخ امداد علی	״	۸۳	پران پران سکھ	ب
۵۷	بری چند	ب	۸۴	پناہ میر پناہ علی	ا
۵۹	برہمی عبد اللہ خان	ا	״	تاب صاحبزادہ امداد الدین خا	ا
״	بسمل شیخ محمد زمان	״	۸۹	تپش محمد نظام علیخان	ا
۶۰	بسمل حاجی نصر اللہ خان	״	۹۰	تراب سید تراب شاہ	فا
״	بسمل ولی محمد خان	ف	״	تسکین میر حسین	ا
۶۱	بسمل محمد عبد العزیز خان	ا	۹۵	تسلیم کبیر خان	فا
״	بشیر خواجہ محمد بشیر	ف	״	تسلیم حاتم خان	ا
۶۳	بشیر محمد بشیر خان	ا	״	تسلیم شیخ امیر اللہ	״
״	بلخی محمد سیف الدین خان	ع	۹۷	تفضل تفضل حسین خان	״
۶۴	بلدیو چوبی بلدیو داس	ب	״	تمکین سید محمد نبی	״
۷۲	بلیغ قطب بخش عرف قطب الدولہ	ف		تمکین میرزا ابو القاسم	ف
۷۴	بندہ مولوی حفظ اللہ	ا	۹۸	تمیز سید علی حسن شاہ	ا
۷۵	بنسی چوبی بنسی دھر	ب	״	تمیز غلام احمد	״
״	بہار چھبیلی لال بہادر	ا	۹۹	تنہا نظام الدین خان	״
۷۶	بیتاب صاحبزادہ محمد عباس علیخان	ا	״	توکل سید عبد اللہ	ف

واضح ہو کہ بندگان حضور پر نور دام ملکہم واقبالہم کے دواوین سب مطبوع ہو کر مطبوع خلائق ہو چکی اور سب کا انتخاب اس تذکرے مین داخل ہوا ایک یہ غزل وقت تمامی طبع تذکرہ کے ارشاد ہوی لہذا رونق تذکرہ کے واسطے اس جگہ داخل کی گئی

قیامت ہے یہین گر تیری ابسمل ہو گئی
تو نوبت کی بھی کوئی دن اس کل انتہا ہو گی

ادھر بھی آگ کی یہ ہے اور اس سی ہی لگی
جو پہلو مین ہی آفت سی دل ہو گی

امید وفا بھی ہے یہ سب چاہتی سے ابھی
اگر تیری ہی صحبت کی بھی قابل ہو گی

اگر بیٹی کی بستی یہ ہے ذرا سی دیکھو
کہ دنیا مین بھی بستی ایسی بسمل ہو گی

وہ دن اور بسمل ہو کر ہے ذرا دیکھو ابھی
قیامت ہی بچے گی جس مین وقت کل ہو گی

تو بھی دیدی ہے رہ ہے تو کیا ہمنشینو ابھی
ہے کہ اس مین بھی وہ بیتاب ہو

عبث بحث کرتی ہو نواب انسی
یہ بت تو خدا سی بھی قائل نہو گی

هو المستعان و علیه التکلان
الحمد لله والمنة که این دُرِّ آبدار و لآلی شاهوار مسمی به
یادگار
انتخاب ۱۲۹۰
بتالیف شاعر اعجاز تقریر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر ادام الله فیضه
در تاج المطابع نیر شاهد طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سمند قلم پر شہسوار سخن کی تاکید ہی کہ میدان حمد الٰہی مین قدم اوٹھا اور تیغ زبان پر قوت
ناطقہ کی تہدید ہی کہ اس معرکے مین جوہر دکھا مگر یہ منزل ایسی کڑی ہی کہ دونون کو مشکل
پڑی ہی نہ اوس کا پانون نہ اس کا ہاتہ اوٹھ سکتا ہی اس عجز کو دیکھکر عقل حیران ہے
اور دل کو سکتا ہی کہ تحریر و تقریر کا تو یہ حال کہ نہ قلم کو لکھنے کی تاب نہ زبان کو
گویائی کی مجال پھر کیونکر وادی ناپید اکنار حمد تمام ہو جسکی ذات کی بدایت
صفات کی نہایت نہو کس طرح اوسکی ستایش کا سرانجام ہو الحق وہی باطن وہی
ظاہر ہی وہی اول وہی آخر ہی گفتگوی بیہودہ پا اوسکی ثنا کی گنجایش کہان پای قطع مین
دریا ذرہ بین صحرا کیونکر سمای عجب بارگاہ کبریائی ہی کہ وہان رسائی کا طریقہ
نارسائی ہی انسان ہمت ہار دی اور اس بازی کو جیت لی وادی معرفت سے الٰہی کی
ہونے کی یہی سبیل ہی اَلْعِجْزُ عَنِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ اسی پر دلیل ہے حمد الٰہی کی بعد
نعت حضرت رسالت پناہی کا مقام ہے کہ اسکی بغیر بہی ہر دفتہ ابتر اور ہر کلام
ناتمام ہے ترکیب بند مجموعۂ روزگار نی اوسی ترجیع بند بیاض وجود کی واسطے

قصیدہ کائنات کو نظم فرمایا اور ترجیع بخش آفرینش نے اوسی بیت الغزل دیوان
شہود کے لیے نقاط سبعہ سیارہ سے مثنوی ہفت پیکر افلاک کو انتخاب فرما کر
رتبہ بڑہایا مطلع کونین اوسیکی پرتو قامت موزون سے موزون ہی اور رباعی
عناصر اوسیکی فیض چار ابروسی سراپا مضمون ہی ہر مکتاب اوسی کی عشق مین
صوت آہ ہی اور ہر نقطہ انتخاب اوسی کی غم مین سینہ قرطاس پر داغ سیاہ ہی
ہر دائرہ حرف اوسی کی شوق مین چشم حیران ہی اور ہر سلسلہ سطر اوسی کی ہوا مین
زلف پریشان ہی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اوسی کی نامہ وجود سراپا جود کا
عنوان ہی اور وہی ذات پاک وفتر رسالت و نبوت کا پایان ہے اوسی کے مہر سے
بارجیم موجہ تسنیم ہی اور اوسی کی قہر سے گل جنت شعلہ جحیم ہے فلک اوس
آستان عالی پر سر بسجود ملک اوس بارگاہ والا مین محو درود قاب قوسین
اوس کمان دار کی تیر کا نشانہ ہی اور مَا عَرَفْنَاکَ اوس سراپا انکسار کی تواضع کا
مختصر ترانہ ہی کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ سی شان ازلیت ہویدا ہی اور لَا اُحْصِیْ سے
رنگ نبوت ہویدا ہی خاکی اوس نور سرمدی کی مرتبی کو پہچانی محال ہی انسان
اوس ملائک شیم کی رتبی کو جانے کیا مجال ہے ناچار درود نامحدود پر ختم
کرنا چاہیے اور اوس پیکر نور کی آل اطہار اور اصحاب ابرار خصوصا کارکنان ملک
شریعت پیشوایان راہ طریقت زور آوری مین فرد ہمت مین جوانمرد اَشِدَّآءُ
عَلَی الْکُفَّارِ اشجع روزگار چار بالش خلافت کی مسند نشین حضرات خلفای راشدین
یعنی خضر شاہراہ تحقیق امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق اور مزین منبر و محراب امیر المومنین
حضرت عمر ابن خطاب اور کامل الحیا قوی الایمان امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان
اور مظہر عجایب و غرایب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم
و رضوا عنہ پر رحمت کی درخواست کر کے گوہر ہای مقصود سے دامن بھرنا چاہیے اَللّٰھُمَّ صَلِّ

عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَشْیَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۞

حمد و نعت و منقبت کی بعد فقیر سراپا تقصیر امیر احمد مینائی متخلص بہ امیر ابن مولوی
کرم محمد مینائی لکھنوی متخلص بہ کرم غفر لہ اللہ القدیر عرض کرتا ہی کہ جب حکیم علی الاطلاق کو
باقتضای حکمت بالغہ کسی ملک کا آباد کرنا اور وہان کی رعیت کا دلشاد کرنا منظور ہوتا ہے
تو ایسی حاکم مصلحت کیش رئیس حکمت اندیش کو فرمان روا فرماتا ہی جسکی ذات فیض آیات
سی خلق کو نفع عام ہو اور جملہ امور جزئی و کلی اور تمام مشاغل دینی و دنیوی سی مقصود اصلی اوسکا
آسایش انام ہو ہماری عہد مین اس مضمون کا مصداق کامل وہ ذات کریم و رحیم و عادل و
باذل ہی فیض و کرم جود و ہمم حکمت و عدالت مروت و فتوت جسکی آب و گل مین داخل ہی
وجود سراپا جود دفتر موجودات مین انتخاب پرتو آفتاب فیض سی ذرہ ذرہ بہرہ یاب
رعیت اوسکی حفظ مین حوادث روزگار سی محفوظ خلقت اوسکی سایہ حمایت مین مقاصد دلخواہ
سی محظوظ دولت اوسکی بدولت ارجمند اقبال اوسکی پابوس سی سربلند نصرت و فیروزی
نقش قدم آیۂ فتح نقش علم اوسکی عہد سخاوت مین سیم و زر کو دست لئیم سے نجات اوسکے
دور نصفت مین ظلم و ستم کی جان سوز و آفات ذرہ اگر اوسکے سایہ تربیت مین جگہ پای
خورشید سی آنکھ لڑای قطرہ اگر منظور چشم رافت ہو جای موتی کو آنسو کی طرح آنکھ سی گرای
آفتاب اوسکی آستانی پر جبین فرسائی مہتاب اوسکی دروازی پر کاسہ گدائی
دور عالم اوس چراغ ہند کی تجلی سے فانوس شمع انصاف آئینہ آفتاب عکس رخسار
روشن کی فیض سی پا اوصاف طاق ابرو محراب دعا بارگاہ والا قبلہ ارباب تمنا فیض
عدالت سے ہر دل معمور ہے باز کی ٹوپی زیر پای عصفور ہے انصاف ذات بندگان عالی کا
تمام ہے گلگیر سے شمع کشتہ کا خونبہا لینا حضور ہی کا کام ہے وصف شیرین گفتاری
بندگان عالی اگر مد نظر ہو قلم فرط بالیدگی سے نیشکر ہو فیض عام خواص پر نہین مقصور ہے
بہار کی طرح خار و گل دونون کی پرورش منظور ہے جس مفلوک کا بیڑا پار اوتارا اوسنے

برنگ نگین آب زر مین غوطہ مارا عجب زمانۂ عدل وداد ہے کہ شہباز شاہین تراز و کبطرح تارک بیداد ہے وہ ضعیف نواز کہ اگر شرر کا طرفدار ہو جاے صرصر گرد پھر کر شرر کی حق مین حصار ہو جاے وہ غریب پرور کہ اگر ذرہ کی امداد فرمانی آفتاب اوسکو اپنی آنکہ کا تارا بناے گرگ اس عہد مین گوسفند کی نگہبانی کرتا ہے کبک شہباز کی محبت کا دم بھرتا ہے تاجدار افسر کی طرح گرد سر اقدس گھومتی ہین شہوا تخت کی صورت پای مبارک چومتے ہین سیاست کا یہ رنگ کہ بے حکم باغ مین پتا نہین ہلتا ہی ریاست کا یہ ڈہنگ کہ جو پھول کہلتا ہے شگفتہ ہو ہو کر بلبل سی ملتا ہی اشعار

حبذا حاکم انصاف و عدالت گستر
منبع جود و سخا زیب دہ علم و ہنر

صاحب سیف و قلم اوج دہ طبل و علم
معدلت کیش حق اندیش رعیت پرور

مرجع خلق خدا مبدء الطاف و کرم
افسر تاجوران حامی ارباب ہنر

مرکز علم و یقین حامی دین ظل الہ
عرش ایوان و ملک فوج و سلیمان افسر

نقش پا تاج شرف بھر سر چرخ بلند
خاک پا سرمۂ بینائی چشم اختر

حکم اوسکا جو حفاظت کی سپر پیش کری
عود آتش مین سلامت رہی پانی مین شرر

جس چمن مین نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چلی
شاخ ارہ ہو درختون کی لیی برگ تبر

پرتو مہر سی اوسکی ہوز مین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اوسکی ہو فلک خاکستر

چرخ کہتی ہین جسی ہی در دولت کی زمین
عرش کہتی ہین جسی لوگ وہ ہی کرسی در

دست ہمت نی یہ تقسیم کیا مال جہان
لعل کہسار مین باقی ہین نہ دریا مین گہر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذات سے علی مصدر

وہ کرہی مہر تو فرمان قضا ہو جاری
دستخط اوسکی ہی طغرای منشور ظفر

ذرہ صحرای عنایت کا ہی ربع مسکون
قطرہ دریای لطافت کا ہی چرخ اخضر

صاحب تخت جو رکہتا ہی جدائی اوس سے
شکل طاوس جدا سر سی ہی اوسکی افسر

ابھی کرنی نگین دیندار پرستش اوسکی
بت جو سنگ در عالی سی تراشی آذر

بخشش عام کی توصیف ہی دریا دریا
ہمت خاص کا آوازہ ہی کشور کشور

دست ہمت مری ممدوح کی ہین دو چشمے
اسکو کہتی ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر

اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
تابش برق کی جا ابر سی ہو بارش زر

سایہ قد مین ہی آرام سی سب خلق خدا
ہی علمدار کی ہمراہ یہ سارا لشکر

وہ علمدار کون فرمان روای کشور برتری طغرای صحیفہ سروری گوہر دریای تاجداری افسر فرق بختیاری محی مراسم عدل و داد ماحی آثار ظلم و بیداد مسند آرای قصر جاہ و جلال چمن پیرای گلشن دولت و اقبال نہال نورس گلستان بیمثالی گل ہمیشہ بہار حدیقہ فرخندہ فالی مہر سپہر بلند نامی بدر آسمان عالی مقامی ابر دریا بار بخشش و کرم بحر زخار فیض و ہمم نور دیدہ سعادت سرور سینہ رشادت سکندر شوکت دارا حشمت حاتم سخاوت رستم شجاعت کسری ایوان افراسیاب توان فریدون فر جمشید افسر عرش اقتدار کرسی مدار سپہر سریر عطارد دبیر ہلال کمان شہاب سنان خورشید علم مریخ حشم عالیجناب شرف انتساب گردون قباب قمر رکاب حضرت حاجی حرمین شریفین زائر روضہ شہنشاہ نجف نشین والا خطاب معلی القاب جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر مشیر قیصرہ ہند فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلای ستارہ ہند خلد اللہ عمرہ جلالہ ومد علی کافۃ الرعیۃ ظلالہ فیض عام بندگان حضور نی دارالریاست مین دارالسلطنۃ کا عالم دکھایا وہ ساز و سامان جمع فرمایا کہ سلطنتونکا رنگ مٹایا سیاحان جہانگرد کا بیان ہی کہ جیسا مجمع ارباب کمال یہان ہی کہین نہین ہی جس فن جس علم کا کامل ڈھونڈھیی یہین ہی ہر طرح کی ذی جوہر اہل ہنر کی قدر و منزلت ہی اکابر و عمائد دربار دربار مین حاضر علما و حکما و اتقیا سی صحبت ہی طبقہ شعرای بلند نام بھی زیر دامان عاطفت و پرورش

محو آرام ہی جو ہر شناسی و قدر افزائی سی محسود خاص و عام ہی ایک دن بندگان حضور کو
خیال آیا کہ ایک تذکرہ شعرای ماضی و حال کا ایسا تیار ہو کہ اوس سی خاص اس
دار الریاست کی متوطن اور متوسل شاعرون کی مختصر کیفیت سخنگوئی کی حقیقت نقش صفحۂ
روزگار ہو اسی ضمن مین اعزاز اس ہیچمدان کا بھی منظور ہوا لہذا یہ ہیچمیرز اس خدمت پر مامور ہوا اور محض باقتضای
عطوفت خسروانی آغاز سی انجام تک برابر حضور نی التفات فرمایا تب یہ تذکرہ ایک سال مین تمامی پر آیا
اگر ناخن امداد حضور گرہ کشائی نفرماتا ممکن نتہا کہ ایسا تذکرہ جامع جسمین راست راست بی کم و کاست
عن عن واقعات تاریخی مین ترتیب پاتا اس مہم کا سر انجام ہونا محض نتیجہ توجہ سرکار ابد قرار ہی
اس بی حقیقت کی سعی مانند حرکت خامہ بدست نامہ نگار ہی حق یہ ہی کہ بندگان عالی نے
صدہا اموات بی نام و نشان کو زندہ فرمایا ہی درحقیقت اعجاز مسیحائی دکہایا ہی کہ جو
تا قیامت نام نیک اونکا زینت لوح روزگار اور کلام منتخب ہر ایک کا مشہور جوار دیار ہیگا

قطعہ تاریخ

فرد و ای اہل سخن لکہا گیا تذکرہ — جسکا ایک ایک شعر موتی کیطرح ہی آبدار
عاشقانہ شعر چن چن کر کیے ہین مندرج — فرد فرد اس منتخب مین ہی فرید روزگار
غیر ممکن تہا کہ ہو سکتا یہ مجہسی التزام — گر نہوتا التفات خسرو عالی وقار
اس اضافت سی یہ سارا تذکرہ ہی منتخب — ورنہ کیا میری حقیقت کیا ہی میرا اعتبار
انکشاف سال ہجری ہو اگر مد نظر — نام تاریخی ہی اسکا انتخاب یادگار

۱۲۹۰

مخفی نرہے کہ چونکہ یہ تذکرہ حسب الحکم بندگان حضور مرتب ہوا ہی اور جتنا مادہ
تالیف ہے سب نم ابر فیض و قطرۂ دریای ارشاد والا ہے لہذا واجب ہے
کہ ذکر اسلاف کرام و آبا و اجداد فلک مقام بندگان حضور تاج سر کتاب ہو
اور اگرچہ بعض حضرات ممدوح نی بسبب کثرت مشاغل نظم مملکت و ریاست باوجود قدرت
وجودت طبع سر زمین سخن مین قدم نہین رکہا لیکن کچہ کچہ حال تاریخی سبکا تذکری کے

رونق دوبالا ہونے کی واسطے انتخاب ہو پس راقم الحروف نے اس تذکرے کو دو طبقوں پر تقسیم کیا طبقہ اول مین والیان ملک کا ذکر خیر بترتیب زمانہ حکومت و ریاست زیب افزای ناصیۂ کتاب ہے اور طبقہ ثانی مین بترتیب حروف تہجی اور شاعرونکا حال مختصر اور کلام انتخاب ہے اور خاندان عالیشان ریاست کے سخندان بلفظ صاحبزادہ تعبیر کیے گئے ہین اور مجموع شعرا اس تذکرے مین چارسو دس ہین اور چونکہ اس تذکرہ مین عربی فارسی اردو بھاکا چارون زبانونکے شاعر ہین اور بعض اہل سخن کئی زبانون کی شاعری سے ماہر ہین اور ان امور کی طرف بھی اشعار منظور کرکے لہذا فہرست مین اونکے اسما کے ساتھ عربی کی علامت ع اور فارسی کی علامت ف اور اردو کی علامت ا اور بھاکا کی علامت ب اور فارسی عربی کی علامت فع اور فارسی اردو کی علامت فا اور فارسی اردو بھاکا کی علامت فبا اور اردو بھاکا کی علامت با مقرر کی ہے اور مخفی نرہے کہ جو سخنور دو زبانون کی شاعر ہین اور دونون زبانون مین تخلص اونکے مختلف ہین تو وہ دونون تخلص باعتبار حروف تہجی اپنے اپنے محل پر لکھے گئے ہین جیسے عنبر شاہ خان کہ فارسی مین عنبر اور اردو مین آشفتہ تخلص کرتے ہین تو حرف الف مین آشفتہ اور حرف عین مین عنبر لکھا گیا ہے اور ہر شاعر کی استاد کا نام اور مقدار عمر اور ولدیت اور درصورت متوفی ہونے کی تاریخ وماہ وسال رحلت لکھنے کا اس تذکرہ مین التزام کیا ہے اور جہان کوئی امر با وصف تفحص معلوم نہوا بمجبوری چھوڑ دیا خصوصًا وہ شعرا جنکا نام تذکرون مین دیکھکر لکھا وہان یہ التزام نہین رہا بلکہ اون مین کمین صرف تخلص ہی نام تک نہین جیسے حرف رای مہملہ مین رضا اور جو شاعر خاص دار الریاستہ کے متوطن ہین تو اس لحاظ سے کہ یہ تذکرہ موضوع اونہین کی ذکر کی واسطے ہوا ہے اونکی سکونت کی طرف اشارہ نہین اور جو مضافات دار الریاستہ کے رہنے والے ہین یا ساکن دہلی و لکھنو وغیرہ ممالک غیر ہین اور بسبب نوکری و وظیفہ خواری کی اونکا ذکر درج تذکرہ ہے اونکی مقامات سکونت کا نام لکھدیا ہے اور مخفی نرہے کہ اس تذکرے مین جو کلام داخل ہوا ہے مختلف طریقون سے ملا ہے جن شاعرون کی

دیوان ہاتھ آئی اونکی دیوان منتخب کیی اور جن کی دیوان نپای اونکی اشعار معاصرین سے
طلب کیی بعض اساتذہ نی اپنی تلامذہ کی اشعار بہجوادیی اور بعض تلامذہ نی اپنی استادونکی
شعر لکھوادیی کسی سخندان نی کسی شاعر کی شعر اپنی یاد پر لکھدیی پس ایسی صورت مین احتمال اگر
کہین دھوکا ہوگیا ہو کہ کسی کی شعر کسیکی نام سی اس تذکری مین مندرج ہوگئی ہون لہذا
ناظرین سی امید ہی کہ جہان ایسا فتور ملاحظہ فرمائین مولف کو معذور سمجھکر الزام سی بچائین اور جہ
کبھی اس روضہ ریاحین کی نظارے سی حظ اوٹھائین بندگان عالی کی حق مین دعای خیر خصوصا
ترقی اقبال و دولت و افزائش جاہ و حشمت وصحت جسمانی و آسائش روحانی کی و اسطی دعا
فرمائین الہی جب تک یہ دفتر کائنات برقرار رہی یہ سلطان عیسی نفس شاہد مقاصد دارین سے
ہمکنار رہے ع این دعا از من و از جملہ خلق خدا آمین باد

ذکر خیر جناب مستطاب نواب علی محمد خانصاحب بہادر طاب ثراہ

انتخاب مجموعہ قضا و قدر مقدمۂ جنود فتح و ظفر بدر سمای مرحمت گستری شہ فلک بزرگی و برتری
مفتاح ابواب جاہ و حشمت مصباح محراب دولت و ثروت مرکز دائرہ شوکت و اجلال محیط بسیط
عز و اقبال اولین اریکہ آرای بارگاہ جہانداری پناہ مویدمن اللہ جناب مستطاب معلی القاب
نواب علی محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ خلف رشید جناب سید لا دلا ور علی
فرزند سعید جناب سید یعقوب علی پسر نیک اختر جناب سید دلدار علی حیدری ابن سید یونس
ابن سید محمد طاہر ثانی خلف سید خواجہ غیاث الدین احمد ابن سید محمد نجم الدین طاہر ولد خواجہ
عبد العزیز ابن سید ادریس ابو المعالی خلف خواجہ ابراہیم فرزند ارجمند حضرت مرجع خاص و
عام امام موسی کاظم علیہ السلام ولد امجد حضرت امام ہمام جعفر صادق علیہ السلام خلف ارشد
مقتدای انام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ولد اسعد پیشوای جماعت ارباب احترام حضرت
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام خلف الرشید سید الشہدا نور چشم فاطمۃ الزہرا

عرش مسکن ولاہوت مقام حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند دلبند مظہر العجایب والغرایب
حضرت علی ابن ابی طالب زوج خاتون ہر دو سرا حضرت فاطمۃ الزہرا قرۃ العین شفیع
المذنبین خاتم النبیین شمع سالکین مصباح العاشقین مراد المشتاقین شاہنشہ انبیا شافع
روز جزا حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وعترتہ وذریاتہ واشیاعہ اجمعین
واضح ہو کہ نواب خورشید کلاہ انجم سپاہ کی واقعات سی کتاب تاریخ فرح بخش مشہور بہ تاریخ
فاغنہ مرتبہ منشی شیو پرشاد اور تاریخ مولفہ خواجہ محمد شیر صاحب مودودی چشتی وغیرہما معمور ہین
اور معارک عظیمہ فتح وظفر اور وقایع فیاضی وقدرشناسی ارباب جوہر واہل ہنر تمام عالم
مین مشہور ہین اگر وہ سب حالات بشرح وبسط لکھی جاوین تو ایک کتاب مبسوط ہو جاوی
اور تذکرہ تاریخ کا رنگ دکہاوی لہذا تیمنا وتبرکا آگاہی ناظرین کی واسطی یکی از ہزار اور اندکی
از بسیار بکمال اختصار زیب صفحہ تحریر ہوتا ہی کہ عہد ابو النصر قطب الدین محمد معظم شاہ عالم
بہادر خلف بزرگ حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ انار اللہ برہانہما مین سردار داود خان
ابن شاہ عالم خان ابن محمود خان ابن شہاب الدین خان متوطن ملک روہ مضاف کوہستان
کابل نی ہندوستان مین آکر سواد فرحت بنیاد کٹہیر مین اقامت اختیار کی اور زمانہ قلیل مین
بلند حوصلگی اور اولو العزمی سی جمعیت بہم پہنچا کر بتدریج رونق پائی الجبار شدت عسر سی
فوج ہمراہی سردار موصوف بہت تنگ آئی اور جلادت فطری وجسارت ذاتی سی جانبازی کی
کمر باندہی موضع بانگوی متعلق پرگنہ کابر تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مین معرکہ جدال وقتال عظیم واقع
ہوا یہ مقام عموماً شرفا ونجبا کا مسکن اور خصوصاً سادات کرام کا موطن تہا ہنگام کارزار کچہ
لوگ تو وہاں کی فرار ہو گئی باقی سب مقتول ہوی جب بازار حرب وضرب سرد ہو چکا
سردار داود خان نی ایک طفل خرد سال صاحب حسن وجمال ایک مکان مین دیکہا جسکی
پیشانی سے آثار رشد وسعادت پیدا ہین اور علامات اقبال ودولت ہویدا ہین
اوس پیکر سطوت وشوکت کو آغوش مین اوٹہا لیا اور اوس نور دیدہ اقبال چراغ خانہ

شوکت و اجلال سے پوچھا کہ صاحبزادی تمہارا نام کیا ہے اونہون نی محمد علی نام بتایا
سردار موصوف نی اپنا فرزند ارجمند قرار دیکر علی محمد خان نام رکھا اور مربیانہ
تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا چونکہ اصل نطرت مین طبع عالی سب فنون سی مناسب واقع
ہوئی تھی علوم و دانشوری مین طاق اور شہسواری تیر اندازی وغیرہ جملہ فنون سپاہگری مین
شہرۂ آفاق ہوگئی سلم و زاہدین تک تحصیل کتب درسیہ کی بھی نوبت آئی دس بارہ برس کی عمر مین
اکثر علوم مین قدرت کامل بہم پہنچائی ترقی اقبال بصورت یون نظر آنی لگی کہ جب سی آپ کنار
عاطفت و پرورش مین آئی سردار داود خان کی جمعیت و شوکت روز افزون ہونی لگی
ولایت تک انکی سرداری کا شہرہ پہنچا اور اکثر ولایتی اگر فرمان پذیر ہوی حافظ رحمت خان
اور دوندیخان اور بخشی سردار خان اور فتح خان خانسامان اور نجیب خان اور صدر خان
کال زیی ناموران افغانستان انیس و ندیم ہوی اوسی زمانی مین مدار اسہای زمیندار کو
بعض شرکای زمینداری سی مخالفت پیش آئی اور بسبب قوی ہونی متقابل کی سردار
داود خان سی رجوع کی اور باعانت سردار موصوف حریف پر فتح پائی اور بمت منت
پذیری سے تحائف و نقود معقول پیشکش کیی رفتہ رفتہ آوازۂ اقتدار ایسا بلند ہوا
کہ راجہ کوہ کماون نی سردار داود خان کو مع تمام لشکر ہمرکاب بشاہرہ بیش قرار نوکر رکھکر
اپنا سپہ سالار کیا جب فرمان سلطانی استیصال راجہ مذکور کی واسطی محمد عظمت اللہ خان ناظم
کشہر کی نام صادر ہوا اور ناظم مذکور نی راجہ پر لشکر کشی کی اور راجہ کو شکست ہوی تو یہ گمان
ہوا کہ بوجہ موافقت معنوی کی جو عظمت اللہ خان کی ساتھ تھی سردار داود خان نی لڑائی مین
تن دہی نہ کی اس گمان سے بعد شکست کی رسم ظاہری تو سردار موصوف کی تنخواہ بدستور جاری
رکھی مگر گھات مین رہا کہ وقت پاکر عوض لیجیی اور کسیطرح قابو مین لاکر قتل کیجیی آخر یہی اتفاق
ہوا کہ سردار موصوف کو بحیلہ عطای تنخواہ پہاڑ پر بلاکر قید کرلیا اور بعقوبات شدیدہ قتل کیا
اوس زمانی مین سردار موصوف کی فوج آزمودہ کار مین ہیگین تین سو پیادی اور سوار

ازروی شمار تھی اور نواب غفران مآب مویدمن اللہ کو چودہوان سال شروع ہوا تہا
ازانجاکہ امداد غیبی ہمت بلند کی ساتہ شریک تہی باتفاق آرای جملہ سرداران لشکر
صدرآرای چارپالش حکومت و سروری ہوی اور شان وشکوہ حشمت وشوکت روزبروز
بڑہنی لگی عظمت اللہ خان ناظم سی توموافقت قدیم تھی اس وجہ سی اکثر محالات ملک
شاہی بصیغہ مالگذاری قبض وتصرف نواب معلی القاب مین رہا کرتی تھی اوسی زمانی مین
علاقہ معظم نگر عرف سونہ جو آنوی سی جانب غرب دوکوس کی فاصلی پر واقع ہے اور
عمدۃ الملک امیرخان بہادر مصاحب سلطانی کی جاگیر مین تہا اوسکی انتظام کی لیی ایک
خواجہ سرا عمدۃ الملک کی طرف سی مقرر ہوا اور اوسنی بمقتضای شرارت ذاتی نواب
اقبال پناہ سی چہیڑچہاڑ شروع کی اور عظمت اللہ خان ناظم کی بیجا شکایتین بادشاہ کو
یہان تک لکہین کہ وہ عہدہ نظامت سی معزول اور یہ خواجہ سرا بجای ناظم موصوف
مامور ہوا اور نواب موید من اللہ سی پرخاش پر کمر باندہی نواب ممدوح ہمیشہ طرح دیا کیی
مگر اودہر سی خلش ہای بیجا کو افزایش تھی تا اینکہ نوبت بمقابلہ ومقاتلہ آئی اودہر خواجہ سرانی
لشکر سلطانی کو آمادہ پیکار کیا ادہر نواب موصوف نی دلاوران خون آشام اور بہادران بلند نام کو
ہوشیار کیا ایک شب اوٹہکر اوس لشکر پر ایسا شبخون مارا کہ سیکڑون آشنایان بحر دغا کو اجل کی
گہاٹ اوتارا سرداران نامآور ان فوج سلطانی اس سانحہ ناگہانی کو بلای آسمانی جانکر
مفرور ہوی خواجہ سرا اور اوسکی اکثر سرداران لشکر مقہور ہوی شجاعت نواب موید من اللہ
کی چارسمت سی پکار ہوئی علاقہ جاگیر پر بھی تصرف پایا پرچم علم بصورت فتح آشکار ہوئی جب
یہ خبر بادشاہ کو پہنچی دستور معظم اعتماد الدولہ نواب قمرالدینخان بہادر نی خبث باطنی
خواجہ سرای مقتول کو بادشاہ کی ذہن نشین کرکی مزاج اقدس سلطانی کو نواب ممدوح
کیطرف سی صاف کردیا پہر محمد معین الدینخان خلف عظمت اللہ خان ناظم عہدہ نظامت پر
مامور ہوکر آی اوسی زمانی مین سادات بارہہ سیف الدین علیخان وغیرہ نی بادشاہ کی اطاعت

سی انحراف کیا اور عظیم اللہ خان فوج سلطانی لیکر تدارک پر مامور ہوی تو نواب وزیر الممالک
قمر الدینخان بہادر فی بحکم بادشاہ فرمان سلطانی نواب موید من اللہ کی نام پر اس مضمون کا
بھجوایا کہ تم بھی سردار عظیم اللہ خان کی کمک کو جاؤ سرکشونکو انحراف کا ذائقہ چکھاؤ نواب ممدوح
اس خدمت کی سپرد ہونیسی نہایت شاد ہوی اور اپنی فوج ساتھ لیکر فورًا کوچ کر دیا پہلے
لڑائی اون منحرفین سے انہین کی ساتھ واقع ہوئی اقبال تو نواب ممدوح کی لشکر کا ہراول
تھا تھوڑی زمانی مین وہ جماعت مخالف قتل و تاراج ہو گئی اور نواب اقبال پناہ مظفر و منصور
اودہر سے پھر کر آنولی تشریف لای اور سردار دوندی خان کو مع نذر شایان و پیشکش
فراوان بارگاہ سلطانی کی طرف بھیجا وہان سی بائیس پارچی کا خلعت فاخرہ مع ملبوس
خاص بادشاہی کہ آج تک اس سرکار ذی اقتدار مین موجود ہی با نوبت و نقارہ اور علم و
قبہ ہای زرین اور نکسال بصحابت دوندی خان عطا ہوا اور خطاب **نواب علی محمد خان**
بہادر فدوی محمد شاہ بادشاہ غازی اور منصب پنجہزاری ذات سی رتبہ نواب ممدوح
دوبالا ہوا اب عمدۃ الملک امیر خان نی نواب صفدر جنگ وغیرہ ارکین شاہی کو موافق
کر کی علی الرغم نواب قمر الدین خان بہادر وزیر اعظم کی راجہ ہرنند سنگہ کو اس ملک کی نظامت
دلوائی اور وہ با حشم فراوان و لشکر گران ابتداسی بقصد پرخاش نواب موید من اللہ یہان
پہنچا اور طرح طرح کی خلشین محتشم الیہ سے شروع کین کہ آخر کار جدال و قتال کی نوبت آئی
تیغزنی نی رزمگاہ مین قیامت کی صورت دکھائی پہلی تو تیر و تفنگ سی سوال و جواب ہوا کیے
مگر نواب ممدوح کو تاب کہان تھی لشکر ظفر موج کو ساتھ لیکر فوج سلطانی مین گھس پڑے تلوار سے
بجلیان کوندنی لگین خون کی دریا بہگئی ہزارہا آدمی تیغ کی آنچ سی خاک سیاہ ہو کر رہگئی
ہرنند سنگہ بھی اپنی سردارون کی ساتھ کہ دلیر خان بھی اونہین مین تھا زیر تیغ آبدار ہوا اسباب
بی انتہا سامان بیشمار دستبرد غازیان ظفر شعار ہوا اس معرکہ قدرت نمای حق سی عمدۃ الملک
وغیرہ جو نواب ممدوح کی مخالف تھی خجل ہوی سب بدگو غماز کینہ جو منفعل ہوی نواب

قمرالدین خان بہادر نی بموجب حکم بادشاہ کی معین الملک اپنی بڑی بیٹی کو با فوج کثیر ظاہر مین
تو واسطی انتقام و مقابلہ نواب موید من اللہ کی روانہ کیا مگر باطناً اوس سی اشارۃً اصلاح
کر دیا کہ وہ آئی اور بعد قیل و قال و گرمی و نرمی صلحنامہ تحریر ہوا لشکر سلطانی پھر گیا
اور فساد جاتا رہا اب کشمیر مین اختر طالع و اقبال نواب موید من اللہ خوب چمکا اور بالاستقلال
حکومت ہو گئی راجہ کوہ کماؤن سی پاداش قتل سردار داود خان مغفور کا خیال نواب موید
من اللہ کی دل مین ہمیشہ نشتر زن رہتا تھا اب کہ اختیار و اقتدار و حکومت و حشمت نی آب و
تاب پائی تو نواب ممدوح نی فوج جرار لیکر کوہ کماؤن کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی
اور تدابیر صائبہ باوجود دشواریہای شوارع بالای کوہ رونق افزا ہوئی یہ سنتی ہی
راجہ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اپنی مسکن سی بھاگ کر دوسری پہاڑ پر چلدیا اور وہان سے
بکمال معذرت نقد و جنس فراوان پیشکش بھیجکر قصور کی معافی چاہی اعلیٰ حضرت نی یہ بات
مقبول و منظور فرمائی اور جان بخشی کر کی مظفر و منصور مراجعت کی تمام ملک کشمیر کا
حضرت ممدوح کی تصرف مین آگیا مگر سرکار شاہی مین سوای وزیر اعظم نواب قمرالدین خان
بہادر کی کل ارکان دولت سلطانی نواب موید من اللہ سی مخالفت رکھتی تھی اور اس فکر مین
رہتی تھی کہ کسی طرح مورد قہر سلطانی کرین بادشاہ کی مزاج کو برہم کرتی کرتی یہانتک
مکدر کر دیا کہ حضرت محمد شاہ نی بتحریک نواب صفدر جنگ عساکر قاہرہ لیکر بذات خاص
کشمیر کی طرف کوچ فرمایا نواب ممدوح نی جب یہ خبر پائی دس ہزار ہمراہیونکی
ساتہ آنولی کی قلعی مین جسکا نام بنگدہ ہی تشریف فرما ہوئی اور باقی فوج ہیبت لشکر سلطانی سی
متفرق و پریشان ہو گئی لشکر شاہی چند روز قلعی کو محاصرہ کیی رہا نواب موید من اللہ جب قلعہ بند
ہونی سی تنگ آگئی ارادہ کیا کہ مع ہمراہیان جانباز قلعی سی نکلکر رنگ جانبازی و شجاعت دکھائی
یہ خبر جو ارکان سلطنت اور سرداران لشکر شاہی کو پہنچی سب بر سر حساب آئی اور خیال کیا
کہ انجام اس معرکہ آرائی کا اچھا نہین بتوسط وزیر اعظم صلح کی صلاح قرار پائی اور یہ مشورہ ٹھہرا

کہ نواب سوید من اللہ سرکار شاہی مین معذرت خواہ ہون اور ملک کٹھیر کی ہاتہ اوٹہا کر
ہمراہ لشکر شاہی دار الخلافہ کو چلین نواب ممدوح نی بہی بخیال بعض مصالح اسباب کو منظور کیا
اور ہمرکاب لشکر سلطانی شاہ جہان آباد تشریف لیگئی فارس معرکہ ایالت و شہریاری
حارس خطہ معدلت و جہانداری نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر اور مطلع انوار جہان کشائی
مخزن اسرار عالم آرائی جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر دونون فرزند دلبند بہی
ہمراہ تہی مگر اور ساری فوج و سرداران افاغنہ نی بہمراہی سردار حافظ رحمت خان و دوندی خان
و فتح خان خانسامان وغیرہ قادر چوک مین اقامت اختیار کی اور نوباوہ گلشن جہانبانی نونہال
حدیقہ کشورستانی نواب محمد سعد اللہ خان صاحب بہادر خلف نواب ممدوح اپنی اوزیرین بہایون بہی
ساتہ آنولی مین جلوہ افروز رہی اب اقبال مندی اعلی حضرت دیکہا چاہیی کہ اوس زمانی مین
ملک سرہند کی اکثر راجون نی اپنی تعلقون پر بڑی قلعی مضبوط دشوار گذار بنا کر بقوت قلعہ و سپاہ
بادشاہ سی انحراف کیا جو ناظم مامور ہو کر جاتا ناکام و خجل ہو کر پہر آتا بادشاہ اور اعیان سلطنت
سب حیران کار رہا کرتی کوئی تدبیر اون سرکشون کی سزادہی کی نہ بن پڑتی وزیر اعظم
قمر الدین خان نی بادشاہ سی عرض کی کہ نواب علی محمد خان بہادر کو اس مہم پر مامور کرنا مناسب ہی
کہ وہ اپنا لشکر لیکر جائین اور سرکشونکو منکوب و مغلوب کر کی سزا کو پہنچائین جب وہ لشکر
اپنا ہمراہ لیکر اودہر جائینگی تو ملک کٹھیر کا دغدغہ نرہیگا پہر اگر بہادری سے کام بنا دیا
تو جیسا اوسوقت مناسب ہوگا ویسا انکی ساتہ سلوک عمل مین آئیگا اور اگر اون سرکشون کی
ہاتہ سی یہ جمعیت پریشان ہوگئی تب بہی ملک کٹھیر کا خلش سی پاک ہو جائیگا یہ بات کل ارکین
دولت اور بادشاہ کو پسند آئی حکم ہوا کہ نواب محمد فیض اللہ خان بہادر اور نواب محمد عبد اللہ خان دونیکا
دونون فرزند نواب ممدوح یہین رہین اور نواب ممدوح اس کام پر مامور ہون الغرض نواب
ممدوح نی قبول کیا اور مخلع ہو کر قادر چوک سی اپنی کل لشکر کو ساتہ لیکر پہلی رائی پور کی قلعی پر پہنچے
اور بکمال حسن تدبیر و شجاعت قلعی مین داخل ہو کر الہیا وغیرہ سرکشون کو کہ بڑی نامی سکہ تہی تہ تیغ آبدار

گیا اور سامان و اسباب بی انتہا اوس قلعی سی ہاتہ آیا اودہر سی فارغ ہوکر قلعہ کوٹ کلاپر گئے
وہان کا حاکم سردار رای کلا نام نہایت شورہ پشت تہا دوڑ ماری اور سر سواری ایک جانب
سی قلعی پر چڑہ گئی اور دو طرف سی دو سردارون نی دروازہ قلعی کا کہول دیا کہ سارا لشکر
قلعی مین در آیا خدا کی قدرت سی وہان بہی فتحیاب ہوی اور غنائم فراوان ہاتہ آئی اطراف و جوانب کی زمینداران
اطراف و جوانب بہی کچہ تنبیہ پاکر مطیع و فرمان پذیر ہوی اور سب نی عذر خواہی اور استعفای
جرم کمر باندہی اور بسبب حسن تدبیر اور شجاعت نواب مؤید من اللہ کی ایسا انتظام اوس ملک کا ہو گیا
کہ پہر کسی نی جادہ اطاعت سلطانی سی قدم آگی نہ بڑہایا نواب ممدوح الالقاب نی بعد ان فتوحون کی
معاودت فرمائی اور پہر آگر کیتہر پہ قبض و تصرف پایا یہ مجمل حال معرکہ آرائی نواب معلی القاب تہا جو
بطور فہرست قلم بند ہوا ورنہ بہتر معرکی چہوٹی بڑی اعلی حضرت نی سر کیی ہین اور ہزارون سرہنگ و
سرکش بزور شجاعت زیر و زبر کیی ہین امداد غیبی سی فتح و ظفر ہمیشہ جلو دارون کی طرح ہمرکاب رہتے
اور نصرت و فیروزی مدام چتر بردارون کی صورت ہمراہ نواب مستغنی عن الالقاب تہی کہ جملہ معارک مین
آگی سمند جلادت شعار کا قدم تمام لشکر جرار سی آگی بڑہا رہا اور چرکا تک بدن اقدس پر نہ آیا اور جو معرکہ عظیم پیش آیا بہ بدولت بنفس نفیس ہوا
اور علاوہ اس صفت شجاعت و مردانگی اور جسارت و فرزانگی کی اور فضائل سی بہی حضرت کی ذات
بابرکات مجلی تہی فیاضی کا یہ عالم کہ جسنی اوس بارگاہ عالی مین رجوع کی بہرہ ور ہوا ذری سی آفتاب
اور قطری سی گہر ہوا ایکدن پچپن ہاتہی مع ہودج ہای سیمین کہ غنیمت مین آئی تہی بخشی سردار خان کو
عطا فرمای المختصر جناب معلی القاب بڑی عالی نظر والا گہر قدردان جوہر و ہنر تہی انندرام مخلص نی
بن گدہ کی لڑائی مین لکہا ہی کہ حضرت میانہ قد سفید پوست شگفتہ رو کشادہ پیشانی صاحب دل و جگر
تہی جناب حضرت سپہر منزلت والا جناب فلک قدرت جناب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ طاب ثراہ کی زبان فیض ترجمان سی
روایت ہی گیارہ سو اٹہارہ ہجری سال ولادت اعلی حضرت ہی عمر شریف کل چالیس برس کی
ہوئی چودہ برس کی سن سی قدم ہمت بڑہایا تیئس ٢٣ برس سرداری و سروری کا مزہ اوٹہایا سعدلت
مین نوشیروان کہلای ہمت مین حاتم و برامکہ کی نقش مٹای ورع و تقوی کا یہ حال تہا کہ قالب شریف مین

نفس ملکی کیسی تو بجا ہی اکابر دین متین کا ہمصفات جانی تو روا ہی کبھی تہجد و اشراق کی نماز قضا
نہین ہوئی واجبات و سنن کا کیا ذکر ترک اولی کا اتفاق بھی نہین ہوا تا وقت اخیر تسبیح ہاتہ سے
نہین چھوٹی سلسلہ علیہ قادریہ مین بیعت تہی سبحان اللہ کیا ذات بابرکت تہی المختصر گیارہ سو باسٹہ
ہجری مین ماہ شوال کی تیسری تاریخ مستسقی ہوکر اس جہان فانی کی حکومت سی ہاتہ اوٹہایا دار الجنان
مین مسند رحمت ایزدی پر جلوس فرمایا آنولہ کہ اوس زمانی مین شہر عظیم الشان تہا قوم قوم کے محلے
جدا جدا تہی اور سترہ سو مسجدین جمعہ و جماعت سی آباد تہین وہان حضرت کا مدفن ہوا بعد انتقال
اعلی حضرت اسّی ہزار پیادی اور بیس ہزار سوار مجموع ایک لاکہ فوج مرتب تہی اور تین کروڑ روپیہ
نقد خزانی مین جمع تہا اور آمدنی ملک کٹیہر کی علاوہ آمدنی سرہند وغیرہ ملک پنجاب کے جو فتح فرمایا تہا
ایک کروڑ سولہا لاکہ روپی تہے خانزادی کاظم خان متخلص بہ شیدا نی ہی ہی افغان مادہ تاریخ کہا

ذکر خیر ناہج مناہج دولت و اقبال عالج معارج جاہ و جلال والاجناب عالی کا نواب محمد سعد اللہ خانصاحب بہادر

فرزند سوم جناب مستطاب عرش قباب نواب
علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان انار اللہ برہانہ تہا مخفی نرہے کہ جب اعلی حضرت خلد مکان ملک
سرہند کو سرکشون اور سرہنگون کی فتنہ انگیزی سی پاک فرما چکی اور اوس خار زار فتن و فساد کو
آبیاری شمشیر آبدار سی رشک گلزار بنا چکی اوسی زمانی مین احمد شاہ ابدالی بعزم تسخیر ہندوستان
لاہور مین وارد ہوا اور پیشگاہ خلافت و جہانبانی حضرت محمد شاہ بادشاہ سی شاہزادہ احمد شاہ
ولیعہد ہمراہی وزیر السلطنہ نواب اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر و صفدر جنگ و ذو الفقار جنگ
و فیروز جنگ و عمدۃ الملک وغیرہ امرای عالی تبار اور راجہ ایسری سنگہ بن جی سنگہ سوائی اور
رام سنگہ بن اجیت سنگہ وغیرہ راجہای نامدار احمد شاہ ابدالی سی مقابلی پر مامور ہوی اعتماد الدولہ بہادر نی
شاہ جہان آباد سی روانگی کی وقت دونون صاحبزادگان بلند اقبال صدر آرای چار بالش فضل و کمال
جناب نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر اور جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر کو بسبب وفور
محبت کی اپنی ذات سی جدا رکھنا گوارا نکیا اور اس سفر مین بہی اپنی ساتہ لیا سرہند پہنچی تو اعلی حضرت خلد مکان

مستسقی ہو کر شدت مرض مین آنولی کیطرف نہضت فرما چکی تہی خالی چہوٹنا اوس ملک کا مناسب معلوم ہوا
اون دونون صاحبزادون کو مع خزانہ و توشک خانہ و احمال و اثقال وہان چہوڑا اور خود ہمرکاب
فیروزی انتساب شاہزادہ ولیعہد احمد شاہ ابدالی سے سرگرم پیکار ہوے شاہ ابدالی نے کہئی بار
شکست کہائی اوس معرکی مین نواب قمرالدین خان بہادر نی شہادت پائی شاہ ابدالی کا لشکر ایسا
مغلوب ہوا کہ مقابلی کی تاب نہ آئی آخر وطن مالوف کیطرف عنان عزیمت اوٹہائی اور اوسی حالت
ہزیمت مین سرہند پر دوڑ ماری اور دونون نوباوگان گلزمین شوکت نونہالان ریاض ثروت کو مع
جملہ امتعہ و اقمشہ و نقود و اجناس ساتہ لیکر ولایت کی راہ لی کٹیہر مین جب اعلی حضرت خلد مکان
نی سمند عزیمت سوی دارالجنان اوٹہایا تو نواب محمد سعد اللہ خان بہادر کو بابازگشت صاحبزادگان
ممدوح مسند نشین فرمایا اہالی دولت نی جو انہین ہوشمند و دانا پایا تو ان کی سرداری سی بہت خوش
ہوئی اور جانفشانیان کین اوسی زمانی مین نواب قائم جنگ رئیس فرخ آباد سی معرکہ پیش آیا اور
فتح نمایان پائی تفصیل اوس میدان داری کی کہ دس برس کی عمر مین رونما ہوی تہی اوس تاریخ
مین جو اس خاندان عالیشان کی واقعات سی مرتب ہوی ہی مرقوم ہی الحاصل نواب ممدوح
اس معرکی مین ظفریاب ہونیسی دور دور اقبالمندی اور بہادری مین مشہور روزگار اور مرجع
امرای نامدار و روسای جوار و دیار ہوگئی ترقیات مراتب شوکت و اقبال اور مدارج جاہ و
جلال کا ایک نمونہ یہ ہی کہ نواب شجاع الدولہ بہادر نی میر غلام رسول خان عرف میر منجہلی بن غلام محمد خان بن
بن خان جہان خان بہادر حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کی کوکا کو واسطہ کر کی
سررشتہ اخوت یون جاری کیا کہ اپنی دستار سربستہ نواب ممدوح کو بہجوای اور نواب ممدوح کی
دستار سربستہ بکمال خلوص آپ منگوائی دونون دستار بدل بہائی ہوی مغائرت کا پردہ بیچ سے
اوٹہ گیا اور اتحاد روز افزون رہا جب جناب نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر اور جناب
نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر قندہار سی تشریف لای اور باغوای مغویان فیما بین برادران
کچہ ناچاقی واقع ہوی ملک کٹیہر کو ارکان دولت نی ازراہ کورنکی باہم قسمت کر کی مقام اوجہیانی وغیرہ

پانچ لاکہ روپے کی جاگیر جناب نواب عبداللہ خانصاحب بہادر کو دی اور رامپور وغیرہ پانچ
لاکہ کا ملک جناب نواب عرش منزل سی متعلق کیا باقی ممالک وسیعہ اپنی تعلق مین رہنے
اوس زمانی مین نواب ممدوح نی کسی ملک پر قبضہ نہین پایا مگر ارکان دولت نے آٹہ لاکہ روپے
سالانہ اپنی محالات متعلقہ سی آپ کی مصارف کی واسطی مقرر کردیی پہلی مرادآباد مین مقیم رہے
پھر آنولی سی جانب مشرق تین کوس کی فاصلی پر ایک مقام ہی اوس چپینڈی نام وہان لب دریای
ارل عمارت عالیشان بناکر اقامت اختیار کی اور فیروز خان بین کار اور مہدی حسین کریم بینا
وغیرہ عمدہ عمدہ نغمہ سنج اون کو نوکر رکہ کی مصروف عیش وعشرت رہنی لگی جب کوئی معرکہ
پیش اتا تہا تو جناب معلی القاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل کی شریک
ہوتی تہی اور ہمیشہ مراتب اطاعت مدنظر رکہتی تہی سبحان اللہ عجب جوان رعنا تنومند وتوانا تہی
کسی طرح کی مشقت کو خیال مین نہین لاتی تہی شہسواری کا یہ عالم تہا کہ گہوڑی پر سوار ہوکر بیس بیس
کوس متصل جاتی تہی گہوڑا تو پسینی مین ڈوب جاتا تہا اور آپکی جسم مبارک پر عرق بہی نہین آتا تہا
بڑی ثابت قدم بڑی پامرد صفات ظاہری کی طرح صفات معنوی مین بہی فرد پیکر حسن وجمال
سراپا جود ونوال شجاعت مین رستم سخاوت مین حاتم تہی افسوس ہی کہ عمر نی وفا نہ کی ستائیس
برس کی سن مین مدقوق ومسلول ہوکر شعبان کی پانچوین کو گیارہ سو پچہتر ۱۱۷۵ ہجری مین قضا کی جناب
نواب عرش منزل کو مدت تک نواب مغفور کا ماتم رہا عمر بہر نوجوان مرنیکا غم رہا

ذکر خیر فروغ دودمان بہت وبختیاری چراغ خاندان شوکت وتاجداری جناب نواب محمد عبداللہ خانصاحب بہادر

عاصی تخلص خلف بزرگ عالیجناب والا
خطاب اعلی حضرت نواب علی محمد خانصاحب بہادر خلد مکان طاب ثراہما وجعل الجنۃ مثواہما
مخفی نرہی کہ جب نواب غفران مآب کی رحلت کی خبر وحشت اثر قندہار کو پہنچی حضرت احمد شاہ
ابدالی کو سخت ملال ہوا اور دونون صاحبزادگان بلند اقبال جوان بخت وجوان سال کی سرپر
مربیانہ دست شفقت پہیرا اور اول سی زیادہ تر مورد مراحم وعواطف کیا فرزندون کی طرح تعلیم و

تربیت مین کوشش فرمایا کی اور پڑھوانی لکھوانی کی علاوہ فنون سپاہگری سکھایا کی ان عالی نژادون
والاگہرون کی حسن فطرت نی رتبی ان کی یوماً فیوماً بڑہای اور ولایت مین کارہای نمایان اور
امور شایان انسی ظہور مین آی جب ہندوستان کا ارادہ ہوا اور وطن مالوف کی طرف رونق
افروزی کا شوق زیادہ ہوا شاہ ابدالی نی بمقتضای تفضلات اس طرح رخصت فرمایا کہ خلعتہای
فاخرہ مع کلگی وجیغہ واسپان خاصہ عطا کیی اور اپنی طرف سی مراسلات سرداران ہندوستان
کی نام حفاظت ومراعات مہمانداری اور ادای مراسم مدارات شہریاری کی واسطی عموماً اور نیز تمام
ارکان دولت اور اعیان باشوکت جناب نواب غفران مآب کی نام خصوصاً اس مضمون کی لکھوا دیی
کہ کوئی ان مستحقان دولت اعلی حضرت کی فرمان برداری سی انحراف اور اطاعت وحکم پذیری
کی سوا امر خلاف کا مرتکب نہو ورنہ تدارک قرار واقعی ادہر سی عمل مین آی گا اور لشکر ظفر اثر ہندوستان
مین پہنچکر سرکشون کو سزای کا مزا چکہای گا المختصر یہ دونون والاہمم ولایت سی نہضت فرمای
ہندوستان ہوی اور راہ مین افغانان مالیر وکنجپورہ وغیرہ سردارون کی مہمان ہوتی ہوی نجیب آباد
پہنچی نجیب الدولہ بہادر نی مراسم خدمتگذاری اور ملحوظات شہریاری اچھی طرح ادا کیی جب
سرداران لشکر اعلی حضرت نی آمد آمد سنی استقبال کیا اور قصبہ امروہہ سی آگی بڑہکر رکاب سعادت کو
بوسہ دیا آنولی پہنچکر چندی باتفاق یکدگر مسند آرای ریاست اور وسادہ پیرای حکومت رہی
فلک تفرقہ پرداز کو اتفاق کسیکا کب پسند آتا ہی یہ کجروش ہرجگہ اپنی نیرنگی دکھاتا ہی دونون
بہائیون مین بسبب بدآموزی اشرار کچہ سوء مزاجی پیدا ہوی اعیان دولت نی متفق ہوکر
جناب نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر سی کاشانہ ریاست چہڑایا ناچار چندی مقام
فرخ آباد مین مقام فرمایا پہر اوجہیانی کا علاقہ پانچ لاکہ روپی کی توفیر کا ان کی نام مقرر ہوا وہین
رہنا اختیار کیا بیشتر شیران خونخوار اور ماران زہردار سے مشغلہ رہا کرتا تہا ناگہان انگشت
شہادت مین ایک سانپ نی کاٹا زہر نے کام کیا تخمیناً چہتیس [۳۶] برس کی عمر پاکر آغوش لحد مین
آرام کیا گیارہ سو اکاسی [۱۱۸۱] ہجری پانچوین صفر زمانہ رحلت ہی اوجہیانی کی سرزمین آپ کی جسد

مبارک کا مقام راحت ہی واضح ہو کہ جناب ممدوح کو ابتدای سن شعور مین شعر کا
شوق ہوا بسکہ طبیعت وقت پسند تہی موشگافیون کا ذوق ہوا ترتیب کلام طرف
توجہ تہی جو غزل موزون ہوی کسیکو دیدی بعد ارتحال جناب ممدوح میر فیض علی
ابن میر حسن متوطن دار الخلافہ شاہجہان آبادنی کہ ڈیڑہ برس پیشتر سی خدمت
اشعار نویسی پر نوکر تہے کلام موجودہ کو کہ کسی مین عاصی کسی مین آزاد کسی مین
مبتلا تخلص تہا ترتیب دیا ایک نسخہ اوس دیوان کا وقت تالیف تذکرہ ہمیشہ بہار کی
نظر سے گذرا چند شعر اوسمین سے انتخاب کیے

اشعار

گفتمش شرط وفاداری اگر دم تمام
گفت صد چندان ازان جور و جفا باشد مرا

برق پروانہ صفت گرد سرت میگردد
آہ این گرمی رفتار تو بی چیزی نیست

انجا کہ ما کنند رسم غیر سوختگان
بسوخت شمع و گلی چند بر مزار آورد

آئینہ بہ بینیم کہ پر سیم ز حالش
کان شوخ چہ میخواست کہ در تو نگران بود

ز دشمن دوستی و ز دوستان دشمن نگاہی
نمی آید ز نرگس از چشم جادوی تو می آید

گل در بر و می در کف و مینا بکنارم
صد شکر کہ مطلب ہمہ دلخواہ برآمد

در خیال نگاہ مست کسے
می نابے چشیدہ ام کہ مپرس

تغافلہای پنہان بسکہ داری
نگہ از خویش ہم وزدیدہ باشی

ذکر خیر جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ

ناشر ناموس عدل و انصاف کاسر ناموس جور و خلاف نوشیروان

دیندار حق گزین و حق گزار مظہر قدرت الٰہی مورد کرامت نامتناہی جناب
نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل دومین
خلف الرشید والا جناب عرش آشیان جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر
خلد مکان نور اللہ مرقدہما و برد اللہ مضجعہما **پوشیدہ نرہے** کہ جب
حضرت عرش منزل احمد شاہ ابدالی کی سایہ ولایت مین رونق افروز
ہوی تو باوصف حداثت عمر طرفہ کارہای سروری اور امور ناموری آپ سی ظہور مین
آئی کہ اوس ملک مین آج تک یادگار رہین منجملہ اونکی ایک کارنمایان یہ ہے
کہ نور محمد خان ایک سرہنگ زبردست نشہ کبر و نخوت سی سرمست تہا اور اکثر
سرداران قوی ہیکل اوسکی ضرب نیزہ و شمشیر سی طعمہ اجل ہو چکی تہے اور
یہ معاہدہ تہا کہ ایک سردار ایک سرداری جدا جدا معرکہ آرا ہو زہی شجاعت ذاتی کہ آپ
عمر چاردہ سالگی مین اوس دیو صورت عفریت سیرت سی مقابل ہوی اور
باآنکہ اوسکی ہاتہ سے آپکا بائیان شانہ نشانہ شمشیر ہو چکا تہا مگر زور مردانگی
سی اوس سرکش مغرور کو قتل فرمایا دوسرا امر بلند نامی کا یہ ہوا کہ قلعہ سبزوار کی
فتح سے بڑی بڑی سرداران نامی و گرامی عاجز آگئی تہے آپ نی اوسکو بہی
بڑی دلاوری سے فتح کیا اور اوسی لڑائی مین سینی پر برچہا کہایا ظفر نی مبارکباد
دی فتح نی دوڑکر رکاب سعادت پر بوسہ دیا ایسی امور بلند نامی کی وقوع
سی شاہ نہایت مسرور ہوا اور جب آپ کو ولایت سی ہند کیطرف عزیمت فرمانا
منظور ہوا تو شاہ سی درخواست کی کہ آپ ایک عہد فرمائین کہ جو مخالف ہمسی مخالفت
کری اور ہم اپنی قوت سی اوسکی تادیب و تنبیہ مین عاجز ہون تو آپ کو اطلاع دین اور آپ
ہماری کمک فرمائین شاہ نی فرمایا کہ یہ سوال تمہارا مقبول مگر اس نقل و حرکت لشکر مین
جو کروڑون روپیہ صرف پڑیگا وہ کون دیگا بعد گفتگوی بسیار یہ بات قرار پائی کہ جب لشکر

شاہی اٹک سی ہندوستان کیطرف اوتری نو لاکہ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار روپیہ
مقام لڑائی کی فتح ہو جانی اور واپس ہو کر لشکر کی اٹک پہنچ جانی تک ہم
ادا کرینگی شاہ نی یہ بات منظور فرمائی پھر بکمال اعزاز خلعت فاخرہ دیکر اوہ
اور سرداران اثنای راہ کی نام فرمان بحکم ادای مراسم مہمانی و مدارات لکہکر
رخصت کیا اور اعیان دولت جناب اعلی حضرت خلد مکان کو اس مضمون کا شقہ
لکہا کہ خبردار کوئی اطاعت سی سر مو انحراف نکری ورنہ ادہرسی تدارک قرار واقعی
عمل مین آئیگا اور لشکر ظفر اثر پہنچکر فی الفور سزا کو پہنچاوی گا اثنای راہ مین بعض سرداروںکی مدارات
کی کیفیت اس سی پہلی جناب نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر کی حال مین
مجملاً لکہی گئی ہے خلاصہ یہ کہ آپ بشوکت تمام اور بعظمت مالاکلام کٹیہر مین رونق
افزا اور اپنی دار الریاستہ مین جلوہ فرما ہوی ماہ اوج شہریاری مہر سپہر
کامگاری جناب نواب محمد سعد اللہ خانصاحب بہادر سارا لشکر ساتہ لیکر مرادآباد تک
استقبال کو آئی اور جملہ اعیان دولت اور ارکان باشوکت جلوہ اپنیکر انکو
آنولی تک لای چند روز باتفاق یکدگر مسند ریاست کو رونق دیتے رہے
انجام کار دراندازون کی تفرقہ پردازی سے آپسمین پھوٹ پڑی پہلی
یہ بات قرار پائی کہ تمام ملک تین حصون پر برابر تقسیم ہو مگر یہ گفتگو بہی زبانی ہتی
ظہور مین نہ آئی اور تفرقہ پردازون کی شرارت سی باہم بہائیون مین
مخالفت پڑی یہان تک کہ نواب محمد عبد اللہ خانصاحب بہادر کو سب افسران
لشکر نی بیدخل کر دیا اور نواب محمد سعد اللہ خان بہادر کو نقد آٹہ لاکہ روپیہ
سالانہ پر راضی کر کی سپہ سالاری فوج کو اونکی نامزد کیا اور اکثر ملک کو سرداروں نی
باخودہا اس طرح تقسیم کر لیا کہ بریلی پر مع مضافات حافظ رحمت خان نی دخل پایا اور مرادآباد مع متعلقات
دوندی خان کی قبضی مین آیا اور کوٹ اور اہرت اور سہنیا وغیرہ کی مختار بخشی سردار خان ہوی

اور آنولہ اور بدایون اور اسہیت وغیرہ کی کارفرما فتح خان خانساماں ہوی صرف رامپور و
شاہ آباد وغیرہ محالات خراجی پنج لک روپیہ بطور مدد خرچ فرمان روای کشور جان و دل
جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل کی متعلق رہی اور اس تقسیم آخرین کی بعد یہ امر
معمول بہ رہا کہ جب کوئی معرکہ جنگ و جدل پیش آتا تو سرداران لشکر جناب نواب محمد فیض اللہ خان
صاحب بہادر اور نواب محمد سعد اللہ خان صاحب بہادر کو سردار و سرور و مختار بنا کر اوس
معرکی کو سر کیا کرتی تھے زہی فراخ حوصلگی جناب نواب عرش منزل کہ باوصف محتاج الیہ ہونی
کی کبھی جادہ تحمل و وقار سے قدم باہر نہ رکھتی تھے یہان تک کہ احمد شاہ گورگانی بادشاہ
دہلی کی سلطنت مین ضعف نی قوت پائی اور نواب محمد سعد اللہ خان صاحب بہادر سے
استعانت کی نوبت آئی اور نواب ممدوح الالقاب نی نجیب خان بن بشارت خان افغان اپنی خاندان
کی ملازم قدیم کو بادشاہ کی کمک کی واسطی بھیجا اور لشکر شاہی نی باعانت سردار موصوف
لشکر نواب صفدر جنگ کو درہم و برہم کر دیا اور نجیب خان اس صلہ خیرخواہی مین بخطاب نواب
نجیب الدولہ بہادر سرفراز ہوی اور نواب شجاع الدولہ بہادر بعد رحلت نواب صفدر جنگ
ملک اودہ کی کارساز ہوی اور شاہزادہ عزیز الدین ابن معز الدین ابن بہادر شاہ خلف الصدق
محی الدین اورنگ زیب شاہ جہان آباد مین جانشین احمد شاہ گورگانی اور ملقب بلقب عالمگیر
ثانی ہوی اور عماد الملک کو اپنا وزیر مستقل قرار دیکر نواب شجاع الدولہ بہادر پر چڑہائی کی
اور تمام فوج احمد خان بنگش فرمان روای فرخ آباد کو آمادہ حرب دیکہ کر کی نواب
شجاع الدولہ بہادر کو اس مضمون کا فرمان بہیجا کہ ملک اودہ سی ہاتہ اوٹہائین اور نواب
ممدوح نی نواب محمد سعد اللہ خان بہادر سے رجوع کی کہ وہ مع حافظ رحمت خان وغیرہ
اعیان دولت مہیای امداد و اعانت ہوی اس فوج ظفر موج کی جنبش مین آتی ہی عماد الملک کا
جی چہوٹ گیا اور ترسان و خائف ہوکر ارادہ ایذا رسانی نواب شجاع الدولہ بہادر سے
ہاتہ اوٹہایا اور نواب ممدوح کی حکومت نی کما حقہ استقلال پایا اوسی زمانی مین جنکو وغیرہ

راجگان سرکش ممالک دکن نی سلطنت ہند کو ضعیف پاکر بداعیہ تصرف ممالک سر اوٹھایا
پہلی نجیب الدولہ بہادر مقام سکرتال مین اوس لشکر سی مقابل ہوی جب حریف کو غالب
پایا پیشگاہ ظفر پناہ جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر اور نواب محمد سعد اللہ خان
صاحب بہادر مین رجوع لای یہ دونون عالی قدر باشوکت مع تمامی ہمراہیان دولت شریک جنگ
ہوی مگر اوس طرف ہجوم عساکر شمار سی باہر تہا ناچار نواب شجاع الدولہ بہادر کو اعانت کی
تکلیف دی باعانت نواب ممدوح دکنیون کی یورش مین اندک کمی تو ہوی مگر بسبب کثرت
لشکر کی حریف کی بیخ کنی نہو سکی آخر یہ صلاح قرار پائی کہ جناب نواب محمد فیض اللہ خان
صاحب بہادر شاہ درانی کو اس حال سی اطلاع دین اور اونسی مدد طلب کرین نواب
عرش منزل نی بتحریک نواب شجاع الدولہ بہادر بموجب عہدنامہ مذکورہ بالا شاہ کو مرہٹون کی
یورش کا حال مفصل تحریر فرمایا شاہ نی بمجرد اطلاع لشکر ظفر اثر ہمرکاب لیکر دکنیونکو سرکشی کا مزہ چکہایا
اور چند دستی اپنی فوج کی انوپ شہر مین چہوڑکر بحکم ضرورت جلد ولایت کو منصرف ہوی پہر شاہ
عالمگیر ثانی نی دار فانی سی دار باقی کیطرف رحلت کی اور شاہزادہ شاہ عالم اس واقعی کی خبر پاکر دیار مشرق سی
دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آکر تخت آرا ہوی اور جناب عرش منزل کو مورد عواطف شاہانہ
اور مطمح مراحم خسروانہ کیا اور ملک اٹاوا وغیرہ مین مرہٹون کی انتظام کی واسطی کارپرداز ریاست اتا دیا
اور آپ نی اپنی حسن انتظام سی اوس ملک کو فساد اشرار سی خوب پاک صاف فرمایا اور اوس
خارستان کو آبیاری تیغ آبدار شجاعت سی رشک گلستان بنایا جب رام چند اور مادہو جی
سیندہیا اور تکو ہلکر وغیرہ سرداران دکن نی مزاج شاہ عالم بادشاہ مین دخل پایا اور
موقع پاکر ہیا برہم کیا کہ لشکر شاہی بعد قضیہ ارتحال نجیب الدولہ بہادر اونکی بیٹی ضابطہ خان پر
آیا اور ضابطہ خان نی دکنیون کی ہاتہ سی تنگ آکر نواب شجاع الدولہ بہادر کی پاس ملک اودہ مین
پناہ لی اور نواب شجاع الدولہ بہادر نی اپنی سرحدون کی محافظت کی واسطی بالشکر لیکر
و فوج جرار شاہ آباد سرحد ملک اودہ مین مقام کیا ادہر دکنی حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران افاغنہ سی چالیس لاکہ روپیہ

طلب کرتی تہے کہ مصارف ہماری دی دو تو ہم تمہارا ملک چھوڑ دین ادہر حافظ رحمت خان نے جب دیکھا کہ کوئی سفر کی صورت نہین انہون نے بہی نواب شجاع الدولہ بہادر سی اپنی حفظ اور جان کے درخواست کی نواب شجاع الدولہ بہادر نے چالیس لاکہ روپیہ کا ذمہ کر لیا کہ ہم دین گی اور حافظ رحمت خان سی دست آویز لکہوائی اور بعد تکمیل دست آویز کی روپئی دکنیون کو دی کر اوس بلاسی ان سب کو چہڑایا اور سر دست زر مندرجہ دست آویز حافظ رحمت خان سے طلب نفرمایا مگر جب وہ وقت آیا کہ کٹیہر مین جناب نواب محمد سعد اللہ خان صاحب بہادر کا واقعہ ارتحال ہوا اور بخشی سردار خان اور دوندی خان اور فتح خان خانسامان وغیرہ بڑی بڑی سردار و نکا بہی انتقال ہوا اور حافظ رحمت خان نی پیشگاہ سلطانی سی حافظ الملک خطاب پایا اور میدان خالی پاکر اقتدار کثیر بہم پہنچایا اور والا جناب عالیشان نواب علیین آشیان دخل و تصرف سی بالکل کنارہ گزین ہوی اور نواب شجاع الدولہ بہادر نی بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے شکست کہائی سیدہی کٹیہر آی اور حافظ رحمت خان کی مہمان ہوی اس خیال سے کہ ابہی مین انپر چالیس لاکہ روپئی کا احسان کر چکا ہون یہ ضرور اوس احسان کا خیال کرین گی اور میرا ساتہ دین گی حافظ رحمت خان نی اوس احسان کا پاس در کنار مہمان ہونیکا بہی لحاظ نکیا بلکہ قابو پاکر چاہا کہ اس سی بہتر وقت نملیگا سر کاٹ کر صاحبان انگریز کو نذر بہیجی کر ادہر وہ مسرور ہون اور ادہر اوس چالیس لاکہ روپئی کی مطالبی سے جو نواب شجاع الدولہ بہادر نے دکنیون کو دیا ہے اور ایک نہ ایکدن طلب کرین گی اطمینان ہو جای جب نواب علیین آشیان سے تخلیہ کر کی اس مقدمی مین صلاح کی تو آپ نی منع کیا کہ یہ تمہاری مہمان ہین مہمان کی ساتہ کج ادائی اور بیوفائی نچاہیے حافظ الملک نی نمانا یہان تک نوبت آئی کہ نواب علیین آشیان رنجیدہ ہو کر شاہ آباد چلی آی وہان حافظ الملک نی نواب شجاع الدولہ بہادر کو نظر بند کر لیا اور ظاہر کیا کہ آپ کی اعدا بہت ہین مبادا کوئی ایذا رسانی کری لہذا مین اپنی کچہ سپاہ آپ کی حفظ کے واسطی متعین کرتا ہون اور جواہر جو نواب کی پاس تہا سب بحیلہ ہای مختلف لی لیا جب کچہ نرہا چاہا کہ قتل کرین نواب شجاع الدولہ بہادر حمام اکثر جایا کرتی تہے حافظ الملک نی ارادہ کیا کہ حمام مین گلا

گھونٹ کر مار ڈالیں نواب علیین آشیان کو جو اس ارادہ فاسد کی خبر پہنچی عاقبت اندیشے
سی سوچی کہ اگر یہ امر وقوع مین آیا تخلیے کی گفتگو اور میری ممانعت سی تو کوئی آگاہ نہوگا
بدنامی تمام قوم کی ہو جای گی فی الفور سوار ہوی اور اوسوقت پہنچے کہ نواب شجاع الدولہ بہادر
حمام جایا چاہتے تھے نواب علیین آشیان پہلے ہی سی حمام چلے گئے جب نواب شجاع الدولہ
وہان پہنچی تو نواب علیین آشیان نی کہا کہ حضرت آپ کس خیال مین ہین یہان بازار محبت کا سرد
اور ارادہ میزبان فاسد ہی نواب شجاع الدولہ بہادر گھبرای اور کہا کہ پھر مین کیا کرون اور
یہان سی کیونکر نکلون نواب علیین آشیان نی کہا کہ اگرچہ حافظ الملک قطعاً میری دشمن ہو جاینگی
مگر آپکی حفظ جان کی واسطی مجھی کچھ پروا نہین نکال لی چلنا میرا ذمہ ہے نواب شجاع الدولہ بہادر
نی کہا کہ میری بے سامانی کا تو یہ حال ہے کہ زاد راہ تک نہین رہا نواب علیین آشیان نی لاکھ
روپیہ کی اشرفیان ساتھ رکھدین نواب شجاع الدولہ بہادر نی محجوب ہوکر کہا کہ اتنی اشرفیان
مین ہرگز نہ لونگا میرا جواہر اگر مجھی مل سکے تو منگوا دیا جای نواب علیین آشیان نی کہا کہ وہ میری
اختیار سی باہر ہے مگر اسی آپکو قبول کرنا ہوگا کہ آپ کی دعوت ہم سب پر واجب ہی نواب شجاع
الدولہ بہادر نے کہا کہ اسی کون لیجاے نواب علیین آشیان نی فرمایا کہ ایک شخص کو مین
ساتھ لایا ہون وہ بطور محافظت آپ کی ہمرکاب جای گا اور اسی پہنچا دی گا نواب شجاع الدولہ بہادر
نی کہا کہ مین جاون کہان نواب علیین آشیان نی فرمایا کہ بخط راست فرخ آباد احمد خان بنگش کی
پاس جانا چاہیے وہانسی بہتر کوئی جگہ نہین پھر تلوار کی قبضی اور بندوق کی کندی سی روشندان
کی شیشی توڑ کر نواب شجاع الدولہ بہادر کو بھی نکالا اور آپ بھی اوسی راہ سی نکلی اور زیر دیوار حمام
ایک شخص معتمد اور تین گھوڑی خاصے کی نہایت سبک رفتار لگا رکھی تھے اشرفیون کو کچھ
گھوڑی کی خرجین مین اور کچھ اوس شخص کی کمر مین رکھوایا اور نواب شجاع الدولہ بہادر سے کہا
کہ آپ بخط مستقیم فرخ آباد جایئن اور کہین راہ مین تامل نفرمایئن گھوڑا اگر آپ کی سواری کا مر جای گا
دوسرا گھوڑا جس پر یہ شخص اشرفیان لیی ہوے سوار ہی لی لیجی گا اور اسی پیدل چھوڑ دیجی گا

یہ پیادہ بھی آرہی گا یہ کہکی دونون رخصت ہوی ادہر نواب علیین آشیان سیدہی شاہ آباد کو تشریف
لای اور سات ہزار پیادہ و سوار آزمودہ کار آپ کی ذاتی ملازم و معتمد تھی اونہین ہوشیار
کیا اور بند وبست اپنی حفظ کا قرار واقعی کرلیا اودہر نواب شجاع الدولہ بہادر بخطر است فرخ آباد
پہنچی احمد خان بنگش نی خبر پاتی ہی بڑہ کر استقبال کیا اور کوئی دقیقہ مراعات و ملحوظات کا
اوٹھا نہ رکہا نواب شجاع الدولہ بہادر نے کہا کہ تم میری مدد کرو بنگش نی کہا مین حاضر ہون
مگر میری فوج ساتھ نہ دیگی نواب شجاع الدولہ بہادر نی کہا کہ پہر ایسی فوج رکہنی سی کیا فائدہ
بنگش نی کہا یہ فوج میرا سر کاٹنی کو آندہی ہے حریف کا مقابلہ ہرگز نہین کرتی تب نواب
شجاع الدولہ بہادر نی کہا میرا ملک چھن گیا مین شکست کہا کر حافظ رحمت خان کی پاس گیا
اونہون نی وہ کج ادائیان کین تمہاری پاس آیا تم تحاشی کرتی ہو مین اب کدہر جاون اور کس کی
سعاونت چاہون بنگش نی کہا کہ میری صلاح تو یہ ہی کہ آپ بی کہٹکی نواب گورنر بہادر کی پاس
چلی جایی ابھی نئی نئی انگریزی عملداری ہی سب سرداروں سی رسم تالیف جاری ہے
اتنی قوت بھی نہین رکہتی کہ آپ کا ملک لیکر انتظام کرلین اور فرض کیجیے کہ کل ملک مسترد
نہ کرین تو بھی اس حال سے جو اب ہی اُنکی واسطی بہتر ہوگا آپ ہرگز اسمین تامل نفرماوین
نواب شجاع الدولہ بہادر اس صلاح کو قرین فلاح جانکر جریدہ نواب گورنر بہادر کی پاس چلی گئی
اور جیسا احمد خان بنگش نی تجویز کیا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا کہ نواب گورنر بہادر نی بابروی تمام
ملاقات کی اور ملک مسترد کردیا انگریزی دو کمپنیونکا اودہ مین رہنا اس شرط سی کہ مصارف
اوسکی نواب ممدوح دیا کرین قرار پایا اور عہدنامہ ان شرائط کی ساتھ تحریر ہوگیا کہ نواب موصوف کے
ہر مخالف درونی و برونی کا دفع کرنا سلطنت انگلسیہ پر واجب ہی اور سلطنت انگلسیہ کی ہرگونہ
خیرخواہی نواب پر لازم ہی بعد طی ہوچکنی ان مراتب کی تو شجاع الدولہ بہادر باستقلال انتظام ملک مین مصروف ہوی گو
مگر بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دلسی نہ مٹا اور شیرون کی صلاح سی خفیہ فوج کی تجدید
شروع کی مقصود یہ ہوا کہ فوج مرتب کرکے پہر لڑے جب فوج قریب ترتیب پہنچی

اپنی دوست سرداروںکو اس راز سی اگاہ کرنا چاہا ایک خریطہ بنام احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد کی
روانہ کیا اور چونکہ حافظ رحمت خان نی بعد چلی جانی نواب شجاع الدولہ بہادر کی حمام سی جسکا
بیان اوپر گذرا نواب شجاع الدولہ بہادر کو تحریرین اس مضمون کی بھجوائی تہین کہ جو کچھ کسینی میری
طرف سی آپکی نسبت ظاہر کیا وہ سب بی اصل محض ہی حاشا ثم حاشا کہ میری دل مین کسی امر
فاسد کا خیال بھی آیا ہو اور عنایت خان اپنی فرزند کو نواب شجاع الدولہ بہادر کی سرکار میرَ
بھجواکر نوکر رکھوایا نواب شجاع الدولہ بہادر کی نزدیک ایسی عذرخواہی سی براءت حافظ رحمت خان
کی کما حقہ ثابت ہو گئی اسی بنا پر ایک خریطہ مشعر اطلاع اسرار انکی نام بھی بہیجا یہان جو خریطہ
پہنچا تھا حافظ رحمت خان نی بکمال اصرار جناب نواب علیین آشیان کو شاہ آباد سی بلا کر خلوت میں
یہ بات کہی کہ آپ نی جو نواب شجاع الدولہ بہادر کی ساتہ اتنا بڑا سلوک کیا اوسکا ثمر کیا پایا
بہر کیف وہ تو جو کچھ ہونا تہا ہو اب پھر ایک وقت ہاتہ آیا ہی کہ نواب نی اس مضمون کا خریطہ
مجکو بھجوایا ہی میری صلاح یہ ہی کہ اس خریطی کو نواب گورنر جنرل بہادر کی پاس بھجواکر اظہار خیر خواہی
کیا جاوی ورنہ ایک دن نواب کیطرف سی کوئی فساد اوٹہ کھڑا ہو گا نواب علیین آشیان نی اس
صلاح کو نمانا اور بہت برا جانا دیر تک آمین رد و قدح رہی یہانتک کہ نوبت برنجش پہنچی
اور نواب علیین آشیان آزردہ خاطر شاہ آباد تشریف لای ادہر وہ خریطہ حافظ رحمت خان
نی اپنی خریطی مین ملفوف کر کی نواب گورنر بہادر کو بھیجدیا ادہر نواب علیین آشیان نی ایک
خریطہ عن عن حافظ رحمت خان کی اس نیت فاسد سی اطلاع دہی کا بنام نواب شجاع الدولہ
بہادر ایک سفیر معتمد کی ہاتہ روانہ کیا حافظ رحمت خان کا خریطہ نواب گورنر بہادر کو کہ اوس
زمانی مین بنارس مین تہے پہلی پہنچا بمجرد ملاحظہ آگ ہو گئی اور نواب شجاع الدولہ بہادر کو
بلوایا نواب موصوف بنارس کو بقصد روانہ ہوی کانپور تک آچکی تہی کہ سفیر نواب علیین آشیان پہنچا
اور خریطہ پہنچایا نواب شجاع الدولہ بہادر نی استعجال سفر مین بی پڑہی اوس خریطی کو رکھ لیا اور وہانسی
کوچ کر دیا یہانتک کہ بنارس پہنچی پیش از ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر خیال آگیا

کر دیکھین نواب علیین آشیان نی کیا لکھا ہی خریطہ کہولکر جو پڑہا اور مضمون مندرجہ پر اطلاع پائی
ہوش اوڑ گئی کہ یارب اب کیا کرین سوا اسکی اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ رات کا وقت تہا
او سیدہم نواب گورنر بہادر کی میر منشی کی پاس چلے گئے اور کہا کہ اسکی کوئی تدبیر بتاد
اونسی خریطی کو نکال کر جو دیکہا تو اوس تحریر مین کوئی تاریخ نہتی اوچہل پڑا اور کہا
کہ یا آپکی میر منشی نے انتہا کی خیرخواہی کی ہی یا سہو سے تاریخ لکہنی رہگئی ہی بہرکیف یہ
آپکی ترقی اقبال کی دلیل ہے اب آپ بی تکلف نواب گورنر بہادر سی ملین اور جب یہ
روبکاری پیش ہو تو بکسر کی لڑائی کی زمانی مین اس خریطی کی بہیجنی کا اظہار کرین نواب
شجاع الدولہ بہادر وہان سے شاد وخرم اوٹہی اور صبح کو نواب گورنر بہادر نی سب سے
جلیل الشان انگریزون کو اپنی پاس بٹہا رکہا تہا جب نواب شجاع الدولہ بہادر آئے
بعد ادای مراسم ملاقات کی نواب گورنر بہادر نے پوچہا کہ آپ سی اور سرکار کمپنی سی
کیا عہد قرار پایا ہی اور کن شرائط پر فیصلہ ہوا ہے نواب شجاع الدولہ بہادر نی سب
شرطین بیان کین اوسوقت نواب گورنر بہادر نے وہ خریطہ جو حافظ رحمت خان نی بہیجا تہا
نواب شجاع الدولہ بہادر کو دکہایا اور کہا کہ باوصف اون شرائط کی یہ کیا بات ہی آیا
یہ تحریر آپکی ہے یا نہین مہر بہی آپکی موجود ہے ملاحظہ کیجیے نواب نی کہا کہ بی شبہہ یہ تحریر میری
لکہوائی ہوئی اور میری بہجوائی ہوئی ہے مگر اوس زمانی مین کہ جبسی اور سلطنت انگلشیہ سی
مصالحہ نہوا تہا اور بکسر پر لڑائی تہی بعد صلح اور تحریر عہدنامی کی ہرگز نہین لکہی گئی اب نواب
گورنر اور سب انگریزون نی دیکہا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہے نواب گورنر بہادر
اصل کار کو سمجہہ تو گئی مگر ثابت نکر سکے جہنجلا کی کہا کہ اچہا اسی جانی دیجی مگر یہ بیان کیجی
کہ آپ فوج کی نگہداشت مین اسقدر کیون مصروف ہین کس دشمن سی لڑنا منظور ہے کہ
ڈیڑہ ڈیڑہ دو دو پہر قواعد لینی مین اہتمام کرتے ہین نواب شجاع الدولہ بہادر نی کہا کہ
دشمن تو میرا ظاہر ہے اور مین اس مقدمی مین آپکو خریطہ بہیجنی والا تہا خوب ہوا کہ اوسکا ذکر

اسوقت آگیا حافظ رحمت خان کی شرارت ملاحظہ ہو کہ چالیس لاکہ روپیہ مجہسی دکہنیونکو دلوایا اور
آج تک اوسمین سی ایک حبہ نہ بہجوایا اور اس احسان کی عوض مین اولٹی دراندازیان اور
فتنہ پردازیان کیا کرتی ہین آپ دونون کمپودنکو حکم دین کہ میری اعانت کرین اور مین بیشک
اونپر فوج کشی کرونگا اور جسطرح لیگا روپیہ لونگا یہ مقدمہ سنکر نواب گورنر بہادر کو سکوت ہوگیا
اور کہا کہ بیشک موافق عہد کی ہم آپ کی شریک ہین اور درصورت ناد ہندی اور مقابلہ کرنی کی
فوج انگریزی بہی آپ کی کمک کریگی پہر نواب شجاع الدولہ بہادر رخصت ہوی اور اپنی
ملک مین آتی ہی خریطہ بنام حافظ رحمت خان اس مضمون کا بہیجا کہ یا چالیس لاکہ روپیہ ہمارا
بہیجدو یا شاہ جہان پور کا ضلع ہمکو دیدو کہ ہم بعد وصول کرچکنی اپنی روپی کی واپس کردینگی
یہان حافظ رحمت خان یہ سمجہی کہ مینی نواب شجاع الدولہ کا خریطہ جو نواب گورنر بہادر کی پاس
بہجوایا ہی ابہی اوسکی روبکاری نہین پڑی اس گمان پر ایک خریطہ اور بنام نواب گورنر بہادر
اپنی طرف سی بہیجا کہ ملاحظہ ہو مین تو اس طرح کی خیرخواہیان سرکار کی کرتا ہون اور
نواب شجاع الدولہ بہادر کی طرف سی مجہپر تشدد ہوتی ہین اس تحریر کو ادہر بہیجکر ادہر نواب علیین
آشیان کو بالتجای تمام بلوایا اور خلوت کرکی نواب شجاع الدولہ کی تحریر دکہائی اور صلاح
پوچہی نواب علیین آشیان نی کہ اصل فطرت سی حق پسند اور حق شناس تہی فرمایا کہ یہ روپیہ
واجب ہی یا غیر واجب حافظ رحمت خان نی کہا کہ بی شبہہ واجب ہی نواب علیین آشیان نی کہا
کہ پہر ادای واجب مین کیون تامل ہی حافظ رحمت خان نی کہا کہ روپی کی سبیل نہین ہوسکتی نواب
علیین آشیان نی کہا کہ سب سردارون پر ایکبیتہ تا ڈالدینا چاہیی جو مجہپر پڑیگا مین دونگا جو آپ پر
پڑی وہ آپ دین حافظ رحمت خان نی کہا کہ مجہسی کچہ نہین ہوسکتا نواب علیین آشیان نی
کہا کہ آپ کی حصی کا بہی روپیہ مین دیدونگا حافظ رحمت خان نی کہا کہ اسکی سوا اور کوئی راہ نکالیی
نواب علیین آشیان نی کہا کہ شاہجہانپور کا ضلع مانگتی ہین وہ دیدو حافظ رحمت خان نی کہا
کہ دس لاکہ روپی سال کا خراجی ملک چالیس لاکہ روپی مین کیونکر دیدون نواب علیین آشیان نی

کہا کہ وہ تو بعد لیجکنی اپنی روپی کی پہیر دینی کا وعدہ کرتی ہین حافظ رحمت خان نی کہا کہ زبردست کی قبضہ
مین ملک یکربی دینا محض خیال ہی نواب علیین آشیان نی کہا کہ اچھا اونکو ندو وہ ضلع میری تفویض کرو مین مال واسباب
اونکا روپیہ ادا کرکی ملک تمہارا تمکو واپس کردونگا حافظ رحمت خان ہنسی اور کہا کہ صاحبزادی تم اوس سی زیادہ زبردست ہو
اسواسطی کہ میری مرشد زادی ہو اگر بعد ادا کرنیکی اوس بی کی ملک واپس نکرو تو مین کیا کرون لڑون تو نمک حرام
ٹھہرون نہ لڑون تو ملک کو صبر کرون نواب علیین آشیان نی کہا پھر تدبیر مجہسی عبث پوچھتی ہو جو تمہاری جی مین آئی کرو
یہ کہکر اوٹھ کہڑی ہوی حافظ رحمت خان نی کہا کہ صاحبزادی جبتک یہ معرکہ فیصل نہوگا مین تمہارا دامن نچھوڑونگا
نواب علیین آشیان نی کہا کہ اچھا مین نہین جاتا ادہر نواب علیین آشیان نی اپنا لشکر شاہ آباد سی بلا بہیجا اور ادہر
حافظ رحمت خان نی اس غرض سی پر کہ انگریز ہماری طرفدار ہونگی نواب شجاع الدولہ بہادر کو جواب ناصواب کہلا بہیجا
وہان جب پہنچی ہی لشکر کا کوچ ہو گیا حافظ الملک نی بواسطہ نواب علیین آشیان دو لاکہ روپیہ احمد خان پسر
فتح خان خانساماں سی اور اسیطرح نقود و افراد اموال تکاثر اور مایہ داروں سی مصارف جنگ کیواسطی لیکر
نواب علیین آشیان کو اپنا کارفرما اور مقتدا بنا کر مقام ہت سی منزل بمنزل کوچ کرکی لاہی کٹہری کی میدان کو
لشکرگاہ قرار دیا نواب علیین آشیان مع پسران بخشی سردار خان و فتح خان خانساماں و دوندی خان وغیرہ جملہ سرداران
نامی وگرامی لشکر کی ہمراہ ہوی اوسوقت بعض افسران فوج نی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ہم ابھی اس کو گرفتار
کرلین اور حضور نواب شجاع الدولہ بہادر کی پاس بہیجدین نواب عرش منزل نی نمانا اور فرمایا کہ یہ صورت
دغا کی مایدولت کو پسند نہین ہرچند اون جان نثارون نی اصرار کیا مگر نواب علیین آشیان نی حکم نہ دیا
الغرض جب دونون لشکر مقابل پڑای اور نواب شجاع الدولہ بہادر نی یہ سنا کہ نواب علیین آشیان بہی ساتھ
ہین ایک سفیر معتمد کو اونکی پاس بہیجا کہ آپ مجہسی کیون لڑتی ہین مجہی آپ سی لڑنا ہرگز منظور نہین آپکی
احسانات خوب یاد ہین حاشا ثم حاشا کہ مین مقابلی کا ارادہ کرون نواب علیین آشیان نی کہلا بہیجا کہ مجہی بہی منظور
نہین مگر کیا کرون کہ حافظ رحمت خان کی اصرار سی مجبور ہون پہلی ہی ارادہ علیحدہ ہو جانیکا کیا تہا مگر
حافظ الملک نی نمانا اور ایسی وقت مین کہ وہ بدرجہ آتم مجہسی ملتجی ہوی کنارہ کرنی کو بہی مینی خلاف
وضع جانا نواب شجاع الدولہ بہادر نی پہر پیام بہیجا کہ اچھا آپ اب میری لشکر مین چلی آئین تو

علیین آشیان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ میری وضع کے خلاف ہے نواب شجاع الدولہ بہادر نے کہا کہ اچھا میں لشکر سے کہے دیتا ہوں کہ تمہارے لشکر پر دست اندازی نکرے تم اپنی فوج کو سمجھا دو کہ وہ بھی کنارہ کش رہے نواب علیین آشیان نے اس بات کو پسند کیا اور اپنے سرداروں سے کہدیا کہ خبردار کوئی مستعد ستیزہ نکرے اودھر نواب شجاع الدولہ بہادر نے میاں سمینت خواجہ سرا کو حکم دیا کہ تم اپنی پلٹن لیکر نواب علیین آشیان کی فوج کے مقابل رہو مگر خبردار لڑنیکا ارادہ نکرنا بعد اوسکے دو روز دونوں طرف صف آرائی رہتی تیسرے دن معرکہ آرائی شروع ہوئی اور ایکطرف فوج انگریزی اور ایک طرف فوج خاص نواب شجاع الدولہ بہادر نے معرکہ آرائی پر کمر باندہی اور ادہر تسویہ صفوف بھی کما حقہ نہو سکا ابتدا ہی سے غلبہ حریف کی صورت نظر آنے لگی اور دو ہی چار فیر ہونیکے بعد لشکر انگریزی سے ایک توپ کا گولا حافظ الملک کے سینے پر پڑا اور اوس صدمے سے اونہوں نے قضا کی تہوڑی دیر تک محمد مستقیم خان وغیرہ سردار گرم کارزار رہے مگر حافظ الملک کی فوج کا جی ایسا چھوٹ گیا تہا کہ دفعۃً پاؤں اوٹہہ گئے اور میدان خالی ہو گیا اودہر لشکر نواب شجاع الدولہ بہادر مین فتح کا نقارہ بجا اور ادہر تمام لشکر حافظ رحمت خان کا تہ و بالا ہو گیا اب خدا کی قدرت دیکھیے کہ میاں سمینت کی پلٹن نے کہا کہ تمام لشکر نواب شجاع الدولہ کا لڑا اور ہماری بندوقین بھی خالی نہو ئین میاں سمینت نے کہا دیکھتے کیا ہو اخیر وقت ہے تم بھی ایک باڑہ مار دو یہ سنتے ہی میاں سمینت کی پلٹن نے ایک باڑہ ماردی کہ کئے سو آدمی لشکر نواب علیین آشیان کے اوس سے لوٹ گئے نواب ممدوح کی فوج گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہے اور نواب سے شکایت کی کہ آپ نے ہمیں جو دست اندازی کو منع کیا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ آپ در پردہ افاغنہ کی تباہی چاہتے ہین اودہر حافظ رحمت خان کی کمک نہ کی کہ وہ مقتول ہوئے اور فوج متفرق ہو گئی ادہر مفت مین ہماری صدہا آدمی مارے گئے نواب علیین آشیان فوج کی تسلی اور دلدہی فرما رہے تھے کہ دوسری باڑہ اور پڑگئی تب تو نواب علیین آشیان نے میان سے تلوار لی اور اپنی فوج سے پیش قدمی کی اور حکم دیا کہ بسم اللہ قدم اوٹہاؤ اور حریف کے

سمجھو نواب محمد نصر اللہ خان بہادر ابن نواب محمد عبد اللہ خان بہادر کہ اس روایت کے
راوی ہین اوس وقت داہنی طرف نواب علیین آشیان کی موجود تھی فرماتی ہین کہ نواب
ممدوح تیغ بکف بجلی کیطرح میان ہمیت کی پلٹن پر جا پڑی اور دم بھر مین ساری پلٹن کو کاٹ
کی ڈالدیا نواب شجاع الدولہ بہادر کی کہ ہاتھی پر سوار تھی دیکھا کہ سارا میدان صاف ہوگیا
صرف ایک طرف تلوار چل رہی ہے اور ہنگامہ عظیم برپا ہے حکم دیا کہ جلدی خبر لاؤ
اتنی مین نواب علیین آشیان اوس فوج کو تلوار سی قلم کرتی ہوی وارسی پار تشریف
لیگئی اور اوسی طرف سی گھوڑون کی باگین پہار کیطرف اوٹھا دین ادھر میان ہمیت کہ اونکا
ہاتھ بھی زخمی ہوا تھا لہو مین آغشتہ نواب شجاع الدولہ بہادر کی حضور مین پہنچی اور فریاد کی
کہ خانہ زاد حکم حضور کی موافق دست اندازی سی دست کش رہا اور نواب علیین آشیان کی
فوج نی تمام پلٹن خانہ زاد کی قتل کرڈالی اور غلام کا یہ حال بنایا نواب شجاع الدولہ بہادر
نی لشکر کو حکم دیا کہ نواب علیین آشیان کی فوج کا تعاقب کرو بی شبہہ یہ سب باہم ایک
ہین یہان نواب ممدوح نی بصوابدید عقل اسرار شناس مقام لالڈانگ مین پہنچکر پہار مین
مورچہ باندھا اور اوس مقام دشوار گذار کا بندوبست توپون کی حصار سی ایسا کرلیا
کہ نواب شجاع الدولہ بہادر کی فوج جو پہنچی تو سوا گھیری پڑی رہنی کی کچھ نہو سکا جب
بہت زمانہ گذرا ایک روز کرنیل چنپر لین صاحب بہادر حاکم لشکر انگریزی سی کہا کہ مین ایک کرور
روپیہ دیتا ہون اگر آپ اس مورچی کو توڑ دین چنپر لین صاحب نی کہا کہ ایک کرور کی
کیا حقیقت ہی اگر تین کرور بھی لیکر بارہ برس کی مدت مین کوئی اس حصار کو توڑ دی
تو ہم اوسکی سعر کہ آرائی کی قائل ہو جائین یہ سنکی نواب شجاع الدولہ بہادر کو اوس سعر کی
کی سر ہونیسی یاس ہوئی اور چنپر لین صاحب سی کہا کہ پھر کیا کرنا چاہیے چنپر لین صاحب نی
کہا کہ آپ کسی سفیر کو بھیجکر اصل کار تو دریافت کرین کہ باوصف توثیق عہود و اصلاح وجہ اس
نقض عہد کی کیا ہوئی اور نواب علیین آشیان کی فوج آپ کی فوج سی کیون لڑی جب یہ حقیقت

معلوم ہوجای تو کوی تدبیر عمل مین آی نواب شجاع الدولہ بہادر نی اوس سفیر کو جسی پہلی
مقام بلہت مین نواب علیین آشیان کی پاس بہیجکر نہ لڑنی کا عہد کیا تہا روانہ کیا نواب
علیین آشیان نی جواب دیا کہ پہلی تمہاری واسطی سی گفتگو اور معاہدہ اصلاح قرار پایا
اور اوسکا انجام یہ ہوا اب اس امر مین جب گفتگو کیجای گی کہ کوی سردار انگریزی متوسط
ہو سفیر نی آگی نواب ممدوح کو اطلاع دی کہ نواب علیین آشیان نی یہ فرمایا ہی اوسوقت
چنبرلین صاحب سفیر قرار پای اور نواب علیین آشیان کی پاس جاکر پوچہا کہ نواب شجاع الدولہ
بہادر سی باوصف عہد آپ سی کیون جنگ واقع ہوی نواب علیین آشیان نی فرمایا کہ میرا بہی
یہی سوال ہی کہ باوصف قرار پا چکنی اصلاح کی کیا سبب ہوا کہ دوبارہ مین متواتر میان ممینت
کی فوج نی میری فوج پر مارین جب مینی دیکہا کہ اب فوج میری دشمن ہوی جاتی ہی تب
مجبور ہو کر مینی بہی ہاتہ پاون ہلای آپ اسکی تحقیق وتنقیح کرین کہ تقدیم کدہر سی ہوی ہی چنبرلین
صاحب آی اور نواب شجاع الدولہ بہادر سی حقیقت بیان کی اب جو قرب وجوار کی فوج سی
اچہی طرح یہ بات تحقیق کی گئی تو ثابت ہوا کہ بی شبہ پہلی ادہر سی دست اندازی ہوی نواب
شجاع الدولہ بہادر کو کمال غصہ آیا اور فرمایا کہ یہ ساری شرارت اس ممینت کی ہی اوسیوقت
اوسکی مشکین باندہ کر چنبرلین صاحب کی ساتہ نواب علیین آشیان کی پاس بہجوادیا اور کہلا بہیجا
کہ یہ میرا تمہارا دونونکا مجرم ہی اسی تم اپنی ہاتہ سی قتل کر ڈالو اور جملہ فوج باقیہ ہمراہی ممینت
کو موقوف کر کی لشکر سی نکال دیا وہان نواب علیین آشیان کی علو ظرف اور شان کرم کو
دیکہیی کہ گیارہ پارچی کا خلعت منگواکر میان ممینت کو دیا اور چنبرلین صاحب کی زبانی کہلا بہیجا
کہ اب میری آپ کی وجہ مخاصمت کی باقی نہین رہی جو میری حقوق آپ پر ہین اوسکی عوض مین
چاہتا ہون کہ آپ اس مجرم کی تقصیر معاف کردین اسواسطی کہ جو ہونا تہا وہ تو ہوچکا اب اس
بیچاری کی قتل کر ڈالنی سی کیا ہوگا اور مین اب اسیطرف سی براہ کوہ ولایت کیطرف جانیکا
قصد رکہتا ہون مجہی تو زبردستی یہان کی سردارون نی بلوایا تہا جب مین آیا تہا ورنہ مجہی کیا غرض تہی

یہ پیغام جو نواب شجاع الدولہ بہادر کو پہنچا حقوق نواب علیین آشیان کے سب یاد تھے چنبرلین صاحب سے فرمایا
کہ آپ جائیں اور نواب علیین آشیان کو اپنے ساتھ لائیں کہ مجھے آپکے طرح کی مخالفت انسے نہیں اور وہ میرے محسن ہیں
چنبرلین صاحب گئے اور نواب شجاع الدولہ بہادر کا پیغام ادا کیا نواب علیین آشیان نے کہا کہ ایکبار میں دہوکا کہا چکا ہون
اب میری فوج یہ میری جان پر بغیر اسکے رضامند نہیں ہے کہ سرکار انگریزی ذمہ دار ہو کر پہلے اور برابر کی ملاقات
ان شرائط سے قرار پائے کہ نذر میں نہ دونگا اور ایک مسند پر وہ اور میں بیٹھونگا حقہ اگر وہ پئیں گے تو
میں بھی پیونگا جب تک میں مثہون بات سوا میری دوسرے لیے نہو اور معاملات کی گفتگو مطلقا بروو
نہ آئے یہ مقدمہ بواسطہ سلطنت انگلسیہ انفصال پائے چنبرلین صاحب نے ساری کیفیت نواب
شجاع الدولہ بہادر سے آکر بیان کی نواب نے سب شرطیں منظور کیں اور چنبرلین صاحب نواب
علیین آشیان کو اپنا ذمہ کر کے ساتھ لائے بہ آئین رئیسان عالیجاہ ملاقات ہوئی اور اچھی طرح مہمانی
و مدارات ہوئی دوسری بار نواب شجاع الدولہ بہادر نواب علیین آشیان کے خیمے میں جلوہ آرا ہوئے اور
یہ معاہدہ ہو گیا کہ نواب علیین آشیان محالات رامپور و شاہ آباد و حضرت نگر وغیرہ چودہ لاکھ چہتر
ہزار روپے کا خراجی ملک اپنے قبض و تصرف میں رکھکر پانچ ہزار پیادہ و سوار ملازم رکھیں اور نواب
شجاع الدولہ بہادر اور صاحبان انگریز بہادر کے لشکر کا صرف عطا کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنی نواب
علیین آشیان نے پچاس لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ سے نکالکر اپنے لشکر مجتمعہ کو بھی اوسمیں انعام دیکر رخصت کیا
اور لشکر نواب شجاع الدولہ بہادر کا صرف بھی دیا اور عہدنامہ پانچویں جب گیارہ سو اکاسی ہجری کے
مطابق سترہ سو چوہتر سنہ عیسوی کو تحریر ہو گیا پھر نواب شجاع الدولہ بہادر نے اودھ کیطرف کوچ فرمایا اور
نواب علیین آشیان نے رامپور میں آکر نظم و نسق سے شہر و ریاست کو گلزار بنایا نواب صاحب ممدوح نے یہ ملک ورلن
خود پسند فرما کر لیا اور حسن انتظام سے ایسا آباد کیا کہ تیس لاکھ سے تیس لاکھ تک آمدنی سال ہو گئی رعیت
عدل و داد سے مالامال ہو گئی باوجود داد و دہش کے حسن انتظام سے تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیاں ایک
جی پور خزانے میں جمع فرمائیں جو جنگ دوجوڑہ کے بعد نواب آصف الدولہ بہادر کے ہاتھ آئیں یہ رامپور
آپ ہی نے آباد فرمایا صحرا کو گلزار بنایا مصطفیٰ آباد اسکا نام رکھا کہ فیض آباد ایک شہر قدیم مشہور تھا صفات

کمال نواب علیین آشیان کی تفصیل اگر مرقوم ہوں یہ تذکرہ سیرت کی کتاب ہو جائے حقیقت یہ ہی کہ سراپا
کمال تھی نہایت وجیہ اور صاحب حسن و جمال تھی شجاعت کا یہ عالم کہ تمام جسم مبارک زخموں سی چور تھا
ہمت و فتوت سخاوت و مروت کا شہرہ دور دور تھا ورع و تقوی زہد و حیا ضرب المثل و یادگار ہی
تھوا امور خیر و برکات اور نشر و رواج حسنات جسقدر اوس عہد میں ہوا تمام ممالک پر آشکار ہی ایک حکایت
جو آپکی کمال اتقا پر دال ہی وہ لکھی جاتی ہی سنا ہی کہ دریای کوسی اون ایام میں نہایت جوشن اور اوسکی
دہار بند ہونی میں بڑا اہتمام تھا یہاں تک کہ آپ بنفس نفیس تشریف لیگئی تہی اور شاہ جمال اللہ صاحب
قدس سرہ العزیز اور بحر العلوم مولانا عبد العلی صاحب مرحوم وغیرہ اچھی اچھی ارباب کمال ہمراہ تھی آپنی حکم فرمایا کہ جو کوئی
کبھی کسی فعل حرام کا مرتکب نہوا ہو وہ پہلی بار باندھنی میں دست انداز ہو یہ سنکر سب آدمیوں نی ارادہ کیا
آپ نی ارشاد فرمایا میرا مقصود یہ ہی کہ ارادہ بھی فعل بد کا نہوا ہو یہ سنتی ہی سبکو سکوت ہوا اور کوئی متصف
اس صفت کی ساتھ نہ نکلا جب دیر ہوئی تو اوسوقت آپ روی اور سمت قبلہ ہاتہ اوٹھا کر بحلف بیان فرمایا
کہ میری دل میں کبھی خطرہ بھی کسی فعل زشت و حرام کا نہیں آیا یہ فرماکر آپ نی بدایت کی سبحان اللہ ایسی
نفوس قدسی کہاں ہوتی ہیں ترک اولی بہت کم آپ سی وقوع میں آیا صلوۃ تنجینا کہ درود ماثورہ
مشہور ہی آپ اوسکی عامل تھی معقول میں قطبی میر تک عبور تھا مگر منقول میں بڑی کامل تھی سادات کا
لحاظ بہت فرماتی تھی یہاں تک کہ اگر کسی سید سی کوئی خطا ہو جاتی تھی بمقتضای شرم و لحاظ اوسسے
آنکھ نہیں ملاتی تھی عہد دولت میں مسجدیں بکثرت تعمیر ہوئیں اور ایک مسجد ایسی عالیشان بنی کہ اس
سرزمین پر بی نظیر ہی حسن نیت سراپا برکت سی آج تک ذرات مصلیوں کی جماعت سے رونق پذیر ہے
باآنکہ لاکھوں روپیہ امور خیر میں صرف ہو گیا پھر بھی خزانی میں زر وافر جمع ہوا بیس برس کامل
آپ مسند آرای ریاست رہی تریسٹھواں سال عمر شریف سی شروع ہوا تھا کہ بغل میں داہنی
طرف کو کہ پر پھوڑا نکلا اور وہ بڑہتی بڑہتی جگر تک سرایت کر گیا اوسی صدمی سی پنجشنبہ کی دن ذی حجہ
کی اٹھارہویں [١٨] تاریخ بارہ سو آٹھ [١٢٠٨] ہجری میں کہ سترہ سو چورانوی [١٧٩٤] عیسوی سی مطابق تہی باسٹھ [٦٢] برس
سی کچھ زیادہ عمر پاکر صدر حکومت سی ہاتہ اوٹھایا علیین میں تشریف فرما ہو کر تخت گاہ فردوس پر جلوس فرمایا

اسی شہر مین عیدگاہ دروازی کی قریب مقبرہ عالیشان تیار ہوا دنیا مین روضہ جنان آشکار ہوا لفظ غروب مادہ سال ارتحال ہی یہ مختصر نواب علیین آشیان کا حال ہے ٭٭

ذکر خیر شہسوار فضای ہمت غارس مضمار نصرت تیغ زن معرکہ دشمن شکنی صف شکن کارزار عدو افگنی صاحب الشوکۃ الثابتہ والصولۃ العالیہ زائر روضہ شہنشاہ خافقین حاجی حرمین شریفین جناب مستطاب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر خلف الصدق حضرت علیین آشیان جناب غفران مآب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر طاب ثراہما وجعل الجنۃ مثواہما واضح ہو کر داستان قتل نواب محمد علیخان بہادر اور حکایت مسند نشینی نواب غلام محمد خانصاحب بہادر مختلف صورتونسے مشہور ہی راقم الحروف اوس تاریخ سی کہ اس خاندان عالیشان کی بیان واقعات مین کتاب بمبسوط ہی تلخیص کر کی لکھتا ہی کہ نواب معلی القاب سی نواب محمد علیخان بہادر دس برس بڑے تھے اور چونکہ آپ کی مادر محترمہ نی زمانہ شیرخوارگی مین قضا کی تھی اور نواب محمد علیخان بہادر نے آپ کو فرزندون کی طرح پرورش کیا تہا اس سبب سی باہم ایسی محبت تھی کہ دیکھنی والی باپ بیٹی کا گمان کرتی تھی یہی باعث تہا کہ جب جناب نواب عرش منزل نی رحلت فرمائی تو نواب محمد علیخان بہادر نی فرط محبت سی چاہا کہ نواب غلام محمد خانصاحب بہادر مسند نشین ہون مگر نواب ممدوح نی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ منصب آپ ہی کا ہی حق تعالی آپ کو اور بعد آپ کی آپکی اولاد کو مبارک کری جب نواب محمد علیخان بہادر نی دیکھا کہ یہ کسیطرح نہین مانتی تو فرمایا کہ ایک شرط سی مین اس منصب کو قبول کرتا ہون کہ جو امور بقای اتحاد اور افزایش مراتب وداد کی واسطے تمکو مناسب معلوم ہون وہ اسوقت طی ہوجائین نواب معلی القاب نی کہا کہ عمدہ ترین امور واجب الالتماس مین سی اول تو یہ امر ہی کہ میری مقدمی مین اگر کوئی درانداز تفرقہ پرداز آپ سی کچھ عرض کری آپ اوسکو مجھسی ارشاد فرمادیا کرین میں حلف کرتا ہون کہ اگر وہ امر واقعی ہوگا تو اقرار کر کی اوس تقصیر کا آپ ہی استعفا چاہونگا اور اگر آپ معاف نفرمائینگی تو اوسکی واسطے وہ سزا

تجویز کرونگا جو سزا اوس تقصیر پر آپ کسی غیر کی واسطی بھی تجویز نفرمائینگی دوسرا امر یہ ہی کہ
اٹھارہ ہزار روپیہ سال جو میری کفاف کیواسطی ریاست سی مقرر ہی وہ میری خاص خرچ اور دیگر
تنخواہ کی واسطی بھی کافی نہین علاقہ ریھٹر اور تھاکر دواری کا جو مالگذاری مین ہی اور اوسمین
ڈیڑہ لاکہ روپی سال کی توفیر ہی اوسکا بندوبست دائمی اسی توفیر پر میری نام رہی کہ مین اوس توفیر
اور منافع تجارت وغیرہ مین اوقات بسر کرونگا یہ دونون امر تو وہ ہین کہ درصورت عمل درآمد
رہنی کی کبہی مجکو آپ کی طرفسی اور آپکو میری طرفسی ملال نہوگا اب ایک تیسرا امر جو عموماً
خلق اللہ کی خیرخواہی اور خصوصاً آپ کی خیراندیشی پر مشتمل ہے وہ عرض کرتا ہون آپ کو
معلوم ہی کہ نواب عرش منزل کسقدر متصف بصفات جمیلہ اور متخلق باخلاق جلیلہ تہی امید
رکہتا ہون کہ آپ بہی علی قدر مراتب جملہ اکابر واصاغر سی ایسی اخلاق فرمائین کہ سب اونکی
اخلاق کو بہول جائین نواب محمد علیخان بہادر نی یہ تینون باتین بطوع و رغبت قبول کرکے
بی درخواست نواب ممدوح قرآن مجید پر مہر کردی بعد طی ہونے ان مقاصد کی نواب ممدوح
پہلی خود دیوان عام مین تشریف لای اور مسند بچہوا کر ارکان ریاست اور اعیان دولت کو نذر دینی کی
واسطی جمع کیا ازانجا کہ سب افسران فوج نواب محمد علیخان بہادر کو عہد نواب عرش منزل سے
منصب ریاست کی قابل نہین جانتی تہے اور اونکی تندخوئی ترش روئی کج رائی خودستائی
ناحق کوشی مینوشی وغیرہ افعال ذمیمہ کو خوب پہچانتی تہے بلکہ جب سی وہ وزیر علیخان ابن
نواب آصف الدولہ بہادر کی شادی مین لکہنو جاکر شریک ہوئی تہی یہ امر بہی مشہور ہوا تہا
کہ امامیہ مذہب ہوگئی لہذا اون سب نی نواب غلام محمد خانصاحب بہادر سی عرض کیا کہ آپ
انکا مسند آرا ہونا ہرگز جائز نرکہین بہت جلد کوئی فتنہ برپا ہوگا انکے اپنے
تہذیب غیر ممکن ہے یقینی کوئی فساد اوٹہ کہڑا ہوگا نواب ممدوح نی اون سبکو
فہمائش کرکی ماہ ذی حجہ کی اٹہارہوین تاریخ کہ بارہ سو آٹہ ہجری تہے مطابق ستر ہوین
جولائی سترہ سو چورانوی عیسوی نواب محمد علیخان بہادر کو لاکر مسند پر بٹہایا سب سے پہلی آپ نذر دی

پھر الگین سی نذرین دلوائین ایک نواب محمد نصر اللہ خان بہادر ابن نواب محمد عبد اللہ خان فرمان
عاصی تخلص کہ وہ پہلی سی نہایت آزردہ خاطر تھے اوس روز نذر کو نہ آئی تیسری دن نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر اصرار کرکی اون کو بہی لائی مگر وہ باکراہ نذر دیکر چلے گئی اور نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہا کہ مینی تو بعد ارتحال نواب عرش منزل بالکل دنیا سی ہاتہ کھینچ لیا ہے
اور فقیرانہ لباس پہنکر گوشہ نشینی اختیار کی ہے مگر تمسی کہی دیتا ہون کہ نواب محمد علیخان سے
ہرگز ریاست کا نباہ نہوگا یہ بات میری یاد رکھو اور جہان تک ہو سکی انسی خبردار رہو وقعی
ایسا ہی ہوا کہ دس ہی پانچ دن مین فساد کی صورت پیدا ہوئی توضیح اوسکی یہ ہی کہ ایک
سقا نواب محمد علیخان بہادر کی مزاج مین دخیل تہا مسند نشینی کی بعد اوسکا اختیار و قبضہ اور
اور بڑہا صحبت ہای بی تکلف میخواری و نشاط و عیش و انبساط مین شریک رہتا تہا
اور جسکی حق مین جو کچھ منہ مین آتا تہا کہتا تہا اور اوسکا یہ اثر ہوتا تہا کہ نواب محمد علیخان بہادر
سر دربار بڑی بڑی سرداروں کی طرف ایسی خطاب کیا کرتی تہے کہ وہ پیچ و تاب کہا کر
دربار سی اوٹہ جاتی تہے اور نواب غلام محمد خان صاحب بہادر سی شکایت کیا کرتی تہی
اور آپ اونکو بجای خود سمجہا کر اپنی بہائی کو سرداروں کی برہمی سی اس امید پر اطلاع کرتی
تہی کہ آیندہ حفظ لسانی کو کام فرمائین نواب مسند نشین متنبہ ہونا تو کیسا اولٹی نواب
ممدوح کو بدنام کر دیتی تہے یعنی سرداروں سی کہدیتی تہی کہ نواب غلام محمد خان بہادر ہمسے
تم لوگون کی سرتابی یون بیان کرتے ہین وہ سب سردار روز بروز انسی مخالف
ہوتی جاتی تہے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ سب اوس سقی کی دشمن ہوگئی مگر وہ فرومایہ نشۂ
کبر و نخوت سی ایسا سرمست ہوگیا تہا کہ مطلق ہوش مین نہ آیا یہان تک کہ ایکدن نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہلا بہیجا کہ علاقہ ٹہاکردواری کا جو آپکی پاس ہی اسکی تو فیر
مین یا حصہ بقدر دہ یک مقرر کیجیے یا جو گانون مین پسند کرون وہ مجہی دیدیجیے ورنہ
یہ علاقہ آپ کی پاس نرہیگا نواب کو نہایت غصہ آیا مگر ضبط کو کام فرماکی صرف اتقدر کہا

کہ جو شخص یہ پیغام لایا تہا اوسکو نکلوا دیا اور اوسنے حقیقت کی شکایت بہی اپنی بہائی سی
نہ کی اوس غماز فتنہ پردازنی نواب ممدوح کیطرفسی نواب محمد علیخان بہادر کی کان بہرنا
شروع کیی اوسکی اثر سے چشم و ابرو نواب محمد علیخان بہادر کی نواب غلام محمد خان بہادر
کیطرفسی بدل گئی ایک دن نواب غلام محمد خان صاحب بہادرنی بہائی سی شکوہ کیا
کہ مین آپکا التفات اپنی طرف کم پاتا ہون اسکا کیا سبب ہی اور اوسی ضمن مین سقی کی شرارت
بیان کرکی کہا کہ اگر آپ کو اس علاقی کا نکال لینا منظور ہے تو مجہی کچہ عذر نہین مگر غیر کو میری
معاملی مین دخل ندیجیی اور سقی کی تنبیہ کیجیے کہ حد سے بڑہکر پاؤن نرکہی لوگ بہت ازردہ خاطر
ہین کوئی فتنہ برپا ہو نواب محمد علیخان بہادرنی آئی گئی کرکی ٹالدیا اور سقی کو تنبیہ نکیا
بلکہ اوسکا مرتبہ روز افزون رہا آخر بعض افسران فوج نی تنگ اکر چاہا کہ اوسی مار ڈالین
باہم مشورہ کرکی چار ولایتی مامور کیی کہ وہ کمین گاہ مین جا بیٹہی جاڑون کی دن تہی اور اتفاقاً
ایک شب تار مین ابر غلیظ محیط آسمان تہا اور وہ سقا سونے کا دگلا پہنی بہاری صافی اوڑہے
سیانی مین سوار جاتا تہا یہ ولایتی نکل پڑی اور اوسی تلوارون پر دہر لیا اپنی گمان مین تو اوسکو
چور نگ کیا مگر اوسکی قضا نہ تہی کہ بیانہ ٹکڑی ٹکڑی اوڑ گیا اور کپڑی پرزی پرزی ہو گئی اور بدن
کہین کہین خفیف سی کچہ چرکی آئی وہ اوسی تاریکی مین بہاگ کر سیدہا نواب محمد علیخان بہادر کے
پاس پہنچا اور خون آلودہ کپڑی دکہا کر کہا کہ نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کی حکم سی لوگون نے
میرا یہ حال کیا نواب محمد علیخان بہادرنی نواب ممدوح سی پوچہا آپ نی انکار کیا کہ مجہی خبر نہین
تمام خلق اوس بدکردار سی ناخوش ہے کسی نی یہ حرکت کی ہو گی اوسوقت تو یہ بات ٹل گئی
صبح کو نواب محمد علیخان بہادرنی اوسی کی مشورہ سی علاقہ جو نواب غلام محمد خان صاحب بہادر
کی پاس تہا خام کر لیا اور وہان کہنہ سال کا مال تجارت ایک لاکہ کی قریب موجود تہا وہ سب
ضبط ہو گیا نواب ممدوح نی مصلحت وقت دم نمارا اور یہ ارادہ کیا کہ جلای وطن ہو کر بہی اور بیت اللہ
کی طرف چلے جائیں افسرون نے جو یہ خبر پائی جمع ہو کر سمجہایا کہ دیکہی ہم کہتی تہی کہ یہ شخص رئیس کردی

قابل نہین مگر آپ نے نہ مانا اب بھی کچھ نہین گیا ہی ہم ان کو قتل کرتی ہین آپ مسند نشین ہون
نواب ممدوح نے یہ امر قبول نکیا مگر اونکی اصرار سے عزیمت فسخ کی اور احتیاطاً افسرون کی ارادۂ
فاسد سے خفیہ نواب محمد علیخان بہادر کو بھی آگاہ کیا وہان وہی شعار تھا کہ آج نواب موصوف
نے آگاہ کیا کل اونہون نے سردارونسے کہدیا طرہ اوسپر یہ ہوا کہ سر دربار نواب غلام محمد خان
صاحب بہادر سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوی بر رو بچو ملیح ہونی لگی جب نواب ممدوح نے یہ رنگ
دیکھا دربار جانا قطعاً چھوڑ دیا ایک دن نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نواب غلام محمد خان صاحب
بہادر کی ملاقات کو آئی اور کہا کیون صاحب ہم کہتی تھے کہ انسے کسیطرح نباہ نہوسکیگا دیکھیے
کسقدر جلد نقض عہد ہوا نواب ممدوح نے کہا کہ کیا کیجی اب بھی جوش محبت کا وہی رنگ ہی
اور ادہر سے خیر اندیشی کا وہی ڈھنگ ہی الغرض چندی یہی صورت رہی کہ سردارونکی عداوت
نواب محمد علیخان بہادر سے بڑہتی گئی اور نواب ممدوح خفیہ اطلاع کرتی رہی اور نواب محمد علیخان
افسرونسے کہا کیے کہ نواب غلام محمد خان صاحب بہادر تمہاری نیت فاسد سے مجھی آگاہ کیا کرتے ہین
مین ایک دن تم سب سے بہت بری طرح پیش آؤنگا ان باتونسے نواب غلام محمد خان صاحب بہادر
کی طرفسے افسران فوج کی مخالفت ایک سے ہزار ہوی تنگ آکر نواب موصوف نے پھر چاہا
کہ پھر حج کو چلے جائیے یہان تک کہ ایکبار رات کو اسباب بندھوا کر روانہ کردیا اور صبح کو
سیر و شکار کی بہانی سے خود سوار ہونیکا ارادہ صمم کیا مگر سب ایک قوم کی لوگ تھے راز چھپ
نسکا افسر جمع ہوی اور کہا کہ آپ کا ارادہ ایسا معلوم ہوتا ہی نواب ممدوح نے کہا بیشک
مین حج کو جاتا ہون افسرون نے کہا کہ اس سال ہم آپکو ہرگز نجانی دینگی نواب ممدوح نے
کہا تو مین مقید ٹھہرا معلوم نہین کہ جرم میرا کیا ہے افسرون نے کہا ہم تو آپکو قیدی نہین سمجھتی
اگر آپ سمجھین تو مجبوری ہے نواب ممدوح نے کہا کہ پھر مین کیا کرون اودہر نواب محمد علیخان تنہا
میری دشمن ادہر تم سب میری مخالف افسرون نے کہا کہ ابھی آپ راضی ہو جائین ہم وہ انکو
قتل کرکی آپکو مسند پر بٹھا دین یہ ساری جھگڑی جاتی رہین اور اگر یہ نسمجھی گا انجام کار دونون

ہاری جائینگی اور ہم نواب عرش منزل کی اولاد مین سی کسی اور کو رئیس کر دینگی اور بالفرض کوئی
اونکی اولاد مین راضی نہوا تو قرعہ ڈال کر اپنی قوم مین سی کسیکو رئیس بنا کی اوسکی اطاعت کرینگی
جب نواب ممدوح نی دیکھا کہ جان بہی جاتی ہی اور وہ کسیطرح راہ پر نہین آتی چپ ہو رہی افسران کیم
خوشی کو دلیل رضا سمجھکر محرم کی تیرہوین تاریخ بارہ سو نو ہجری مین جملہ پیادہ و سوار کہ مجموعا چودہ ہزار
آدمی تہی مع طبل و علم آئی اور بہ جبر آپ کو ساتہ لیکر دیوان عام کیطرف چلی دروازی پر پہنچی تو دلیرخان
کمال زئی جو نواب محمد علیخان بہادر کی سمدہی تہے اور نواب عرش منزل کی وقت سی اونہین کی
اردلی مین رہتی تہے یہ مجمع دیکھکر بڑہی اور نواب غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہا کہ آپ
تشریف لیجائین اور کچہ افسرون کو بہی ساتہ لین مگر اس ساری مجمع کا لیجانا بہتر نہین نواب
موصوف خاموش ہو رہی اور آگی بڑہی دلیرخان نی پہر عرض کے کہ جو کچہ سینی کہا شاید آپنی
نہین سنا نواب ممدوح نی پیچ ہو کر جواب ترش دیا دلیرخان تو کچہ سمجکر وہین رہگئی جب یہ چبوتری
کی قریب پہنچی دیکھا کہ نواب محمد علیخان بہادر بیچ کی در مین سیف الدینخان اور بہادرخان اپنے
ماموں سی بیٹہی یہ باتین کر رہی ہین کہ لوگ نواب عرش منزل کی بہوری پر زہر کی بہا ہی جی ہونی
کی تہمت مجہپر کرتی ہین حالانکہ ایسا نہین ہوا اور بالفرض اگر مینی ایسا کیا بہی تو میرا کوئی کیا
کریگا اور اس جگہ کلمات فحش اور ثقیل کا استعمال کیا اور سیف الدینخان اور بہادرخان دونون
سمجہا رہی ہین کہ دیکہی یہ باتین اچہی نہین ہمکو اندیشہ ہی کہ کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہی نواب
محمد علیخان بہادر نی اوسکی جواب مین کہا تم نہین جانتی ہو یہ قوم انہین سخت گیریون کی سزاوار ہی
سیف الدین خان اور بہادرخان نی کہا کہ ہم مراتب خیرخواہی سی ہمیشہ آگاہ کرتی رہتی ہین
ماننی نماننی کا آپ کو اختیار ہی مگر یہ سمجہیی کہ نواب عرش منزل بہی ہماری بات مانا کرتی تہی یہی
باتین ہو رہی تہین کہ غلام محمد خان صاحب بہادر چبوتری کی کناری پہنچ گئی اور دیوان عام کا
تمام چوک فوج سے بہر گیا نواب محمد علیخان بہادر نی یہ رنگ دیکھکر نواب ممدوح سے پوچہا کہ یہ
کیا ہے نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نی او سوقت بہی اس نظر سی کہ جان اونکی بچ جای کہا

کہ آپ مسند سی اوتر بیٹھیی اسوقت یہی مصلحت ہی اور اسی مین خیریت ہی مینی تو کوئی دقیقہ
خیر اہی کا اوٹہا نہ رکہا مگر افسوس ہے کہ آپ سی ریاست کا نباہ نہو سکا یہ لفظ ہنوز زبان سے
ادا نہو چکا تہا کہ نواب محمد علیخان بہادر نی تلوار کہینچکر ایک ہاتہ مارا قضای کار تلوار کا پہلا
دیوان عام کی محراب پر پڑا بردوانی تیغا تہا کنگرہ محراب کو کاٹتا ہوا اوترا اتنی مہلت مین
نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کا بایان ہاتہ جسمین سپر تہی اوٹہکر سر پر پہنچا اور وہ تیغا
سپر پر پڑ کا مگر کیا ہاتہ کی صفائی اور کیا تیغی کی برش تہی کہ باوصف کنگرہ محراب پر رکنی کی
سپر کو پہول تک کاٹا نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نے ماتی تہی کہ مین اپنی بہائی کی
جرات اور دلیری کا قائل ہون کہ اس پہرتی سی ہاتہ مارا تہا کہ اگر محراب پر نہ پڑتا تو ہرگز سپر
نہ رکتا باری مین ہوشیار ہوگیا اور ہاتہ اپنا تان دیا کہ بدن پر صدمہ نہ آیا الغرض تلوار سپر مین
پہنسکر رہگئی اور ہرچند نواب محمد علیخان بہادر نے زور کیا نکل نسکی قبضہ پنا ہدار تہا ہاتہ سی چہوٹ ہی نسکی آخر نواب غلام محمد خان صاحب
بہادر نی سپر کو ایکطرف اس زور سی پہیرا کہ نواب محمد علیخان بہادر کی تلوار قبضی سی نکل گئی
نواب ممدوح نی اوس تلوار کو مع سپر اپنی پشت پر پہینک دیا اور اپنی تلوار کی قبضی پر بہی ہاتہ
نہین رکہا جسوقت نواب محمد علیخان بہادر نی وار کیا تہا جتنا مجمع ساتہ آیا تہا سب متفرق او
پریشان ہوگیا تہا چبوترے سی صحن مین اسقدر لوگ گری تہے کہ صحن اور چبوترہ ایک مسطح تختہ
بنگیا تہا جب تلوار ہاتہ مین نرہی تو سب پلٹ کر دوڑ پڑی نواب محمد علیخان بہادر نی چاہا
تہا کہ ہاتہ بڑہا کر بہادر خان اپنی ماموں کی تلوار لین مگر فوج ٹوٹ پڑی کہ وہ زخمی ہو کر گرے
بہادر خان اور سیف الدین خان دونون بچائی کی ۔ اسلی چہا گئی اس سبب سی سردار فوج کو
مشکل پڑی کہ سیف الدین خان اور بہادر خان کو تو مار نسکتی تہی کہ ایک قوم کی ہزار ہا آدمی
تہی آپسمین فساد پڑ جاتا مگر بغلون کی نیچے سے تلوارون کی پہلون سی کوچتی تہی جب بہادر خان
اور سیف الدینخان نی یہ حال دیکہا نواب غلام محمد خان صاحب بہادر سی پکار کر کہا کہ اگر تمہین کو
اپنی بہائی کا قتل منظور ہے تو صاف کہدو کہ ہم الگ ہو جائین ورنہ ان لوگون کو منع کردو نواب

غلام محمد خان صاحب بہادر کہ افسران فوج اونکو لیتی ہوی مسند پر بٹھا آئی تھی یاد آتے ہی
جوشش محبت سے دوڑے اور افسران فوج کو آواز دی کہ اب مجھسی یہ شدت دیکھی
نہین جاتی ناچار افسرون نی ہاتھ کھینچا تب نواب محمد علیخان بہادر نی کہا کہ مجھی محل مین پہنچا دو
بہادر خان اور سیف الدین خان نی پلنگ پر لٹا کی محل مین پہنچا دیا سنا ہی کہ وہان پہنچکے
نواب احمد علیخان بہادر اپنی پسر صغیر السن کو پاس بلا کر کہا کہ جو کچھ ہونا تہا وہ ہوا میری
جان بھی گئی اور میری بھائی کی واسطی بھی بہتر ہوا اور یہ مین خوب جانتا ہون کہ بھائی کا
اسمین کچھ قصور نہین افسران فوج کی ساری شرارت ہی دو نصیحتین تمکو کرتا ہون ایک تو
یہ کہ مین امامیہ مذہب ہون اگرچہ جانتا ہون کہ تجہیز و تکفین میری اوس مذہب پر
نہو سکیگی مگر تمکو اپنے مذہب سے آگاہ کر دیا اور نواب احمد علیخان بہادر کو بھی اوس
مذہب کی تلقین کی دوسری نصیحت یہ ہی کہ تم نواب وزیر الممالک کی سرکار مین مستغیث ہونا
وہ ضرور تمہاری کمک کرینگی اور تم رئیس ہو جاؤگی مگر وقت پاکر بطرز مناسب اپنی دشمنون سے
انتقام ضرور لینا یہ کہکر بیہوش ہو گئی چارون بہنون نے جراحون کو بلوا کر ٹانکی دلوا کر پھر مرہم کا پھایا
دینا شروع کیا پھر نواب محمد علیخان بہادر ہوش مین آئی یہان افسران فوج نی نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہا کہ یہان انکا رہنا بہتر نہین نواب ممدوح نی محل مین
کہلا بھیجا ان کی بہنون نی نمانا بعد قیل و قال بسیار یہ بات قرار پائی کہ اگر حضرت شاہ
جمال اللہ صاحب قدس سرہ پیر و مرشد نواب غلام محمد خان صاحب بہادر اپنا ذمہ کر لیں
کہ دغا نہو گی تو البتہ ہم بھیجدین آپ نی حضرت سی رجوع کی حضرت نی فرمایا تم نے مجھے
عہد کرو اور افسران فوج سی بھی عہد لو کہ دغا نکرین تو مین ذمہ دار ہوتا ہون آپ نی عہد کیا
کہ مین نہ خود ضرر پہنچاؤنگا نہ ضرر رسانی کا واسطہ ہونگا اور افسران فوج سی بھی یہی
عہد لیا تب حضرت نے نواب محمد علیخان بہادر سے کہلا بھیجا کہ اب تم باہر نکل آؤ وہ برآمد
ہوی افسران فوج نی گڈھ مین کہ در شہر سے جانب شمال ایک میل کی فاصلی پر ہے

نظربند کیا وہان بھی ایک سقا اونکا یار ہوگیا کہ مشک مین رکھکر کمانی کی چیزین پہنچایا کرتا
تھا اس زمانی مین بواسطہ مصطفی خان ابن الہ یار خان ابن جناب نواب علی محمد خان صاحب
بہادر جن سے نواب محمد علیخان بہادر کی حقیقی بہن منسوب تہین وزیر الممالک تک خفیہ
دادخواہی کی عرضی بہیجی جب مرہم پٹی ہوتی ہوتی زخمون مین اندمال کیصورت نظر آنی لگی
ایک دن پہری پر جو سپاہی کہڑا تہا اوس سے کہا کہ اری سنتا ہی اب میری زخم
اچھی ہو چکی ہین سردارون سی کہدینا کہ ایک سی سمجھونگا اور موچھون کی رسیان بٹواونگا
اوسنی سردارونکو اس گفتگو سے آگاہ کیا جب نے نواب غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہا کہ
اس شخص کا زندہ رہنی دینا اچھا نہین کوئی نہ کوئی مفسدہ برپا ہوگا نواب محمد فتح نے کہا کہ شاہ
جمال اللہ صاحب سی عہد واثق ہو چکا ہے تخلف نچاہیے اور جو باتین سنی گئین میری نزدیک
سب غلط ہین اور بالفرض اگر سچ ہون تو اونکی مسلوب الحواس ہونی کی دلیل ہی کچھ جواب
بچا ہون تو اونکی کہنی کا برا ماننا نچاہیے دیکھو اگر دغا کروگی برا کروگی سردار وہان سے
اوٹھی اور اپنی جگہ پہنچکر باخود باشورہ کرنی لگے کہ کیونکر اس جھگڑی کو پاک کرین الہام خان
نامی ایک پٹھان بیٹھا تھا اوسنی کہا کہ اس کام کو مین کرونگا لوگون نی کہا کہ ہم سب عہد
کرچکی ہین تمکو اختیار ہے وہ اوٹھا اور اسی ارادی پر چلا راہ مین اوسکو منسارام مکبر یا
گرچار سو مکبریے اوسکی تابع تھے ملا الہام خان سی پوچھا کہان جاتے ہو اوسنی اپنا
ارادہ بیان کیا یہ بھی اونسی نہایت آزردہ خاطر تھا ساتھ ہو لیا اور کہا کہ مین بھی تمہارا
شریک ہون یہ دونون باتفاق اوسوقت وہان پہنچے کہ نواب محمد علیخان بہادر
سو چکی تھی انہون نی پشت مکان سی اوترکر باطمینان تمام ایک نی شیر بچہ گردن پر کہینچا
اور ایک نی پستول مارا احشای باطنی کی چیتہڑی اوڑگئی اور اونکا کام تمام ہوگیا پھیر
منسارام دوڑتا ہوا نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کی پاس پہنچا اوسوقت نواب محمد فتح
بیٹھی نماز تہجد بیدار ہوکر وضو کر رہی تھے منسارام کو دیکھکر گھبرائی کہ اسوقت یہ کیون آیا

اشارے سی پوچھا کہ کیا ہی اوسنی عرض کی کہ حضور کسینی نواب محمد علیخان بہادر کو مار ڈالا نواب
ممدوح یہ سنتی ہی فرط قلق سی بیتاب ہوگئی اور بعد از تکلف چار رکعتین نماز تہجد کی ادا کین
پھر باواز بلند رونی لگے مکان کی پردی چھڑوا دیی اور نماز صبح کی واسطی نہی بر آمد ہوئے
تمام عمر مین اوسدن آپسی یہ جماعت ترک ہوئی افسران فوج کو جب نواب ممدوح کی اس حال
کی خبر پہنچی جمع ہو کر آئی دل مین تو سب خوش تہی مگر بظاہر اظہار ملال کیا پردی بند ہوا دیی
اور ہاتہ منہ دہلوا کر پوشاک بدلوا کر آپ کو مسند پر بٹہایا پھر نواب ممدوح کی اہتمام
سی بہت اچھی طرح تجہیز و تکفین ہو کر محلہ مدرسہ مین نواب مقتول دفن ہوئی پس اس
حساب سی کہ ذی حجہ کی اٹھارہوین تاریخ مسند آرا ہوئی اور محرم کی تیرہوین[۱۳] تاریخ مجروح
ہو کر ریاست سے جدا ہوئی چوبیس[۲۴] دن تعداد زمانہ ریاست ہے اور ایک عیناسات و رجالت خمداری مین ان رہنی کی بعد
صفر کی بیسوین[۲۰] تاریخ زمانہ رحلت ہی کل چھیالیس[۴۳] برس کی عمر پائی اسوقت کہ گیارہ سو چھیاسٹھ[۱۱۶۶] ہجری تہا سال وفات ہے انا للہ و انا الیہ راجعون
خبر محل مین پہنچی ادہر آپ کی بہنون نی حضرت شاہ جمال اللہ صاحب قدس سرہ کی
پاس کسیکو بہیجا کہ حضرت یہ کیا ہوا اور ادہر نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نی بہی
حضرت کی پاس کہلا بہیجا کہ مجہی مطلق خبر نہین کہ نواب محمد علیخان بہادر کو کسنی قتل کیا وہان
حضرت کا یہ حال تہا کہ جسوقت یہ واقعہ ہوا تہا اوسیوقت سی پیٹ مین درد شدید پیدا ہو گیا تہا مضطربانہ
ٹہل رہی تہی اور پسینا متصل جاری تہا یہان تک کہ پاون عرق مین غرق ہو ہو جاتی تہی
یہ پیغام جو شخص لیگیا تہا آپ نی اوس سی بر فروختہ ہو کر فرمایا کہ خیر مینی تو خمیازہ ضامن
ہونیکا اوٹہایا کہ گہڑی دو گہڑی مین میرا کام تمام ہے مگر کہدینا کہ تم سب کی واسطی
بہت برا ہوا اور یہ امر باعث زوال دولت ہو گیا تو دس بجی دن تک کی یہ گفتگو تہی
مرید جمع ہوتی جاتی تہے سورہ یٰسین کی تکرار ہو رہی تہی اوسی حالت مین گیارہ بجی دن کو
انتقال فرمایا بعد ان سب وقائع کی سرداران فوج نی نواب غلام محمد خان صاحب بہادر
سی اصرار کیا کہ نواب احمد علیخان پسر صغیر السن نواب محمد علیخان بہادر مقتول کو بہی قتل کر ڈالو

کہ یہ جھگڑا پاک ہو آپ نی نمانا اور کہا کہ مجھی کسیطرح یہ امر گوارا نہین کہ وہ معصوم بی گناہ محض
ہی اور تم لوگ اگر ایسا کروگی خلق تمہین کیا کہیگی افسران فوج نی کہا کہ اچھا اگر قتل
نہین گوارا ہی تو لاؤ کوٹھی پر سی نیچی پھینکدین یہی مشہور ہوگا کہ کھیلتی کھیلتی کوٹھی پر سے
گر پڑی نواب ممدوح نی اسکو بھی منظور نکیا مگر افسران فوج نی ایک دن نواب احمد علیخان کو
کوٹھی پر نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کی پاس کھیلتا دیکھکر اوسی ارادی پر ہاتہ بڑہایا و
دوڑکر چچا کی چھاتی سی لپٹ گئی آپ نی اپنا ہاتہ آڑ کرلیا اور کہا کہ ہرگز مین انکو نہ چھوڑونگا
پہر اون کو محل مین بہیجدیا اور کہلا بہیجا کہ اس لڑکی کو باہر نہ نکلنی دو تمام فوج دشمن ہی
مجھی اسکی جان کا اندیشہ ہی یہ واقعہ تو تمام ہوا بعد ازین استغاثہ قتل نواب محمد علیخان
بہادر کا بوکالت صاحبزادہ مصطفی خان سابق الذکر سرکار وزیر الممالک نواب
آصف الدولہ بہادر مین ہوا تو نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نی یہ خبر سنکر
صاحبزادہ فتحعلیخان بہادر ابن نواب عرش منزل کو جو مقدمی مین جوابدہی اور پیروی
کی واسطی روانہ فرمایا بواسطہ دیوان جہاؤ لال کہ اوس عہد مین وہان نہایت مقتدر
وذی اختیار بلکہ مفتاح گنجینہ ہرگونہ انجاح کار تہا گفتگو شروع ہوی اور اوس
گفتگو سی بذریعہ تحریر صاحبزادہ فتح علیخان نواب ممدوح کو اطلاع ہونی لگی پہلی ایک
تحریر اس مضمون کی آئی کہ دیوان جہاؤ لال کہتی ہین جو امر شدنی تہا وہ ظہور مین آیا
اور یہ بھی تحقیق معلوم ہوا کہ یہ ہنگامہ افسران فوج کی سرکشی سی واقع ہوا نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر کو اسمین دخل نہین مگر یہ مناسب ہی کہ احمد علیخان بیٹی
نواب مقتول مسندنشین ہون اور بطور نیابت نواب ممدوح کام کرین جب یہ تحریر یہان پہنچی
نواب نصراللہ خان بہادر نی صلاح دی کہ بالفعل اس صورت کو قبول کرلینا چاہیی احمد علیخان
ابھی صغیر ہین بعد فرو ہو جانی اس آتش فساد کی حسب اقتضای مصلحت وقت دیکھ لیا جائیگا
مگر نواب ممدوح کو یہ امر پسند نہ آیا جواب مین لکھ بہیجا کہ مینی اپنی اختیار سی یہ امر نہین کیا نہ مجھی

منظور رتہا کہ رئیس ہو جاوں نہ اب منظور ہی اور جس حال مین ریاست ہی گر رہی تو نیابت کیونکر
قبول ہو غرض جب صاحبزادہ فتح علیخان بہادر نی اس مضمون سی دیوان کو اطلاع دی اونہون نی
کہا کہ اچھا اگر نیابت قبول نہین تو ملک کی تنصیف کر کی ایک حصی پر نواب ممدوح
بالذات قابض ہون اور دوسری حصی پر نواب احمد علیخان کا قبضہ ہو اور چونکہ ابھی
وہ صغیر ہین بالعرض اوسپر بھی نواب موصوف کا قبضہ رہی گا صاحبزادہ موصوف نی
اس مضمون سی بھی آگاہ کیا نواب ممدوح تو باصرار نواب محمد نصر اللہ خان بہادر اس صورت
پر رضامند ہو گئی مگر افسران فوج نی کج فہمی سے گوارا نکیا اور یہ جواب لکھا گیا کہ ملک
قلیل رہگیا ہی اوسکی تنصیف اور باعث تخریب ہی پھر وہانسی تیسری تحریر صاحبزادہ موصوف کی
آئی خلاصہ اوسکا یہ تہا کہ دیوان جادو لال کہتی ہین کہ اگر تنصیف ملک بھی گوارا نہین تو
نواب احمد علیخان کو یہان بھیجدین اور پچیس ہزار روپیہ ماہواری اونکی مصارف کی
لیی ریاست سے مقرر کرین اور چوبیس لاکہ روپیہ بطور نذرانہ بھجوا دین مین جناب عالی کو اس
صورت پر رضامند کر دونگا تم لکھو کہ نواب ممدوح جلد رضامندی اپنی اس امر مجوزہ پر
لکھکر بھیجدین جب اس مضمون سے نواب ممدوح کو اطلاع ہوی یہ صورت بہت پسند
آئی چاہا کہ تحریر مشعر اقبال روانہ کرین مگر افسران فوج نے نمانا ہر چند آپ نی سمجھایا
کہ اودہر سے تجویز کی حد ہو گئی اب جو ادہر سی انکار ہو گا تو یقیناً لڑائی ہو گی اسکا انجام
کیا سوچی ہو مقابلی مین کسیطرح عہدہ برائی معلوم نہین ہوتی یہ صورت بہت اچھی ہی قبول کر لینا
چاہیی اون لوگون نے کہا کہ ہمین تو زندہ چھوڑنا احمد علیخان کا منظور نتہا آپ نی بچایا
اب یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم اونکو زبردست کی قبضی مین جانی دین اور تخم فتنہ و فساد بوئین
اور لڑائی ہین جو عہدہ برا ہونی کو آپ کہتی ہین کیا یاد نہین کہ اسی فوج ظفر موج نی بی سردار
احمد خان بنگش کا کیا حال کیا اور کیسا معرکہ مارا نواب ممدوح نی فرمایا کہ بنگش اور نواب
آصف الدولہ مین بڑا فرق ہی انکا ملک بڑا فوج بہت علاوہ کثرت ملک و فوج ذاتی

کی دو کمپو انگریزی فوج کی معاون ہون گی ہمارا ظفریاب ہونا دشوار ہی اور ایسا
ارادہ خرد صواب اندیش کی نزدیک دور از کار ہی افسران فوج نی کہا فتح و شکست
من جانب اللہ ہی کثرت فوج پر موقوف نہین کم من فئة قليلة غلبت فئة
كثيرة ایک لاکہ آدمی یک دل ہین آپ دیکہین گی کہ یہ فوج کیسی لڑی گی جب نواب
ممدوح مجبور ہو گئی فرمایا کہ مین تو حق سمجہانی کا سمجہا چکا اور اس تحریر کا جواب مشعر
انکار مجہسی نہین لکہا جاتا کہ اودہر سے برابر نرمی ہی اور ادہر سے سراسر درشتی اور
یہ بہی نہین ہو سکتا کہ تمسی بگاڑون مُہر میری موجود ہے جو تمہارا جی چاہی لکہ بہیجو اون
نا عاقبت اندیشون نی جواب نا ملائم آپ کی طرف سی لکہا حاصل اوسکا یہ تہا کہ ہمکو اختیار ہی
جو چاہا کیا اور جو چاہینگی کرینگی کسیکو ہماری انتظام ملکی مین دخل کرنیکی وجہ کیا ہی جب یہ تحریر مرتب ہوی
نواب ممدوح نی بحکم رای صواب اندیش خفیہ ایک تحریر اس مضمون کی جداگانہ روانہ کی کہ مین
فوج کی سرکشی سے مجبور ہون اور یہ کتابت جو میری نام سے روانہ ہوی ہی حاشا
کہ مجہے اوسمین کچہ دخل ہو مگر زمانہ غدار کی نیرنگی دیکہی کہ وہ تحریر قاصد لیکر میر گنج تک پہنچا تہا
کہ وہان تہانی کی لوگون کو خبر ہو گئی اسی سپاہ کی آدمی تہے اونہون نی وہ تحریر یہان افسرون
کی پاس بہیجدی سب سردار نواب سی برہم ہوی اور اوس دن سی یہ بندوبست ہوا
کہ جو کچہ آپ اپنی کسی عزیز اور دوست کو بہی لکہین ارباب فوج کو دکہالین القصہ جب وہ تحریر
جو فوج کی تجویز سے گئی تہی وہان پہنچی اور دیوان جہاو لال کو بذریعہ صاحبزادہ فضل علی خان
اوس سے اطلاع ہوئی بہت متاسف ہوی اور ناچار ہو وزیر الممالک کو اوس مضمون سے
آگاہ کیا نواب وزیر الممالک نی آشفتہ ہو کر مستر جارج فریدرک چیری صاحب بہادر
رزیڈنٹ سی کہلا بہیجا کہ جب سی حافظ رحمت خان کا معرکہ پیش ہوا ملک روہیلکہند ہم سے
تعلق ہے اور وہان نواب محمد علیخان کو فوج نے قتل کر ڈالا اور تمام رعایا اور فوج
ایسی سرکشی پر آمادہ ہی کہ بہ نرمی راہ پر نہین آتے مین چاہتا ہون کہ خود جاؤن اور اون

سرہنگون کو سزا دیکر احمد علیخان پسر نواب مقتول کو مسند ریاست پر بٹھاوٴن آپ بموجب
عہد کی موافق انگریزی فوج کی دونون کمپنیونکو جو بطور کنٹنجنٹ ہین حکم دین کہ وہ بریلی مین رہین
بہادر نے اس درخواست کو بلا عذر قبول کیا اور ابرکرمبی صاحب سپہ سالار فوج انگریزی نے
حکم دیا کہ انہون نے حسب حکم کوچ کیا وزیر الممالک نے خود بھی مع لشکر گران و فوج فراوان
نہضت فرمائی یہ خبر جب یہان آئی نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نے افسرون سے
فرمایا کہ میری رای مین تو مقابلہ کرنا نہ مناسب تھا نہ اب مناسب ہے مگر تم لوگون نے
نمانا اب بھی کچھ نہین گیا ہے اس ارادے سے باز آؤ اور اگر ایسا نہین کرتے اور لڑنا ہی
منظور ہے تو یہ صلاح میری مانو کہ دلیر خان کمال زئی کو گرفتار کرلو مجھے تحقیق معلوم
ہوا ہے کہ یہ ظاہر مین موافق ہین اور باطن مین مخالف سردارون نے کہا کہ
یہ امر کسی نے غلط عرض کیا ہے اور ہم اونکو اگر گرفتار کرین آج ہی ساری کمال زئیون سے
بگاڑ ہو جای اور آپسمین پھوٹ پڑی ایسے وقت مین کہ معرکہ درپیش ہے یہ صورت اچھی نہین
نواب ممدوح نے فرمایا کہ مینے جو کچھ تمسے کہا وہ تحقیق سے ہے اور قیاس بھی اسی کو چاہتا ہے
اسواسطے کہ نواب محمد علیخان سے اونکی قرابت اور تمام عمر کی رفاقت تھی ممکن نہین کہ
اونکی قتل ہونیکا داغ ان کی دل پر نہو دیکھو یہ وقت پر دغا کرینگے اور تم اگر باندیشہ فساد
گرفتار نہین کرتے تو بحیلہ انتظام شہر یہین چھوڑ جاؤ سردارون نے یہ بھی قبول نکیا
اور کہا کہ بالفرض انکو آپ کی مسند آرائی پسند نہو تو بھی یہ اس معرکی مین تہی ہی
کرینگی اسواسطے کہ لڑائی اگر بگڑ گئی تو فقط آپ کی ریاست مین خلل نہ آئیگا بلکہ تمام قوم کی
بربادی ہو جائیگی اور یہ بھی اسی قوم مین ہین اپنی خرابی کیونکر گوارا ہوگی آپ خاطر جمع
رکھین اور ان کی طرف سے مطمئن رہین نواب ممدوح خاموش ہو رہے اور کوچ کا حکم
دیا وہ دوالی کا دن تھا اوس روز سیرگنج مین مقام ہوا اور جمعرات کی رات وہین گذری
صبح کو آگے بڑھے اور فتح گنج غربی مین پہنچے ادہر فوج آصفی کوچ کرتی ہوی فتح گنج شرقی

تاب پہنچی اور انگریزی فوج بڑہکر سنگہا کی پل تک کہ فتح گنج غربی سی دو اڑہائی کوس کی
فاصلی پر ہے پہنچی ایک کمپو کالونکا دریا کی کچھار مین اوترا اور دوسرا کمپو گورونکا
مقابلہ کرنیکو آگی بڑہا چار گہڑی دن چڑہا ہوگا کہ اس طرف کی فوج کو اونکی سنگینون کی
چمک نظر آنی لگی چونکہ اس فوج نے انگریزی سپاہ کبھی دیکھی نتھی سنگینون کی آب و
تاب پر گمان ہوا کہ دریا موج زن ہے مگر نواب ممدوح الالقاب نی کہ گہوڑی پر سوار
صف آرائی کا بندوبست کر رہی تہے فرمایا کہ یہ فوج انگریزی نی سپاہ دکھایا ہے
معرکی کا وقت قریب آیا ہی نواب ممدوح کی دست راست عمر خان اور بلند خان خان کے
بیٹی اور مصطفی خان عرف بخو خان چودہ ہزار آدمیون کا جتھا تہا اور دست چپ
کمال زئیون کا گروہ جسکی افسر دلیر خان کمال زئی تہے کہڑا تہا نواب موصوف نے
افسران دست راست سے آہستہ فرمایا کہ پہلی دلیر خان کو اس فوج سی لڑادو تم لوگون کی
ہمچشمی کے لحاظ سی یہ سب لڑجائین گی نجو خان وغیرہ سردارون نی کہا حضور یہ کیونکر
ہوسکتا ہے کہ فوج دست راست پر فوج دست چپ کو معرکہ آرائی مین تقدم ہو
اگر یہ اس معرکی کو سر کرلینگی تو ہم منہ دکہانی کی قابل نرہین گی اور صورت شکست اگر ان کی
پاؤن اوکھڑ گئی ہوا بگڑ جاتی گی پھر ہماری فوج بہاگتی نظر آتی گی آپ ہمکو اجازت دین
کہ پہلی ہم لڑین حضور ملاحظہ فرمائین گی کہ ہم سب جان نثار کیسی لڑتی ہین خدا نی چاہا تو یہ کمپو جو نظر
آتا ہے اسکو تہ تیغ کر کی ان کی توپین چہین کر حضور کی سامنی حاضر کر دین گی آگے
بندگان عالی کا اقبال ہے نواب ممدوح نی اونکی فرزانگی اور مردانگی کی تحسین فرمائی
ادہر یہ باتین ہو رہی تہین کہ ادہر فوج حریف سی ایک رجمنٹ سوار نکال کی بڑہا —
انگریزی فوج کا قاعدہ ہے کہ پہلی سوار پیش قدمی کر کے مقابل ہوتے ہین
تاکہ فوج مخالف کو لگا لائین اور جب توپ کی منہ پر لے آتی ہین تو افسر
اونکا بولی بولتا ہے کہ وہ سوار پہٹکر داہنی بائین ہوجاتے ہین پھر برابر توپ

چلنی لگتی ہے اور گر لب پڑنی لگتے ہین اسی بنا پر وہ رجمنٹ فوج سی نکلا اور ایک بار پستول
کی مار کر پیچھی ہٹا اودہر سی شہسواران عرصۂ کارزار نی جواب ترکی دیا اور گھوڑون کو تیز کر کی
اوس رجمنٹ سی ایسی غٹ پٹ ہو گئی کہ تلوار چلنی لگی اون سوارونکا افسر تو پلوا کھا کر
گھوڑی سے گر گیا تہا بولی کون بوتا کہ سوار بیچ سے ہٹ جاتی جب دیر ہوی اور
فوج حریف نی دوربینون سے دیکھا کہ دونون طرف کی سوار باہم ایک ہو گئی ہین
ہٹ نہین سکتی تو اپنی پرائی کی لحاظ سی قطع نظر کر کی توپ پر تپی دی سوار توپون کی منہ پر
آ چکی تھے سب کی سب ماری گئی بنجو خان کی سینی پر ایک گولا لگا کہ وہ بھی ٹھنڈی
ہوی طرفہ یہ ہوا کہ ہوا پہلے پچھوا تھی دفعۃً تیز پروا چلنی لگے اور اس طرف کی فوج
کو بری شکل پڑ گئی اوسوقت کی کیفیت اور شدائد تصور کر نیسی بدن پر رونگٹی کھڑی
ہوتی ہین وہ ہزارون گھوڑون کی ٹاپون سے گرد کا اوڑنا وہ چار طرف انگریزی
توپونکا دہوان گھٹنا وہ منہ پر کی ہوا تند و تیز وہ میدان مین عالم رستخیز کہ ایک کو ایک
نظر نہ پڑتا تہا جو جسکی سامنی آجاتا تہا اوس سی لڑتا تہا الغرض اوسی اندھیر کی عالم مین
یہ دلیر شیرون کی طرح ڈکارتی سب افسر و سردار اپنی اپنی ہمراہیون کو للکارتی دوڑ پڑی
ایک گراب تو انہون نی وہ کھایا جو پہلے سے تیار تہا اور دوسری چوٹ قریب پہنچکر
اوٹھائی ان دونون ضربون سی کئی ہزار آدمی اودہر کی ٹوٹ گئی پھر تیسری چوٹ کی
فرصت ندی اور توپون پر پہنچکر پیالون مین کیلین ٹھونک دین ایسی تلوار چلی کہ ہزارون
آدمی تہ تیغ ہوی اور چند فرنگی افسر ماری گئی اس زد و کشت سی گھبرا کر فوج باقیماندہ
نی مضطر بانہ ایک ٹیکری پر چڑہ کر اصول جنگ کی موافق قلعہ باندہ لیا اور دوسری
کمپو کو کہ دو کہار مین وقت کا منتظر تہا کہلا بہیجا کہ جلد قدم اوٹھاو اور ہماری کمک کو
آو ادہر کی باقیماندہ فوج نی جب میدان صاف دیکھا توپون کو کھینچکر نواب ممدوح
کی سامنی لائی اور شاباش و آفرین کی خلعت پائی اس جگہ ایک حکایت شجاعت

بلند خان ابن عمر خان کی لکھی جاتی ہے کہ یہ نشۂ شباب سی مخمور سر ا پا زخمون سی چور
اوس وقت نواب ممدوح کی سامنی آئی اور عرض کی کہ حضور جان نثار کا کام دو چار
گہڑی مین تمام ہے اور اگرچہ بہت سی آدمی فوج مخالف کی جان نثار نی بہی ماری مگر
یہ حسرت دل مین رہی جاتی ہے کہ کوئی افسر نامور اپنی برابر کا نہین مارا اب یہ
جان نثار امیدوار ہے کہ حضور رخصت فرمائین تو اس افسر انگریزی کو جسکی سپر
کلاہ بر دار ہی قتل کرون نواب ممدوح نی فرمایا کہ تمہاری بر چہیت اور کرتبی اور دلاور
جری ہونی مین شک نہین مگر اوس افسر تک کیونکر پہنچو گی اونہون نی عرض کیا کہ حضور
ملاحظہ فرمائین ان کی سواری مین ایک گہوڑا تہا سمند سیہ زانو اوسی کیسر یا کہتی تہی
اور لوگ بارہ ہزار روپی اوسکی قیمت دیتے تہی مگر انہون نی جدا نکیا آج کی دن وہ
گہوڑا کام آیا کہ پہلے جو قدم اوٹہایا تو گہوڑی کو اوچہیون پر لگایا اسواسطی کہ اودہر سے
برابر گولی پڑ رہی تہی جب قریب پہنچی تو دیکہا کہ گوری سنگین کہینچی ہوی کہڑی ہین
رانون مین گہوڑی کو دبا کر جو اوڑایا تو اوس سمند ہوا رفتار کو سنگینون کی ہوا بہی
نہ لگی اور چارون تیلیون سے قلعی کی اندر جا اوترا اودہر گہوڑی کی پاون زمین پر لگی
اودہر جسکو تاکا تہا وہ بلند خان کی برچہی پر نظر آیا دوست دشمن سب کی زبان پر
حرف تحسین آیا مگر وہ فرنگی نامور بہی کیا دلاور تہا کہ سینہ نیزی ہی چہد چکا اوسپر
بہی حواس جمع کر کی یہ بات کہی کہ پٹہان یہ کہان ہو سکتا ہے کہ تو ہمکو قتل کرے
اور ہم تجہی چہوڑ دین یہ کہکر دونون پستول تاک کر ان کی سر پر ماری کہ اوسکی
گولیان ان کی منہ مین آگئین یہ انداز دلاوری طرفین کا ایسا سبکو پسند ہوا کہ چارطرف
احسنت کا شور بلند ہوا اسی طرح محمد نسیم خان عمر خان کی بہانجی بہی بڑی مردانگی
سی شہید ہوی کہ دور دوران کی دلاوری کی دہوم ہے اور دوست دشمن سبکو
معلوم ہے محمد عمر خان اور اونکی دو بیٹی عبد الصمد خان و محمد یوسف خان عرف جنگی خان

شہید تو نہین ہوی مگر زخمو نسی چور ہو گئی المختصر جب اوس دوسری کمپو کو خبر پہنچی
باستعجال تمام آیا اور اول کمپو کی جگہ پر اجمایا اوسوقت نواب ممدوح نی دلیر خان
سی کہا کہ فوج دست راست نی دلاوری سی جیسے کام کیی وہ تمنی دیکھی حال انکہ طرز
جنگ اہل فرنگ سی مطلق آگاہ نتہی تم ہمت کرو اور اب یہ دوسرا کمپو جو باقی رہگیا ہے
اس سی لڑلو یہ لڑائی اوس سی آسان ہی اور تمنی فتح کری تو تمہاری ہاتہ میدان ہے
یہ سنکر دلیر خان نی کہا کہ حضور مار لینا اس کمپو کا تو میری نزدیک کچہ بات نہین مگر
وہ دن مجہی یاد ہی کہ آپ بہمرہی فوج دیوانخانی مین تشریف لاتے تہے
اور مینی عرض کیا تہا کہ آپ کی ساتہ مجمع کثیر ہے جو لوگ بار یاب دربار ہوتی
ہین اونہین کو ساتہ لیجاتے اور حضور نی سو بہائیون مین مجکو جہڑک دیا تہا وہ
بات میری دل مین نشتر کیطرح چبہ گئی ہے اور آج کسی طرح آپ کی ساتہ جان دینی پر
ہمت نہین بندہتی ہے اور اوس سی قطع نظر آپ خیال فرمائین کہ نواب محمد علیخان
اس طرح جہان سے جائین اور اونکی اولاد ہوتی ہوی ہین آپکو مسند ریاست پر
دیکھون یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور حاشا کہ یہ کنارہ کشی جین کی سبب ہے اگر خدا نی چاہا
اور کہین اور کبہی کوئی لڑائی پڑگئی تو سن لیجئیگا کہ دلیر کس دلیری سی لڑا یہ کہکر گہوڑی کی
باگ پہیر دی اور اپنی جتہی کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو اب یہان ٹہری یہ سنتی ہی
دفعۃً میدان مین بہاگڑ پڑگئی ہر چند نواب نی اوس فوج کی روکنی مین سعی بلیغ فرمائی
مگر ایک نی نہ سنا دم بہر مین میدان صاف ہو گیا تین چار ہزار آدمی فوج دست
راست کی بچ رہی تہے اون کی افسرون نے عرض کی کہ ہم جان نثارون کی
حق مین کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا کہ ایکبار تو اور یورش کرنا چاہیی اونہون نی عرض کی
کہ حضور سوار اگر کچہ بہی ہوتے تو اونکو ہم مورچہ بناتی اور اون کی آڑ مین حملہ کر کی
فوج حریف تک پہنچ جاتے ہمکو وہان تک پہنچای کون نواب ممدوح نی فرمایا

که همت کو مورچه بنا کر اراده کرد فوج مطیع چل کهڑی ہوی تهوڑی دور گئی تهی که چهار دم آدمی گرآ
سی ٹوٹ گئی اسواسطی که اول کمپو کی باقی لوگ بهی جو بلندی پر قلعه باندہی ہوی تهی دوسری
کمپو مین شہ بایک ہو گئی تهی باره ہزار آدمی وه اور تین چار ہزار آدمی یه سوله ہزار آدمی
کی زد گولیون کی چادرین پڑ رہی تهین میدان طی کسطرح ہو سکتا پهر فوج نی عرض کی
که اس فوج کو نه کٹوایی اور یہان سے عطف عنان فرمایی کسی مامن مین پہنچکر جمعیت معقول
بہم پہنچا کر پهر مقابله کرین گی نواب موصوف نی فرمایا که ایک حمله اور کرو شاید خداوند
عالم کوئی صورت غلبی کی پیدا کردی لوگون نے پهر همت باندہی اور بڑہی مگر پہنچنی کا ذکر کیا
چالیس پچاس قدم گئے تهے که گراب کی کثرت سی بچه گئی اب کوئی پچیس سو آدمی رہگئی
تب اونہون نے کہا که حضور اب اگر پہنچ بهی جائین تو سوا اسکی که ہم سب کٹ جائین
اور کچه نہین ہو سکتا پچیس سو آدمی سوله ہزار آدمی کا کیا کر سکتی ہین نواب صاحب بهی مجبور
ہو گئی اور تیرنگی فلک سی آبدیده ہو کر فرمایا که سچ کہتی ہو خدا حافظ تم بهی رخصت ہو جب
وه بهی رخصت ہو گئی تو اب نواب شجاعت مآب کی دست راست نواب محمد نصر الله خان
بہادر اور دست چپ صاحبزاده احمد یار خان مجموع تین آدمی باقی رہگئی ایک ترکش
تیر و نکا نواب ممدوح پہلی خالی فرما چکی تهے که ہر تیر سے ایک دو آدمی مخالف کی
توڑ دیتی تهے دوسرا ترکش جو گهوڑی پر لگا تها اوسکی تیر لگانی لگے چٹکی ورم کر گئی تهی
مگر برابر تیر لگاتی تهے ہر چند نواب محمد نصر الله خان بہادر سمجهاتی تهے که اب یہان
ٹهہرنا مفت جان دینا ہے مگر آپ نہین مانتی تهے جب وه دوسرا ترکش بهی خالی
ہو گیا آپ نی نواب محمد نصر الله خان بہادر سے اونکا ترکش طلب فرمایا پهر اونہون نے
سمجهایا که آپ کیا کرتے ہین اب یہان سے عنان عزیمت اوٹهایی دولها کی دم
کی ساته برات ہے جہان آپ ہون گی سپاه فراہم ہو جای گی اور اگر خدانخواسته
آپ کو چشم زخم پہنچ گیا تو گهر برباد ہو جای گا اور پهر بڑی خرابی پڑی گی آپ نی فرمایا

کہ میرا قدم تو ہرگز یہان سے نہین ہٹتا اور لڑنی مرنیکا حوصلہ کسی طرح نہین گھٹتا مر جاؤنگا
مگر میدان سے قدم نہ اوٹھاونگا یہ کہکر اونہون نے ارادہ کیا کہ گھوڑا بڑھاکر مخالفین
کی فوج پر جا پڑین یہ رنگ دیکھکر نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نے صاحبزادہ احمد یار خان
سے کہا کہ یہ تو جوش غضب اور فرط قلق سے ہوش مین نہین ہین اب بجبر انکو یہان سے
لیچلنا چاہیے یہ کہکر نواب ممدوح کی گھوڑی کی باگ پھیری اور تلوار سے باگ
کاٹ دی اور صاحبزادہ احمد یار خان نی آپ کی مرکب کو کوڑی مارنا شروع کیا
گھوڑا تیز ہوا ہرچند آپ رانون مین دباتی تھے مگر وہ عنان گسستہ کب رکتا تھا
کئی کوس سرپٹ آیا بیرگنج کی قریب پہنچکر ذرا رکا وہان راہ مین ایک سوار ملا اوسکی
باگ لیکر لگائی اور بیرگنج مین پہنچے دارالریاست رامپور مین یہ خبرین متواتر پہنچتی تھین
لڑائی بگڑ جانی کی خبر سنتی ہی مخدرات عظمت آثار اور صاحبزادگان صغار و کبار سب
لال ڈانگ کیطرف روانہ ہوگئی تھے آپ بھی وہان سے لال ڈانگ پہنچی اب لشکر
نواب آصف الدولہ بہادر کا احوال سنیی کہ جسوقت پہلی کمپو سے یہان مقابلہ ہوا اور
توپ و تفنگ سی گذر کی نوبت بخنجر و شمشیر پہنچی مسٹر چیری صاحب رزیڈنٹ بہادر
نی کہ ہمرکاب نواب وزیر الممالک بہادر تھے گھبرا کر نواب موصوف سی کہا کہ ظاہرا لڑائی
بگڑ گئی اسواسطی کہ توپ کی آواز نہین آتی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پٹھان یورش کرکر
توپ پر آپڑی تلوار چلنے لگی اور پٹھان تلوار کی بڑی دھنی ہوتی ہین نواب موصوف
نی کہا کہ پھر کیا تدبیر ہے اگر صلاح ہو تو مین بڑھون صاحب موصوف نی کہا کہ آپکا
بڑھنا مناسب نہین مگر کمک جلد بھیجیے نواب ممدوح نے عبدالرحمن خان قندہاری
وغیرہ بڑی بڑی سردارونکو مع فوج پیادہ و سوار روانہ کیا کہ قدم اوٹھاوی
تیز چلے جاؤ تھوڑی دیر مین توپ کی آواز پھر آنے لگی مسٹر چیری صاحب نے کہا کہ لڑائی
بگڑ کر پھر بن گئی اور ظاہرا فتح کیصورت نمایان ہوی تھوڑی دیر مین شتر سوار نجو خان اور

بلند خان کی سر لیکر پہنچا اور اوس سی سب حقیقت معلوم ہوی اوسوقت نواب وزیر الممالک
وہان سی نہضت فرما ہوی مع لشکر ذاتی اور فوج انگریزی لال ڈانگ کیطرف کوچ فرمایا
وہان فوج متفرق جمع ہو گئی تہی اور نواب غلام محمد خانصاحب بہادر نی اوس مقام
دشوار گذار کو ایسا حصار بنایا تہا کہ سر دست سر نہو سکا ناچار ادہر نواب آصف الدولہ
بہادر نی آپکی پاس سفیر بہیجکر کہلا بہیجا کہ آپ مجہسی ملین اور اس جمعیت کو رخصت کر دین
سب امور متنازعہ فیصل ہو جائین گی اور ادہر مستر جارج فریدرک چیری صاحب بہادر نی
پیغام دیا کہ آپ بی کہٹکی میری پاس تشریف لائین اور اس تہیہ سامان جنگ سی ہاتہ اوٹہائین
مین آپکو ملک دلوا دونگا ہر چند اوسوقت نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نی آپ کو صلاح دی
کہ نواب آصف الدولہ بہادر سے ملاقات فرما کی اس جہگڑی کو پاک کیجیی اور مستر چیری صاحب
کی سفیر کو جواب دیجیی مگر آپ نی نمانا اور فرمایا کہ نواب آصف الدولہ بہادر کو نواب
احمد علیخان بہادر کی حال پر نظر محبت سی ہر طرح کی رعایت ہے مبادا عند الملاقاۃ کسی طرح کی
بی لطفی ہو جای اور کوئی امر نا ملائم طبع پیش آی لہذا مین نجاونگا یہ کہکر مستر چیری صاحب نے
کہلا بہیجا کہ آپ نی زبانی جو فرمایا ہی اسی مضمون کو تحریر کر کی بہیجدیجیی مجہی آپ کی پاس
چلی انی مین کچہ تامل نہوگا اور اس جمعیت کو کہ بغیر میری طلب کی خود بخود جمع ہو گئی ہی متفرق
کر دونگا مستر چیری صاحب نی حسب درخواست نواب ممدوح اپنا پیام لکہ بہیجا آپ نے
حسب وعدہ سپاہ کو رخصت فرما کی ارادہ کیا کہ چیری صاحب کی پاس تشریف فرما
ہون اوسوقت پہر نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نی کہا کہ مستر چیری صاحب کی ملنی سی کچہ کام
نہ نکلیگا ملک دلوانی مین اونکو کیا اختیار ہے آپ نواب آصف الدولہ بہادر سی ملاقات
کرین مگر آپ نی قبول نفرمایا اور کہا کہ نواب غفران مآب حضرت عرش منزل کا مقدمہ بہی
چنرلین صاحب بہادر کیواسطی سے طی ہوا تہا چیری صاحب سی ملنا چاہیے یہ کہکر نواب
آصف الدولہ بہادر کی سفیر کو جواب سخت دیا ہر چند اوس سفیر نی اصرار کیا کہ میری

پہنچنی تک آپ توقف فرماوین مگر آپ نی قبول کیا اور اوسیوقت سوار ہوی ادہر آپ
مستر چیری صاحب کی پاس پہنچی ادہر اودہر وہ سفیر نواب آصف الدولہ بہادر کی حضور پُرنور
حاضر ہوا اور صورت واقعہ عرض کی نواب آصف الدولہ بہادر نی فی الفور چیری صاحب کو
لکہ بہیجا کہ مین احمد علیخان کو دیکہ سمجہتا ہون آپ نی جو نواب غلام محمد خانصاحب بہادر سے
ملک کا وعدہ کیا ہے اپنی ملک مین آپ کو اختیار ہے جو چاہیی دیجیی مگر ملک روہیلکہنڈ پُر
جو مجہ سی متعلق ہے آپ کو دست اندازی کا اختیار نہین یہ پرچہ پیام اوسوقت وہان پہنچا
کہ ہنوز چیری صاحب اور نوابصاحب سی معاملی کی گفتگو نہوی تہے صرف مدارات و تواضع
ہورہی تہی جب معاملی کی باتین شروع ہوئین نواب نی مستر چیری صاحب سی کہا
کہ آپ نی ملک دلوانی کا وعدہ کیا ہے چیری صاحب نی انکار کیا نواب صاحب نے اصرار
کیا کہ آپ کی تحریر موجود ہے چیری صاحب نی کہا کہ ہمنی وہ ملک دلوانی کو نہین لکہا ہے بلکہ
ملک بسیم دلوانی کو لکہ بہیجا ہے جسقدر کفاف انکا ریاست سی مقرر ہے بقدر اوس کفاف
کی جہان ہماری ملک مین آپ تجویز کرین ہم زمین دلوا دین ہان اگر ہماری تحریر مین لفظ ملک کی
میم پر اعراب دیا ہوا اور اس سبب سی آپ نی اوسکو مضموم پڑہا ہو تو دکہائیے آپ اس تاویل کو
سمجہ تو گئی مگر چارہ کچہ نتہا مجبور خاموش ہورہی وہان سپاہ باقیماندہ کوہ کو جو یہ خبر پہنچی
جمعیت متفرقہ کو پہر جمع کیا اور صاحبزادہ محمد عبد العلیخان صاحب بہادر خلف دوم نواب محمد
کو سردار کر کی مقابلہ کرنی پر کمر باندہی مستر چیری صاحب یہ خبر سنکر مشوش ہوی اور نواب
نصر اللہ خان بہادر کو بلوا کی اونسی کہا کہ یہ صورت اچہی نہین سب اعزہ اور اقارب آپ کی رائے
مین ہمہ جود ہین درصورت فساد اونکی واسطی بہت برا ہے آپ سعی و کوشش کر کی اس جمعیت کو
پریشان کر دین تو ہم نواب آصف الدولہ بہادر کو اس بات پر رضامند کر دینگی کہ نواب
احمد علیخان ابہی صغیر سن ہین آپ کو مختار و نائب ریاست مقرر کرتی ہین نواب نصر اللہ خان
بہادر اس بات پر راضی ہو کر بوساطت چیری صاحب نواب آصف الدولہ بہادر کی پاس

پہنچی اور اس امر قرار دادہ چیری صاحب کی تسلی ہو گئی تب نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نے
اپنی مقام مین پہنچکر بلطایف الحیل فوج کو بالکل پریشان کر دیا جو لوگ جمع ہو گئی تھی اون سبکو
حکمت عملی سے برخصت کیا جب یہ قصہ تمام ہوا نواب آصف الدولہ بہادر وہان سی کوچ کر کر
دارالریاست رامپور کو تشریف لای اور راجیت پور مین لشکر کا مقام ہوا نواب احمد علیخان
بہادر کو مسند ریاست پر بٹھایا اور نواب نصر اللہ خان بہادر کو اونکا نائب مقرر فرمایا
جمادی الاولی کی پانچوین تاریخ بارہ سو نو ہجری مین عہد نامہ تحریر ہوا اس حساب سی زمانہ حکومت
و ریاست نواب غلام محمد خانصاحب بہادر کا سن ابتدای سترہ دہم محرم لغایت پنجم
جمادی الاولی تین مہینی بائیس دن ہوی المختصر جب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نے
یہ رنگ ملاحظہ فرمایا خیال مین آیا کہ اب یہان توقف بیفائدہ ہی مدت سی حج کا
ارادہ ہے اودھر چلنا چاہیے یہ سوچ کر چیری صاحب سی فرمایا کہ جو کچھ ہونا تھا
ہوا اب مینی سب آرزوؤن پر خاک ڈالی اور جملہ مطالب سی قطع نظر کی اتنا چاہتا ہون
کہ آپ مجھی بیت اللہ کیطرف روانہ فرما دین ایک مدت سی مجھی سفر حجاز کا شوق ہے
اعانت کر کی وہان پہنچوا دین چیری صاحب نی کہا کہ سفر حجاز کی یہان سی دو راہین ہین
ایک بمبئی کی طرف سی وہ تو ابھی ہماری اختیار مین نہین اور دوسری راہ کلکتی کی طرف سی ہے
یہ راہ صاف ہی آپ ارادہ کرین ہم اوسی طرف چلتی ہین آپ بھی چلین آپ کو جہاز پر
بحفاظت تمام سوار کر دین گی نواب ممدوح بہت خوش ہوی اور مع مخدرات و محلات
و صاحبزادگان و احمال و اثقال فرا اون چیری صاحب کی ساتھ کوچ فرمایا بنارس
پہنچکر اعزہ و اقربا کو وہین چھوڑا اور جناب گردون قباب نواب محمد سعید خانصاحب
بہادر اپنی خلف ارشد کو رئیس خانہ قرار دیکر خود با سامان ضروری براہ کلکتہ ملک
حجاز کیطرف عنان عزیمت اوٹھائی مقدر یاور اور شوق رہبر تھا بہت جلد مع الخیر
ملک حجاز مین نزول اجلال فرمایا اور مکہ معظمہ مین پہنچکر شریف مکہ کی اخلاق سے

برآمد ہوا اوتہا یا ایک دن آپ اور شریف دونون حرم شریف مین تشریف رکہتی تہی
کہ از راہ بی تکلفی شریف نی آپکی زرہ مبارک کی ستایش فرمائی اور یہ زرہ وہ تہی کہ
وہ تہی جو احمد شاہ خلف بزرگ حضرت محمد شاہ بادشاہ دہلی نی بصرف زر خطیر مرصع بجواہر
بیش بہا بنوائی تہی اور جب نواب عرش جناب دختر نیک اختر نواب یعقوب علیخان
بہادر قلعہ دار ارک دہلی و مدار المہام سلطنت کو عقد مین لای تہی خود احمد شاہ نی وہ
زرہ برسم خلعت دامادی عطا فرمائی تہی بالجملہ جب شریف مکہ نی اوس زرہ کی تعریف
مین زبان برکت بیان کو کہولا نواب عالیجناب نی بمقتضای سنجیدگی طبع اقدس
اس مدحت سرائی کو میزان ہمت مین تولا پلہ عطا کو گران پایا فوراً زرہ کو جسم مبارک سے
اوتار کر شریف کو پہنایا اونہون نے ہرچند قبول مین عذر کیا آپ نی نمانا اس عطا کو
اپنی حق مین من جانب اللہ موہبت عظمی جانا شریف نی قبول فرما کر اپنی جسم مبارک پر خوب
چست و درست پاکر دعا کو ہاتہ اوتہایا کہ بار الہا نواب علی القاب بعزم تسخیر ممالک جدہر
قدم اوٹہائین ہر معرکی مین دشمنون پر ظفر پائین یہ دعای شریف ایسی مقبول بارگاہ تہی
ہوی کہ ہر معرکی مین بندگان عالی فتحیاب اور دشمنون کو تباہی ہوتی چنانچہ یہ حرف اکثر
آشنای زبان مبارک ہوا کہ کاش یہ دعای شریف قبل از معرکہ جنگ انگریزی و معسکر نواب
آصف الدولہ ہمین ہاتہ آئی ہوتی الغرض نواب عرش جناب نی جب وہان سی معاودت
فرمائی تو دوسو ستر پیادی اور تیس سوار آپکی ہمراہ تہے جن ریاستہای ہند و دکن
مین پہنچے اور قصد اقامت فرمایا وہان کی رئیس بنظر شوکت و سطوت دشاہن اولو العزمی
تہر اگئی اس ضمن مین بائیس مقامون پر آپ کو معرکہای سخت پیش آئی اور اسی جمعیت قلیلہ
سی سب جگہ حریف پر غالب ہوئی مگر طبع آسمان سیر نی کہین اقامت مستقلہ پسند نفرمائی
اور بسوی نواح کابل عنان عزیمت اوٹہائی محمود شاہ نبیرۂ احمد شاہ سی ملاقات ہوئی
بہت دلجوئی و مدارات ہوی شاہ نہایت اخلاق سے پیش آیا بلکہ آپ کی تحریک سی اقرار لشکر کشی کا

حدود ہندوستان پر فرمایا لیکن وزرای دولت نی شاہ کو اس قصد سی باز رکہا نواب
عالیجناب نی شکل حصول مقصود کو حجاب ناکامی مین مستور دیکہکر خطہ کشمیر کیطرف
پای عزیمت بڑہایا اور وہان سے پنجاب کو نہضت فرماکر جمون کی جانب قصد فرمایا
جب نواح کوہ سنکوٹ مین پہنچکر دامن کوہ کو نزول اجلال سے مشرف کیا حاکم وہان کا
ایک راجہ تہا آپ کی سواری کا تزک دیکہکر دنگ ہو گیا اور سمند سیہ زانوی عربی نژاد سواری
خاص پر ایسا شیدا ہوا کہ دل مین اوسکی لی لینی کا شوق پیدا ہوا کچہ لوگ آپ کی پاس
بہیجی اور اظہار شوق کرکی اوس گہوڑی کو مانگا نواب عالیجناب نی جواب دیا کہ یہ مال تجارت
نہین ہان اگر باہم رسم ملاقات واتحاد پیدا ہو جای ایک گہوڑا کیا دس گہوڑی بطریق
اتحاف دی ڈالنا کچہ بات نہین راجہ کو جب جواب پہنچا بدطالعی سی شورش بیجا کا ارادہ
ہوا فساد پر آمادہ ہوا کہلا بہیجا کہ جس طریق سے بنی گا یہ گہوڑا ہم لے لینگی نواب عرش جناب
نی یہ حرف جو سنا حالت غضب مین فرمایا کہ ہم کل سوار ہوتے ہین اگر راجہ کو دعوی
مردانگی ہے تو ہمین روک کر مزہ دیکہ لے راجہ نی ناعاقبت اندیشی سے تفنگ اندازونکے
دو گروہ کر ہر ایک مین پانچ پانچ سو جانباز تہے سر راہ دونون طرف پہاڑون پر بٹہائی
کیی اور حکم دیا کہ جب یہ نووارد ادہر سے گذرین گہوڑی انسی لیلو اگر بمقابلہ پیش آئین
تو تم بہی کمی نکرو دوسری دن نواب عرش جناب نی اپنی ہمراہیون کو بعنوان آمادگی کارزار
آراستہ فرماکر رکاب عزیمت مین قدم مبارک رکہا دیکہا کہ دشمن دو طرف سی سد راہ ہین
ایک طرف پیادون کو فرمایا کہ تم خبر لو دوسری جانب سوارون کو ارشاد ہوا کہ خبردار
ان روباہ خصلتون کو جیتا نہ چہوڑو یہ حکم زبان مبارک سی آشنا ہوتی ہی ہنگامہ پیکار
گرم ہوا ادہر سے تفنگ اندازی شروع ہوی ادہر سی بہادران دشمن شکار تلوارین
میان سے کہینچکر شیرون کیطرح جا پڑی دفعۃ یہ حال کر دیا کہ اوس جماعت کی ہاتہ پانون
بہول گئے بندوق بہرنا اور خالی کرنا سب بہول گئے بی اختیار سوی کوہ فرار کیا

نواب قمر رکاب نے مع سپاہ ہمراہی تعاقب اختیار کیا سمند فلک سیر کو جو چمکایا
پلک جھپکتے ہی پہاڑ کی چوٹی پر نظر آیا اوسدم سوا ضامن شاہ خان ایک ملازم کے
کوئی ہمراہ نہ پہنچا اوسنے عرض کی کہ فوج مخالف بھاگ چکی ہے ابو حضور کی جمعیت
بہی متفرق ہو رہی ہے تعاقب کرنا ایسے وقت مین ضرور نہین عطف عنان فرمانا
مناسب ہے ابہی آپ نے کچہ جواب نہ دیا تہا کہ کسی شریر نے ایک تفنگ لگائی گولی
تلوار پر پڑی یہ دیکھتے ہی شعلہ غضب مشتعل ہوا بے اختیار اوس گریزپا کی طرف عنان ہمت
شجاعت کو پہیرا وہ مارے خوف کے بے تحاشا بھاگا اور ایک دری کے اندر ہو کر نکل گیا
گہوڑے کا گذر وہان ممکن نہ تہا ضامن شاہ خان نے پہر عرض کی کہ اب حضور اپنے ہمراہیون
مین تشریف لیچلین تعاقب سے ہاتہ اوٹہائین ارشاد ہوا کہ تلوار ہماری اسنے بیکار کر دی ہے
ممکن نہین کہ ہم اسے زندہ چہوڑین ہر چند وہ دور نکل گیا تہا مگر نواب عالیجناب نے سوفار
کو زہ سے آشنا کیا اور ایک ناوک جان ستان اوس مغرور کی طرف چہوڑا تیر عدو گیر
چٹکی سے چہوٹتے ہی سینہ عدو کے پار تہا وہ اجل رسیدہ صیاد قضا کا شکار تہا پہر بندگان
نواب نے اپنی جماعت مین شریک ہو کر پای نہضت آگے بڑہایا اسی طرح رجواڑون مین
ظفریاب ہوتے ہوے نادون مین پہنچے راجہ سنسار چند وہان کا حاکم اور عمدہ ترین جگہ
دیار مین سے تہا اور قلعہ کوٹ کانگڑا اوسی کے زیر حکومت تہا اور بائیس راجگان
ذی شوکت اوسے خراج دیتے تہے اوس سے ملاقات ہوی وہ راجہ بہت اخلاق سے پیش آیا
تعظیم و تکریم کے مراسم اچہی طرح بجا لایا اتفاقاً اوسی زمانے مین نیپال کے راجہ نے لشکر عظیم
نادون پر بہیجا اور چاہا کہ اس ملک کو اپنے تصرف مین لائے راجہ نے ارادہ کیا کہ نواب کو
رخصت کر کے خود حریف کے مقابلے کو جاؤن آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کسی طرح نہین ہو سکتا
کہ ہم ایسے وقت مین تمکو چہوڑ کر چلے جائین تم قلعے مین بیٹہو اپنی فوج ہماری ہمراہ کر دو تو
معرکہ آرائی کا تماشا دکہائین نواب عرش جناب نے نہایت جرات و شجاعت سے گورکہا کے

لشکر کو وہان سی بھگا یا اور شورش شاگر راجہ نادون کو اپنی شجاعت اور سرداری کا
شیفتہ بنایا پھر نواب عرش جناب نی ہرچند چاہا کر وہان سی نقل و حرکت فرما ئین
کسی اور طرف کو جائین مگر راجہ نی اجازت ندی اور نہایت تضرع وزاری کرتا رہا نا چار
وہین اقامت فرمائی مخفی نرہی کہ نواب عالیجناب علاوہ ان معرکہ آرائیون اور اولوالعزمیون
کی اور بہت ایسی خصائص کہتی تھے کہ اونکو سنکر آدمی کی ہوش اوڑتی ہین شجاعت
آپکی ذات عالی پر ختم تھی ایک حکایت بطور مثال جو انتہای جرات پر دال ہے یہان لکھی
جاتی ہے کہ ایکبار کوہستان مین ایک قلعہ لڑ رہا تہا اور آپ اوس قلعی کی قریب
پہاڑ پر ظہر کی نماز پڑہتی تھے سنن اولی پڑہنی مین دو تین گولی سجدی کی مقام سی ہاتہ دو ہاتہ
کی فاصلی پر گری مگر آپ نی اندیشہ اوسی طرح نماز پڑہا کیے جب چارون رکعتین سنتون
کی پڑہکر سلام پھیرا فراش سی فرمایا کہ مصلی اوس جگہ بچھادی جس جگہ گولا پیا کہاتا ہی
جب اوسنی بچھا دیا فرائض ظہر اوس مقام پر ادا کیے تین چار گولی حالت ادای فرض مین
سجدہ گاہ سی اوسی فاصلی پر ہٹ کر اوتری جب آپ فرض پڑہ چکی مصلی اوس جگہ بچھوایا
جہان اب گولا پڑتا تہا اور سنن اخیرہ ظہر وہان پڑہے ادہر آپ نی تکبیر تحریمہ کہی اودہر گولا
محل سجدہ سی اور ہاتہ بھر فاصلی پر گرنی لگا جب آپ سلام پھیر چکی لوگونسی کہا کہ جب تک
آدمی کی موت نہین ہوتی ہزار طرح چاہے رو یان میلا نہین ہوتا دیکہو مینی ہرچند چاہا
کہ نماز مین رتبہ شہادت پاؤن مگر کچہ نہوا پہلوانی اور شہزوری مین آپ کا نظیر نتہا
ایک حلوا ان ڈم پخت جسمین سیر بھر بادام و کشمش وغیرہ میوہ ہوتا تہا اور مطعومات کے
علاوہ نوش فرماتی تھے تیر ایسا خوب لگاتی تھے کہ اچھی اچھی نشانہ اندازون کو
ہدف سہام ملامت بناتی تھے علم حساب مین ایسی دستگاہ تھی کہ بڑی بڑی محاسب
آپ کی سامنی کسی حساب مین نتھی خلاصتہ الحساب تمام حفظ تھی اور اوسکی جملہ اعمال پر
بخوبی قدرت تھی قطبی تک تحصیل کتب درسیہ کا اتفاق ہوا تہا پھر مہمات عظیمہ سی فرصت

نیابی گیارہ سو چہتر ہجری سال ولادت ہی تریسٹھہ برس کی عمر مین پنجشنبہ کو جمادی الاخری کی چھٹی تاریخ بارہ سو اڑتیس ہجری مین مفلوج ہو کر اس دار فانی سی دار باقی کیطرف رحلت فرمائی نادون مین مزار پر انوار ہی مقبرہ عالیشان طیار ہی مرزا کمو عرف کرم خان نی تاریخ رحلت جو موزون

کی ہی وہ اس جگہ لکھی جاتی ہی

قطعہ تاریخ

ز دنیا سو خلد رحلت نمود	چو نواب حاجی مبیت الحرام
ریاض جنان گشت آرامگاہ	بسالش خرد گفت رضوان مقام

ذکر خیر نواب احمد علیخان صاحب بہادر تخلص خلف الصدق نواب محمد علیخان بہادر

ابن جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل انار اللہ برہانہم واضح ہو کہ جب نواب آصف الدولہ بہادر لال ڈانگ سی معاودت کر کی دار الریاستہ رامپور مین آی اور اموال کثیرا اور زر خطیر مخزونہ ریاست لیکر چہہ لاکہ روپیہ کا خراجی ملک اپنی ممالک محروسہ مین شامل کر لیا اور عہد نامہ جدید مشتمل بر شرائط متعدد تحریر کر دیا اور نواب احمد علیخان بہادر کو کہ نہ سالہ تہی مسند ریاست پر بٹہایا اور نواب محمد نصر اللہ خان بہادر سلطان ابن نواب عبد اللہ خان صاحب بہادر کو جنکا ذکر حرف سین مہملہ مین بتفصیل آی گا نائب ریاست مقرر فرمایا جمادی الاولی کی پانچوین تاریخ بارہ سو نو ہجری سے کہ زمانہ ابتدای اختیار نیابت ہی شوال کی چبیسوین تاریخ بارہ سو پچیس ہجری تک کہ زمانہ رحلت ہی پندرہ برس پانچ مہینے اکیس دن نائب موصوف نی نیابت کا کام کیا اور مہمات مالی و ملکی کو سر انجام دیا آپ کی انتقال کی بعد رئیس ممدوح نی کہ اوسوقت مین چبیس برس کی تہی اختیار کامل پایا ان کی رئیس ہوتی ہی بد نظمی ایک سی ہزار ہو گئی سر کشی اور خانہ جنگی کی چار طرف پکار ہو گئی علت افزایش آشوب کی یہ تہی کہ نواب ممدوح کو خاندان مین سوا اولاد صاحبزادہ مصطفی خان کی اور سر داردن مین سوا دلیر خان کمال زئی کی سب سی عداوت

گئی تھی جانتی تھے کہ جملہ اہل خاندان اور تمام افسر و ارکان نی اتفاق کرکی میری باپ کو
مارڈالا اور یہ سب نواب غلام محمد خان بہادر سی ملی ہوی تھی جب دور اختیار آیا مقصود
یہ ہوا کہ ان سب سی اوسکا بدلا لیجیے اور تمام شہر درو سای شہر کو خراب کر دیجیے سپاہگری کا
شوق تھا گولی خوب لگاتی تھے نشانہ اچھا اوڑاتی تھے بیشتر جنگلون مین مصروف
سیر و شکار رہتی تھے کار پردازان ریاست مختار رہتی تھے اور جب دار الریاست
مین اتی تھے تو رات بھر رقص و سرود عیش و طرب میکشی و لہو لعب مین جاگتی تھے
اور دن بھر سوتی تھے نظم و نسق ریاست سی مطلق سرو کار نتھا ہزارہا آدمی گھر چھوڑ کر
ٹونک وغیرہ اور ریاستونکو چلی گئی نواب امیر خان کی نوکری کرلی روز بروز ملک ویران
شہر برباد گھر گھر خانہ جنگیان گلی گلی فتنہ و فساد عجب حال تھا کہ ہر شخص کو جینا وبال تھا
طرفہ یہ ہوا کہ اوسی زمانی مین ایک قحط سخت واقع ہوا اور اس شہر مین چونکہ کوئی کسیکا
خبر لینی والا نتھا محتاجون کی جانین بھوک سی تڑپ تڑپ کر نکلتی تھین ہر روز صبح کو دکانون
مین پندرہ پندرہ بیس بیس لاشین پڑی ہوی ملتے تھین جزئیات وقائع اگر لکھے
جائین تو بہت طول ہو جای لہذا دو واقعہ عظیمہ لکھے جاتی ہین ایک تو یہ کہ دردولت کے
سامنی بارودخانہ تھا جمادی الآخرہ کی ساتوین تاریخ بارہ سو اکتالیس ہجری مین چارشنبہ کو
چار گھڑی دن رہی نوبت بج رہی تھی کہ دفعۃً بارود مین آگ لگ گئی اور ایسا صدمہ عظیم ہوا
کہ العظمۃ للہ کتنی آدمی تو وہین جل بھن کر کباب ہو گئی اور کتنی مکانات مستحکم شق ہو ہو کر خراب
ہو گئی غربا کی بہت سی مکان گر پڑی اور بعض مکانون کی کڑیان تختی اوڑ اوڑ کر دور دور
جا پڑی کہ اوسکی چوٹون سے صدہا آدمیون کو صدمہ پہنچا زخمیون کا تو شمار نہین چونسٹھہ
آدمی جان سے ہلاک ہو گئی بارود کی شعلی سے جلکر خاک ہو گئی دوسرا واقعہ یہ ہوا
کہ نواب ممدوح بہت دنون سے مستسقی تھے آخر آخر سرسام بلغمی مین جسمی اکثر غش
کہتی ہین مبتلا ہوی اور تا انتقال بیہوشی طاری رہی اوسی حالت بیہوشی مین زنان محل

نی عجب اشغلا اوٹھایا طرفہ فتنہ جگایا یعنی ایک دن قتراولون سی کہلا بہیجا کہ جلد
کبوتر شکار کرکی لاو نوابصاحب شوربا نوش فرمائینگی بعد اسکی جمادی الاولی کی
تیئسوین[۲۳] تاریخ جمعے کی دن یہ ظاہر کیا کہ نوابصاحب نی شوربا نوش فرمایا اور طبیعت
بحال ہوی افسران فوج سے فرمایا ہے کہ جلد جاو رای دہوکل سنگہ نی بہیر جادو کیا ہے
اوس نمک بحرام کا سر کاٹ لاو یہ کارندہ اوس زمانی مین مختار کل تہا اور سرہنگون
اور سرکشون پر سیاست کیا کرتا تہا لوگ اوس سے آزردہ خاطر تہی پہر دو صدور حکم جیلی
اوڑہ دوڑی اور اوسی گہیر لیا اوسکی ہمراہیون سے تلوار چلی ترسٹھہ[۶۳] آدمی بیگناہ مارے گئی
اور وہ بہی قتل ہوا حال آنکہ نواب اوس بیہوشی مین بالکل بیخبر تہی وہ دن یعنی جمعہ اور دوسرا
دن شنبہ کا گذر گئی جو شب یکشنبہ آئی پہر رات رہی نواب نی رحلت فرمائی قریب شہر ایک
موضع ہے نانکار وہان مزار پہلے سے تیار تہا ہم پہلو میان حسن شاہ صاحب
قادری اپنی مرشد کی دفن ہوی جمادی الاولی کی پچیسوین[۲۵] تاریخ بارہ سو چھپن[۱۲۵۶] ہجری
کو چھبیسوین[۲۶] جولائی اٹھارہ سو چالیس[۱۸۴۰] عیسوی سے مطابق ہی زمانہ ارتحال سے
اور مدت ریاست سینتالیس[۴۷] برس اور مدت عمر تخمینا پچپن[۵۵] سال ہی کبہی کبہی کچہ
موزون بہی کرتے تہے کچہ شعر ملے وہ لکہی گئے

ریختہ

ساقی و مطرب و شراب ہی آج
خانہ توبہ بس خراب ہے آج

سیر کو جب چمن کی جاتا ہے
باغ پہولا نہین سماتا ہے

مہر ہو یا کہ ہو وفائی ہو
رند اس سی کوئی جاتا ہے

قطعہ

حشر کو جب حساب مانگین گے
الامان شیخ و شاب مانگین گی

اپنی ساقی لا ابالے سے
رند وہان بہی شراب مانگین گی

ذکر خیر مرکز دائرۂ عدل و داد واسطہ نظم گوہر ایجاد مبدع قوانین
نظم ماحی نقوش ظلم دادبخش و جہان آرای رستم رخش و افلاطون رای
جمجاه انجم سپاه جناب مستطاب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر
جنت آرامگاه خلف الصدق امام سبحہ مراتب جاه و جلال پیشوای جماعت ارباب
دولت و اقبال جناب فلک قباب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر انار اللہ برہانہما
اہل بصیرت آگاه ہوں کہ جس دنمین حضرت علیین آشیان یعنی آپکی پدر بزرگوار حرمین شریفین
کی طرف نہضت فرما ہوئی آپ چندی بنارس مین رونق افزا رہی اور چندی شہر لکھنؤ مین
باعزاز تمام جلوه فرما رہی اپنی مقدمی مین پیروی کی واسطی دارالامارۂ کلکتہ کی سفر کا بھی
اتفاق ہوا یہان تک کہ نام نامی آپ کا شہرۂ آفاق ہوا سرکار فیض آثار انگلسیہ پر جوہر
قابلیت آپ کا بوجہ احسن ظاہر ہوگیا حکام مین ہر ایک آپ کی استحقاق منصب ریاست
سی ماہر ہوگیا جب نواب احمد علیخان بہادر نی وفات پائی آپ بدایون مین تشریف رکھتی
تہی حسب منظوری سرکار انگلسیہ اس دارالریاست مین تشریف لای اور جمادی الآخرہ کی
اکیسوین تاریخ باره سو چھپن ہجری اگست کی بیسوین اٹھاره سو چالیس عیسوی پنجشنبہ کو مسند آرا ہوئی اور
زمانہ مین اصول اس ریاست کی بالکل برباد اور لوگ نہایت بے ہنگ و سرکش سراپا شرارت و فساد تھی آپنی اپنی رای
حکیمانہ سے ایسی ضوابط اور قواعد ایجاد فرمای کہ روز بروز خرابیان گھٹنی لگین فتور
مٹنی لگے رعایا آباد خلق خداشاد فوج آراستہ سپاه پیراستہ ہوگئی تمام شہر خام تھا اکثر
عمارتین پختہ سنگین لگی اور کھیس اوڑھنی کا رواج تھا اس عہد مین رومال دوشالی اوڑھنی لگے
شہر مین اقمشہ گرانبہا کا نام نہ تھا آپکی حسن انتظام سے اجناس بیش بہا سی بازار پٹ گیا عدالت
نہ دیوانی تہی نہ فوجداری آپ نی محکمی مقرر فرمای مقدمات بضوابط عقلیہ ترتیب پانی لگے
اور احکام اجرہ مین قواعد شرعیہ عدل و داد کی رونق بڑھانی لگی ریاست کی سب کارخانی
رونق پر آئی ملک اسقدر ویران ہوگیا تہا کہ جس سال آپ مسند نشین ہوی تہی کل سات لاکھ

روپی کی نکاسی ہوی تہی آپکی حسن انتظام سے روز بروز آبادی بڑہتی گئی حاصل ملک ہر سال
افزون ہوتا گیا ارباب ہنر اور اہل جوہر نی قدر شناسی سی مراتب امتیاز پای رفتہ رفتہ
یہ ریاست حسن انتظام سے سلک گہر ہوگئی فیض اصابت رای عالم آراسی تمام ہندوستان مین
نامور ہوگئی صفات کمال آپ کی حصر سے باہر ہین شجاعت وحسن تدبیر دونون کا پایہ حد سے
بڑہا ہوا تہا چورنگ آپ خوب لگاتی تہے طب مین ایسی اچہی مداخلت تہی کہ مریض کے
صورت دیکہکر مرض کو تشخیص فرماتی تہی حکیم مرزا محمد علیصاحب لکہنوی سی تلمذ تہا نثر عاری
خوب لکہتی تہے مرزا قتیل صاحب سی اس فن مین مشورہ تہا کتابین درسیہ قطبی میر تک پڑہی
تہین مگر ذکاوت کی سبب سی یہ معلوم ہوتا تہا کہ جملہ کتب درسیہ پر عبور ہی بارہ سو[١٢٠٠] ہجری مین رجب کے
بیسوین[٢٠] تاریخ کرسی کی اونیسوین[١٩] سترہ سو چہیاسی[١٧٨٦] عیسوی سی مطابق تہی جمعی کو پہر دن رہی آپکی ولادت ہے
پندرہ برس اکیس دن آپ مسند آرا رہی پہر مسلول ہوکر دوشنبہ کو چار گہڑی دن چڑہی رجب کی تیرہوین[١٣]
تاریخ بارہ سو اکہتر[١٢٧١] ہجری مین کہ یکم اپریل اٹہارہ سو پچپن[١٨٥٥] عیسوی سی مطابق تہی اکہتر برس کی عمر پاکر دار نعیم کیطرف نہضت فرمائی

ذکر خیر حمن آرای بوستان دولت و اقبال بہار پیرای گلستان جاہ و جلال فرید الآفاق
حمید الاخلاق عالیخطاب جوزارکاب جناب نواب محمد یوسف علیخانصاحب بہادر
فرزند دلپذیر دولت انگلسیہ فردوس مکان ناظم تخلص ابن جناب مستطاب معلی القاب
نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ طاب ثراہما واضح ہو کہ رجب کی تیرہوین[١٣]
تاریخ بارہ سو اکہتر[١٢٧١] ہجری مین حضرت نی صدر ریاست پر جلوس فرمایا اور جلوس سے
دو برس دو مہینے کی بعد رمضان کی چودہوین[١٤] بارہ سو تہتر[١٢٧٣] ہجری نوین[٩] مئی اٹہارہ سو ستاون[١٨٥٧] عیسوی مین
ایک واقعہ عظیم آشوب غدر کا پیش آیا کہ تمام فوج سرکار انگلسیہ باغی ہوکر ملک
و برباد اور کل ریاستہای محفوظہ کو پامال فتن و فساد کرنے لگی اوس آشوب مین
حضرت فردوس مکان کی رای حکمت پیرای نے کیا کام فرمایا کہ نہ اس ریاست کی
رعایا پر کوئی مصیبت آئی نہ یہان کی ملازمین و متوسلین نی کسیطرح کی تکلیف اوٹہائی

حکام انگریزی جسقدر کوہ نینی تال پر مقیم تھے باغیون کی شر سی محفوظ رہی اور انکی
سعی جمیل سے محفوظ رہی ضلع مرادآباد بھی آپ کی تفویض ہوکر ظل حمایت مین آباد
اور وہان کی رعایا مین بھی ہر شخص مامون و دلشاد رہا بلکہ ممالک نزدیک و دور سے
ہزارہا آدمیون نے یہان اگر پناہ لی اور اس دارالامن مین اونکو بھی کمال آسایش
ہوی بعد رفع ہوچکنی اوس فتنہ و فساد کی سرکار فیض آثار کی طرف سی ایک لاکہ
ساڑہی اٹہائیس ہزار کا ملک عطا ہوا اور تمغای ستارہ ہند جسکو سٹار آف انڈیا
کہتی ہین مع خطاب عالی مین ملکہ معظمہ کیطرف سی لفظ فرزند دلپذیر بڑہا اور دو ضرب
توپ سلامی مین بڑہین پھر آپ کا نام نامی دارالامارہ کلکتہ کی کونسل مین مندرج ہوا مگر
آپ وہان تشریف فرما ہوکر دو ایک جلسون مین شریک ہوی تہی کہ آب و ہوا کی ناموافقت
سی برضای حکام عالیمقام جلد دارالریاستہ کو معاودت فرمائی حضرت کو علوم شرعیہ
کی طرف ہمیشہ سی رغبت تہی کاملون سی صحبت تہی علوم عقلیہ مین بڑی صاحب دستگاہ فنون
منطق و حکمت سی خوب آگاہ سلم و زاہدین تک تحصیل فنون متداولہ مین تکمیل پستول لگانے
مین ہاتہ ایسا سچا تہا کہ دیکہا نہ سنا خوش بیانی مین فرد کامل تہی جملہ کمالات مین جوہر قابل
تہی طبیعت ازل سی موزون پائی تہی سخنگوئی کا ذوق اردو شعر فرمانیکا شوق تہا
پہلی مومن خانصاحب دہلوی سے مشورہ رہا پھر مرزا اسد اللہ خان غالب سی تلمذ ہوا
آخر آخر بوضع اوستادان لکہنو موزون فرمانی لگی منشی مظفر علیصاحب کو جو آج لکہنو مین
سحبان عصر یحیای دہر ہین کلام دکہانی لگے پایہ شاعری کو ایسا بلند کیا کہ روح القدس نے
بھی پسند کیا دو بار انکی نتائج افکار مطبع حسنی رامپور مین طبع ہوی ہین اول مرتبہ دیوان مختصر
جو صرف مرزا اسد اللہ خان غالب کا دیکہا ہوا تہا چہپا ہے اور دوسری مرتبہ وہ کلام
جو منشی مظفر علیصاحب اسیر کی نظر سے گذرا ہوا تہا کلام اولین مین شریک ہوکر طبع
ہوا ہے اوس سب کا انتخاب اس تذکری مین شامل کیا گیا غزلون کی علاوہ قطعات

وواسوخت و رباعیات و مسدسات و مخمسات بھی ہین کچھ کچھ داخل کیا گیا غرض چار مہینے گیارہ دن تخت ریاست پر جلوہ گر رہے مروت و فتوت حلم و وقار مین نام آور رہے پھر مرض سرطان مین مبتلا ہوکر ماہ ذیقعد کی چوبیسوین تاریخ بارہ سو اکاسی ہجری ۱۲۸۱ اکیسوین ۲۱ اپریل اٹھارہ سو پینسٹھ ۱۸۶۵ عیسوی مین جمعے کے دن نصف النہار کے وقت کوس رحلت بجایا پچاس برس آٹھ مہینے چھبیس دن کی عمر شریف ہوئی پھر عنان بگران عزیمت کو سوے عالم بقا موڑا اور موتی مسجد کے قریب امام باڑے مین حسب وصیت فرح بخش آرامگاہ کے پائین آرام فرمایا یہ کلام معجز نظام ہے جو نوک زبان کلک عنبر فام ہے،

قصیدہ در منقبت

خالق نے بنایا ہے مجھے علم مجسم
قرآن ہے مرا دل تو مرا سینہ ہے تفسیر

والشمس کا ہے نور ہر اک حرف سے روشن
ہر نقطے مین ہے آیۂ والنجم کی تنویر

کلک دو زبان ہاتھ مین تیغ دو زبان ہے
آسان مجھے ملک معانی کی ہے تسخیر

کھولینگے زبان خاک سخندان مرے آگے
ہے بلبل شیراز یہان بلبل تصویر

گر بحث کرے مجھسے کبھی طوطی ازل
موج عرق شرم کا حلقہ ہو گلوگیر

ہے نقش مرے صفحۂ خاطر پہ ازل سے
جو خامۂ قدرت نے کیا لوح پہ تحریر

ہون قید تعلق مین تعلق سے بری مین
سد رہ آواز کوئی ہوتی ہے زنجیر

باطل نہین حق ہے جو کرون دعوی گمان
دو شاہ عادل ہین مرے شبر و شبیر

اشعار غزل ہا

طول شب ہجر جانتا ہون
مرنا مجھے لاکھ بار ہوگا

ہرگز نہ اوٹھونگا حشر کو سے
اوس کوچے مین گر مزار ہوگا

ق

کہین اون سے کبھی کہا ہوگا
کہ مرا تمہہ دل نثار ہوا

گل جو کچھ دل کی بیقراری کا
تذکرہ اون سے ایکبار ہوا

ہنس کے کہنے لگی کہ کیون صاحب
دل کہان تھا جو بیقرار ہوا

بیداد سی تو باد نہین کرتی ہی بن آئی
ہوئی دیا نہ شاد یہ دن پھر کہان مجھی
ہی کچہ افتادگی ایسی کہ اگر مین مثل
خاص مہمان مومنین سب ہین طفیلی ناظم
ہمسی تو تری کوچی مین نقش قدم اچھا
دلکی لینی مین یہ قدرت اوسی لیدفی دی
گرکی خون ایک کا جا بیٹھی ہین گھر مین اوسکی
بس ای حریص تملق کہ اب ہوگیا ہی تنگ
آبرو کیا ہیرہن جب بی گریبان گھیا
نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیام یار آیا
مجھی گرچہ اپنی در سی وہ فریب دیکی ٹالین
ناظم وفای وصل کی امید ہی کسی
ہے لڑائی اب تو آوسا سنے
گر تو آیا اوس سی لیکن ہمنشین
میری نالون سی مشبک چرخ سارا ہوگیا
ہمنشین خستگی دل کا ہوا غم تجکو
ہوتی ہی درد دل کا بیان اوٹہ گھڑی ہی
شرمندہ ہوی پر کہین ضد اور نہ بڑہ جائی
اوس سی یہ امید وفا واہ واہ
ہوا تھا خوش کہ مین اچھا رہا اب رشک آتا ہی
ستم مین شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا

جب بعد مری کوئی نہ مجھسا نظر آیا
ہی ہی تمہین رقیب کی مرنیکا غم ہوا
فتنہ ہوتا تو فلک مجکو نہ برپا کرتا
مین نہوتا تو خدا غم کو نہ پیدا کرتا
اس روسی کہ جبتک نہین مٹنا نہین اوٹھتا
جسکو مٹی کی کھلونی پہ مچلتی دیکھا
پوچھتی ہین کہ مری در پہ ہی غوغا کیسا
ارواح کی ہجوم سی عالم شال کا
بارے آنسو پچہ گئے میری کہ دامان گھیا
مگر اک جواب اوٹہا کہ ہزار بار آیا
یہ خوشی بھی کم نہین ہی کہ امید وار آیا
مرنا بھی اس فریب مین دشوار ہوگیا
صلح مین ہمسے بہت پردا کیا
دل مین کہتا ہون کہ ناظم کیا کیا
اوس طرف تھی روشنی ہر رخنہ تار ہوگیا
یہ نہ دیکھا کہ مری دل مین ہی پیکان کسکا
یعنی یہ ایسی ہین کہ نہ انسی سنا گیا
عہد اوسکا اوسی یاد دلانا نہین اچھا
خیر سے ناظم تمہین کیا ہوگیا
کرتا ہی پتا تربت ہی میری کوی قاتل کا
فلک کو عذر ستم کے لیی بہانہ ہوا

زیب کعبہ ذات تھی جسکی جہان سی اُٹھ گیا
وہان وہ کہتی ہین کہ بارشمین ہم آغوش غیر
کرتی ہین ایک غدر نیا ہر ستم کی بعد
ای لال تو فی ہو گے نمودار کیا کیا
نی سبحہ ہاتہ مین ہی نہ زنار دوش پر
کچہ غم نہین ہی صاف مجہی گر دیا جواب
ہی شب وصل نہو کاش سحر آج کی رات
زمین پہ گر کی نہین ہوتی ہی شہر آب
وہ شوخ سچ ہی کہ عیار پیشہ ہی ناظم
وہی تم ہو وہی غضب ہی پر انصاف کرو
تری جنون کہ جب آیا ہی سامنی صحرا
سنبہال واعظ زبان اپنی خدا سی ڈر اک دن جانا
کچہ نہ بن آئی تو کہنے لگی اچہا ناظم
فسانہ ستم ہجر سے سوال نہین
وفا شعاری ناظم یقین نہین نہ سہی
ملجاتی ہین تو کہتی ہین اچہی طرح تو ہو
مین جانتا ہون میری فغان سی ڈری ہی نیند
معشوق کسکی بس کی ہین ناظم خدا سی ڈر
وہ سنکر درد دل کہتی ہین پھر مین کیا کرون ناظم
اجل کو جان کیون نہ کر دون یہ حق باد صبا کا ہی
تمنا ناظم ذہین اور دانا

اسی لئی ناظم سیہ جامہ ہی مدت سی کا
یہان یہ عالم ہی کہ تہمت نہین آنسو نہ بہا
گر یون ہی ہی تو قاعدہ اچہا ٹہر گیا
نی عارض نگار نہ سینہ جگر ہوا
ناظم نہ تو ادہر نہ ادہر پہر کدہر ہوا
کیا کم ہے یہ خوشی کہ دیا بات کا جواب
عمر ساری مری ہو جای بسر آجکی رات
کہ زیر خاک ہین رندان بادہ خوار جب
پر اپنی کام مین ہین ہم بہی ہوشیار بہت
ہاتہ پر ہاتہ دہری بیٹہی ہو کیا سیری بعد
لہو کی جوشش سی رگ جا پڑی ہی نشتر پر
بتون کی غیبت خدا کی گہر مین خدا خدا کرو
یاد رکھنا یہ ہمارا بہی ستانا شب وصل
نہ دو جواب سنی جاؤ کچہ ملال نہین
یہ کون شخص ہی اسکا بہی کچہ خیال نہین
گویا ہماری جی مین کچہ ارمان ہی نہین
وہان جاگتی ہین غیر کی وہ انتظار مین
میرا ہی دل ہو کاش مری اختیار مین
خلاصہ آپ کی تقریر کا یہ ہی کہ مرتی ہین
کہ پہنچاتی رہی ہی کاکل مشکین کی بو برسون
اس طرح مبتلای الفت ہو

اگ مزہ البتہ ملتا ہی سو وہ بھی شتر گر — بوسہ کیا شی ہی کہ جسکی دینی مین تکرار ہو

وہ اوٹھی محفل سی ناظم مجکو آتا دیکھکر — اور مین سمجھا کہ اوٹھتی ہین مری تعظیم کو

وفا کی ہمنے۔ اور تمنے جفا کی — تم اچھی ہم بری قدرت خدا کی

ملائک کر رہی ہین باہم آمین — یہ کس مظلوم نے جلکر دعا کی

نہوتی تیری مژگان سی علاوہ — اگر ہوتی کوئی صورت قضا کی

ق

کل کہا مینی کہ او نا مہربان — آدمی کو آدمی سے کام ہے

دیکھ تو کب سی یہ تیرا دردمند — عشق مین رسوای خاص و عام ہے

جانتا ہے تو بھی آیا یا نہین — کوئی تیرا عاشق ناکام ہے

سنکی ساری داستان بولی کہ ہان — آپ کا یوسف علیخان نام ہے

فرہاد بوس پیشہ نی بھی دی تو سہی جان — پر شیوہ ارباب وفا اور ہی کچھ ہی

سیرا اونکا معاملہ ناظم — کچھ جدا جنگ و آشتی سی ہی

گہوتی ہی بیقراری دل آہ کا اثر — تو ہی وہ تیر کیا جو چھٹی اضطراب سے

ای بی سبب کشندۂ خلق آفرین تجھے — کیا خوش ہوا بنا کی جہان آفرین تجھے

از غزل دو بحرین

تم نہ گھبراؤ نہ تہمت سی ڈرو — روز مرجانی کی عادت ہی مجھی

اپنی گھبرا جبر سی اونکو نہ بلاؤ ناظم — بن آ عشق ہوی تم تو حکومت کیسی

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون گر تو — وہان بھی جھنجلا کر کہی یوسف علیخان چھوڑ دی پردی

قاضی کی منہ پہ ماری ہی بوتل شراب کی — یہ عمر بھر مین ایک ہوئی ہی ثواب کی

پردی مین کر رہی ہو یہ کیا لن ترانیان — بیٹھو تو آکی دیکھنے والون کی سامنے

بچ گیا مین حشر کی دن پر نہ پوچھو اسکی وجہ — جو سزا دیکھی وہ کم نکلی مری تقصیر سے

ظلم وہ کچھ اور پھر یہ عذر بدتر از گناہ — کہتی ہین مجبور ہون ناظم تری تقدیر سے

جان دی گو تڑپ کی پر تمکو
اک تماشا دکھا دیا مینے

الفت بری بلا ہی کہ ناظم ہاین تمہین
کرنی پڑی رقیب کی بہی التجا مجہی

روکو تو سہی اب مجہی لو حضرت ناصح
لینا ہی نہتا نام کسیکا مری آگی

جنت مین شہد و شیر و گل و میوہ ہی تو ہو
ناظم خوشی تو یہ ہی کہ وہان بہی حلال ہو

پڑہتا ہے شراب پی کی لاحول
ناظم رندون مین پارسا ہے

تمسے نہو سوا خفا یہ اور بات ہے
پر کیا کہو گی ظلم کی پرسش اگر ہوئی

شبہای ہجر مین کہین اسکا پتا نہا
پھر کیون شب وصال کی ناظم سحر ہوئی

عبث ہی خوف شکایت بس آگی ملجاو
رہی ہین یاد ستمہای بیشمار کسے

ملا ہی میکدی کا در کہلا ہوا ناظم
پھر اور کہتے ہین ناامید کردگار کسی

ہو اگر نامہ بر وہان قتل ہم کیون غم کرین ناظم
چلو ہاتہ آگئی اک تقریب اوس تک ہمین جانی کی

مخمس

ہم حکم شریعت کی بہی منکر نہین ناظم
ہم روز قیامت کی بہی منکر نہین ناظم
ہم دوزخ و جنت کی بہی منکر نہین ناظم
ہم زہد و عبادت کی بہی منکر نہین ناظم
پر قاعدہ فقر و فنا اور ہی کچہ ہی

مخمس

در صنعت عاشق شدن معشوق

ماہ کہتا تہا قسم جسکے رخ پر نور کی
دیکہکر جسکو جہپک جاتی تہین آنکہین حور کی
لن ترانی گفتگو تہی جس بت مغرور کی
جلوہ رخسار جسکا تہا تجلی طور کی
شکل موسی آج وہ خود طالب دیدار ہی

مخمس

برا کوئی ہی تو آپکو سے بدی کسیکی نہ تو کیا کر
خلاف تہذیب ہین یہ باتین نہ منہ سے کچہ بہی برا کہا کر

سبکو اک دن ہی منہ دکھانا نہ اسقدر ہجر میں بلا کر — سنبھال واعظ زبان اپنی خدا سی اک ذرا حیا کر

بتونکی غیبت خدا کی گھر مین خدا خدا کر خدا خدا کر

انہوں نے کی کاوشین ہین ایسی کہ جاوین ہین — ستم کی غمزی بلا کی چالین غضب کے فرم سجاوین ہین

لگی نہین کہتی ہین کہ عجیب انکی لگاوٹین ہین — بتون سی بدل خدا بچای قیامت انکی بناوٹین ہین

بگاڑ دین سیکڑون کو ظالم کرین جو باتین بنا بنا کر

کہان وہ انداز ناز جانان کہان وہ چشم و نگاہ دلبر — کہان وہ اب عطر بیز جوٹی کہان وہ زلف عنبر

خیال چشم صبا اوسکا کمال کہتا ہی لو مضطر — جو یاد آتا ہی تجکو ناظم تو لوٹ جاتا ہی سانپ دلپر

بلائین لینی کو منع کرنا وہ انکا آنکھین جھکا جھکا کر

سلام

جسدن سی تشنہ کام ہوئی شاہ دین شہید — چشم پر آب نام ہی کوثر کی جام کا

بی آب و دانہ اُڑتی ہین مرغان عرش تک — تلوار کیا ہلال ہی ماہ صیام کا

کل روپ اور دیکھی گا کائنات کا — روز شمار دن ہی شہادت کی رات کا

اندوہ قطع شانہ عباس کیا لکھون — مشکل پڑا ہے ربط ہم مضمون وات کا

وہ شاہ تشنہ کام کہ جسکی لبی ہین سوز — ساحل سی سر پٹکتا ہی پانی فرات کا

کیا قتل کی اپنی تن بی سر کہی رو دو — جبتک دہن زخم مین پیدا نہ زبان ہو

ای اہل شام تمکو خوف خدا نہ آیا — پرچم کیا علم کا گیسوی زلف عنبرین کو

او سیدم صور اسرافیل کو بھی پھونک دینا تھا — بجاتا تھا فتح کا جب شام کی لشکر مین نقارہ

صف جبر کی سے مثل نظر جاتی ہین تنہا — گو جمع بیسان صف مژگان ہین ہزارون

ترکیب بند

ساقیا انجمن دہر ہی عبرت کا مقام — دل پر خون ہی یہان جام شراب گلفام

متلون ہے مزاج فلک مینائی — طرفہ نیرنگ دکھاتا ہی طلسم ایام

صبح کو اور ہی کچھ رنگ جہان شام کو اور
طبع خوبان کی طرح رنگ بدلتا ہی دوام

ایک کو ایک طرح پر نہین اک لحظہ قرار
چین بلبل کو نہ اس باغ مین گل کو آرام

شاہد اس قول پہ ہی رنگ حسینان جہان
کہ نظر آتی ہین وہ خار جو تھی گل اندام

بیشتر کی ہین نہ وہ گھاتین نہ ہنسی کی باتین
نہ کسی سی وہ بگڑنا نہ کسی پر الزام

نہ کنای نہ اشاری نہ وہ چتون نہ وہ آنکھ
رسم و راہ اب وہ کسی سی نہ وہ پیغام سلام

نہ وہ غمزی نہ وہ عشوی نہ وہ عالم نہ وہ پروب
نہ وہ گرمی کی ادائین نہ وہ شوخی کی کلام

زیب و زینت سی تھی جنکو گھڑی بھر فرصت
اب نہ مطلب اونہین الفت سی کسی سی ہی نہ کام

زلف کی دام مین کرتی تھی جو عنقا کو شکار
خود وہ صیاد ہین کچھ ایسی کہ صورت ہی دام

وہ تہ خاک بلاؤن مین سراسر ہین اسیر
کنگھی چوٹی مین گرفتار جو رہتی تھی مدام

کوئی سنتا نہین آواز اب اونکی افسوس
جو نہ اغماض سی سنتی تھی مسیحا کا کلام

خواب مین بھی نظر آتی نہین اونکی صورت
دل مین گھر آنکھون مین جن جور شوخ کا تھا مقام

روپ بدلا جو زمانی نی تو نیا دور ہوا
اور تھا رنگ جہان اور سی کچھ اور ہوا

کیا ہوا سرو قدو اب وہ تمہارا خم و چم
کیا ہوا لالہ رخو اب وہ تمہارا عالم

کہو کیون چھوٹ گئی مشق جفا کاری کی
کہو کیون لوٹ گیا سلسلہ جور و ستم

کھینچتی کیون نہین اب میان سی تم خنجر ناز
دیکھتی کیون نہین اب تیغ ادا کا دم خم

کچھ نہ عشاق سی مطلب ہی نہ اغیار سی کام
نہ وہ ہر چشم غضب ہی نہ وہ ہر چشم کرم

چین کیونکر تمہین آغوش لحد مین آیا
تم تو آغوش تصور مین بھی لیتی تھی نہ دم

کیا گذرتی ہی تہ خاک تمہاری سر پر
فرش پر تم تو نزاکت سی نہ رکھتی تھی قدم

نازنینو وہ نزاکت کہو کسنی لی لی
سچ بتاو تمہین اپنی ہی نزاکت کی قسم

صحن تک تھا تمہین دالان سی آنا منزل
کس طرح لی ہوی راہ سفر ملک عدم

ناز و انداز و ادا عشوے کرشمے غمزے | خاک مین مل گئے سب ہائے ستم ہائے ستم
ہائے وہ ابروے خمدار وہ مژگان دراز | ہائے وہ چشم فسونگر کی ادائین بہم
ہائے وہ چین جبین شوخی و انداز کے ساتھ | ہائے وہ ناز سے تیوری کا بدلنا ہر دم
ہائے وہ شعلہ رخسار کی غصے مین بھڑک | ہائے وہ گیسوے پرپیچ کا ہونا برہم
ہائے وہ فتنہ جگانے کی روش سے چلنا | ہائے وہ چھاگلین پہنی ہوئی پھرنا چھم چھم

وا دریغا نہ ہے ایک وہ صورت باقی
بہر عبرت ہے زبانون پہ حکایت باقی

رباعی

جو لوگ مسیر فیض کے ہین سائر | ہوتے ہین قبور اوصیا کے زائر
خورشید کو جس طرح سے ہے سیر بروج | حق بارہ امامون مین ہے یون ہی دائر

ولہ

منظور ہے دو کی یہان ثنا خوانی ایک | ہے نام و نشان مین ایک کا ثانی ایک
یعنی حسن و حسین اللہ اللہ | پانی سے سوا ہے ایک بے پانی ایک

ولہ

سجادہ ہے یہ فلک نیلی فام | تسبیح کواکب آفتاب اوسکا امام
تارے گنتا ہون مین سحر تک ناظم | تسبیح امام تک پہنچکر ہو تمام

تاریخ

واہ کیا پر فضا یہ باغ بنا | باغ رضوان ہے جسکی رشک سے داغ
غنچہ منکر نے چٹک کے کہا | نام تاریخ اسکا نادر باغ

۱۲۵۸ھ

واسوخت اول

دلربائی ہے تھی اوسمین وہ دلدار ہی تھا | آفت جان تھا مگر مونس و غمخوار بھی تھا

تھا تو یوسف مگر الفت کا خریدار بھی تھا
فی الحقیقۃ وہ مسیحا بھی تھا بیمار بھی تھا
صاحب درد تھا الفت کا مزا رکھتا تھا
گل خوش رو تھا مگر بوی وفا رکھتا تھا

رات دن مست مئ عیش تھی ای رشک قمر
شام ہر روز اودہ کی تھی بنارس کی سحر
رنج گیتی مین کسی تھی نہ زمانی کی خبر
کام تھا گانی بجانی سی تمہین آٹھ پہر
منہ سی جسوقت کوئی تان نکل جاتی تھی
تکی زہرہ کی وہین جان نکل جاتی تھی

شفق شام و طلوع سحر و اختر کی قسم
خم و پیچ و شکن زلف معنبر کی قسم
دستانون کی قسم و رخ انور کی قسم
سب سی بڑہ کر ہی کہ بیدرد تری سر کی قسم
نہ منی گا اگر اب پھر نہ مناؤن گا تجھی
راہ پر آئی بھی تو راہ بتاؤن گا تجھی

واسوخت دوم

مست ہین پی کی لہو سے کش میخانۂ عشق
لالۂ باغ طرب سبزۂ بیگانۂ عشق
جام می خون سی لبریز ہی پیمانۂ عشق
گل مقصود ہی داغ سر دیوانۂ عشق
گل مین وہ رنگ کہان رنگ جو اس داغ مین ہے
داغ کہتی ہین جسی لالہ وہ اس باغ مین ہے

کبھی رحم جگہ ہی یہ ترس کھانی کی
فکر کچھ چاہیی بیمار کی بچ جانی کی
اب نہ دیکھا تو او سی تاب نہین آنی کی
ابھی پی آؤن ہی دیر آپ کی فرمانی کی
بت نہ پنجاو دل سخت زبون ہوتا ہے
مفت اک بندۂ اللہ کا خون ہوتا ہے

واسوخت سوم

ایک اک زخم ہی اسکا گل تر سی بہتر
ایک اک اشک ہی شہوار گہر سی بہتر
ایک اک داغ ہی گنجینۂ زر سی بہتر
ایک اک آہ ہی جنت کی شجر سی بہتر
رگ جان رہتی ہی مشتاق اسی نشتر کی
شیشۂ دل کو ہی اس چوٹ اسی پتھر کی

زخم اس تیغ کا بسمل کو مزا دیتا ہی
یہی زخمی سے کہ قاتل کو دعا دیتا ہی
مرحبا کی دہن زخم صدا دیتا ہی
زیر شمشیر سر عجز جھکا دیتا ہی
ہیے لب تشنہ ہین مشتاق جو کوثر کی نہین
گھونٹ شربت کی ہین گری دم خنجر کی نہین

کہین آنکھون سی لہو ہو کی بہا کرتا ہی
پھول ہو کر کبھی یہ زخم ہنسا کرتا ہی
داغ بنکر کبھی سینی مین جلا کرتا ہی
رنگ بنکر کبھی چہرسی اوڑا کرتا ہی
لب پہ فریاد کہین نالہ جانکاہ کہین
اُف کہین درد کہین اشک کہین آہ کہین

کان وہ جو نہ غریبون کی سنین نالہ و آہ
لاکھ کیسی وہ دہن ہو نہ سخن سی آگاہ
آنکھین ایسی نگرین جو کبھی عاشق پہ نگاہ
کوئی آئی وہ زبان سی نہ کہی بسم اللہ
تہا دہن تنگ نہ تہی قوت تقریر اوسکو
بیزبانی سے کہا چاہیے تصویر اوسکو

واسوخت چہارم

کیا سبب ایسی یکایک جو طبیعت بدلی
مہر و اخلاص پہ چھائی ہی قیامت بدلی
کیا پڑا پیچ کہ یون آپ کی نیت بدلی
کیا کیا غیر سے کیا شرط محبت بدلی
رنگ سرکار کی ہر بار بری دیکھتے ہین
تیور اچھی نہین آثار بری دیکھتے ہین

کیا تمہین دل پہ گذرتا ہی جو کچہ رنج و ملال
بی چہری دست غم رشک سی ہوتی ہین حلال

تمکو اس بات کا مطلق نہین آتا ہی خیال
ٹہوکرین کہاوگی کہتی ہین یہ اچہی نہین چال

ہی طبیعت مین کجی کاکل پیچان کیطرح
انکہین بی وجہ پہری رہتی ہین مژگان کیطرح

جلوہ منہ کا ہو اگر وہ صنم لاثانی
سجدی کرنی لگو جہک جای ابہی پیشانی

نظر آئی جو وہ خورشید رخ نورانی
شبنم آسا ابہی خجلت سی عرق پانی پانی

پانون خود بڑہ کی نہ چلنا تمہین تعلیم کرین
نہ جہکالو سر تسلیم تو تسلیم کرین

اوڑ چلو لاکہ کبہی دہیان مین لای نہ تمہین
لاکہ تم دور کہنچو پاس بُلہای نہ تمہین

گر پڑو پانون پر اوسکی تو اوٹہای نہ تمہین
حور بہی ہو تو کنیز اپنی بنای نہ تمہین

لاکہ چاہو نہ ملاقات کی قابل سمجہی
پہیر لی منہ نہ تمہین بات کی قابل سمجہی

قطعہ

وہ نوجوان منتظم اوقات سب جبہی
کہتی سہے ناظم اور بڑا ہوشیار تہا

عاقل ذکی ذہین خردمند ذی شعور
علم و ہنر مین منفرد روزگار تہا

رکہتا تہا پہونک پہونک کی مسجد مین بہی قدم
صحبت سی جاہل قال کی بہی اوسکو عار تہا

بدنامیون سی خوف تہا رسوائیون سی ڈر
چرچا تہا نام عشق سے پرہیزگار تہا

سن سن کی عشق بلبل و گل کی حکایتین
بلبل تو اک طرف اوسی گل سی بہی عار تہا

خلوتکدی مین اپنی وہ رہتا تہا باغ باغ
سیر چمن کا شوق نہ ذوق شکار تہا

ہوتا تہا ذوق خندۂ گل سی وہ سرگران
جہونکا نسیم کا بہی اوسی ناگوار تہا

سنبل کی پیچ سنکی وہ کہاتا تہا پیچ و تاب
لالی کا داغ دیکہ کی دل داغدار تہا

دل گل طرف رنگ سی اوسی دیکھا گر کیا کہون | جو دیکھتا تھا اوسکو وہ حیران کار تھا
زخمون سی جسم گنج شہیدان کا تھا جو آب | داغون سی سینہ رشک دہ لالہ زار تھا
عالم نسیم کا تھا ہر اک آہ سرد مین | ابر بہار گریہ بی اختیار تھا
ڈوبا ہوا تھا یاد مین اپنی کسیکے دل | گویا کہ اک حباب لب جویبار تھا
اللہ ری زور پنجہ وحشت کہ جسم پر | دامن مین تھی سکلے نہ گریبان مین تار تھا
تھا ضعف سی یہ حال کہ جنبش بہی تہی محال | دل کی تڑپ سی اسپہ بہی وہ بیقرار تھا
بیٹھی تہی گرد و پیش خراباتیان دہر | پیر مغان تھا آپ ہر اک بادہ خوار تھا
بڑھ کر کہا جو بیٹی کہ مرشد یہ کیا ہی رنگ | فرمایا آنکہ او ٹھا کی وہی ہی جو یار تھا
مست الست ہو نہین یہ رنگ آج کا نہین | اور چندی ابتدا مین جو پرہیزگار تھا
دہوکی سی آگیا تھا خودی کی فریب مین | محو نمود ہستی بی اعتبار تھا
تقوی کہان کہان مین خراباتی الست | وہ بادۂ شبانہ کا جسکو خمار تھا
یہ کہکی بیخودی اوسی طاری ہوئی مگر | مطلع یہ ایک ورد زبان بار بار تھا

دیوانی ہین جو کہتی ہین ہین ہوشیار تہا
ہین تو ازل سے مست می حسن یار تہا

ذکر سراپا سرور بندگان فلک آستان حضور فیض گنجور گوہر تاج ابہت و شہریاری یاقوت اکلیل مملکت و تاجداری سرآمد سروران معارج دولت پناہی سرخیل صدر نشینان مجالس والاجاہی فرازندہ دیہیم ریاست فروزندہ شمع سیاست نزہت افزای ریاحین نامورى چمن آرای گلشن سروری افتخار بزم حشمت بہار گلشن شوکت فلک جاہ انجم سپاہ خورشید کلاہ عالم پناہ سکندر فر جمشید افسر ملک جلیش جم عیش فریدون قدر دارا صدر سلیمان سریر آصف مشیر حاجی حرمین

شریفین زائر روضہ شہنشاہ خافقین جناب معلی القاب گردون قباب
ہلال رکاب حامی دین محمد نواب کلب علیخانصاحب بہادر مشیر قیصر ہند
فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس ولادر اعظم طبقہ اعلای ستارہ ہند نواب تخلص
خلف ارشد والاجناب عالیخطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر ناظم
تخلص طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ **واضح** ہو کہ بارہ سو اکاسی (۱۲۸۱) ہجری مین ماہ ذیقعد
کی چوبیسوین (۲۴) تاریخ جمعی کی دن کہ روز عید المومنین ہے ادہر آفتاب وسط السما
مین سمت الراس پر آیا ادہر مہر سپہر جاہ وجلال نی سریر شوکت واقبال پر
جلوس فرمایا دلون کی حسرتین برآئین لوگون نی منہ مانگی مرادین پائین زمین کو آسمان
پر ناز ہوا رشک خورشید وقمر جلوہ پرداز ہوا نوبتخانون سے شادیانون کی صدا
آنی لگی شہنا فرط شادی سی مبارکباد گانی لگے سلامی کی توپون سی رعد کی آواز
پست ہوگئی نغمہ تہنیت سی تمام خلقت مست ہوگئی زہی قوت اسلام کہ اسی روز
ہنگامہ عیش ونشاط دلولہ فرح وانبساط مین کہ ارکان دولت اور اعیان مملکت نذرین
دی رہی تہی دولت واقبال شوکت وجلال دونون پای مبارک کی بوسی لی رہی تہی فی الفور
آپ نماز جمعہ کی واسطی مسجد مین تشریف لیگئی بعد ادای نماز جب معاودت فرمائی پہر مسند
ریاست نی فیض اجلال سے رونق پائی جشن کا سامان ہونی لگا ہر ماہرو چشمہ خورشید سے
منہ دہونی لگا ہر طرف جوش نشاط ہوا ہر شخص محو انبساط ہوا مبارک سلامت کا غل چارسو
شاہد شادمانی ہر ایک سی ہم پہلو ہر گردون نی بہی وفور سروری لباس نوجوانی
زیب تن کیا زمانی نی جام عیش نوروزی پیا شہر آراستہ ہونی لگا بازار پیراستہ ہونی لگا
ہر گلی ہر دکان نقش ونگار سی رشک گلزار ہوئی باد بہاری تہنیت گویان حاضر دربار ہوئی

اشعار

ہوا تازہ سامان جشن جلوس ۔۔۔ شگفتہ گلستان جشن جلوس

ملی اہل خدمت کو رنگین لباس | بٹی سبکو انعام ہی بیقیاس
صدا کوس شادی کی گھر گھر گئی | زمین کیا کہ تا چرخ اخضر گئی
سلامی کی توپین چلین روز جشن | خوشا انبساط دل افروز جشن
ہوی شہر مین ہر طرف دہوم دہام | جدہر دیکہی خلق کا ازدحام
ہر اک مبارک کی لب پر صدا | سلامت سلامت کی ہر جا دعا

وہ سامان آرایش و پیرایش تفصیل اگر تحریر ہو طول بہت ہو جای لہذا مدعا پر آتا ہون مختصر سب حال سناتا ہون کہ ادہر تو وہ جشن عام گھر گھر رقص و سرود عیش و طرب کی دہوم دہام اور ادہر ایسے وقت سی خلق خدا کی غمخواری کی فکر ہی چرچا یہی ذکر ہر آن یہی خیال کہ رعایا مین کسیکو کسیطرح ایذا نہو اس عہد مین کسی عنبر بشر کا بال بیکا نہو غلہ وغیرہ کا محصول کہ ایک لاکھ روپی سال کی آمدنی تہی اوسی زمانی مین معاف فرمایا تمام رعیت کو منت پذیر بنایا ابواب خیر وا ہونی لگے خلائق کی مقاصد روا ہونی لگی

اشعار

کہا سب نی شکر خدای جہان | کہ اب پیر گردون بہی ہی نوجوان
رسا بخت طالع کی تائید ہی | زمانیکو نوروز ہی عید ہی
الہی بحق رسول کبیر | الہی بحق جناب امیر
بڑہی عمر اقبال دائم رہی | یہ کشور یہ سردار قائم رہی
ستاری رہین جبتلک زرفشان | یہ دست سخاوت ہو گوہر فشان

بارہ سو بیاسی ۱۲۸۲ ہجری مین محرم کی پندرہوین تاریخ مستر جان انگلس صاحب ایجنٹ بہادر اس دار الریاستہ مین تشریف فرما ہوی اور اوسی روز چار گہری دن رہی بندگان حضور دام اقبالہ مع ارکان خاص دیوانخانی مین رونق افزا ہوی بڑی دہوم سی دستار بندی کی رسم گورنمنٹ عالیجاہ کی طرف سی عمل مین آئی

شب کو بعد ادای مراتب دعوت و مہمانی صاحب ایجنٹ بہادر نی بریلی کو نہضت
فرمائی اس جشن کی دوسری دن ملازمین ممتاز نی فنہ اخور لیاقت خلعت پای
ہمت عالی نی اہل سیف و قلم کی مراتب بڑہای پھر ماہ رجب مین پیشگاہ شہنشاہ عالم
جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دامت ملکہا سی مسند نشینی کا خلعت آیا اوس جشن اور اوس
سامان نی ساکنان ملا اعلی کو محو نظارہ بنایا گیارہوین سی حکام عالیمقام کی آمد آمد
ہوی رنگ جشن نشاط ترقی پر آیا کارپردازون کی اہتمام اہلکارون کی انتظام نی
تماشائیون کو نیا روپ دکہایا دعوت کی سامان مہیا ہونی لگے عشرت کی
سازو برگ یکجا ہونی لگی

اشعار

عجب سازو سامان مہیا ہوی — جو اسباب دعوت تہی یکجا ہوی
کہین کارکن درپے اہتمام — کہین اہلکارون کا تہا انتظام
تماشائیون کو دکہایا وہ روپ — پری بنگئی چاندنی اور دہوپ
دماغون مین بوی گل انبساط — ترقی پہ تہا رنگ جشن نشاط

چودہوین تاریخ چہ بجی شام کی صاحب ایجنٹ بہادر بصیغہ گورنری مع اور صاحبان عالیشان
کی آغاپور مین تشریف لای سلامی کی توپین چلین شلک کی آوازون نی دولتخواہون
کی دل بڑہای پندرہوین تاریخ ایک ترپ سوارون کا اور دو کمپنیان تلنگون کی ساتھ
لیی صاحب بہادر وہین رونق افروز ہوی سب صغیر و کبیر برنا و پیر جوش سرور سی
عشرت اندوز ہوی اوسی روز دس بجی دن کی جناب گردون قباب قمر رکاب حضور پرنور
دام ملکہ و اقبالہ پہلی جریدہ ملاقات کو آغاپور مین جلوہ فرما ہوکر رونق افروز دولتخانہ
ہوی پھر قریب دو بجی دن کی بکمال سامان جلوس میمنت مانوس فیل اقبال پیکر پر
سوار ہوکر آغاپور کو روانہ ہوی اوس دن کی سواری کا جلوس قابل دید تہا حق یوں ہی
کہ نہ دیدہ تہا نہ شنیدہ تہا تماشائیون کی نگاہ بی تکلف اوس سواری کی ہمراہی کی لیی تحفہ چشم سی

نکلی آتی تہے کوسون تک گویا باد بہاری صحن گلستان مین اپنی کیفیت دکہاتی تہی سواری
ہونی کی وقت شلک سلامی کی بلند ہوئی سامعین نزدیک و دور کی طبیعت خرسند
ہوی اگر خامہ وقایع نگاری وہ سارا سامان پیرایہ تحریر پاتی ہرچند جی نہ گہبراتی مگر بات
بڑہجاتی اسلیے اختصار کیا طول نہ دیا مختصر یہ ہی کہ بڑی تزک و حشمت سی آہستہ آہستہ
ساز و سامان اور جلوس ہمراہ بڑی زرق برق کی ساتہ فوج و سپاہ ملازمین ممتاز فیل تشخیر
سی سرفراز اس جشن اور سواری مین تمام روہیلکہنڈ کی راجہ اور روسا کہ اس سرکار کی
قدیم سی نذر گزارین حاضر تہے ہمرکاب سعادت انتساب تماشای تحرک سواری کی تمام
تہی قریب آغاپور کی سواری پہنچی لشکر سی ایک تیر کی فاصلی پر دو صاحبان عالیشان
استقبال کو کہڑی تہے اور صاحب ایجنٹ بہادر ایک گہنٹہ پہلی حضور کی رونق افروزی
سی در خیمہ پر تیس صاحبان عالیشان کی ساتہ آکر ٹہری تہے تین بجی سواری وہان
پہنچی حضور پرنور دام اقبالہ اوتری سلامی ہوی شلک نی صدای تہنیت دی جب
اجلاس فرمایا صاحب ایجنٹ بہادر نی خلعت مع اسپ و فیل منگایا کشتیان پر از
خلعت جواہر نگار آئین جسکی شاہدی سے تماشائیون کی آنکہون نی لذتین اوٹہائین
بطریق رسوم بائیس ۲۲ پارچی کا خلعت بیا جناب ملکۂ معظمہ قیصر ہند دامت ملکہا کی طرف سی زیب دوش
بازدی سرکار عالی وقار ہوا اور ایک خلعت سی حسب معمول سفیر ریاست بہی مسرور و فتحیاب
ہوا پہر رخصت ہوی شلک سی تہنیت کی صدا ہوی نوبت سی یہ نوید جانفزا پیدا ہوی کہ

خیرات کرکے نام ہو سو مین ہزار مین		بیلا بہار دی چمن روزگار مین

حضور پرنور نی اس رمز کو پایا دریای جود و سخا جوش مین آیا توڑون کی منہ کہلی
روپی مینہ کی طرح برسنی لگی پہر تو کیا لکہون کہ فرودگاہ سی تا دولتسرا کیا حال تہا
ہجوم خلائق سے یک نگاہ کا گذر محال تہا دو طرفہ روپیہ اوچہالتی دلون کی ارمان
نکالتی قریب شام اوسی احتشام سے سواری دولتسرا مین داخل ہوی توپون کی سلامی

سی سبکو مسرت حاصل ہوی دیوانخانۂ خاص مین سب اہل خاندان اور ارکین ریاست
ملازمین دولت نذرین دینی لگے اقبال واحتشام دونون طرف سی دوڑ دوڑکر قدم لینی
لگی ارباب نشاط نی سریلی آوازون مین مبارکباد گائی ہزارون روپیہ انعام مین
پایا دل کی آرزو برآئی

اشعار

عجب رات تھی وہ مسرت سرشت	ضیا بار مانند صبح بہشت
کہون لیلة القدر تو ہی بجا	لب شمع پر آیۂ والضحی
چلی پنجو دانہ جو لذت کی جام	تلک مارتی ہو گئی شب تمام

صبح کو ستراھوین تاریخ قریب دو بجی دن کی حضرت قدر قدرت سکندر حشمت پھر
اوسی جلوس اور تزک سی سوار ہوی پہر سارے شہر کی لوگ بہر نظارۂ جمال با کمال بعجلت آئی
ہوی خیمہ گاہ تک دورویہ جلوس استادہ کوئی سوار کوئی پیادہ تماشائیون کی ہجوم
سی دم گاؤ زمین کا بند اعلی سے ادنی تک خرسند جب بندگان حضور نی خیمہ گاہ مین
نزول اجلال فرمایا ارکان دولت نی سب صاحبان والاشان کو ہاتھیون پر
بٹھایا حضور پرنور نی میم صاحبون کو جہرتون پر جلوس کا ایما فرمایا اوسی احتشام اور
انتظام اوسی شوکت اوسی حشمت سی سبکو ہمراہ لیا آہستہ آہستہ سواری کی خرام کا حکم
دیا شام کی قریب دیوانخانی مین کہ وفور آرایش سی پریخانہ تھا رونق افزا ہوی
دعوت کی سامان مہیا ہوی قریب سات بجی شب کی سب صاحبون نی کھانی سی
فراغت پائی تماشای چراغان کی نوبت آئی سقف دیوانخانہ پر سب صاحبون نی
مع میم صاحبون کی آکر اجلاس فرمایا جلوخانی کی میدان مین روشنی کی کثرت نے
بزم فلک پر چراغان انجم کو بے رونق بنایا

اشعار

چراغان انجم کا بازار سرد	مہ و مہر کی روشنی جس سی گرد
جو اوس روشنی کا تماشا کیا	تماشای برق تجلی کیا

نظر آئی شکل سحر جب وہ شام	ہوی شاد حکام عالیمقام
ہوا حکم ایسی چہٹین چرخیان	کہ آجائین چکر مین ہفت آسمان
کہی چرخیون نی وہ اظہار چرخ	کہ کہانی لگا چرخ دوار چرخ

غبارون کی اڑانی سی انجمن مین انجم کی رونق ہوی ہوائیون کی زور سی سپہر کی
چہاتی شق ہوی مہتابون کی چمک دمک سی مہتاب کا رنگ پہیکا ہوا ساری خلقت کو
زمین پر آسمان کا دہوکا ہوا چرخیون کی چہوٹنی سے پیر فلک کی عقل بہی چرخ مین آئی
بم کی گولون کی ستارہ افشانی نی زمین پر ستارون کی صورت دکہائی جب فراغت
ہوی سبکی رخصت ہوی سمہوی کشتیان آئین زرق برق کی ہار ہر ایک کو فراخور پایہ
صاحبان عالیشان اپنی ہمراہیون کی ساتہ سوار ہوی کمال شادمانی سی حضور فیضگنجور
کی حسن اخلاق کی شکر گزار ہوی سترہوین تاریخ خیمہ گاہ حکام پر چاند ماری کا نقشہ تیار ہوا
ہر حکم انداز نشانی سی دوچار ہوا حضور پرنور بہی شریک صحبت تہی سب صاحبان عالیشان
محو عشرت تہی مارکم صاحب اسسٹنٹ بریلی اور برودمن صاحب کلکٹر شاہجہانپور
کو قدر اندازی کا میدان ہاتہ آیا بندگان حضور نی دو پیالی نقرئی ولایت کی بنی ہوئی
اور ایک شمشیر حسینی اصفہانی عطا فرما کر اونکو مسرور فرمایا قریب شام یہ جلسہ تمام
ہوا اس جشن خاص کا شہرہ عام ہوا اٹہارہوین تاریخ صاحب ایجنٹ بہادر لشکر کو
کوچ کا حکم دیکر خود گیارہ بجی دن کو حضور کی ملاقات کی لیی شہر مین تشریف لای
پہلے بہون کوٹہی مین ملاقات کرکی بارہ بجی کی قریب پہر فرودگاہ مین آئی
ایک بجی دن کی چرٹ کی ڈاک پر جلوہ آرا ہوی اور بریلی کو رخصت فرما ہوی ہر آمد و رفت
مین برابر سلامی کی شلکین ہواکین اس جشن کی جزئیات اور کیفیات ایسی نہین ہین کہ
اس تذکرے مین تحریر ہوجائین قوت ناطقہ کی زور سی زبان پر آئین تحقیق یہ ہی کہ دو لاکہ
روپیہ بی کم و کاست اس جشن مین صرف ہوا ہی اور روسای قرب وجوار کو کہ قریب

چالیس کی ہونگی حسب لیاقت جو خلعت عطا ہوی اوسکا صرف اس دولاکہ سی جدا ہے
ایسا جشن نہ کسینی دیکہا ہی نہ سنا ہی خلاصہ یہ ہی کہ روز مسند نشینی سی ہمت عالی اسی بات پر
مصروف ہی کہ جو کام ہو اوسمین رفاہ انام ہو جو شغل کیا جای وہ ایسا ہو کہ خلق راحت پای
خزانی مین جو زر نقد اور امتعہ قابل زکوۃ تھی التزام فرمایا کہ اوسکی زکوۃ نکالی جای مساکین و
محتاجین کو اوسکی تقسیم سی نقد فراغبالی ہاتہ آی چنانچہ یہ امر آج تک برابر جاری ہے
ابر فیضان کرم مو گہرباری سے ہے اسیطرح حکم تعمیر عمارات جدید صادر ہوا اس پردی مین بھی نفع
عام کا مضمون ظاہر ہوا جابجا عمارتین عالیشان مسجد جامع سرای اصطبل فیلخانی گاوخانی فنہ شترخانی
وغیرہ سب کارخانون کی عمدہ عمدہ مکان طیار ہوی بازار اس تکلف اس شان کی بنے
کہ بڑی بڑی شہر اس شہر کی سامنی بی رونق و بی وقار ہوی گنج ایسی ایسی بنی کہ جسنے دیکہا اگر
وہان خود بک جاتا ہی پلٹ کر اپنی گہر کو مشکل آتا ہی خسرو باغ مین کوٹھی اس شان
کی تعمیر ہوی کہ چشم تماشائی فرط حیرت سی تصویر ہوی ایک کوٹھی در دولت غربی کی طرف مخصوص
اس وسعت کی بنوائی کہ صدر دیوانی فوجداری مرافعہ رجسٹری سب محکمون نی اوسمین
جگہ پائی اس فیض سی یہی کہ آج تک علی الاتصال سو پچاس ہزارون مزدور معمار آہنگر
نجار اور طرح طرح کی صناع اہل پیشہ ہر قسم کی محترفہ پرورش پا رہی ہین بکمال آسایش زندگی کا
مزہ اوٹہا رہی ہین آغاز زمانہ جلوس میمنت مانوس مین ایکروز خیال آیا کہ کوئی میلا
اس شہر مین ایسا مقرر کیا جای کہ وہ بہی نفع عام کا رنگ دکہای شہر سی تہوڑی فاصلی پر جانب
شمال دو باغ ہین کہ وہان نہ گل کی دامن مین خار نہ لالی کی دل مین داغ ہین اشعار

منور ہین راتون کو ایسے وہ باغ | کہ ہر لالہ ہی اک روشن چراغ
تہ تاک عالم عجب نور کا | ثریا ہے ہر خوشہ انگور کا
جو گل ہی گل روی معشوق ہے | جو سنبل ہے گیسوی معشوق ہی
مسافر جو آنکلے سوی چمن | اوڑین ہوش ایسی کہ بہولی وطن

نظر کرنے ہی دل سمن چمن سے — سمن سی نہ بچے نسترن چمن سے
فراغت جو نظارہ گل سے ہو — رہائی کہان دام سنبل سے ہو

وہ دونون باغ اشجار بوقلمون سی لبریز رہا چمن گوناگون سی عشرت خیز بسان
دلہای اہل کرم وسیع بزرنگ ہمت ارباب ہمم رفیع پختہ چار دیواری سی محاط کوٹھیان
وہان کی مرکز دائرہ نشاط بی نظیر اور بدر منیر اون باغون کا نام ہی درحقیقت باغ بی نظیر ہر
کوٹھیون کا ہر قبہ برج ماہ تمام ہے حکم ہوا کہ جشن جلوس کی نام سے وہان ہر سال ایک میلا
قرار دیا جای اور سامان آرایش باغ کی علاوہ تہیہ اسباب آسایش صادرین اور واردین
سرکار عالی سی کیا جای کارپردازان چابکدست نی مرضی حضور کی موافق اون باغون کو
آرایشہای بوقلمون سی دولہن کی صورت آراستہ کر دیا ہزارون لاکھون روپی کے
سامان سی بہر دیا بذریعہ صحائف اخبار اشتہار جاری ہوگئی تاجران جوار و دیار و سوداگران
بلاد و امصار اس مژدہ جانبخش سی تمنای حضوری محو بیقراری ہوگئی فصل نوروزی ہنگ
کہ زمان آغاز بہار و جوش گل و گلزار ہے بندگان اقدس بذات خاص وہان جلوہ افروز
ہوی دور دور کی مشتاقین مہمان ہوکر مائدۂ فیض سی بہرہ اندوز ہوی جو رئیس شریف
امیر غریب آیا حضور کی پرورش و پرداخت سی اوسنی عجب لطف اوٹہایا تماشائیون
نظارگیون دکاندارون خریدارون کی کثرت سی گذر دشوار ہوا اقمشہ و امتعہ کی وفور سی
ہر بازار رشک فرخار ہوا تاجرون کو بنظر رفاہ عام محصول معاف فرمایا خریدارون
اور دکاندارونکو فی الواقعی نفع ہاتہ آیا از صبح تا صبح متصل دکانین کشادہ رہتی ہین زر و
گوہر کی ہر طرف نہرین بہتی ہین کبھی کسیکا نقصان نہین ہوتا ہی حسن انتظام سی ایسا
امن ہی کہ ہر شخص راتون کو بی کھٹکے پاؤن پہیلا کر سوتا ہی قصہ مختصر سال اول جلوس
میمنت مانوس سی یہ میلا ہر سال ہوا کرتا ہی عیش مدام و عشرت دوام کو اس جشن مین نوروز
ہوا کرتا ہے اس میلی کی بدولت بہی نفع عام اور رفاہ انام کا ظہور ہے اگر کوئی اسی مبالغہ

جاتی اوسکی فہم کا قصور ہی سارا شہر اعلی سی ادنی تک اس میلی مین آتا ہی سال بھرکا
بیچ ہرایک کی دل سی نکلجاتا ہے ایک نہر باغ بی نظیر مین بہت عریض وطویل ہے
جوش لطافت سی رشک کوثر وسلسبیل ہی وہ پانی سی لبریز ہوتی ہی فواری کی ہر شاخ
اوسمین گہرریز ہوتی ہی آٹھ نودن یہ میلا اسی تکلف وآرایش سی رہتا ہی ایک بازار عیش
باغ مین چارطرف بہتا ہی شب اخیر کثرت چراغان سی زمین رشک آسمان بنجاتی ہے
نہر کی گرد قمقمہ ہای رنگ برنگ کی روشنی نظارگی کو حیرت سی آئینہ بناتی ہی یہ کیفیتین
دیکھکر انسان کی ہوش گم ہوجاتی ہین تماشائی بتکلف آپ مین آتی ہین آتشبازی
اس کثرت سی چھوٹتی ہے کہ چشم نظارہ زمین پر بہار انجم لوٹتی ہی جودت ذہن سما
اور اصابت رای والا کی اخبار مشہور روزگار ہین سیکڑون حکایتین تیزفہمی اور زیرکی کے
درج صحائف اخبار ہین یہ محامد جلیلہ ایسی شہرۂ آفاق ہوے کہ جناب نواب گورنر
جنرل بہادر ویسرای ہند نی محکمہ کونسل دارالامارہ کلکتہ کی ممبری حضور کی واسطی تجویز کی
پہلی استمزاج کیا گیا حضور نی باآینکہ اوس زمانی مین مزاج ہمایون ناچاق اور ضعف کر
سبب سی سفر نہایت شاق تھا مگر محض باقتضای عزم بلند قبول فرمایا اور اس خیال سی
کہ اس ضمن مین بھی خلق کی بہبود متخیل ہے بطیب خاطر ماہ شعبان کی بیسوین [٢٠] تاریخ بارہ سوتراسی [١٢٨٣]
ہجری مین عنان عزیمت اوٹھائی اور بسامان مختصر یعنی چار سو آدمی ہمرکاب لیکر بسواری
گردون دخانی جسی ریل کہتی ہین نہضت فرمائی گورنمنٹ عالیجاہ کیطرف سی بنظر
بزرگداشت بندگان والاشان احکام استقبال وسلامی وغیرہ کی بنام حکام کانپور
واله آباد وبنارس جاری ہوچکی تھی حکام اضلاع نی بہت اچھی طرح اون احکام کی تعمیل
فرمائی کہ جس جس شہر مین نزول اجلال ہوا سلامی کی توپین چلین استقبال ہوا
جب بنارس مین رونق افزا ہوی مہاراجہ بنارس کیطرف سی بنظر ارتباط قدیمی
بڑی دہوم سی دعوت ہوی ہرچند بندگان حضور مستعجل تھے مگر بپاس خاطر میزبان

دو روز وہان اقامت ہوی پھر وہان سی سوار ہوکر دار الامارہ کلکتہ مین نزول اجلال فرمایا وہان بضرورہ سو دفعہ سی سلامی کی توپین چلین حکام عالیمقام نی استقبال فرمایا بندگان حضور سی آب و ہوای کلکتہ نی ایسی مخالفت کی کہ طبع عالی برابر جادۂ اعتدال سی منحرف رہی باینہمہ سرکار گردون وقار نی محکمہ محتشمہ کونسل مین باتفاق جناب لارڈ لارنس صاحب بہادر گورنر جنرل و لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ چند اجلاس فرمای اور رای صواب انتمای بندگان عالی نی فیض عام کی گل کھلای جب مزاج سعادت امتزاج زیادہ ناساز ہوا حسب اصرار لارڈ صاحب بہادر ڈاکٹر بلی صاحب سے علاج شروع ہوا ڈاکٹر صاحب کی یہ رای ہوئی کہ یہانکی آب و ہوا حضور کی طبع عالی سی ہرگز موافقت نکریگی کوئی دوا مساعدت نکریگی امراض شدیدہ کا ڈر ہی محل خوف و خطر ہی حضور نی اس رای کو بنظر اولوالعزمی قبول نہ فرمایا مگر جب لارڈ صاحب بہادر کو اس کیفیت کا علم آیا بمقتضای محبت خاص حضور پرنور کو بکمال اصرار آمادۂ نہضت کیا بڑی اعزاز و اکرام سے رخصت کیا مجبور وہان سی نہضت فرما ہوی اور شہر شہر مراتب تعظیم ادا ہوتی ہوی رمضان کی تائیسوین تاریخ مع الخیر والعافیہ دار الریاست مین رونق افزا ہوی بارہ سو ستاسی ہجری مین دریای والا گوہر کی بی بہادر صاحبزادہ محمد ذوالفقار علیخان بہادر اپنی خلف ارشد کی شادی اس دھوم سے کی کہ نہ دیکھی نہ سنی ادنی عالی ہمتی یہ ہے کہ باعتبار مردم شماری کی لاکہ آدمی سی کم شہر مین نہین ہی تورہ بندی کا کھانا سبکو تقسیم ہوا محلہ بمحلہ خانہ بخانہ ہر شخص کو حصہ ملا خوان نعمت سی کوئی محروم نہین رہا مسجدون مسافر خانون مین جو آکر اوترا وہ بھی پایا واردین و صادرین سب نی سیر ہوکر کھایا باورچخانی گرم ہوی طرح طرح کی کہانی تقسیم ہوتی رہی **شعر**

چلی یہ دیگدان ہر روز و ہر شب	زمین مطبخ کی پختہ ہوگئی سب

غلہ اتنا خرید آگیا کہ خرمن ماہ کو بھی کھٹکا ہوا کثرت میوہ و قند سی شہر سمرقند ہوگیا ہمت عالی سی ایک عالم مرفہ الحال اور خرسند ہوگیا تو زنگ عالم بالا مین ذبح ہونی کی

درسی بیہوش ہوگیا تو رہبندی مین سطح زمین خوان اور گنبد چرخ سرپوش ہوگیا
شہر کی اکثر کنوین شکر و قند سی لبریز فرمای پانی کی جگہ خلق خدا نی شربت پیا
انجیات کی مزی اوٹہای شعر کنوین شیرین ہوی ایسی خدا داد بہشتے
ن کی ای روح فرہاد چراغان سی تمام شہر وادی ایمن تہا ہر کوچہ جلوہ گاہ طور کی
طرح روشن تہا در دولت سی باغ بی نظیر تک کہ تین میل کا فاصلہ ہی برابر ٹہاٹہر
گڑی تہی پار ہای خذف پر ایسی آب و تاب تہی گویا اشرفیون کی سکی پڑی تہی
رنگ برنگ کی آتشبازی چہوٹنی سے عجب عالم نظر آتا تہا کہ نظارگی محو حیرت
ہوجاتا تہا شعر زمین روشن ہوی یہ شل افلاک ؛ دفینی ہوگئی ظاہر تہ خاک
ارباب نشاط کی کثرت ہوئی کہ تماشائیون کو حیرت ہوی دور دور کی طائفے
آئی سب نی حسب لیاقت انعام پای حکم تہا کہ محلہ بمحلہ محفل نشاط آراستہ ہو
ہر کوچہ و بازار مین بزم انبساط پیراستہ ہو لوگ اپنی اپنی گہرون مین جشن کرین بازاری
سر راہ ناچ دیکہین گانا سنین مصارف اوسکی سرکار سی لیجائین اور گلی گلی خدا نی
گلچہری اوڑائین مہینون تک یہی ایک کیفیت دن رات رہی کہ دن عید رہا رات شب برات ہی
ملازمین سرکار والا تبار مین ادنی سی اعلی تک ہر متنفس نے لباس بیش بہا پایا
ارکین دولت کو عطای خلعت سی سرفراز فرمایا اقل مرتبہ یہ عطا بقدر مشاہرہ
ہر مشاہرہ دار تہی اور اکثر زائد شمار تہی روسا و عمائد جو اطراف سی مہمانانہ آئی وہ بہی
ان عطیات سی کامیاب ہوی سب کی سب مورد عنایات بیحساب ہوی ایک مہینی تک اس
شادی کی دہوم دہام رہی کیفیت جشن عام رہی سارا شہر بادہ عشرت سی لبریز تہا
بندگان حضور کا دست کرم ابر نیسان کی طرح گہر ریز تہا روپیہ اشرفی ارباب بہت کو
تقسیم کرتی سنا ہی جو اسر بانٹتی کسیکو نہین دیکہا ہی یہان جسدم دولہن کی مکان سی
برات رخصت ہو کر معلی اکی طرف پہری تا در دولت دست گوہر بار سی برابر خلق خدا کی

سر پر جواہر کا مینہ برستا تھا جوہری بازار شہر کا ہر رستا تھا خلقت خدا کی
ٹوٹی تھی گویا لعل و گہر کی آتشبازی چھوٹتی تھی مگر دریغ صد ہزار دریغ شعر

این بادہ کہ روزگار دارد		یک مستی و صد خمار دارد

ایک سال پورا اس شادی کو گذرا تھا کہ وہ نوشہ عروس اجل سی ہمدوش ہوا سارا
جلسہ افسانۂ پارینہ کیطرح فراموش ہوا زہی وقار و استقلال بندگان دارا دربان کہ پایۂ
استقامت کو لغزش نہوی میدان صبر و شکر مین قدم استوار رہا ذرا جنبش نہوی
بارہ سو چہیاسی [۱۲۸۶] ہجری مین شاہزادہ ڈیوک آف اڈن برا بہادر خلف ارجمند ملکہ معظمہ لندن
ہندوستان مین رونق افروز ہوی اور اکثر رؤسای جلیل الشان اور امرای رفیع المکان
شاہزادہ ممدوح کی ملازمت سی بہرہ اندوز ہوی بندگان حضور پرنور سی بھی اکبر آباد مین ملاقات
ہوی اور انتہا کی تواضع و مدارات ہوی تفصیل اون مراتب کی جداگانہ مرقوم ہی اور وہ اخبار
مین طبع ہو جانیسی سبکو معلوم ہی اس جگہ باختصار لکہتا ہون کہ شوال کی پندرہوین [۱۵]
تاریخ بندگان عالی دام اقبالہ نی دار الریاستہ سی سوار ہو کر دوسرے ہی دن اکبر آباد مین
نزول اجلال فرمایا صاحبان عالیشان نی استقبال فرمایا پھر نواب لفٹنٹ گورنر
بہادر سے ملاقات ہوئی اور اس مقدمی مین بجای خود گفتگو پڑی کہ کلکتی مین
سب رؤسائی اعزاز شاہزادہ صاحب کا اس طرح کیا ہی کہ بسواری اسپ
مستقبلانہ بڑہ کر لیا ہی یہان بھی ایسا ہی کیا جای کہ فقط شاہزادہ موصوف
جرٹ پر سوار ہون اور ہر مستقبل اسپ سوار ہو قدم اوٹھای بعد مباحثہ یہ بات
قرار پائی کہ اور سب رؤسای مجتمعہ مع جملہ حکام انگلشیہ ایسا ہی کرین - مگر
بندگان حضور اس تجویز سی مستثنی رہین چنانچہ یہی ہوا کہ اٹھارہوین [۱۸] تاریخ حضور
پرنور مع صاحب ایجنٹ بہادر جرٹ مین سوار ہو کر استقبال کو تشریف فرما
ہوے اور سوا آپ کی سب رؤسا اور حکام گھوڑون پر سوار ہو کر رونق افزا

ہوی ادپل جمن سی جانب جنوب ایک مقام مین ٹھہری رہی جب شاہزادہ ممدوح
تشریف لای سب رؤسا وامرا وحکام انگلسیہ ساتہ آی راہ مین سڑک کی
کناری سنتر کی قریب جلوس ہمراہی حضور کا آراستہ تہا شاہزادہ ممدوح نی
اوس جلوس کی آراستگی کو بہت پسند فرمایا پھر شاہزادہ موصوف کو اونکی
فرودگاہ مین اوتار کر ہر رئیس واپس اپنی اپنی مقام مین آیا بندگان حضور نی
بھی معاودت فرمائی اونیسوین تاریخ یہ بات قرار پائی کہ آج حضور پرنور شاہزادہ
ممدوح کی ملاقات کو تشریف لائین اور چند اہلکار ممتاز بھی ہمرکاب سعادت انتساب
آئین چنانچہ بندگان حضور مع صاحبزادہ بلند اقبال محمد ذوالفقار علیخان
ولیعہد بہادر مرحوم اور صاحبزادہ محمد حیدر علیخان بہادر اور چند ارکان
دولت کی خیمہ گاہ جناب شاہزادہ محتشم الیہ مین رونق افزا ہوی اور جتنی
رؤسای نزدیک ودور اکبرآباد مین جمع ہوی تہی سب علحدہ ایک مقام پہ
اکر ٹھہری جب سواری سنتر مین پہنچی کل فوج نی سلامی دی اور شلک سلامی کی
سر ہوی حکام جلیل تانیم راہ اور ہمسن صاحب بہادر سکرٹری چرٹ تک
استقبال کیواسطی آی حضور چرٹ سی اوتر کر خیمی مین تشریف لای شاہزادہ مم
ممدوح نی تالب فرش استقبال کیا اور وقت ملاقات بڑی شوق سی ہاتھ
ملایا ایک مسند پر دو کرسیان بچھی تہین شاہزادہ ممدوح نی داہنی طرف
حضور کو بٹھایا اور بائین طرف آپ جلوس فرمایا حضور کی داہنی ہاتہ پر
زیر مسند صاحب ایجنٹ بہادر اور ہمسن صاحب بہادر سکرٹری اور ہمراہیان
حضور بیٹھی اور جناب شاہزادہ محتشم الیہ کی بائین ہاتہ پہ زیر مسند چمبرلین صاحب بہادر
اور اونکی بعد اور صاحبان جلیل ٹھہری پھر شاہزادہ ممدوح نی حضور سی کہا کہ ہمنے
آپکی بیدار مغزی اور حسن انتظام کا حال نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سی سنا اور بہت

سرور ہوا حضور نے اس محبت سرائی کا شکر ادا فرمایا اور ہر بات کا جواب
مناسب زبان مبارک پر آیا وقت رخصت شاہزادہ ممدوح نے کھڑے ہو کر
حضور پُر نور کو عطر پان عنایت کیا اور سب ہمراہیون کو مسٹر صاحب بہادر
سکرٹری نے دیا سوار ہونے کے بعد حضور کی دوسری سلامی بھی دی گئی حالانکہ دارالامارۃ
کلکتہ مین دوسری سلامی کسی رئیس کی نہین ہوئی تھی پھر شب کو تاج گنج مین دعوت ہوئی
سب مہمانون کی جمعیت ہوئی حضور پرنور بھی مدعو تھے تاج گنج تشریف لیگئے
وہان بھی کمال اعزاز سے ملاقات ہوئی اور بہت اچھی طرح مدارات ہوئی جسجگہ حضور پرنور
کرسی پر تشریف فرما تھے وہان شاہزادہ ممدوح آئے اور بطور مصافحہ ہاتھ ملائے
پھر ساتھ ساتھ شاہزادہ موصوف کے ہاتھ مین ہاتھ بالائے بالاخانہ تشریف فرما ہوکر
روشنی اور آتشبازی ملاحظہ فرماکر معاودت فرمائی آمد و رفت مین بھی جملہ مراتب
اعزاز نے تکمیل پائی اکیسوین تاریخ شاہزادہ ممدوح بازدید کو حضور کی فرودگاہ
خاص مین تشریف لائے یہان بھی بعنوان احسن استقبال و مشایعت وغیرہ سب
مراتب اعزاز کے عمل مین آئے شاہزادہ ممدوح نے اس ملاقات مین حضور سے کہا کہ
مین ایک تصویر اپنی آپ کو دونگا کہ آپ بطور یادگار رکھین اور آپ ایک شبیہ
اپنی مجھے عنایت فرمائین کہ مین اپنے پاس رکھون اور تسکین خاطر کے واسطے
اوسے دیکھا کرون حضور نے اس اخلاق کا شکر ادا فرمایا اور جواب شعر قبول
زبان فیض ترجمان پر آیا وقت رخصت شاہزادہ ممدوح نے فرمایا کہ اب طبیعت
سفر پر آمادہ ہے کل یہان سے جانیکا ارادہ ہے آپ اگر تکلیف فرمائین اور وقت
رخصت تشریف لائین تو مجکو منت پذیر بنائین حضور نے یہ امر بھی بطیب خاطر
قبول فرمایا اور دوسرے روز ایسا ہی عمل مین آیا کہ رخصت کے وقت تشریف فرما
ہوسے اور شاہزادہ صاحب بعد مکالمہ و مصافحہ رخصت فرما ہوئے واضح ہو کہ اکثر

ملاقات مین چار باتین غایت اعزاز کی مختص بذات حضور پر نور ہوئین کہ دور دور تک
مشہور ہوئین ایک وقت استقبال چرٹ کی سواری دوسری وقت معاودت
سلامی تیسری شاہزادہ ممدوح کیطرف سی پیرایۂ درخواست تصویر مین اظہار کمال
الفت چوتھی خواہش ملاقات اخیرہ وقت رخصت کہ یہ امور ہندوستان مین
کسی کیس کیوا اصلی نہین ہوی الہی ہمیشہ حضور پر نور کا اقبال اسی طرح ترقی پر رہی
بارہ سو نواسی ہجری مین شوق زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً
جوش مار اٹلم غیبی سنے لبیک کہکر پکارا جملہ مہمات عظیمہ ملکی ومالی سی دست بردار ہوکر
سب طرفسی دل اوٹھایا اور اس سفر ہمایون کا ارادہ مصمم فرمایا جملہ رعایای مضافات
واراکین ریاست سی بواسطۂ ملازمین کارپرداز عفو حقوق کی درخواست فرمائی اور خود
بنفس نفیس جمعہ کی دن مسجد جامع شہر مین رونق افزا ہوکر اوس انبوہ کثیر اور جم غفیر مین
شان حسن اخلاق محمدی اس طرح دکہائی کہ اپنی حقوق سی رعیت کو بری الذمہ بنایا
اور احسانات نامحصور سی تمام خلق کو بندہ درم ناخریدہ بنایا سامان سفر مہینون مشتر
سی طیار تہا مرادآباد سی مبئی تک منزل بمنزل سب سلسلہ امن وراحت استوار تہا
ماہ مبارک رمضان کی بائیسوین تاریخ لشکر ظفر پیکر کو کوچ کا حکم ملا کہ وہ لشکر
مقام مرادآباد مین جا پہنچا اور تیئیسوین ۲۳ تاریخ بعد نماز صبح حضور فیض گنجور مع چند ارکان
خاص سوار ہوی فتح ونصرت نی رکاب مبارک پر بوسہ دیا اور خیر وبرکات اقبال و
سعادات جلو دار ہوی مرادآباد مین سب اراکین شہر علما اور صلحا اور جملہ حکام عام
ورود مسعود کی منتظر تہی اور اول سی در خیمہ گاہ عالیجاہ پر حاضر تہی سب شرف پابوس سے
سرفراز ہوی وربندگان حضور کی ملازمت سے معزز وممتاز ہوی پہر وہان سی حضور پر نور ریل پر رونق افزا ہوی اور تمام لشکر
منزل مقصود کی طرف نہضت فرما ہوی بمبئی تک جتنی بلاد وامصار راہ مین پڑے
ہر جگہ سرکار انگلیسیہ کیطرف سی سلامی وغیرہ جملہ مدارج اعزاز ادا ہوی اور اثنای راہ

مین سب بے بندگان حضور سیکڑون ہزارون مسکینون محتاجون کی حاجت برآئی
ہوئی رمضان کی ستائیسوین تاریخ بخیر و عافیت تمام و آسایش تمام بمبئی میں
دائرۂ دولت کا مقام ہوا اور وقت ورود مسعود سی فرودگاہ عالیجاہ مین ایک
بڑی کوٹھی اور عمدہ باغ تھا خلایق کا ازدحام ہوا حاکمان جلیل الشان انگلسیہ اور سفیر حضرت
سلطان روم اور اکابر و اجلۂ شہر سب ملازمت گرامی اور بندگان اقدس سنے
حسن خلق سی سب کی مراتب بڑہای مرکب دخانی دُہا کا نام معرفت راٹمن صاحب
کمشنر بحری کی ایک لاکہ دس ہزار روپی کو کرایہ کیا گیا اور تہیۂ سامان سفر بحری میں
نو روز وہان اقامت کا اتفاق ہوا شوال کی ساتوین تاریخ ظہر کی وقت حضور بہ جمعیت
موفور جہاز پر سوار ہوئی اور اس اولوالعزمی پر بڑی بڑی عالی ہمتون کی دل نثار ہوئی
روز سواری اوس جماعت مساکین سی جو آمادہ سفر حج بی زاد و راحلہ وہان پڑی تہی
دو سو آدمیون کو بغلون پر روانہ کر دینی کا حکم صادر ہوا چنانچہ حسب ایمای حضور فیض گنجور
اہلکارون سنے ہر ایک کو زاد مناسب دیکر روانہ کر دیا وقت عصر کارکنان
جہاز نی لنگر اوٹھایا آٹھوین دن سواد عدن نظر آیا حاکم بندر مذکور نی استقبال کر کی
حضور کو اپنی کوٹھی مین اوتارا وہان بھی دریای جود و کرم نی جوش مارا کہ خدام
مزارہای متبرکہ حضرت ابان ابن امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان اور حضرت
سید عیدروس رضی اللہ تعالی عنہم کو زر کثیر عطا ہوا تا آخر ہمت عالی مساکین کا گرہ کشا ہوا
دوسری دن وہان سی لنگر اوٹھایا پانچوین دن جہاز جدے پہنچا وہان
شریف حسین پاشا باو شریف مکہ معظمہ اور پاشای جدہ اور شیخ عبداللہ صاحب شیبی اور شیخ
عمر نصیف وکیل شریف صاحب اور بہت سی عمائد مکہ معظمہ و جدہ شریفہ استقبال کی
لیے پہلے سے حاضر تہے اور آمد آمد سنکر ورود مسعود کی منتظر تہے فوج سلطانی
جو جہاز پر رہتی تہی اور جو کنارہ دریا پڑی تہی سب نے اپنی اپنی وقت پر اونیس ضرب توپ کی

سلامی دی اور شیخ عمر نصیف نی تین وقت دہوم سی دعوت کی دوسری دن وہان سی
سوار ہو کر جدی مین رونق افزا ہوی اور ایک شب وہان توقف فرما کر
مکہ معظمہ کیطرف نہضت فرما ہوی شریف صاحب کیطرف سی حضور کی رونق افزوری
کی واسطی ایک کوٹھی بہت پرتکلف مقام حجالیہ مین شہر سی تین کوس کی فاصلی پر آراستہ
اور جملہ سامان راحت و آرام سی پیراستہ تھی اور شریف صاحب بھی برای استقبال وہان
موجود تھی مگر حضور ولولہ شوق سی حالت احرام مین وقت شب جریدہ زیارت
بیت اللہ کو تشریف فرما ہوی اور مناسک عمرہ سی فارغ ہو کر بیرون شہر اوسی
کوٹھی مین رونق افزا ہوی صبح کو جب بیدار ہوی وہان سی چوگڑی کی بگھی پر سوار
ہوی برادران شریف صاحب اور جملہ شرفا و صلحا و علما و اراکین شہر و سرداران سلطانی
ہمراہ اور کوٹھی سی بازار تک دونون طرف جلو مین فوج شاہ دکانون کی چھتون پر
مشتاقون کا ہجوم کوٹھی سی بازار تک آمد آمد کی دہوم بڑی شان و شوکت سے
سواری مکہ معظمہ مین داخل ہوی تمام اہل شہر کو کمال خوشی حاصل ہوی شریف صاحب کے
مکان عالی شان مین نزول اجلال ہوا اکیس ضرب توپ کی سلامی ہوی وہ مقام
مہبط جاہ و جلال ہوا برکات قدوم حضور سی تین برس کی بعد اوسی روز وہان باران رحمت
جوش زن ہوا اور اس زور شور سی پانی برسا کہ ہر کوچہ اور میدان رشک گلشن ہوا مدرسہ
واقع یہ مین کہ حرم شریف سے متصل ہے بلکہ ایک جانب اوسکی حرم مین داخل ہی
ادای نماز کو اکثر تشریف لاتی تھی ظہر سی عشا تک اوس مقام کو تجلی گاہ خاص بناتی تھی
سات دن بندگان عالی نی قیام فرمایا اوس دار الراحۃ مین آرام فرمایا ہمراہیون نی
بھی راحت پائی آٹھوین دن وہان سی مدینہ طیبہ کو نہضت فرمائی پانسو شتر کا قافلہ
تیار ہوا لشکر سلطانی بھی جلو مین گرم رفتار ہوا شریف صاحب نی شریف عبد المحسن کو
کہ ایک شخص نہایت سنجیدہ و فہمیدہ تھی مع چند خدام خاص ہمرکاب سعادت انتساب

کیا ستائیسوین شوال کو وہان سی بخیر و برکت کوچ ہوا ان منازل مین بندگان حضور کی
استقامت اور حسن تدبیر و شجاعت بیان سی باہری سلطان روم کی طرف سی حسن عقیدہ
اعزاز عمل مین آیا تمام عالم مین مشہور ہے راہ مین جہان قلعی اور حصار تہی وہان کے
سردارون نی سلامی دی استقبال کو آی کمال تعظیم کی القصہ برہبری ولولہ شوق دو
ذیقعدہ کی تیرہوین تاریخ دوشنبہ کو یہ قافلہ مدینہ منورہ مین داخل ہوا اوس سرزمین
برکت آگین کی زیارت سے شرف حاصل ہوا دہوم سی سلامی ہوی مراتب تعظیم و توقیر کی
تمامی ہوی سید حسین ہاشم کا مکان جلوہ گاہ ذات اقدس ہوا اور اطراف مین
بہت سی مکانات وسیع تجویز ہوی کہ ہمراہیونکا قافلہ حسب مراتب وہان اوترا آٹھ روز
اوس ارض مطہرہ و مقدسہ مین قیام رہا شبانہ روز شغل کسب برکات خاص و عام رہا
بندگان حضور بمقتضای ادب کبھی کسی سواری پر سوار نہین ہوی اور کوی گھڑی زیارت روضہ
مقدسہ علیہ التحیۃ والثنا کی ایسی نہی کہ وفور ذوق و شوق سی بسر نہین ہوی خلعت باریابی حجرہ مقدسہ
بہی پایا صرف معیت شیخ الحرم مین یہ شرف ہاتہ آیا تنہائی مین زیارت سی انوار فیض بی پایان
حاصل فرماتی تہی مشاہدہ جمال مزار سراپا انوار کی مزی اوٹہاتی تہی آپ نی قندیل حرم نام
ایک نثر سراپا برکات مشتمل بر نعت و مناجات تالیف فرما کر اوسی بخط نستعلیق خوشنویس سی
لکہوا کر مطلا و مذہب فرمایا تہا محاسن صوری و معنوی سی ایک مرقع قدرت ایزدی بنایا تہا زیارت
روضہ انور سی مشرف ہو کر اوسکو پیشکش کیا اثر سوز قلب سی مقبول بارگاہ رسالت ہو کر بیت جا
خاص مین داخل ہوی شیخ الحرم خالد پاشا کی دفتر سی قبولیت نامہ ملا نوین ذیقعدہ کی اکیسوین تاریخ
حضور نی وہان سی نہضت فرمائی مکہ معظمہ کو معاودت فرمائی خالد پاشا نی بکمال عظمت حضرت ر
کیا اور قاضی ابراہیم حاکم ینبوع کو خدمتگزاری اور مشایعت کیواسطی ہمرکاب کر دیا راہ مین عمر بن اسعد
سردار اہل بادیہ آکر ملازمت سی ممتاز ہوا اور شرف پابوس سی سرفراز ہوا سرکار گردون وقار
نی انعام کثیر اوسکو عنایت فرمایا اور اسی طرح جو سردار ارباب طاعت و اہمیت پیش آیا بذل و عطا کے

فراوان سی اوسکو منت پذیر بنایا البتہ جو جماعت بدوی اندک سرہنگی و سرکشی سی پیش آئی
اوسکو پاس ادب نے اتو نہین دی مگر اوسکی حال پر توجہ بھی نفرمائی چنانچہ قریب حدیدہ متصل
قلعہ ونخلستان ایک راہ تنگ مین کوہستان سی ایک گروہ بدویونکا مخالفانہ پیش آیا
ادہرسی بھی جواب ترکی پایا آخراس حرکت ناشایستہ سی خجل ہوا سرکشی و سرتابی کی
بدولت نہایت منفعل ہوا تفصیل اس معرکی کی سفرنامی مین کہ جداگانہ مرتب ہوی ہر قوم کی
اور اس جم ہر شجاعت بندگان حضور پرنور کی تمام حجاز مین دہوم ہی بنظر اختصار نہ لکہا گیا الغرض
قافلہ سرکاری ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ ینبوع ہوتا ہوا مع الخیر مکہ معظمہ پہنچا زہی حسن اتفاق کہ
کہ اوس سال بلاخلاف حج اکبر ہوا اور حضور کی قدوم برکت لزوم کی بدولت اس عطیہ کبری
اور موہبت عظمی سی ایک عالم بہرہ ور ہوا سب حجاج بندگان حضور کو ہزار جان و دل دعائین
دیتی تہی اور ہمراہیان بندگان اقدس و اعلی خوش ہو ہو کر رکاب سعادت کی بوسی لیتی تہے
الغرض جب حج اکبر سی فرصت پائی اور مناسک حج و عمرہ سب کے بعنوان احسن فراغت پائی
سرکار والاتبار نی وہانکی اکابر و اصاغر اعالی و ادانی سبکو حیثیت و لیاقت سے زیادہ صلہ و
انعام عطا فرمایا اور ہندوستان سی بڑہ کر ملک حجاز مین جوہر ہمت و سخاوت دکہایا
مسکینون محتاجون کو غنی کردیا ہزارہا نکا دامن گہرہای مقصود سی بہردیا اگرچہ اوس سرزمین دوست آئین
سے مہاجرت پر بندگان حضور کا دل برکت منزل رضامند نتہا لیکن اپنی عایای مجبور ہزارون
لاکہون بندگان مجبور کا تباہ ہونا بھی پسند نتہا لہذا بناچاری وہان سی رخصت کا ارادہ ہوا
سامان سفر ہندوستان مہیا و آمادہ ہوا حضرت شریف و حضرت پاشا وقت رخصت مل مل کر
روئی حضور پرنور پر بھی ایسی رقت طاری ہوی کہ آنسوونسی دامن و آستین بہگوئی اور بکمال عز و
شرف ذی الحجہ کی چودہوین تاریخ وہان سی کوچ فرمایا جانب ہندوستان قدم اوٹہایا
راہ مین ہر مقام پر وہی شوکت وہی جلال وہی ہمت وہی نوال سلامیان حکام اور فوج
اور ردسا سی لیتی ہوی عموم خلائق کو انعام و اکرام دیتی ہوی بارہ سو نوی ہجری مین محرم کی

چھٹی تاریخ رایت دولت بعظمت وجلالت اپنی دارالریاست مین آیا کھعان کو حضرت
یوسف عہد کی جمال باکمال نی تجلی گاہ بنایا مشتاقون کی آنکھین روشن ہوگئین شہر کی
گلیان رشک گلشن ہوگئین نئی سر سی باغ مین بہار آئی زرافشانی نی بجلی کی بہار دکھائی

ترکیب بند

الغرض شہر ہوا پھر نئی سر سی آباد — چمن دولت وحشمت مین چلی باد مراد
خیرخواہون مین ہر اک جا بعیش ہوئی شاد — قید تشویش و تردد سی ہوئی سب آزاد

فصل گل آئی گلستان مین فضا اور ہی ہی
رونق باغ بڑہی آب و ہوا اور ہی ہی

جشن ہی جشن بخانہ کہ ہو فضل خدا — شادیانون کی گئی تا سر افلاک صدا
منتین مانی تہین جس جس نی لگین ہونی ادا — نذر کی صوم لگی رکھنی تمام اہل صفا

مستحق لوگ کھلانی لگی خیرات ہوئی
شمعین روشن ہوئین مسجد مین بھی حاجات ہوئی

شکر صد شکر پھری اہل وطن کی ایام — وہی انصاف و عدالت وہی جاری ہوئی کام
پہنچی مقصود کو سارے رفقا نام بنام — ہی عزیزونکی گھرونمین خوشی عید صیام

نجم قسمت جو چمکتا ہوا پاتا ہی امیر
اپنی تو پھولا نہین جامی مین سماتا ہی امیر

بندگان حضور کی ترقی اقبال و شہرۂ جاہ وجلال کا ادنی ایک بیان یہ ہی کہ مہاراجہ بہادر گوالیار
کہ علو مرتبہ اونکا مشہور جوار و دیار ہی بی سابقہ معرفت یہان آئی مدارات وحسن مہمانداری
کی بڑی مزی اوٹہائی رخصت انکو جیسی انکی لیی جیسا کچھ چاہیی تہا اوس سی بڑہ کر خاطرداریان اور ہر کر
ظہور مین آئین ہمت والا نہمت سرکار والا نی کیا کیا کیفیتین دکھائین نہایت شوکت و
جلالت سی رخصت پایا محبت و اتحاد نی طرفین کو طرفین کا شکرگزار بنایا پھر رئیس بڑی اور نواب

نوہارد کا آنا یہان ہی سپاس گزار اور رطب اللسان محامد سرکار جانا زبان زد خاص و عام ہی
نہ مبالغی کی گنجایش نہ شک کا مقام ہی صحائف اخبار لبریز حکایات جاہ و حشمت ہین کارنامہ حضور ہین
دور دور مشہور ہین نواب جاورہ اور رئیس اندور اور مہاراجہ پٹیالہ اور بیگم صاحبہ بہوپال اور مہاراجہ بنارس
اور مہاراجہ وجی نگرم وغیرہ بڑی بڑی روسا و عمائد سی روابط اتحاد و مودت ایسی مستحکم ہین کہ اور ریاستوں مین
یہ خصوصیات بہت کم ہین جوہرہای ذاتی کو دیکھیی تو شمار سی باہر ہین تمام عالم مین مشہور ہین حافظہ ایسا
قوی ہی کہ جو کچھ سنا یا دیکھا ہی وہ سب عن عن محفوظ خزانہ خیال ہی کلیات کا کیا ذکر جزئیات کا
سہو بھی محال ہی مسائل فقہیہ اور قواعد علوم عقلیہ و طبیہ وغیرہ بی انتہا ازبر ہین حاشیہ نشینان بساط
قرب افادات فیض آیات سی بہرہ ور ہین

اشعار

بجا ہی جو ہین علم مین لاجواب	کہ طفلی مین دایہ تھی ام الکتاب
وحید جہان علم معقول مین	فرید زمان علم منقول مین
دم نطق کشاف اون کی زبان	صحیحین دونون لب درفشان

وجاہت خداداد ایسی ہے کہ کسی رئیس مین نہین دیکھی حسن نظم و نسق مین یکتا ہمت و سخاوت مین دریا
داد و دہش کا یہ عالم کہ جو نامراد آیا گوہر مقصود سی دامن بھر لیگیا غریب الوطنون نی وہ راحت پائی کہ
پھر بہائی جان کا نام نہ لیا خلق محمدی خمیر فطرت عالی ہی مروت و فتوت جرات و شجاعت و فا و استقامت و
احکام شرعیہ کی مراعات حسن ضبط اوقات تمام جہان پر جالی ہی سلسلہ متبرکہ نقشبندیہ مین غواص
بحر عرفان توحید حضرت مولانا عبدالرشید صاحب ابن قطب زمان جناب شاہ محمد سعید صاحب
قدس سرہما العزیز سی بیعت ہے حضرت ہی کی انوار فیض سی یہ ذات جامع الصفات مجمع محاسن طریقت
وحقیقت ہی بالجملہ حصر محامد جلیلہ بندگان حضور محال ہی زبان نہین شمار فضائل جمیلہ مقدور بیان نہین
بارہ سو پچاس ہجری ماہ ذی حجہ کی بیسوین تاریخ صبح روز یکشنبہ وقت ولادت باسعادت ہی
ازحباب ہی سال تالیف تذکرہ تک چالیس برس چھ مہینی کی عمر شریف حضرت [illegible]
بدو سن تمیز سی کسب علوم شریفہ کا شوق رہا تحصیل فنون لطیفہ کا ذوق رہا معقول و منقول مین

مہارت کامل ہوئی یہ جامعیت دیکھکر حیرت ہوتی ہی کہ الہی اس عمر قلیل مین یہ بات کیونکر حاصل ہوئی تقریر کا یہ حال ہی کہ طوطی شیرین بیان کا ناطقہ بند ہوتا ہی تحریر مین یہ رنگ کہ حسن بیان سے جو مضمون قلمبند ہوتا ہی اہل زبان کو وہ پسند ہوتا ہی ابتدای ذوق سخن سی نثر نویسی کی طرف التفات بہت رہا ہی شاہد معانی نایاب کو لباس نثر پہنا کر تخت آرای شہود کیا ہی حضرت کی اردو فارسی نثرین مثل نغمۂ سنج اور ترانۂ غم اور قندیل حرم اور شکوہ خسروی مطبوع ہوکر مشہور ہوئی ہین باہمہ مشاغل مہمات ریاست اندک زمانی مین آویزہ گوش سخنوران نزدیک و دور ہوئی ہین جبکی طرز سخندانون نی ان نثرونکو دستور العمل انشا پردازی جانا ہی حضور پرنور کو اس فن مین باستادی مانا ہی نظم کیطرف اب توجہ فرمائی مگر واہ ری ذہن عالی کی رسائی کہ ابتدا مین انتہا کی شان پیدا ہوئی خوش مذاقون کی فکر رنگین ہر مصرع پر شیدا ہوئی کیا کیا دیوان تیار ہوی ہزارون شعر نام بلند کیطرح مشتہر روزگار ہوی جو دیوان فارسی ہی اوسکا نام تاج فرخی ہی یہ دیوان جناب لسان الملک سپہر مستوفی الممالک شاہ ایران کو بکمال عظمت و شان بھجوایا اہل ہند کیطرح اہل عجم کا بھی مرتبہ پایا اردو زبان مین چار دیوان فرمائی ہین شاعری مین کرامت کی رنگ دکھائی ہین دیوان اول کا نام رشید خسروانی ہی دوسری کا نام دستنبوی خاقانی ہی تیسرا درۃ الانتخاب ہے چوتھا توقیع سخن ہر ایک لاجواب ہی دوسری اور تیسری دیوان مین اکثر الفاظ ترکیب و حروف زائد ترک فرمایا ہی جنکو فہرست بطور اختصار معرض تحریر مین لایا ہی انکر آنکی آنیو ساری بالف آنکھ و دن اور باشمام واو اخفای نون بلا اضافت اعلان نون بحالت اضافت اوس سوا اس طرح سی لفظ اہل نسبت شخص واحد بتلانا دکھلانا یہ تلک دیکھو کیجو دیجی کیجی لفظ سارا حالت انفراد کی وا کون بوزن لون غیر ذی روح کی نسبت ہوا ہوی شمشیر بای معروف سے بفتح اول بلا ترکیب وان یان اسمای اشارہ الفاظ عربی و فارسی کی حرف آخر کا تقطیع سی اسقاط آنہی قیدون پر مشتمل کلام ہے یہ بندگان حضور ہی کا کام ہی جو تہی دیوان مین ان قیدونکی ساتہ اور بھی کراہت کو کام فرمایا ہی کہ آخر الفاظ ہندیہ سی تقطیع مین الف کا ساقط ہونیکا

التزام فرمایا ہی کلام معجز نظام خاکسار کو دکھایا جاتا ہے اس پردی مین اس عقیدہ کا اعزاز بڑہایا جاتا ہے درحقیقت اودہری افادہ ہے ادہرسے استفادہ ہے نظم ونثر اردو و فارسی کا کیا ذکر بہاکا مین بھی کبت موزون فرمائی ہین جودت طبع والا دیکھیی کہ زبان بیگانہ مین بھی دریا بہائی ہین الہی ہمیشہ حشمت و اجلال بڑہے مدام ترقی اقبال و دولت ہو

ریختہ

سر بسمل دوبارہ آئی پر جوش نہ اکٹے
ملا ہزارون ہی مین مجھسی اک زمانہ ملا
ملا ہی یار تو نواب اتنی خوش کیون ہو
تو بھی کچھ قدر کر اسکی کہ ہوا ہی ظالم
شکوہ درد سر آنا تجھی نواب ہی کیون
ستاتا ہے ہر دم نئی نک سی
اوسکی بیداد پر تو مرتا ہون ❊
اگر خلد مین بھی مجھسی رہین بدگمانیان
میرا اور غیر کا ہو ایک ہی جلسی مین حساب
تیرا تو مشغلہ ہی یہ نواب رات دن
مین تو مرتا ہون اپنی قسمت پر
مری قسمت کی لکھی کو چھپاتی ہین وہ در پردہ
حشر آفاق مین ہی وہ عدالت مشہور
کیون نرکھون وصل مین نواب بوسی کی ہوس
جان سی بڑہ کی سمجھتا ہی جو پیکان کو جگر

نہ خنجر اوٹھ سکا تو ہنسکی منہ کھولا تمکدان کا
مگر خدا کی قسم تمسا بیوفا نہ ملا
خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا
بعد اک عمر کی ایسا دل مضطر پیدا
ہاتھ ٹوٹے ہین تری یا نہین ہی پیچ ستمہ پیدا
زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا ❊
لطف کرتا تو کیا ستم ہوتا
دوزخ کو بھیجی جائینگی غلمان و حور کیا
ہی یہ انصاف بتا داور محشر کیسا
ہین روز سیتی سیتی گریبان کو تھک گیا
جان دی کر بھی انفعال ہوا ❊
لگا نا سیری ماتھی پر نہین بیوجہ صندل کا
سیر ہو جای گی وہان بھی جو کہین تو ہوگا
کیا دہن کیطرح عارض بھی نہان ہو جای گا
کیا یہ اوسکو کسی محبوب کی مژگان سمجھا

حشر تک تجکو مبارک رہی رونا نواب
ہجر مین ناتوان نہو نے دی
دلبری کی چہلن تولا کہون مین
ابہی گر بچ گیا تو نام وفا
کیا خاموش دو ہی فقرو نمین نواب کو تو
قابل دید ہی دن حشر کا پر ای نواب
مزہ ہی کیا تجہی رونیمین پچ تہا نواب
وہ تماشا بہی ہو گا قابل دید
ٹہنڈی سانسین ہین بعد وصل عدو
عبث رقیب سی ہوتا ہی مشوہ ایکاش
بنین گی ہم بہی خدا ہی کی عاشق ای نواب
کون مقتل مین سنی گا میری فریاد کہ تم
صدقی مین ایسی مرگ کی کر بعد قتل وہ
بچا ہوا تہا جو کچہ تیری چال سی فتنہ
یہ کیا کیا جو کیا دعوی وفا نواب
ایسی نوحے کیے کہ محشر مین
یا الہی جہان سی مٹ جای
ابہی دعوی بہت انصاف کا ہی داور حشر
گالیان روز تمہین پر ہمنی سنا ہی نواب
فائز رونی سی اب لکہتا تہا جب خط جبیز
کیا کرون گا وصل مین ای شوق دل

رکہدیا آنکہ پر اوس شوخ نی دامن اپنا
ناز کیونکر مرے اوٹہاؤن گا
اپنی دل مین کہان سی لاؤن گا
پہر زبان پر سے تجہے نہ لاؤن گا
بڑا دعوی تہا حضرت کو بہی اپنی خوش بیانی کا
سیر ہو جای گی دونی جو کہین تو آیا
کہ تجکو خلد مین بہی ہمنی نوحہ خوان بخشا
جب مراتب اسا منا ہو گا
ہای کیا یاد آگیا ہو گا
وہ طور پوچہین تجہی سی مری جلانی کا
طریقہ خوب ہی اوس بت کی یہ جلانی کا
ہاتہ اوٹہاؤ گی تو شور مرحبا ہو جای گا
گہبرا کی بول اوٹہی کہ ہی ہی یہ کیا ہوا
بدل کی رنگ وہی گردش زمانہ ہوا
کہ اوسکو اور جفا کی لیے بہانہ ہوا
پیٹنا پڑ گیا قیامت کا
نام تک عاشقو نکی قسمت کا
سیر ہو جای گی گر وہ ستم ایجاد آیا
اور کچہ شبکو ہوا آپکا اعزاز نیا
تہا منا تہا ہاتہ اوسی دم کاتب تقدیر کا
حسرتون کا گر یہی عالم رہا

وہ تو آیا نہین جسکی تھی تمنا ہمکو — کیا کرین حشر مین گر داور محشر آیا

میرا دلبر وہی کافر ہی جسی داور حشر — آج دعوی ہی تری سامنی یکتائی کا

ذوق دیدار مدد کر کہ بڑی شوق سی وہ — حوصلہ دیکھتی ہین اپنی تماشائی کا

جب بنایا تھا زمانی کو خدائی نواب — ہاں ہی اوسکو بھی عجب پیار سی دیکھا ہوگا

کیون باتین بناتی ہو عبث زاہد کی نواب — جس بزم مین تم رات تھی مین بھی وہین تھا

خلقت نہین ہوئی تھی مری جبتک ایجاد — سینی مین کسکی میرا دل ناصبور تھا

کون کہتا ہی نظر مین رہی جانان ہی ہا — میری آنکھون پر تو دائم میرا دامان ہی ہا

رو کہتا ہی اوسکو واعظ بت پرستی سی ہلا — جسکا گھر روز ازل سی کافرستان ہی ہا

ہو عدم مین پائی تھی راحت کہ جیری لاش پر — لا کہ نازون سی وہ آئی پر مین بیجان ہی ہا

عشق ورزی سی تری نواب حیرت ہی کہ تو — دیکھکر نازبتان کو بھی مسلمان ہی ہا

عاشق ہوا ہون دل سی خدا کی حبیب کا — حقا کہ مثل ہی نہین میری رقیب کا

ساری دنیا کی مری کھوتا ہی جانا دل کا — سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہی آنا دل کا

ہاتہ رکہ لیتی ہین آنکھون پہ وہ کس انداز کا — تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا

نزع مین تھا موت سی بدتر مجھی — مسکرا کر پوچھنا اغیار کا

نواب تو نی وصل کا پیغام کیون دیا — کمبخت کیا فراق مین تجکو مزا نہ تھا

آفرین تاک بھی نہ نکلی میری منہ سی مت قتیل — اسقدر نواب اوس قاتل کا خنجر تیز تھا

نواب یون تو اوسنی آنکھین لڑائین سب سے — پر دیکھنا وہی ہے جسکو اداسی دیکھا

دنیا کی جفاؤن سی ترا جی نہ بھرے گا — پھلی ہی تری خو سی مین پہچان گیا تھا

آج تک کبھی ہوی تھی جسی عنقا نواب — سنتی ہین وہ تو تمہارا ہی کبوتر نکلا

نہ بدلی خلق کی سب نیکیون سی ایک بدی — یہ رشک دیکہ تو اپنی گنہگارون کا

ہجوم دیکہ کی یاد آگیا دم محشر — کسیکی راہ مین مجمع وہ بے قرارون کا

قصۂ زیست تھا دراز مگر +
گردن پر اوسکی خون ہی ساری جہان کا
لوح محفوظ پر لکھا نامہ
اور سب کچھ تجھی خالق نی سکھایا ہوتا
غش مین بیٹھی رہی وہ سہ کولی انوبہ
نفرت نہین کچھ اوسکو نواب یہ قہری جن
ازل مین مری سامنی تو نتھا
پیدا نہو زمانی مین یارب وہ خشم تک
غنتون نی بھی منہ دامن محشر مین چھپایا
قتل کی بعد رحم آتا ہے
اسقدر فریاد کی مینی کہ رونا بھی مرا
تا مجکو نہ امید ہو اسواسطی نواب
اوبھا ؤکی کیا اسکو کہین اور جو نواب
سمجھا مین اوسکو دشمن جانی اگرچہ تو
جیسر ہزار ناز تھی نواب کو وہ دل
اثر آیا دعا مین اوسدم ہای
ہای کیون کی تھی نگاہ لطف جسکی وجہ سے
الہی کیا کریگا حشر مین وہ نامراد جسے
خواب مین دیکھو گی اوسکو تو قیامت ہوگی
اندیشۂ فرقت سی میں دونو جان بھی لیکن
آنا رویا مین کہ افلاک سی آخر نوب

اوسنی دو باتون مین تمام کیا
حیران ہون کہ جوشش نزاکت کو کیا ہوا
ہمنے بھی کیا ہے اختصار کیا
اک فقط غیر سی ملنا نہ بہایا ہوتا
کاش تا حشر نہ مین آپ مین آیا ہوتا
الفت نہ اگر ہوتی تو دل مین نہ وہ آتا
بڑا فضل تھا یہ بھی اللہ کا ❊
باقی رہا ہو کوئی اگر میری نام کا
شہرہ ہی یہان تک تری بیداگری کا
یہ پتا ہے ہماری قاتل کا ❊
داور محشر کی نزدیک اک تماشا ہو گیا
غیرون سی بھی محفل مین اشارا نہین ہوتا
دل ڈھونڈہ کی اوس زلف معنبر سی ہٹا
میری ہی واسطی سی دل رازدان مین تھا
وہ بھی اداؤ نمین تری پامال ہو گیا
دل مین جب کوئی مدعا نہ رہا
دیکھکر مجکو وہ ساری عمر پچتایا کیا
جسی آتا نہو کوئی طرح نقیہ داد خواہی کا
یہی کہکر مجھی اغیار نی سونی دیا
تم ہوتی ہو پہلو مین تو خنجر نہین ہوتا
رحم کھا کر مری نالون مین اثر آہی گیا

کبھی جاتی تو ہو لیکن نواب

وہی مرتے ہین جو اچھی ہین نواب

کیون دل مین مری ولولۂ طوف حرم تھا

کیون جلوہ دکھایا نہ کسینی دم آخر

سنا ہی آج وہان قتل بےحجاب ہوا

تم اوسکی بزم مین جاتی تو ہو مگر نواب

بمجبوری مکدر رہین گی عمر بھر تمسے

آخر خلش تو ہوئی میری دعا سی دیکھو

جو ہین مرتی تھین شکل بسمل پر

جی بہلتا ہے اب مصیبت مین

طالب عیش کیون ہوا نواب

من گیا روٹھ کی مجھسی وہ مگر آخر شب

درد و غم باعث تسکین دل زار ہین اب

کس خرابی سی دل کو تھاما ہے

تم بزم مین ہو تو گھر مین پھٹکنی ندون کبھی

بزم مین آئینہ بنجائینگی ہم حیرت سی آپ

پائیگا حضرت نواب بیشک عمر نوح

مرنیکو تو اک آن بھی کافی تھی فلک پھیر

خدا کری کسی دشمن کو بھی نصیب نہو

آیا نظر نہ اختر بدمہر کا کبھی

اتنا اثر تو رونی مین آیا کہ تا سحر

کیا کرو گے جو صنم یاد آیا

مریضون کا تو اوسکی پوچھنا کیا

گھر سے مری بتخانہ بھی تو چار قدم تھا

گو نزع کی حالت تھی پر آنکھون مین تو دم تھا

اگر یہ سچ ہی تو اوسکو بڑا ثواب ہوا

گر وگی تھیا جو وہان دلکو اضطراب ہوا

صفای دل سی ہونگی ورنہ سب راز نہان پیدا

دل مین اوسکی آہ دشمن سی اثر ہونی لگا

تیری گشتی پر ایک عالم تھا

ابتدائی فراق مین غم تھا

تیرے دم ہی تو لطف ماتم تھا

ہائی آیا بھی دعا مین تو اثر آخر شب

پہلی دشمن جنہین سمجھی تھی ہی یار ہین اب

ناز سے اب نہ مسکرائین آپ

آفت تو کیا ہے آئی اگر آسمان کرب

کیا عجب آغوش مین آجائین اس صورت سی آپ

بیکلی گر آجکی شب صدمۂ فرقت سی آپ

کیون تو نی بنائی ہی جدائی کی بری رات

ہوئی فراق مین جیسی بسر ہماری رات

ہر چند ہم نکھا کیے تاری تمام رات

دیکھا کبھی وہ منہ کو ہماری تمام رات

عذر خواہی ہے کل کی وعدون کی
ہمتو رو رو کی جتاتی رہی الفت اپنی
پوچھتی ہین کہ مرتے ہو تم کیون
تجکو میری قسم بتا مجکو
دیتا ہون تجہی صبح خدا کی مین قسم آج
اندیشہ ہی باتون سی تمہاری ہمین نواب
وصل کی رات جو آخر ہو تو پھر شام ہی ہو
رات کا جلوہ تو دیکھا مگر اب باقی ہی
تا وہ بھی مجکو غیر کی دہوکی مین دیکہ لی
جس نازسی کہ تمنی لیا مجہسی دل مرا
قبر رقیب پر بھی تو ایسی ہی بہول تجہ
اپنی خیال مین بھی تو آتی نہین ہین ہم
گو تا ہی وصال ہی مرنیکو کم سنتی
آنکھون پر اوٹھالین ابھی ابلیس کو جبرئیل
اپنی تکلیف کسیکو بھی گوارا ہے مگر
ہمپر اب ظلم بھی ہوتی نہین اللہ اللہ
سادہ دنیا مین نہین میری کم سی نکھ
عہد الفت کی رسم ہوتی ہین غیر وتسی تجہ
روح خط کا نہ کری ہاے کہین استقبال
اپنی صنعت پہ کیا ناز بہت خالق نی
تم سمجھتی ہے کہ ہی اہل ہوس مین نواب

یہ بھی ہی جہوٹ اور وہ بھی جہوٹ
زیر لب ہنسکی وہ کہتی رہی ہر بار عبث
اب بتاو بتاؤ مین کیا باعث
میری نواب رنج کا باعث
وصلت کی ہی شب جا طرف ملک عدم آج
گل بت کو بھی پوچھو گی جو ہی ذکر صنم آج
یا خدا چاند نکل آی وہ بارا دم صبح
بگڑی صورت کی بناوٹ کا نظارا دم صبح
محفل مین دیکھتا ہون تو اغیار کی طرح
صدقی تمہاری جان بھی لیلو اوسی طرح
رکھون مین انکو ہای گریبان مین کسطرح
نواب آئین خاطر جانان مین کسطرح
گردون نی ایک اور لگا دی سحر کی تلخ
اہل جای شفاعت کو جو ابر دی محشد
کیا کرون اوسکو ہی بھیج مری فریاد بلند
آگئی ہین تمہین کیا اپنی سب انداز پسند
غیر کی لکھنی کو منگوا و عدم سی کاغذ
آدمی بھیج کی منگواتی ہین ہمسی کاغذ
نامہ بر پھینک دی دو چار قدم سی کاغذ
جبکہ تیار ہوا تیرا اسیرا بابنکر
گیا مقتل سے گیا آج وہ دولہا بنکر

امید وصال اوسمین تو اسمین غم ہجران
زخم کہانی ہین کچہ مزہ نہ ملا
تیری جلوی نی ازل مین ہائی بیخود کردیا
جسنی ساری عمر مانگی میری خیر کی دعا
گر بھی ہین جتو مین تیرہ ہی تھی صورت آفرین
ٹھین جاتا ہی بزم عیش مین بھی سطح کوئی
نازو ادا و حسن تو رکھتی ہین اور بھی
رحم گر اب بھی الہی دیکھ تو نواب نی
دیوانہ گر کہین گی تو مجکو کہین گی لوگ
مرنا بہت ہی مشکل کہتی ہو منہ بنا کر
اوس گلی مین گئی تھی پر نواب
ذکر حق سی جو نہ بیتاب ہو ناصح نواب
ضعف دل دونا ہوا ہی مجکو بیکل دیکھکر
شکل تیری وادر محشر کو کیا یاد آگئی
تیرہ روزی مین نہ لیتا حشر تک روز ازل
چھپ گیا تقدیر کا لکھا تو پھر کیا ہو گیا
آرزو ہی تہ خنجر بھی بسمل ہو کر
حسرت اوس عاشق مایوس کی ہی قابل دید
کچہ عجب رنگ ہی روٹھی تمہاری نواب
موت میری ٹرہ کی عمر جاودان سی ہی آج
کتنا ٹرا وہ وصل مین ماتھی کو کوٹ تو

ملنی مین نہین لطف رکاوٹ کی برابر
تہا یہ شاید رقیب کا خنجر
ورنہ مین لیتا وہان اپنا مقدر دیکھکر
رو چکا وہ میری لاشی کو معتبر دیکھکر
کیا کہی گا تجکو ظالم روز محشر دیکھکر
کہ جیسی پھر ماتم آئی ہو تم میری فن پر
یعنی تو دل دیا ترے آزار دیکھکر
رودیا کن حسرتون سی روی جانان دیکھکر
تم کیون ہو مضطرب مجہی بیتاب دیکھکر
صدقی تمہاری منہ کی دیکھو تو مسکرا کر
رہ گئی ضعف کی قدم لیکر
آزمانا وہی پھر نام تو نکالیکر
تم بھی سلجہانا ذرا زلف مسلسل دیکھکر
پوچھتا ہی حال میرا سب سی اول دیکھکر
یہ نقطہ لی ہی تری آنکھون مین کاجل دیکھکر
کیون بگڑتی ہو جبین پر میری صندل دیکھکر
کاش یہ بھی مری پہلو مین رہی دل ہوکر
اوٹھ گیا ہو جو تری بزم مین شامل ہوکر
بزم سی اوٹھتی ہو کیون رونق محفل ہوکر
مرگیا دہشت سی دشمن مجکو بسمل دیکھکر
نواب بس خدا کی لیی میری جان چھوڑ

ہای مین مرگیا وصل مین جب اوسنی کہا
نہ ہونگی تجھسی ہی غفلت پسند ای نواب
پایا یہ لطف درد جگر مین کہ ہی دعا
مجھہ سی ستم ظریف یعنی اغیار بجھا
چوٹی کی بو تو مینی ہی سب غش مین سونگہ لی
معلوم ہی مجھی کو وہ نواب کیا کہون
بہ جیسی ہین وہ نواب مجھسی تو شاید
عید رہتی ہی جو قربانی عشاق کی بعد
ہی خدا ہی کو دعا وصل بتان کی نہ پسند
دیکھین مری آوارگی بخت تو ہوجائین
دونون عالم کی خبر غش مین نہین نواب کو
مائل موئی ہی طبع جو آزار کی طرف
روبروکی ہمتو کہتی ہین اپنی مصیبتین
جسوقت دیکھتی ہین مجھی دیکھ لیتی ہین
نواب یون ہی داور محشر کو دیکھنا
پوچھتا تھا خدا سی یہ نواب
نہ نکلی عشق مین اُف منہ سی ای دل
رہینگی عشق مین دنیا مین لیکن
جاتی ہین انتظار مین جی سی
یارب شب فراق بسر ہوگی کسطرح
شکوی نہ سننی کی ہی تغافل سی خود مان

نیند آتی ہی حکایت کوئی اغیار کی جب
قرار تک نہین کوئی تری قرار کی پاس
آجای دل ہی بنکی کی آہی جگر کی پاس
ہنگام نزع اوسکو بٹھایا ہی کی پاس
باقی رہا ہی خاک چمن مین صبا کی پاس
جاتا ہون جس امید سی اپنی خدا کی پاس
تھوی ہوگی پھر دل مین آنی کی خواہش
وہی سفاک ہی جسکا کہ یہ ایجاد ہی خاص
لوگ ناحق کرتی ہین نواب اثر پر اعتراض
معنی سی جدا دفتر تقدیر کی الفاظ
ہاتھ اوٹھ جاتا تھا بیساختہ دلکی طرف
مین خوش ہون جاوی شوق سی اغیار کی طرف
ہنس ہنس کی دیکھتی ہین وہ دیوار کی طرف
ناحق بھی اک اداسی وہ دوچار کی طرف
دیکھا ہی جیسی یاس سی اغیار کی طرف
آپ کو بھی کبھی ہوا ہے عشق
جہان کی بات ہو رکھنا وہین تک
یہ چرچی ہین مصیبت کی ہمین تک
کون بیٹھا رہی قیامت تک
دیکھی نہین ہی مینی تو فرقت کی شام تک
اٹکا ہی دم یہان گلہ ناتمام تک

وصل کی نام سی بگڑتی ہو تو ہنستی کیون ہو
معلوم سب ضرر ہین محبت کی ناصحو
ایسی بلا کا ہیری ہی پہلو مین ہی بنا
اک دل تھا دی چکی اوسی نواب سیر ہو
مجکو ڈہر کا ہی سحر بھی نہ کہین نازل ہو
دیا ہی بوسہ اوسی پہیر لو تو ہم جانین
انصاف تبھی تک ہی ترا اور محشر
لیا ہی وصل کی شب جس ادا نی دل میرا
اب فکر ہی سو طرح کی نواب
جب ستاتا ہی بہت درد جدائی دلکو
آئینہ کبھی نہ لا ئینگے ہم
مر کر بھی غبار اپنا رہیگا تو ہوا پر
ای فلک یون ہمین نکر برباد
نواب تڑپنی کی تمنا تو بہت ہی
لکنت ایسی ہوی غصی مین کہ خاموش ہوی
نامہ تو دیا ہی مگر فرط رشک سی
سزا ہی اوسکی جو نواب اب یہ اشکبار ہی
تم بھی تو دیکھو کہ اک مدت سی ہاے
ہی بہلائی بخت دشمن مین بھی پہیر
آئینہ وہ دیکھتی ہین دیکھیے
حسن اوسکا کام اپنا کر گیا

شوخ کر دیگا یہ انکار تو اقرار کا رنگ
پر کیا کرین کہ اگیا بی اختیار دل
تم کیا کرو گی لیکی مرا اعتبار دل
مانگی مچل کی تمسی دوبارہ جو یار دل
تہنیت کی لیے آیا ہی زمانا شب وصل
یہ دل نہین ہی کہ سمجہا دو سکر اکرم
جبتک نہین دیکھا ہی مری یارکا عالم
جو دیکھ پاؤ تو صدقی ہو اوس ادا کی تم
کرنی کو تو کر چکی گلا ہم
پیار کر لیتی ہین او ٹھکر تری تصویر کو ہم
تجہسی بھی نہ تجھے چھپا ئینگے ہم
کوچی سی تری اوٹھکی نہ بیٹھین گی کہین ہم
دیکہ تو کسکی خاک پا ہین ہم
ہر ذبح کی دم خواہش قاتل نہین معلوم
ہای لینی بھی نہ پائی وہ مرا نام تمام
خود بھی چلی ہین جیب کی دل نابجہ مین ہم
ہنسا کرتی تھی روتی دیکھکر لوگونکو اکثر ہم
دیکھتی ہین تمکو کس حسرت سی ہم
کیون نکالین شکل بد قسمت سی ہم
آپ مین آتی ہین کس صورت سی ہم
دیکھتی ہی رہ گئی حیرت سی ہم

تمسی دانا یون پہنچین نواب حیف
ڈرایا داور محشر کی پرسش سی تو وہ بولی
ابھی تک بیٹھی روتی تھی سب یارب یہ کیون آیا
سیہ کارین ہم سبھوار ہی بدنام ہین ورنہ
سچ بتا ناصح مشفق تجھی خالق کی قسم
یاد آتا ہی شب ہجر مین ہر دم مجھکو
خواب مین بھی اب وہ آتی ہین تو غصہ سیر تیغ
سیر ہو حشر مین فرمان خدا سی ترا صحبہ
ہوش مین آؤ نہ بھولو مری نادانی پر
مر بھی جاؤنگا تو اب نام نہ لونگا تیرا
بخکار رونا تھا مجھی وصل مین اونکی آگی
دل دیا تھا جسی نواب نی روز اول
پھر آئین اہل فنا ڈر کی ملک ہستی مین
ابھی تو بھولی ہوی ہو مگر یہ یاد رہی
وہ مجکو دیکھکی بولے یہی ہین وہ نواب
مرتی دم شکل تو دکھلاتی پر افسوس یہی
قبر مین تصویر تھی حورونکی خجلت کی لیی
سیر ہو حشر مین جب داور محشر پوچھی
حسرتین وصل کی ہماری بعد
وہی کا غصہ نہو تمہین لیلے
عجب حسرت سی دیکھا ہی سوی جانان دم آخر

ایکدن پوچھینگی یہ حضرت سی ہم
اونھین بھی ہم وہان راضی کرینگی دو شمار ونمین
یکایک ہوگئی جو عید میری سوگوار دو نین
نہین ہوتا ہی کیا چوری چھپی پرہیزگار دو نین
سنکی نام اوسکا ذرا دل تراانتیاب نہین
نازسی وصل مین کہنا ترا نواب نہین
کیا تصور کی بھی بوسی وصل مین محسوب ہین
آن کی آن کو گر داور محشر مین ہون
تمکو ہشیار بنایا ہی وہ نادان ہو نمین
جانتا ہے مجھی تو کلب علیخان ہون مین
اب وہ نالی شب ہجر انہین مزا دیتی ہین
پھر وہی آتا ہی اب دیکھیں کیا دیتی ہین
سوی عدم تری وحشی اگر نکلجاتی ہین
نہونگی ہم تو کہوگے وہ یاد آتی ہین
ذراسی بات پہ جو روز زہر کھاتی ہین
کوئی حسرت نرہی ہای ہماری دل مین
خوبی قسمت سی وہ بھی تجھپہ شہید ہوگئین
حال دل اور مین اوس شوخ کی صورت دیکھون
رہین گی ہای کون سے دل مین
دیکھ نواب جا کی محمل مین
رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین ہون

کبھون نہ کھینچون حشر مین نواب حق کی زر د
غیر سی پوچھتا ہون ہای ہی شوق
جب کہا لیتی ہین الفت عوض جان نواب
بجا لای کر وہ اعجاز تکلم اسکو تم جانو
ایسی تو بیخودی نہین ہوتی شراب مین
قاصد کو بھیجتا ہون تو شوخی کی راہ سے
نواب شکر عشق بتان مین مجھی سی توبہ
کہتی ہین بعد حشر کوئی دن بتائیی
سو ظلم ہم پہ اتبو ہین پر کچھ بھی یاد ہے
باتین ہی ایسی کین کہ ہمین پیار آگیا
خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم
ہوتی ہی رات وصل کی جس گھر مین اندھیرا
اس ظلم پہ تو چرخ کی بیداد ہی یہ کچھ
نواب یار آتا ہے مقتل مین قتل کو
تم مناتی ہو کسکو اے نواب
اتنی دعائین مانگین عدو نی کہ چھین گیا
کسینی بھی دیکھا نہوگا کسیکو
آنکھین کہین ہین دھیان کہین ہی نظر کہین
وحشت کی خوبیان کہ نکلتی ہی گھر سی ہای
ہنگام سوال بیخودی دیکھ
اور اک عمر عطا کر پی الفت یارب

آنچل اوس کافر کا ہی کچھ دامن مریم نہین
وصل کی شب اوسی حیا تو نہین
ہنسکی کہنی لگی جی مین سما لیتی ہین
مگر یون رنج مین نواب جانبر ہو تو مین جانون تجھ
سجا تمنی میری بخت کو دیکھا ہی خواب مین
میرا ہی نامہ بھیجتی ہین وہ جواب مین
جو کچھ کہا ہی مینی خدا کی جناب مین
تو وصل کا مین آپ سی وعدہ وفا کرون
کہنا وہ بی بسی مین کہ اللہ کیا کرون
یہ آپ کی خطا ہی ہماری خطا نہین
نگاہ یاس سی اوس فتنہ گر کو دیکھتی ہین
اوس سرزمین پہ کوئی کیا آسمان نہین
اللہ کا ہی شکر کہ تو مہربان نہین
کمبخت اسکو تنگی بھی تو شادمان نہین
وہ تو کہتی ہین ہم خفا ہی نہین
تھوڑا سا تھا اثر جو مری دل کی آہ مین
جن انکھون سی اوس بت کو ہم دیکھتی ہین
بی شبہ وہ کی آئی ہو تم رات بھر کہین
ہین تو کہین ہیون اور مرا نامہ بر کہین
تجکو مین تجھی سے مانگتا ہون
کہ ہوئی یہ توبہ دل ہی کی غمخواری مین

دیکھی بیرحمی ظالم کہ ماتم مین میری
ساری دنیا مرمٹی نواب نالون سی تری
راز وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم
نہ تم چاہو نہ ہم چاہین کسی کافر کو بھی ہجر
شاعرون کو موت بھی آتی نہین ہی کیا سبب
کو نہین بھیجتی پر میری جلانی کی لیے
لذت ہجر کہان عشق کی غمخوارون کو
گھر مین اغیار ہی کی کچھ بسن لو
جہان سی تمکو ملی ہی یہ حسن کی دولت
ناز کرنا نہ اپنے پلکون پر ؛؛ ✣
خوش گھراتی ہین کیون ملک عدم کی یارب
رہتی ہو چین سے مری دل مین
دو ہی دن سکے تری تصور مین
جاتا ہون عدم کو تو گمان اور بچھڑنا
آتا نہین ہون شکر سی بھی اپنی وہم مین
حشر تک وہ جو نہ آئین تو بھلا کیا ناصح
وصل مین ہوش کسی ہوگا جو سوچی نواب
میری دل سی چھپا کی رکھا ہے
آرزوی مشا سے لگے نواب
تمکو ہی تاسف ہی عبث ای نواب
نہ کہون دل سی عزیزان لبو تمکو مین کیونکر

آنکھ پہ آنچل تو ہی پر اک بھی آنسو نہین
ہای ظالم کچھ تجھی اللہ کا بھی ڈر نہین
کہ کبھی غیر تری سر کی قسم دیتی ہین
سنا ہے رقیبو عہد کرلین انکو اپنے قسمین
جاتی ہین سوی عدم تیری دہن کی فکر مین
روز غیرون کو وہ اک نامہ رقم کرتی ہین
لطف کرتی ہین وہ مجھپر تو ستم کرتی ہین
کسی خانہ خراب کی باتین ؛؛
وہین سی مین بھی دل ہار لایا ہون
ہم بھی کچھ دل مین خار رکھتی ہین +
کیا وہان مرنیکو اپنی کوئی گمنام نہین
تم کہان اور اضطراب کہان
ہای کیا کیا بندھی ہی خیال ہمین
سو جان سی عاشق ہون تمہاری ہی چلن پر
تیری وفای عہد کا شاید یقین ہون مین
جھوٹی وعدون سی تسلی بھی ذرا دل کو نہین
سکتہ ہی گن گن کی مین پہلون شب ہجران دلمین
ای فلک تونی اختیار کہان
تم کہان اور زلف یار کہان
قتل کر کی ہمین سفاک بھی پچھتای ہین
کہ مرتی دم بھی یہ تیرا ہی نام لیتی ہین

شب فراق یہ کیا سوجھی ہی فرشتونکو
پکارنا مجھی محشر مین یون ہی تو یارب
عذاب ہو کہ ثواب اسمین خیر جو کچھ ہو
ای خضر نازان نہو نا ہمکو بھی ملجای گی
ہنستی ہین ہمتو رقیبونکی جلانی کی لیے
دیکھکر بزم عزا بعد مری کہتی ہین
نہ سبب پوچھ ستم کا نجدا ای نواب
قاصد کو آتی دیکھکی شادی سی مرگئی
نواب اوسی کو روز جزا سی ڈراتی ہین
تمنای وصال و حسرت دل شوق و بیتابی
تلافی ہو تو دو قبر کھولڈن شکوونکی ای ناصح
عبث برہم کیا نواب روکر اوسکی محفل کو
جفای چرخ سی اتنا تو ہوگیا معلوم
جب مینی کہا ظلم او ٹھای نہین جاتی
ملی وہ شوخ جفا کیش ای خدا مجکو
کسیکو ذبح کری اوسکو یہ دماغ کہان
صحبت وصل مین دی جان تڑپ کر جنکو
جس حشر پر توقع فردا ہی نہ مجھی
روز ازل سی آج تلک صوت آفرین
برہم مزاج ہون پہ تو لاکھون گلی مجھی
لاکھون ہی ظلم اوٹھای مگر پھر بھی وقت نزع
ڈوب کر جب چاند نکلا تو مجھی یاد آگیا

کہ آسمان کو گردش سی تھام لیتی ہین
کہ وہ بھی پیار سی آدہا ہی نام لیتی ہین
تمہاری ہاتھ سی ہم اپنتو جام لیتی ہین
مرتی مرتی یون ہی عمر جاودانی ایکدن
طرفہ تر یہ ہی کہ وہ جانتی ہین شاد ہمین
نظر آتا ہی یہ گھر آج کچھ آباد ہمین ؛؛
دلسی محو ہے ظالم تری فریاد ہمین
اس سی بادہ اور ہمین کچھ خبر نہین
جس بت کی دلمین ہی خدا کا بھی ڈر نہین
ہوا ہی دفن کیا کچھ ساتھ میری میری تربت مین
وہان تو اک مزہ ملتا ہی ظالم کو شکایت مین
نہی کمبخت کیا صحبت عزا کی ساری خلقت مین
کہ شاہدونکی سوا ظلم دوستا ور بھی ہین
جھنجلا کی وہ کہنی لگی پھر ہمکو نجا ہو
کہ لاکہ جور کری اور عذر خواہ نہو
کہین رقیب پہ میرا ہی اشتباہ نہو
ہای دکھلاونگا کیا منہ شب تنہائی کو
ڈرتا ہون وہ بھی کوئی تمہاری ادا نہو
ممکن نہین کہ چھپکے تجھی دیکھتا نہو
کیا جانی کیا کہون مین اگر تم خفا نہو
حسرت یہ ہی کہ کوئی ستم رہ گیا نہو ؛؛
ہای وہ آنا کسیکا روز چھپ کر رات کو

نواب روز حشر خدا سی سکا سنتین
وفا کا ذکر کرتا ہی مری آگی اگر کوئی
غضب ہی پاؤن کہین اوسپر عدو ہاتہ نہ دی یارب
جفا جو کچھ تو کم ہون ایسی روز سخت مین یارب
ہو قصر خلد بھی تو نہین قابل پسند
کس چمن سی پڑی ہین رہ بت مین اے غنچہ
نو لب پہ چہ اوٹہا ہی بہت اسکی دور مین
جو بہیجا ہی قاصد تو نواب برسون
تجہی بھی تو بھلا دریافت کچھ حال ستمگر ہو
صفا سی مین بناؤن آئینہ دلکو کہ وصلت مین
جفائین بیحساب اور اتنی سی خلت یہ کیا ہوگا
جو کہتا ہون کہ جینا منحصر ہی وصل پر میرا
مزہ کیا ہی قدح نوشی کا ای نواب گھر بیٹھی
کیا کچھ کری یہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھیو
گیا جان کی لذت اوسی معلوم ہو نواب
جرم الفت کر تبا دونگا تو ای نواب ابھی
محشر مین نہ جانی کو ملی پاؤن مین مہندی
مری اختر وہ دیکھاین گی فرشتو
سوال بوسہ اوس ظالم سی نواب
چرچا وہان بھی کچھ ہو ہر دم مصیبتونکا
نواب کو ابھی تو ہین دعوی بہت مگر

اتنا بھی کوئی عشق بتان مین ندر ہو
تو کس کس بلا سی مین دیکھتا ہون کی
بنا ہو آستانہ جو ازل سی جبہہ سائی کو
بنانا پھر نہ محشر مین مٹا کر آسمانون کو
جس گھر مین درد دل سی کوئی نوحہ خوان نہو
ہو حشر ساری خلق مین لیکن یہان نہو
اب چلیی اوس جگہ کہ جہان آسمان نہو
اوٹہو اور روکی منزل کو دیکھو
الہی ہاتہ مین اوسکی قیامت مین خنجر ہو
دم شرم و حیا میری بغل مین تیرا بستر ہو
تظلم کی لیی میری خدایا روز محشر ہو
تو کیسی ناز سی کہتی ہین پھر یہ ہو تو کیونکر ہو
یہ کار خیر مسجد مین کبھی بالای منبر ہو
تم دونون ہاتہو نسی ذرا سدل کو تھام لو
جو رشتہ کبھی تار گریبان نہوا ہو
مرجا کہنی لگین گی سب مری جلاد کو
اوس فتنہ عالم کی ذرا ناز تو دیکھو
ذرا اٹھہ او دم بھر آسمان کو ؛
خدا کی واسطی روکو زبان کو ؛؛
جنت مین بھی الہی ایسا ہی آسمان ہو
دیکھینگی اوسکی بزم مین جا کر جناب قیس

دل خسر کا چھوڑا ہی کہون کیا مین غم دل
معشوقون سی شکوی کیجی لاکھون ہی پی فریاد
غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوسکو
بزم سے اوٹھ گئی سبھی پر ہم
زمانہ بھر تو محو عیش دست بادہ آرای ہی
نہین معلوم اسکی مصلحت کچھ بھی ہمین یارب
سر محفل گلی ہین آج ای نواب جب جانین
یکسان یار غیر کی پہلو نشین نہو
باندھی ہی دیکھ شکل نظر شوق نی پہچان
لب ہل رہی ہین غیر کی نواب وقت قتل
تجکو میرے قسم نہ رو مجکو
دیکھی ہے مینی حسرت نواب
سب کو سب کچھ ملا مگر نواب
ڈھونڈھتا ہون عدم مین ضد سے تری
حکم توبہ ہے پیشتر واعظ
عشق ہے بد بلا مگر نواب
عذاب حشر سی ڈرتا نہین ہون مین ہرگز
ہمتو رو بیٹھی اپنی جان کو ہای
صبر اغیار کو ہے دل مین آ
دیکھ تو جاتی ہین ہم ای ناصح

نہ آئی کوئی جا کی مری ہجر کی شب کو
جنبش نہوئی پر کبھی ظالم تری لب کو
منع ہرگز نکرو وصل مین شرمانی دو
ڈھونڈھتی رہگئی وہان دل کو
جسی کوئی نہ پوچھی ہای وہ قسمت ہماری ہی
کہ ابھی سنگدل کی شکل ایسی پیاری ہی
کہ اوسکی روبرو بھی کل سی صورت تمہاری ہی
دل مین نہو جو میری تو یارب کہین نہو
اونکو ہی شک کہ یہ نگہ واپسین نہو
کمبخت بڑہ کی سمن تو کہین آفرین نہو
روز مرجانی کی ہے خو مجکو
دوستو دوڑو تھام لو مجکو
پیٹتی ہے سرے مقدر کو
ایک مدت سے تیری نانی کو
دیکھ لینا مری جوانی کو
کیا کرے کوئی ناگہانی کو
بھی ہے خوف کہ وہ بھی غمزہ ای ناز نہو
مرجاون کے مسکرانے کو
آئی ہین پھر وہ آزمانے کو
کسکے کوچے مین خاک اوڑانے کو

تو نواک آہ سی ہوا تحسین ٭
نواب کی زبان پر آہی گئی گلے
بلائین لی ہین عدو نی تری یہ ہی افسوس
کچھ ایسی جل کی دعا مانگی ہی کہ سو ہی اثر
نہ کبھی کچھ نہین تاثیر نالہ دل ہین
وہ پوچھتی ہین جو مطلب تو سنبھلو ای نواب
اٹھہ فلک سی اوترا در جند اکی لیی
ستم سی جی نہین بھرتا تو کیا عجب ظالم
مجھی یہ ڈر ہی کہین غیر سی نہ کہہ بیٹھو
رفو کرینگا رگ جان سی وصل مین نواب
پھر کا ہیکو ملیگا وہ رشک قمر مجھے
ہنگام نزع اوس سی ہوا وعدہ وصال
ہی شب وصل صنم صبح سی کہدی کوئی
اداسی نازسی غمزی سی مسکرانی سی
ہزار رنگ کی آنچل اولٹ کی اوڑہو تم ٭
میری ہی دل ہین الجند الجھندی
تو شوق سی ستا نہ کرونگا یہان فغان
گر سادگی پسند ہی تمکو تو بھیجدو
مانگی ہین رقیب نی دعائین
ز رشک عدو ہی مانع شہ یاد ای خدا
جور ہزار سالہ کی امید وصل مین
عاشق نہ جانتی پہ تو یہ جور و ظلم ہین

ہای نواب کی جگر کو دیکھ ٭
بچائی ہمتو بزم مین ظالم کو لا کی ساتھ
کہ بدلی جاتی تو ہاتھوں سی ہم ٭ لیتی ہاتھ
چلی ہین لاکھون دعائین مری دعا کی ساتھ
اولٹ گئی ہین کلیجی مری صدا کی ساتھ
نکل نہ جائی کہین جان مدعا کی ساتھ
کہ اوسنی ہاتھ اوٹھائی ہین اب دعا کی طرح
بنی نیا کوئی عالم تری جفا کی لیی
کہ بات بات پہ کہتی ہو تم خدا کی لیی
یہ مارہی تری مسکی ہوئی قبا کی طرح
ای مرگ دیکھ لیتی ہی اور اک نظر مجھے
جینا پڑا اب اور اس امید پر مجھے
آج جاکر وہ کسی اور ہی عالم مین رہے
وہ دلکو لیتی ہین ملجائی جس بہانی کر
کہین چھپی ہین ادائین بھی منہ چھپانی کر
حسن مین جتنی ہین زمانی کی
فریاد مینی رکھی ہی محشر کی واسطی
اپنا بنا و میری مقدر رکھیو اسطی
مٹی نہ خراب ہوا ثر کے
ہوا و حشر واسطی میری حساب کی
زاہد مین چھوڑ بیٹھون فری کیون شراب کی
کیا کرتی تم سمجھتی اگر مبتلا مجھے

تا حشر ہولنی کا نہین وقت پہ آئین
وصل مین اک نہ اک بلا آئی
سیر ہوگی جو تمکو محشر مین
کسنی مانگی ہی میری موت کہ روح
یہ خطا تو ہی تمہاری نہین کچھ قصور آپ کا
جور و ستم مین تمتو خود آفت کی چیز ہو
کاش یون ہی جاہی شام ہجر بھی سوئی عدم
دیکھ لینا زردی رخسار تم لیکن ابھی
ایسی پر درد صدائین نہین سینہ اتنو ہین
سراپا کا تری نقشہ جو کھینچا کلک قدرت نے
یہ کسکی آہ ہی جسکی لیی اوتری ہین گردون سی
پوچھو اورون سی لطف آزادی
کو جاتی ہو دم بھر کو جنازی پہ عدو کی
واعظ تری طعنون سی ہی جینا مجھی دشوار
غم دل مین ہی جان آنکھون مین لب پہ ہی دم سرد
ہوسیر کہ تو پیار کری اور کسیکو
تھی مین اور سنا ہی بھی مگر خوبی قسمت
جا نکر تصویر اوسنی ہاتہ اوٹھایا قتل سی
کیا نظر آیا خدا جانی جو اوسنا حلش دو ست
آپکا ماتم مین آنا عذر خواہی کی لیے
وصل کی شب سنکی حال ہجر کہتا ہی وہ شوخ

وہ بیکسی سی غیر کا منہ دیکھنا مجھے
جب رکاوٹ گئی حیا آئے
یاد کوئی نئی ادا آئے ہائے ہائے
وجد کرتی لبونپہ آئی ہوئی
نہ تم اس ادا سی دیکھو کسیکو پیار آئی
پھر گلی رقیب تمہارا اسیر ہے
جسطرح سی یار کی کنج دھن مین خال ہی
غیر کو دیکھا ہی غصی سی مرا منہ لال ہی
سن تو لو تم بھی مری نالۂ جانکاہ کبھو
تونی کھینچی ادائین کھنچ گئین تصویر سی پہلو
ہزارون حسرتین سرپٹکتی تاثیر سی پہلو
روتی آئے ہین ہمتو زندان سی
پر میری لیی یہ بھی قیامت کی گھڑی ہی
تیری تو نصیحت تری دل سی بھی کڑی ہی
تواب نہ مانو نگا کہین آنکھ لڑی ہے
وہ آفت جان تجکو ستائی مری آگی
محشر مین شب ہجر کو لائی مری آگی
میری حیرت ہو گئی ہی دشمن جانی مری
دیکھتا ہی چشم حسرت تھی نشانی مری
حشر مین کافی ہی میری بیگناہی کی لیی
شام فرقت کو بلا لاؤ گواہی کی لیے

ٹپکتی ہی چشم تر سی حسرت کہو تو نوآب گیا ہو ضعوبت
گرون مین ابتدا کس سی الجھے
گریبان چاک تھی صبح شب وصل
یارب یہ کون مجلس ماتم مین آگیا
کون روئی گا مجھکو تیری طرح
آئی ہین راہ دور سی در تک سفر کی
جس روز بنائی تھی تری زلف خدا نی
اوس خستہ کی حسرت بھی ہی الجھ لینی کی قابل
حشر مین بھولی بن کی چھوٹ گئی
ابتدای عشق مین ظالم نخرہ مجھپر جفا
اشتاب بیحد اور آنکھین دو خدایا رحم کر
کچھ ہوا حاصل نہ مجھکو کاتب تقدیر سی
میری گناہون کی سزا پوری اگر منظور ہو
تو جان لینا چارہ گر توبہ یہی ہی وہ گھڑی مین
کیا ہی وعدہ وصل اوس پری نی مشاطہ
مل کر خاک ہستی مجھی تو اوس سی مین ہون
نزاکت کر رہی ہی تو فتنہ شتے
غضب حسرت بھری ہی اسمین ظالم
دل مین تو غم ہی اور جگہ احتمال غیر
آئین ہزار ہا شب ہجران مین فتنین
یہ کسکا زخم ہی یارب کہ میتی مرتی وقت

کبھی ہو انتہا یہ بھلی صنعتہ نصیب العبد جو تمکو اب ہی
تمنائین ہین دل مین انتہا کی
گرہ جبتک کھلی بند قبا کی
جو روح صدقی ہوتی ہی ہر سو گوار کی
کہ پلک تک بھی تر نہین ہوتی
گیا جاتین اب نغمہ تری دل مین کبھی
نالا تھا جسکی سے مجھی ہر ایک بلائی
جسکو نہ کبھی بھول کی پوچھا ہو قضا نی
یہی طرح کی شرارت سے تھے
ظلم جب کرنا کہ تجھپر خوب دل آچکے
آتی ہی آنکھین بھی دی آنسو بہانی کی لیے
میرا لکھا تھا فقط میری شانی کی لیے
محشر مین بھی یارب مجھی وہ فتنہ محشر ملے
جو ٹھوکرین کھاتا ہوا اوس شوخ کی در پر گیا
لگادی آج نزاہت کی پانون مین مہندی
کہ چاہتی ہی ہجر کر کوئی دنیا مین مصیبت سہی
اوتر جائین گی دوش نازنین سی
ذرا بچنا نگاہ واپسین سے
تو ہی بتا کہ ڈھونڈہنی جاؤن کہان تجھے
ہر صبح اوسکی علم الہی مین رہ گئی
تڑپ تی سیکڑون تو سی دل و جگر کی لیے

تسکین دل کو جب نہوئی زخم سی تو پھیر
کیا چال خدا جانی چلی تم جو ازل مین
نکالون ہجر مین کیا مشغلہ زبان کو پھیر
جگا کی طالع خفتہ سی مانگ لاؤنگی
بنایا حشر تو صانع نی پر نہ سوچا ہای
اسقدر جور و جفا پر جو کمر باندہی ہی
کچہ بھی اگر فراق کی تیری خبر ایلی
بحث سنا ہین جفای سپہری نواب
دم بازاوسکو واعظ دیکھکر انصاف سی کہدی
ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلی
ذرا ذرا سا سبھی رونیوالون کو دیا
ہر اک جگہ تری جور و جفا کا شہرہ ہی
نواب کیا کرون جو وہ آئی ہین مارنیکی
لذت نپائی کچہ دل امیدوار نی
شاید خبر ہوئی مری حال تباہ کی
شوخی ہو جسمین ایسی وہ بیداد گر ہو
ہر چند درد دل نی لحد مین سلادیا
نواب یہ بتاؤ کہ تدبیر اسکی کیا
کیا کہتی ہو تم ہمسے کہ کیون میری گھر آکر
دل دی کی اوسی خاک دعا ہو مری مقبول
اوسوقت مجھی بھول بچانا فلک پیر

نشتر کی نگری سینی نمکدان مین رکہ پھیر
سب فتنی چھپی گوشۂ ابرو مین تمہاری
کہ مینی آہ تو رکھی ہے آسمان کی پھیر
ہم آج خواب گران تیری پاسبان کو پھیر
کہ تیرا نازہی کافی ہی دو جہان کی لیے
کیا یہ سمجھی ہو کہ سینی مین بہت دل ہونگی
کیا جانیے کہ حشر کی دن ہمکو کیا ملی
اوسی کی ہاتھو نسی ہونا تھا پائمال مجھے
کہ جنت مین ہی کوئی بھی یون ترجیح رہی لیتا ہی
کہ پردہ کعبی کا اولٹون وہان بھی تو کچھ
جو میری آنکھون سی دل کا کبھی لہو نکلی
خدا نخر دہ کہ اسیر کہین نظر ہو جای
بقید چین لینی دی محفل مین تو نی مجھی
دہوکا بڑا دیا ستم روزگار نی
جو پرسشین ہین حشر مین ہر دادخواہ کی
حاجت نہین ہی تیری ستم کو گواہ کی
پر دل سی ہاتہ میری نہ جب بھی جدا ہوی
ارمان وصل سی بھی جو دل مین سوا ہوی
دیوانونکا کیا پوچھنا آئی جدہر آئی
جب دل سی دعا ہو تو دعا مین اثر آئی
جب تجھسی کسیکی کوئی امید بر آئی

کسکی یہ شب وصل ہی جو شور مچانی
دم نکلا نہ اوسدم کہ وہ اغیار کی آگئی
آئینہ دکھا کر نہ ہنسا ئینگی کبھی ہم
لکھا تو مر آتمنی مٹایا مگر افسوس
ہجر صنم مین حضرت ناصح نصیحتین
جس چاہ کی ہوتی نہ سماتی جہان مین
اللہ ری تیری شرم کی شوخی کہ وقت دید
نواب دل لگا ہی لیا آخر اوس سے ہی
وصل کی سمجھی جن اغیار سے ٹھہری ہوگی
ابتو رہنے دی صنم خانی مین ہمکو واعظ
مین اسی سوچ مین ہون آئیگا کیونکر محشر
دیکھ تو لین رہ دلدار مین آنی والے
عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
ظلم سے توبہ نہ کرنا کہ بہت باقی ہین
بخت میرا جو بنا تھا تو ہنسائی ہوتی
بوسی لیتی ہے میری ناکامی
جان کسطرح کیون نہ دل مین رہے
گھر مین میری کہان جگہ سے اتنی
ابتو یہ مشکل ہے کہ اوسکو بھی
تحمیل جور بھی ہو تو کچھ صبر ہو مجھی
زردی رخ پر اوسکی نہ تو بھولنا رقیب

سوچ نہین ڈوبا ہے کہ مرغ سحر آگئی
کہتی تھے یہ سمجھی کہ کہو تم کدھر آئی
تا جان لو تم بھی کہ سنہ وہ دید مین گیا ہی
اتنا بھی نہ سوچ آیا کہ یہ کسکا لکھا ہی
غمخواری آگئی تو مری جان کہاں گئی
کیونکر ہماری دل مین وہ یارب سما گئی
کیا کیا نگاہ ناز کو چورے لگا گئی
بیٹھی بٹھائی کیا یہ تری جی مین آگئے
ہائی کیا اونکی یہان عیش کی سامان ہونگی
بت جو دنیا مین نہونگی تو مسلمان ہونگی
تیری فتنی جو زمانی کی نگہبان ہونگی
کیسی حسرت سی چلی جاتی ہین جانی والے
ہمسی دو چار بھی ہوتی جو رولانی والے
ابھی دنیا مین تری جور اوٹھانیوالے
یا خدا بگڑی بھی تقدیر بنانیوالے
جب لبونپر شکایت آتی ہے
دیکھکر تجھکو حسرت آتی ہے
ہر گھڑی اک مصیبت آتی ہے
حال پر میری رقت آتی ہی
سمجھون کہ ہر کمال کو آخر زوال ہی
چاہت ہو میری یہ بھی تو اک احتمال ہی

دم رخصت وہ بی نقاب ہوی
حیرت ہی کہ جو کہینچتی ہین آپ کی تصویر
ڈرہی نہ کہین وصل مین محسوب ہو یہ بہی
برا ہو شہرۂ جذب دل کا جسکی باعث سی
سنتی ہین نواب تغافل مین گئی ہین شب غیر
درد ہو تو دوا کرے کوئی
مُنہ صبر کو کیونکر مین دکہاؤنگا الہی
حسرت کی نگاہین نہ پڑین چاندسی مُنہ پر
ایسی سزا مین باقی ہی لذت کہ پہر بہی
ان یاس کی نگاہون کو ہرگز نہ بہولنا
بیوفا جانتی ہی خلق جسی ای نواب
مزہ لی کی ای نواب گہر یون وجد کرتا ہون
شوق وصلت سی مین اسو اٹہی گہبرا تا ہون
بہیجدی ساری بلائین کہ ذرا دل بہلے
عمر جاوید بہی ملے تو کیا
ان نصیبون سی تو کچہ کام نہ نکلا ابتک
ابہی تسکین دل نہین ظالم ؛
کہتی ہو میرا ثانی پیدا نہین ہوا ہے
وہان یاد عہد و مین کچہ نہین یاد
چہپا کر دل مین تجہکو غیر سی ہم
خلوت کی یہ ہوس ہی تو نواب عجب کیا

ہای کسو قت بی حجاب ہوی
کیون سب مین خدائی کا وہ دعوی نہین کرتی
ہم اسلیی بوسی کا اشارا نہین کرتی
گئی وہ تو کہین مجہسی پتا سب یہ چہپی آئی
چل کہڑی ہو تم بہی قسمت آزمائی کیجی
تم نہ آؤ تو کیا کرے کوئی
ٹپکی جو مری دل سی کوئی بوند لہو کی
تم نزع مین بی پردہ نہ آنا مری آگے
تعریف کررہی ہین ہم اپنی قصور کی
دیکہو وصیتین ہین یہ وقت اخیر کی
عمر بہر ہمنی اوسی جان سی اسکا م لیی
زبان پر پہیری جب اوس فتنہ گر کا نام آیا ہم
کہ مصیبت کا شب غم مین فرا جاتا ہی
ای فلک سوچ تو کسکی شب تنہائی ہی
ابتو فرقت مین جان جاتی ہی
دی مجہی غیب سی یارب کوئی تقدیر نئی
اور اسی بیقرار ہونی دی
آئینہ تو اوٹہاؤ دیکہو تو مُنہ یہ کیا ہے
یہان ابتک تغافل کا گمان ہے
یہ پوچہین گی بتاب وہ کہان ہے
پیدا ہوا و خلد برین تیری واسطے

دو بھول بھی رکھنی کا ٹھکانا نہین صیاد
ہم بھی تھے جسی مرجع ارباب دعا
بخت خفتہ کو نہ چونکانا کہین ای آہ تو
وہ نوای نواب لیتی تھی عدو کا امتحان
فرقت کو ہم تو سہلتی پر گیا گر مجھکی لوگ
اتنی بلائین آئی ہین مجھپر کہ نام کو
عشق سی تائب ہوی با انتظار مرگ ہے
دم بسمل نہ گھبراو کہ نواب اوسکی گردن پر
لذت سی مری وصل کی پر غمسی تو چھوٹی
لازم ہی ایک قبر مری ہجر گلی مین ہو
عجب سیر ہو روز جزا جو داور حشر
قتل اغیار کا خاطر سی مری جو نواب
دست جنون کو شغل گھڑی دو گھڑی تو ہو
کون کہتا ہی کہ نالون مین نہین تاثیر کچھ
نامہ یہ کسکو لکھا ہی جو کبوتر سیکڑون
یہ دعائین تو نہین مانگی تھین یارب وہ کربت
منہ بناتی ہو عبث تم آہ بی تاثیر سے
نواب حکم ہو تو تماشی کو آئین ہم
کاہش غمسی ہجر مین نواب
تمہین سی پوچھتا ہون تم ہی کہدو بہر خدا الگتی
روتی ہی روز مری تربت پر

وسعت تو ذرا دیکھ مری کنج قفس کی
وہ بھی افسوس تری کشتی کی تربت نکلے
سنتی آتی ہین کہ سوتی کو جگاتا ہے مسیح
ہای تمنی وقت ناز اک لحظہ خودداری کی
دوزخ مین ہو گی کبھی صورت علاج اب کی
گردون کی پاس کوئی مصیبت نہین ہے
آج کیون نواب چپکی بیٹھی ہو بیکار سی
شہادت کی گواہی کی لیی خون دو عالم ہے
بن مانگی اجل آئی مگر وقت پہ آئی
تا بعد میری نام مرا کو بکو رہے
تری ہی حسن کو مخلوق مین پسند کری
وعدہ کرتی تو ہین پر کچھ ابھی انکار بھی ہے
پہناو میری لاشن کو پارہ کفن کبھی
جو کرتی ہین وہ ہمپر اک اثر یہ بھی تو ہی
میری آگی بیٹھی ہین مشتاق پر کھوی ہوی
بر مین ہو غیر کی تو بھی مجھی پیار آجای
لای ہین اسکو بھی لب تک ہم تڑپتی مری
گھر مین تمہاری سنتی ہین فرقت کی رات ہے
تمہین تیری کمر نہ ہو جاتی
کہ میرا خون لگتی ہاتہ مین تو کیون حنا لگتی
مٹ گئی پر بھی مٹاتی ہین مجھ

بیخودی کا اب یہ نقشہ ہی کہ ہم
خدا جانی نواب کیا سوچتی ہین
احسان خاک مانون کہ بزم رقیب مین
اس شک کا برا ہو کہ اوسکی تلاش مین
تنگ اگر دہن کی تنگی سے
میری بتیا ہیون سبی وقت ادا
وہی دل خاک کر دیا ای چرخ
نفس واپسین کو غیرون کی
سنبہلو نواب راہ الفت مین
دیکہنا تجکو یہی تہا خونبہا میری لیی
تمام وعدہ خلافی مین بہول جاتا ہون
جب وعدہ کیا خوابمین آنی کا تو افسوس
رکہی ہونگی اونہین بہی ہای کیا کیا حسرتین
نواب گرہی ہین سجے روز روز کی
دیکہ باتون پہ نہ جا نواب کی
دیکہی جو تو اداسی تو ظالم ادہر بہی دیکہ
برا ہو دل کی تڑپ کا کہ ہای کہل نسکا
اسقدر رسوا نکر ای شوق دل
ہی ناز یہ کچہ حسن جہان سوز پر اون کو
مر مٹے ہمتو پر ستم یہ چرخ
پہاہی مرہم کی الگ رکہنا مری ناسور سی

شکوی کرتی ہین تری تصویر سے
کہ وہ چپ ہوی ہین برا کہتی کہتی
بہولی سی آنکہ پیار کی مجہپر بہی پڑ گئی
جانا پڑا رقیب کی گہر بی طلب مجہی
شکوی کرتی ہین مسکرانی کے
سیکہ لو طور لوٹ جانی کے
جسنی اوس بت کی ناز اوٹہای تہے
ہای وہ شور مرحبا نسمجہے
یہ بہی کیا گہر کا راستا نسمجہے
اتنو دعوی مجکو تیری پرسش خنجر سی ہے
ادا نہین کی وہ جسوقت یاد آتی ہی
فرحت سی مجہی تا بسحر نیند نہ آئی
ابتدای عشق مین جو لوگ غمسی مر گئی
تو جان لو کہ سعید ہی ملاقات بہی گئی
ہی تو عاقل پر ذرا وحشت بہی ہی
میری بہی پاس اک دل امیدوار ہے
تمام رات ترا تکمۂ قبا مجہ سی
پہر بہی اس محفل مین آنا ہی نہ مجہے
دنیا مین کہین شمع جلانی نہین دیتی
اوسکو اتبک تباہی جانا ہے
انکو تو جنت مین بدلونگا مین خشم حور سی

راہ تاثیر آہ دشمن کو نسوجھی صبح تک
پاس سی تو اسطرح نا آشنائی کی نگاہ
حشر مین ہوگا عجب وہ بھی تماشا جس گھڑی
چھوڑ بیٹھی جب اوسیکو پھر گلہ دشمن سی کیا
تجھ مین اگر بلا کی ہین سامان بھری ہوئی ہے
رحمت خدا کی پوچھتی پھرتی تھی حشر مین
صد حیف اوسکو چرخ نی پامال کر دیا
کیا جانی اوسکو صرف کرون مین کہان کہان
گنجایش عدو نہوتا اوس مین ای خدا
رو پایہ کون شکو گلی مین تری جو آج
نواب جای تو جو خدا کی جناب مین
خوب رو لون شب غم مین کہ تحمل ہوتا ہے
کسی سی بھول کر بھی گر کوئی تقصیر ہوتی ہے
نہین سنتا ہی کچھ نواب تیری حق مین وہ ظالم
بڑھا اک آن مین عمر رواں سی سو قدم آگی
وصل مین منہ چھپای بیٹھی ہین
مرتی دم بھی یہی رہا افسوس
دم وصال نزاکت سی تم نہ کھینچو آہ
ستم نسمجھون تری لطف کو تو کیا سمجھون
روز اول مل چکا تھا صبر ایوبی مجھے
آج وقت جنگ ہم قائل ہوی نواب کی

ہم بہت مسرور ہین اپنی شب دیجور سی
اور انکھین پیار کی پہچان لینا دور سی
سامنا ہوگا خدا کا اوس بت مغرور سی
چپ رہو نواب اب کیا حاصل اس مذکور سی
بیٹھی ہین ہم بھی ای شب ہجران بھری ہوئی
لخت جگر سی گرتی ہین دامان بھری ہوئی ہے
جس دل مین بھی جہان کی ارمان بھری ہوئی ہے
فرقت مین تری کچھ بھی جو مجھکو اثر ملی
جنت بھی گر ملی تو مجھے مختصر ملی
کچھ خاک مین ملی ہوی لخت جگر ملی
لانا بلای عشق وہان جسقدر ملی
وصل کی رات بہت دیدہ گریان تجھسی
تو میری ہی لیی اوس جرم کی تعزیر ہوتی ہے
برابر مجھسی اوسکی روز ہی تقریر ہوتی ہے
مری دل سی کوئی پوچھی روانی تیری خنجر کی
یہ بھی اک شکل ہے جدائی کی
کس سے اوٹھین گی ناز قاتل کی
بنی ہی یہ تو فقط مجھسی جان لب کے لیے
پسند خاک ہو وہ بات جو ہو سب کے لیے
دیکھ کر تجھکو فرشتی یہ امانت لیگئی
تیری گھر سی جیب و دامن کو سلامت لیگئی

ہی تجہسی روز موت سی نواب سامنا
آہ کہینچون صدمہ فرقت سے مین دکہ اُٹھا کر
درد کی شدت اودہر دل مین اودہر پہلو مین تہم
بہر تسکین دل نی لی ہی غنیمت جانکر
مرگئی نواب خلقت تجہکو رونا دیکہکر
ہای فرقت کی شب بسر نہوئی
قاصد اپنا خدا کی گہر پہنچا
وصل مین سیر کسکی دیکہو گی
عیش وصلت کی ہی دعا نواب
صرف ہوتا ہی وہی دشمن کی حق مین ہای ہای
کوئی حسرت جو کبہی دلسی نکل جاتی ہی
حال نواب عبث دیکہکی تم ہنستی ہو
حشر کو دیکہکر یہ سمجہی ہم
ایک ہی وعدہ دروغ سی ہای
تا نجانی اوس پہ یکا کوئی دیوانا مجہی
جان دون مین فرقت جانانمین تو سنتو عدو
سوچ تو نواب ہاتہ آتی ہی یہ نعمت کسے
طرز رفتار بہول جاؤ تم
یا الٰہی فرقت جانان مین لذت کے لیی
میری ہی حق مین ہی وہ صرف شب وصل ہای
میری طالع اونکی گیسو مین کہان سی آگئی

ناداں زیست کا یہ بہلا کوئی طور ہے
یہ فقط حیلہ ہی تیرے رحم آنی کی لیے
رات کو دو طرح کی لذت مری قابو مین تہی
وہ جو وقت ناز کچہ جنبش تری ابرو مین تہی
جو بلا تہی ہای ظالم وہ تری آنسو مین تہی
نہوئی حشر تک سحر نہوئی
شکر ہے یہ اوسی خبر نہوئی
بیقرار ہے مجہے اگر نہوئی
غم مین کمبخت کیا بسر نہوئی
منتظر مدت سی تہی ہم جس ترحم کی لیی
مژدہ دیتا ہون کہ اب اور بلا آتی ہو
یہی ہوتا ہی جو تقدیر پلٹ جاتی ہی
خلق آتی ہے کوئی قاتل سے
حسرتین سب نکل گئین دل سے
فرض ہی قبر عدو پر ایک دن جانا مجہی
اشک حسرت عاشقون سی لیکی نہلانا مجہی
چاہیی فرقتمین خوش ہو ہوکی غم کہانا مجہی
سنتی ہین ہم قیامت آتی ہی
دل نیا ملجائی مانگون جس مصیبت کے لیی
دلسی مانگی تہین دعائین حسن نزاکت کی لیی
یہ سیاہی تو نہی تہی شام فرقت کی لیی

فکر تو ہرگز نکر درد جگر کی چارہ گر ‌ کوئی ہمدم تو ہی دل کی رفاقت کی لیے
ظلمت شب فراق مین یہ بھی کر تو کیا ‌ ڈھونڈھا اجل نی بھی تو نپایا کہین بھی

رباعی

ہی شرک سی خالق کو بہت بیزاری ‌ لیکن اوسی شرکت ہے نبی کی پیاری
یہان تک کہ رہ عدم مین بھی جاتی ہا ‌ سایہ ہمسایہ شریک باری

رباعی

فرقت مین اوٹھایا اس طرح کا صدما ‌ باقی نرہا نام تلک بھی میرا
اون کھو بحر خیال معشوق مین ہین ‌ گمنام ہوا ہون صفت مہر و وفا

رباعی

سایہ جو نبی کا نہ کہینے پایا ‌ اسکا یہ سبب ذہن مین میری آیا
تابان ہین جہان چار طرف چار قمر ‌ باقی رہی کس طرح وہان پھر سایا

رباعی

شبنم ہی عرق کان ہی گل غنچہ دہن ‌ نسرین بر و نسترن گلو لالہ ذقن
بینی گشبو لب ارغوان سنبل زلف ‌ آنکھین نرگس بنفشہ خط رخ ہی چمن

نامۂ اعجاز نما بطرز تحریر زباندانان باکمال مروجۂ زمانۂ حال موسومہ ملک الشعرا میرزا محمد تقی خان لسان الملک سپہر مستوفی دیوان ہمایون اعلی سلطنت ایران کہ با دیوان کرامت انتما بدار الخلافہ طہران تمت ترسیل یافتہ

یا مَن تنزہ عن الامثال ذاتہ + وتقدس عن الزوال صفاتہ + نحمدک حمد الشاکرین ونذکرک ذکر الذاکرین باعداد نجوم الثواقب وتعداد اضعاف الرغائب من صمیم البال وبسان الخیال بالغدو والآصال ۵ الحمد للخالق الموصوف بالکرم + والشکر للمنعم المعروف بالقدم + ذی الطول والجود والالاء والمنن

واللطف والفضل والاحسان والنعم ÷ و نعوتیکه چون آیه مسبحان یسبحون
بحمد ربهم و یستغفرون متفردون بقبول باشد بر آن مطلع فرخنده مضمون برتری
و مقطع خجسته فحوای پیغمبری که شروق شموس اسرار از مشرق بیضا ضیای
بدایتش عالم افروز و بروق بوارق انوار از سحاب گوهر فشان تقفیش طغیان
ه هو اول النور الذی تلمعت + بضیائه فی العالم الاضواء + هو اول الانبیاء
آخرهم به ختم النبوة و ابتدء الابداء + بذریه ابدی المهیمن سره ÷ فلا خلیه الابداء
والابداء + قد خصه الباری باوصاف علی + لم یعطها الاحداث و اعطاه عطاه
فضلا لیس یمکن ان یکون له شریک فیه او شرکاه + اسماه اذ اسماه بالحسنی
من اسماء خالقه اسماء + بر رحیم مفضل ذو قوة هاد رؤف محسن معطی + قدرا و نکته رفعة
میلاده و تشرف بوجوده البطحاء + صلی الله علیه و آله و اصحابه و سلم خصوصا
علی افضلهم و اکملهم بالتحقیق ابی بکر الصدیق و علی زین المنبر و المحراب عمر ابن الخطاب
و علی جامع الحیاء و الایمان عثمان ابن عفان و علی اشجعهم مظهر العجائب و الغرائب
علی ابن ابی طالب رضوان الله تعالی علیهم اجمعین الی یوم الدین اما بعد ضمیر بی نظیر
استادی و حسیبی بهجة الایام و اللیالی اسوة المکارم و المعالی مجلی مرایای تشریح مجلی
عرائس تنقیح مجدد مراسم طلاقت و دها مجدد صوارم حذاقت و ذکا سطح اشعة الهمم
والمفاخر منبع ینبوع الکرم و المآثر قابل سر گوشی خاقان و قیصر لائق کنکاش دارا و جم
ادب آموز هرمز و کیوان قلم از کف ستان فرزدق و سحبان المؤلفه سپهر عز و علا
میرزا لسان الملک + که هست حیث کمالش چو مهر عالمگیر + تراشه قلم مشکبار او
صندل + براده نقط عنبرین اوست عبیر + خطی کشد براز تنگ گر بکتاب روان +
پرد بعرشش چو جبرئیل ملبل تصویر + شود مشابه زرقا بصیر و تیز نگاه کشد چو میل قلم
وسمت او بچشم ضریر + نورت اغصان الالسن بازاهیر دعوات بقائه و زینت محافل

نغمات فرا بیر شنایهٔ مخفی و محتجب مباد که رسیلهٔ نبیلهٔ ثریا مثال و نیقهٔ انیقه جوا
جمال به حلاوت بلاغت شور افکن مذاق کوثر و تسنیم و از نضارت فصاحت
رَوح و ریحان و جنت نعیم در شیرینی استعارات اعذب از زلال سلسبیل و
در رنگینی کنایات بوقلمون تر از گلزار خلیل المؤلفه حروف رائحه پرورش شگوفه نوخیز
نقاط غالیه ریزش شقیق بوقلمون + مضامین بحر در آغوش بیان گاُنّهن الیاقوت
والمرجان سے لفظ گو رد ؛ قطفتها ید الصبا + معنی تحیر و تبسمت محلة القبول شواهد جنت
بناط عبارات و ساده آرا و نواهد بلاغت از محامل کلمات پرده کشا المؤلفه فحاوی
اندر الفاظ عنبرین کوفی + بهار عارض عذرا بطرهٔ شبگون + تازگی معانی بمثال
عنفوان جوانی رامش انگیز عیش و مجبور و درخشندگی مضامین مثال وجنهٔ روح
ایمن شعشعهٔ بر عالم نور سے نگاه معانیه خلال سطوره + تحسین مبانی اللفظ ان تکلما
تا ملت فی ترکیب اشکال خطه + رأیت ظلاما عن ضیاء تبسما + کامثال اللؤلؤ المکنون
اَو کجنة وعد بها المتقون بافضل الازمنه و اجل الآونه جلوه ورود انداخت و
یوسف حسب روحانی را که در غیابهٔ الجب خجانی مختفی بود اریکه آرای مصر شهود
ساخت المؤلفه لله الحمد که ایام طرب باز آمد + روز نوروز نشاط و شغف و ناز آمد
گه بفر خنده زمان نامهٔ رنگین مضمون تا بشنید گرمی دلکش و دمساز آمد + لولو از قلزم
یاقوت مجو و از سیلان + و یه از شوشتر و قند ز اهواز آمد + جام بلور ز افرنج
صراحی از چین + ساقی از کاشغر و باده ز شیراز آمد + یا بر ارض خرامان شده
ناهید از چرخ + یا نوشاد و چگل شاهد طناز آمد + خندا وجود محمود آن فخر زمان
و فخر اعیان که اگر عائشهٔ محسطی کشایان مناظر اغراق و اطرا در صدد آن درجات
اغلاق و انشا به نیروی افکار نمایان پرکار صفت سرگردان شوند و بر فلک
رخش چون نیر چرخ کبود تا ابود به سر دوند بی شائبهٔ تکلف و غائلهٔ تصلف شاهرا

صفاتش را برنگ جادهٔ کهکشان پایانی ندیده خاک عجز بر جبین خواهند مالید
وگلی از گلزار مدعا نتوانند چید للمؤلفه به پیش نقوشش تو رنگی نداری + چه از رنگ
لوشا چه از رنگ مانی + عجب کلک سحار در دست داری + نه کلکست بل هست
تیغ یمانی + کز و منکران را سر کبر و نخوت + قلم گشته چون شاخهای خزانی + ریاحین
خیالات بلند گلدستهٔ تارک مسیحا و گوهر غور دقیق ته نشین قعور ثری زور جدت
در عالم فکرت چنانکه قوت خلقت در ابر بهار و افزونی مضامین در طبع زرین
چندانکه جوش کثرت در قطار امطار رایت رایش تا ماهچهٔ ماه سر برافراشته و فیض کر
رسایش زمین شعر را از خاک برداشته یکی از نتایج افکارش تاریخ التواریخ سبقت
که از بدو گردش دوران الی الآن ادیبی و لبیبی به آرایش چنین چمن بدیع همیشه بهار
بدنیسان نپرداخته و رائضی رخش قلم را بمضمار مطالب گرانبها باین نمط سبک
عنان نتاخته جایی که خامه پروین نگار تحریر اشعار شعری شعار گوهر بار گردیده
خط نسخ بنظم عمید و لبید کشیده و لای نغمی بر مطلع ماه و خورشید و مقامی که بنان ابلغ
بتسوید نثری دریی شمایل مایل گشته احوال ماضی و حال را خوشتر از خطوط جام کیخسرو
نگاشته و نقطهٔ شک بر شیوابیانی پارسی پهلو گذاشته للمؤلفه وه وه چه خرد نامه
په په چه کتابی + گو راست زخونابهٔ دل سرخ آبی + چون طبلهٔ عطار به تعطیر مضامین
مشحون ز عبیرست و پر از عنبر نابی + هر سطر درخشنده او سلک ز هر یک نقطه
تابندهٔ او در خوشاب آبی + لفظ و نقط و دائره و جدول و حرفش + درّی و لآل و
صدف و بحر و حبابی + بنام ایزد که چنین اعجوبه روزگار را تبلاش و تجسس بسیار یافتم
و بعد حصولش عنان سمند مطالعه را از سیر جمله تصانیف قدیم و جدید تافتم
چندان بمشاهدهٔ ریاحین مضامینش در حدائق انشاد سرائیدن گرفتم که خاطرم
مایل انشای قصیده و غزل گردید و نوبت از خواندن بنوشتن رسید للمؤلفه آری

جلوه حسن دلارای سخن را از تماشا طبع شیدا را سخنور میکند + هر چند که درین عصر و زمان
مذاق سخنگوئی و سخن شناسی اقلیم هندوستان را الوده گفته و دماغ بیهوده هرزایان
اینجا بمالیخولیای هرزه درائی و مانیای خودستائی آشفته هر یکی را باستخوان فروشی
ابوالفضل و عرفی مشغول می بینم و از مداحی صبا و صباحی ملول المؤلفه جز فیضی و فصیحی
این قدر نا شناسان + کر جبرئیل باشد او را طبیب خوانند + آه ازین نافهمان که نقوش
لوح تعلیم را اسرار لوح محفوظ پنداشته تخته بر سر استادی شکنند و حکیم را از علیم
ندانسته با عقول سماوی دم تساوی میزنند المؤلفه نشناسند چوب تر از خشک + می ندانند
پشک را از مشک + بوم را بهتر از هما دانند + زاغ را مرغ زند خوان خوانند +
لیکن باجتماع ذخائر ذوق و التماع نوائر شوق با وجود مطارحات همگنان حتی الوسع
والامکان تا بی نحاریر خوشمقال و ردیف قافیه سنجان حال صانهم الله تعالی عن اصابة
عین الکمال کرده دیدم ازانجا که خافی فیافی جملهٔ امور را بمدمی خضر شفیقی و هادی رفیقی ضرور
و ظاهر که همچو ذات آنحضرت جامع الحسنات کامل الصفاتی بعرصهٔ شهود گاهی نخرامیده و چشم زمانه ندیدان وحید و
فرید بخواب هم ندیده اگرچه پیر فرتوت گردون در دبستان آن غیرت افلاطون زانوی ادب زده
تا ابد از جا نجنبد آفرین بر فکر متینش توان گفت و مرحبا بر رای رزینش لهذا مؤلفات
خود را مع تحائف اینجا بتوسط امنای دولت عالیهٔ انگلیس مرسل ساختم یقینی که تصنیفاتم
از توجه آن مخدوم بگونا گون حلیهٔ اصلاح زیب و زینت یافته با پرچیدگان فصاحت
هم آغوش گردد و آویزهٔ گوش ارباب هوش المؤلفه خوش آن زمان که شاهد مقصد
چو نو عروس + با صد هزار ناز در آغوش من رسد + و درینجا باعث مغایرت زبان
و مباعدت مردم ایران کسی را دستگاه نظم و نثر فارسی کجا سیما همچو منی را که شبانروزی
از رتق و فتق امور مملکت و نظم و نسق رموز ریاست فرصت سر خاریدن ندارم
حوصلهٔ کو که بتالیف اشعار تا بداره گرائیم یا باب شر آبدار بکشائیم جز اینکه در اوقات قلیله

بطریق ضیافت دل حیران و طبع پریشان بگیران خانه گسسته بجام مطلق العنان ساخته ام و کمند اندیشه را بر کنگر سخن انداخته پس در صورت از رفیق ساهی امید واثق که بر رقم کجواجم آهو نگیرند و از تغلیط و تعریض در گذشته این عذر واجب را از من بپذیرند لمؤلفه زمانه تا که بپوشد قبای لعلی رنگ ⁂ ز سرخی شفق شعله تاب شام و سحر ⁂ مدام تا که عروسان باغ و راغ و چمن ⁂ کله زنند بسر از گلان عطر زرد گر ⁂ سمند فضل و هنر در رکاب فکرت تو ⁂ بود چو فلک خوش خرام و جولانگر

انتخاب قصاید

به صیت عسکر معنی و جوش لشکر مضمون ⁂ بگیرم باج از تیر و ربایم تاج از جوزا

جمال اوست در هستی چه در بالا چه در پستی ⁂ بعشق او کند هستی اگر پیرست و گر برنا

شکنج طرهٔ سنبل صدای نوحهٔ بلبل ⁂ نسیم عطر بیز گل شمیم زهرهٔ بهرا

اگر زشته بهت اندر دل و گر عطر بیز گل ⁂ همان نکهش بجز و گل چه در شهر و چه در صحرا

سرور و وجد و کیف می صدای گرنا و نی ⁂ بهار گل خزان فی می بپوشین مسکینه ایما

تو فی اول تو فی آخر تو فی باطن تو فی ظاهر ⁂ تو فی ملجا تو فی مسجد تو فی ماوا تو فی منشا

اساس و راس اصل و دین ثبات آب و ماء و طین ⁂ مشار آیت یٰسین بهار جنت طٰهٰ

بر دهنگام هیجا نعرهٔ شبدیز و شمشیرش ⁂ نشاط از خواب و شوخی از خرام و نشئه از صهبا

عرق آلوده جسم دشمنش در رزم اگر بینی ⁂ بدانی روح را گریان بحالش از تمام اعضا

حسودش چون نباشد زرد هنگام جان دادن ⁂ که خونها میشود از برق تیغش در بدن صفرا

چه آن چشم خدا بین و چه آن گیسوی عنبر بو ⁂ چه آن دست گهر بار و چه آن لعل درافشا

نروید غنچه از عنبر نباشد مشک در تبت ⁂ نبارد ابر در نیسان نخیزد لعل از خارا

گلاب افشانی ابر نوالت مسکینه ذیل ⁂ نجار نوم از زهره عنبر صرصر اژدها

نوالت گر عبیر افشاندی اندر هند و بنگاله ⁂ شدی چون لطف یوسف بر چمن ابر کرم گرا

ق

رود در جوف عنبر اگر تف شمشیر سوزانت
عظام مردگان از قبرها بجهد سپند آسا

مکلل بار دم خنگ همه نازت که جولانش
شکسته بازوی سیمرغ و بسته شهپر عنقا

فلک سیر و ملک طیر و اسد تمثال و تنین دم
سمندرهال و طوطی بال و برق اندام و رعد آوا

نگامش گیسوی سلمی فسارش طرهٔ شیرین
دمش مرغولهٔ لیلی و نعلش ابروی عذرا

بر و دوشت همانا مسجد ذو القبلتین استی
ز شبیر و شبر عیش دهر ور سینهٔ زهرا

شهنشاها توآن هستی که از فیض نگاه تو
همانا کور معتری میشود مانندهٔ زرقا

الا تا در جهان پیدا شود از باری نیسان
سحاب از چرخ و قطره ز ابر و از قطره در رخشا

بیارد باهزاران عجز پیش خادمان تو
کمان نوشته شهب تیر و مجن شمس جهان آرا

مدح امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی الله عنه

سحر که خسرو خاور فشاند و گشاد نقاب
کشید سر بگریبان باخته مهتاب

عروس دهر بپوشید برقع زرین
عجوز چرخ ز بر کند قیر گونه ثیاب

شعاع خسرو چالاک و چرب دست ضیا
کشیده بر در ظلمات سیمگون جلباب

پی علاج خمار شبان بستان نجوم
یکان یکان همه بستند چشم خویش بخواب

صبای نکلخه بیز و نسیم غالیه سا
فکند چادر نکهت بگلشن شاداب

دماغ لاله بیو یاسمین هوا مزکوم
دهان غنچه بترطیب آب پر ز لعاب

شقیق بو قلمون جلوه محو سحر خند
شکوفه طرب انگیخته بر کشیده حجاب

زمین ز لالهٔ خودروی جام بسته نگار
فلک بجوشش شفق ساتگین لعل مذاب

برای دفع سحر خواب غنچگی شبنم
فشانده بر رخ گلها هزار قطره گلاب

قمر و ساده و کرسی سپهر و زهره نسا
سپهر طارم و خلد آستان و عرش جناب

دهم سپهر جلال و نهم بهشت نوال
سوم جهان کمال و دوم مه اقطاب

اگر بمغرب درخشد کواکب حسنش
دیار زنگ شود رشک خلخ و فاراب

ز چشم خسرو شیرین فسانهٔ فرهش — ربوده چون دل فرهاد نقد شیرین خواب
خلیل سازد بی مهر تو بر اسمعیل — همان که رستم دستان نمود با سهراب
برزم دیو ملک خصلت و ببزم پری — بحزم عقل درنگ و بعزم دهر شتاب
تبارک الله ازان توسن مجسّره لگام — ستاره میخ و ثریا ستام و ماه رکاب
زمین ثبات و فلک سیر و باد رفتاری — که با کمال جلادت که ذهاب و ایاب
بضرب سم شکند پشت و گردن مریخ — بجنگ زند سر نعلش بزنده پیل سحاب
نظام عالم دیگر قضا چو اتر یافت — خجسته ذات ترا خواند بهر استصواب
چو جبرئیل بدرگاه تو هزار شفیر — برنگ رضوان در روضهٔ تو صد سیراب
مجاوران حریم ترا همی گوید — ملک بعرشش که طوبی لهم و حسن مآب
چه گویم از برش خنجرت که چون خصم آن — جدا کند بیک ضرب نشئه را ز شراب

منقبت امام ضامن ثامن حضرت علی موسی رضا علیه السلام

تا هشته دو زلف سلسل بر آفتاب — داری بزیر پرچم و در چنبر آفتاب
قدت قیامت است و رخت مهر روز حشر — یک نیزه دورتر نشود از سر آفتاب
ق
خال معنبرین تو بر چهرهٔ آتشین — یا آن ستارهٔ کیوان بر آفتاب
یا هندوی نشسته در آغوش حور عین — یا سایه کرده لکهٔ ابری بر آفتاب
رخساره دلفروز تو گر پرده بفگند — از شب کشد بفرق سیه چادر آفتاب
لعل تو در خنده از رخ و رخ فتنه از قد — در خلد هست زهره و در کشمر آفتاب
تابد ز تاب خد تو یک آسمان قمر — باشد ز عکس روی تو یک کشور آفتاب
از خط کشیده حسن تو طغرای عنبرین — بر صفحه که هست از آن کمتر آفتاب
پروین نماست جبههٔ تو از عرق بهم — آغشته است یا به می کوثر آفتاب
شاهی که از طپانچهٔ گردان فوج او — گردد کبود چهره چو نیلوفر آفتاب

بر ساحت زمین چو نگاهی کند ز مهر / تابد ز ذره اختر و از اختر آفتاب

گر خضر جلوهٔ تو نمی گشت رهنمون / تا حشر بر نیامدی از خاور آفتاب

جوشد ز احتساب تو چون شیر و انگبین / گر افکنند در خم و در ساغر آفتاب

در روضهٔ کمال تو هر جوی کهکشان / در روضهٔ جلال تو هر عبهر آفتاب

تا گشته زیب منطقه ات تیغ خونفشان / خمش هلال عید شد و جوهر آفتاب

خنجر بسیلکون بپا رکت تو هیچکس ندید / در کف ماهتاب زحل پیکر آفتاب

وز یکه ز اشقرت که همی دارد از رکاب / روز و شبان در ایمن و در آیه آفتاب

نگذاشت چرخ کحل غبار سمش ازان / گر دید روز کور مه و اعور آفتاب

در خام شصت خشم تو نه آسمان اسیر / وز رمح هفت باز تو بی مغفر آفتاب

از خوف حملهای تو از چرخ چارمین / بگرفته بهر امن سپر بر سر آفتاب

رأیش ز فیض طبع تو گر میگرفت نور / میساخت جای آینه اسکندر آفتاب

باشد اگر مخالف حکم تو بر کشد / تخم خود از قبیلهٔ بو تجبر آفتاب

شمس سپهر شمسهٔ ایوانت شد کنون / باید بیافت بهر جهان دیگر آفتاب

نازان چو نو عروس نشیند بحجله گاه / گیرد جمال ذات تو گر شوهر آفتاب

هنگام سیر کنگر قصر رفیع تو / بگذارد از دو دست بر افسر آفتاب

رفته ز من شفا و تعبر خوان و ازچنانک / رائج شده بخواهش پیغمبر آفتاب

منقبت حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیه السلام

نو بهار آمد جهان را رونق دیگر گرفت / بوم و بر از عنبرت و گل صد زر و زیور گرفت

قهرمان فروردین از بید برگ پلغوش / بهر قتل بهمن و دی دشنه و خنجر گرفت

شوخی چشمان حور العین بشوق سیر گل / آمد از فردوس و جا در دامن عبهر گرفت

چشمه سار سنبلستان آب کوثر شکست / آبشار موج خیزان طعنه بر کوثر گرفت

نیست سنبل زیر نرگس لیلی شبگون عذار　　صد دل مجنون بزلف عنبرین چنبر گرفت

در ته برگ ست شاخی یا عروسی از حیا　　خد خود در شقهٔ فیروزه گون معجر گرفت

آنکه با عقل فلاطون و بتیغ لاله گون　　تاج از خاقان بود و باج از قیصر گرفت

آنکه هفت اقلیم و شش سو نه سپهر و روح و نه فلک　　با نهیب نعرهٔ گردان کُند آور گرفت

بهر حفظ دین و دولت احتساب عدل او　　فتنه را بیضه شکست و ظلم را ابتر گرفت

رزم او تاراج کرده هم جنوب و هم شمال　　عزم او از باختر تا سرحد خاور گرفت

خفت تا نوشابهٔ اقبال در آغوش او　　هفت کشور را ز سر نو فر اسکندر گرفت

آن شهنشاهی که دست جرأتت روز نبرد　　شش جهات صد جهان با ضرب یک شمشیر گرفت

از در آتش فشان تیغ تو در صلح و مصاف　　رنگ از لعل بدخش و رخش از گوهر گرفت

کینه ور مرگ مصور آن پرند آور نگر　　آب از خور تاب از زر تیزی از آذر گرفت

خال لیلای ظفر آن ترس عنبر فام تو　　حسن از رخشنده مه رنگ از رخ قنبر گرفت

حبذا سیت که از سهم خدنگ چار پر　　چرخ ترسی از خور خاور سپر بر سر گرفت

آن تو ئی کز نعرهٔ تندر نهیب غازیان　　مدتی صور قیامت درس شور و شر گرفت

مام ایجاد و تکوین زاد چون طفل امل　　دایهٔ انجاح تو او را به بر اندر گرفت

چرخ خواهد نقد انجم را بکابین دهد　　تا عروس ملک و ملت چون تو ئی شوهر گرفت

پیش دست راد دریا بخشش و دربار تو　　ابر از قوس قزح دامن بچشم تر گرفت

منقبت حضرت امام باقر علیه السّلام

نماز شام که عقد گهر نگار پرند　　حمیله فلکی در گلوی خود افکند

برای مقدم شاه شبینه کاخ سپهر　　شد از نجوم و دراری چو خلد آیین بند

من از نظارهٔ معشوق محو عیش و طرب　　نگار من بصدای خمار زار و نژند

نمود فازه اش اعجاز انشقاق قمر　　بداد با سک او دو هلال را پیوند

بچید از صدفی سلک لولوی شهوار
گرفت رنگ شکرفی عذار گلگونش
چه یافتم بخمارش بجا دمی گفتم
بگیر جام مل و صبح نو بهار انداز
سبک برفت و سباب آمد و سبک آورد
ز باده ساغری ساختم چنان سرشار
درون لعل لب او بریختم راحی
مئی که چون بچشید قطره ضرر یا زان
نی که جرعه او ار بکام زال رود
کشید چون ز می لعل ساغری دو سه جای
رسید بر رخ روشن دو زلف غالیه گون
نهاد لب بلب و گفت بوسکی شکن
تنگ و مست شدیم از وصال هم چند تنگ
گذشت چون ز نم کاه زلف لیلی شب
بمدح سرور دین شاه اتقیا با قدر
شعیب معجز و موسی کلیم و خضر خصال
بچند بهار نوالش اگر بروضه دهر
جمال عجل سخن گو شود بمعجز تو
طراز موی میان هلال کردارت
بصیت جبرئیلش او آفرینش مضمون
پرد چو رنگ رخ عاشقان بسوی صدم ام

ق

بریخت شور خموشی میان شیرین کند
فتاد طرفه شکستی بتابدار کمند
که زود آر رحیق و در گشاده به
بیار جوز منقی و نقل و نغمه گو و قند
همه ز لوز و شراب و حباب خنده خند
که غرق بحر عرق شد ز موجه اش ار و
که از روایح آن روح عیش دی خرسند
سواد زنگ بدیجور منید از برجند
کمند باختن فتنه سوده صد هزار الوند
حیا بجیم عدم رفت و گشت مست و لوند
کشید از سر آغوش زر زنگار پرند
تو و خندای تو این زهد خشک تا کی چند
رسید تا سر گردون صدای شکر خند
سرود با دف و چنگ و رباب نی چند
که هست بنده او شکم سپهر بلند
خلیل خلت و ادریس خو مسیح افزند
سهیل و زهره دو مه جای غنچه و ترند
چو خاک پای تو ریزند در دهان لوند
بود قصای مجسم نه برق تاب پرند
جدا شود بعدم از دل کمال خجند
ز عالمی که دران نام تازیانه برند

ازان مثال هلال ست خنجر ببرت | که هست طبع همایون تو دقیق پسند

نسیم خلق تو گر غالیه بفشاند | برند بوی عبیر از عصارهٔ ریوند

چو فیلسوف بگوید که عالم ست قدیم | بی حدوث بیارم ز خشم تو آوند

نعتیه

ای گیسوی شبرنگ تو طغرای شب تار | وی طرهٔ طرار تو چون ارقم خونخوار

از دشنهٔ مژگان تو خنجر همه در دل | وز نرگس مخمور تو عالم همه سرشار

ق

در سرو ندیده ست کسی شاخ بلورین | شاخی نشنیدم که بیارد و قمری بار

آن قامت و آن گردن و آن سیب زنخدان | اعجاز نما گشته بچشم اولو الابصار

اعجوبه صباحی ست رخ آینه رنگت | کو جلوه نما گشته میان دو شب تار

ای شوخ جفاکار و جفاجو و جفاگر | وی ترک ستم خو و ستم کیش و ستمگار

تا چند گره در خم ابروی معقرب | تا چند لب لعل بزیر در شهوار

روزی نبود تا نفرستی پی قتلم | صد خنده و صد عشوه و صد غمزهٔ طرار

از گوشهٔ ابرو بوصالم کن اشارت | هوشم بر از کیف می خندهٔ سرشار

ای خاطر آزرده بیندیش ز خویش | وز غفلت وی ای دل نادان هله هشدار

برخیز ازین ره که بسی نوحه نمودی | از دست بلاهای غم غمزهٔ دلدار

سپند شو در هر زن دل هندوی زلفی | بگریز بظل علم احمد مختار ❊

شاهنشه با قدر و قضا نظم و قدم حکم | دادار جهان گیر و جهان بخش و جهاندار

سلطان رسل خضر سبل سرور عالم | فرقان هدی بدر دجی سید ابرار

بر تارک او تاج فاوحی شده زیبا | در نرگس او سرمهٔ مازاغ سزاوار

بر باد مسیحائی او در چمن آید | بلبل پرواز بیضه سر بسته از هار

در بزم دل آرای تماشای جمالش | ز قاز طنه تا چن مژگان شده دشوار

قارون بگزینند بعدم بهمت حاتم
امسش گذرد از پی پاشش دم گفتار

اعضای عدوی تو میان شکم ام
باشند که نعرهٔ رزم تو بیکبار

چشم عکمت دوخته بر نفی هزیمت
عاف ظلمت گرد جهان حلقهٔ پرکار

شد بیز ترا باج ده عقل فلاطون
شبرنگ ترا پی سپر حکمت احبار

صرصر تک و سیلاب دو و رعد خروش
جبریل پر و مه کفل و صاعقه کردار

عقاب است به پرواز چو هدهد به تنزول
آهوست بجولان و پلنگی ست بکهسار

مرغول دمش پرچم منجوق سلیمان
نقش قدمش دایرهٔ کعبهٔ احبار

فی الجمله بخاشش چو بجنبد دم تو به
در لمحه ز ملک عدم آرد خبر پا

گر وقت تکاپو نکشی زلف عنانش
چون سایهٔ تو محو شود از همه انظار

دین معجزه طرفه که گیری چو زمامش
قوس قزحی شق کند انگشت تو هر بار

از هیبت تو بحر نه نوشیروان باده
لا هست پی باده کشان در دل خمار

خوف غضبت می برد اسباب تعیش
ترسم که برد از نغمه لذت دیدار

تا جاروی قصرت نشده شعشعهٔ خورشید
ترک فلک آویخته هر روز نگونسار

مداح تو تا یوم ابد روح مکرم
وصاف تو از روز ازل داور دادار

منقبت حضرت امام محمد تقی علیه السلام

هلال عید عیان شد بچرخ مینا رنگ
هلال ابروی رعنا بتان چین و فرنگ

شکفت بیت ز سحر و نوای رود و سرود
ز خیر در انجمه راستین ترانهٔ چنگ

ببخت دلبر کم طرح محفلی چو نکنگ
نگیس حاشیه در خاور و دگر در زنگ

بجاده جاده خذف گشت بیضهٔ عنبر
ز بسکه کلخه افشاند طرهٔ شبرنگ

بکیف عیش ز سیمای ساقی سرمست
بجبهه جای عرق پاک سبوی گلرنگ

فروغ چهر سکندر بلمعهٔ قندیل
ضیای جبههٔ دارا به شمع سیمین رنگ

ملک سپاه و فلک بارگاه و مہ پرچم
ہلال ساغر و ہور اسپ و شہاب خدنگ

تہمتنی کیستی که از مہابت او
فراسیاب حصاری شود به پشت پلنگ

فتد به قلزم زخار گر تف تیغش
سمندری چه از بطن مادہ خرچنگ

شکست و دوخت سر و سینۂ عدو به جهاد
یکی بضرب عمود و دگر بنوک خدنگ

دہد فشار اگر پنجه اش حوادث را
برآید از دہن صور صد غریو و غرنگ

تو آن شہی که بتائید عدل و انصافت
عقاب چرخ گریزد ز حمله تورنگ

نجاشی از نگر و صارم سیہ تابت
بخواب ہم بکشد رخ کمی بجانب زنگ

شکسته نعل سمش ساق عرش اعلیٰ را
گسسته تار چه ارشش پرند اورنگ

رود مشابه زهره به سوی گردون
فتد چو سایۂ او بر سر عجوزہ لنگ

باحتساب تو چنگی نواز داند ناہید
بقہر ترک فلک بر سرش زند سر چنگ

نعتیہ

ژاله بارید چنان بر طرف دشت و جبل
گر لگد کوب خزان گشت چمن مستاصل

تیره گون ابر به اوج است و زمین سیمابی
گو بیاتم شام و سحری دست و بغل

بنود هیچ عجب گر اثر بارش و برف
روی خورشید شود تیره چو رخسار زحل

نطفۂ نجم بزدان فلک یخ گردد
نه فروزند گر از مهر درخشان مشعل

بسکه بیجاده فشانده است دبور آذر
زرد چون چهرهٔ عاشق شود صحن جنگل

صفت گاه ربا داد و کشیده تشرین
از چمن سبزه و زردی برخ نور و عسل

تا زنیان چمن را بدل جامۂ سبز
سندروسی به بر کرده و آبی است حلل

بسکه روبید رخ خزان بعالم چه عجب
گر دهد مژده بر دیدهٔ نرگس به علل

ذره بحر خطا عشرۂ سیمای صفا
قرۂ عین حبیب اصرۂ اسرار ازل

کہف دین شیر عرین در ثمین عین یقین
مه نخل نور ازل شمس هلال نجم دول

مهر فر بدر ظفر خلد نعم عرش همم | فخر گل غیث زمان لیث زمن ذمر ملل
مهچه رایت فرش قمر شام امم | شقه برق جاهش شفق صبح ازل
آن وحیدی و فریدی که بمرآت وجود | کس ندیده است همانند ترا جز احول
نطفه خصم باصلاب رود تا آدم | بهر تنبیه منافی اگر آهنگ جدل
نخله عمر عدوی تو سیلی تیرت | بیشتر برد و پیشتر رسد دست اجل
عکس تهدیدش بکند در تن ارکانش حلول | روح تا حشر نیاید بجهان هیچ محل
زنج خطی تو در چشم عدو میل نشین | توق عبودیت پی سرمه نصرت مکحل
وحشی ... زبراقت که پریشان نشود | در تکاپوی رمش خواب لطیف مخمل
برق وش عقل تک اندیشه دوش کبک خرام | لاله سم سنبله دم گلبدن البرز کفل
وقت رفتن بفلک شکل دعای مقبول | دم رجعت بزمین صورت وحی منزل
اثر ناله قیس از دل لیلی برود | گر فتد زلزله از ضرب سمش در اسفل
سده دیر شود کعبه انسان و ملک | گر بیاد تو نشیند قشقه کشد در هیکل

مدح امیر المومنین حضرت ابابکر صدیق رضی الله تعالی عنه

خاور خندید و گردید چو دریا ختنه مقام | آمد بتجمله گاه فلک نو عروس شام
از بسکه گشت جلوه فکن شمسه قمر | تابید طور تجلی چون گنبد رخام
از شبنم شبانه نم آلود شد چمن | فرکوم گشته باد صبا را اگر مشام
شد چرخ در حلی و حلل چون بساط خلد | وقت نشاط مست کنون ای نگار جام
در غنچه لب تو نهان سحر سامری | وز سرو دلکشش تو عیان فتنه را قیام
زان غنچه بوسکی ده و زان سرو لذتی | زان پس شراب ناب مروق بکش بجام
آن می که قطره ده چشد از طفل شیر خوار | آید برقص در بر و آغوش باب و مام
آن می که حرمتی نگوید او را ز روی شرع | ام الخبیث مولوی و محتسب حرام

یعنی رحیق صاف ولائی کسی بدن
گاید بصوت او به نبی گشت همکلام

آن داوری که چون بخلاف قدم نهاد
بغنود طفل فتنه باغوش انتظام

جوشان شدی چو آب لوایش بجوف ارض
قارون بسان ماه بگردون زدی خیام

گر بوی خلق او برسد در مشام شیر
ریزد چو آهوی ختنی مشک در کنام

چون فکر بس سبک رو و چون عقل دور رس
چون وهم تند و چست چو اندیشه تیزگام

چرخی ست وقت گردش و ارضی ست در ثبات
برقی ست در تکاپو و بادی ست در خرام

صرصر ز جست و خیز وی آموخت چابکی
دریا ز رهروش روانی گرفته وام

در دم ز سرعتش بمقام دنی رسی
گر دست پاک تو نکشد از ادب لجام

از نعرهٔ تو نطفهٔ دشمن ز بطن ام
زهدان بدر رود که عرق از ره مسام

منقبت امیر المومنین اسد الله الغالب حضرت علی ابن ابی طالب علیه السلام

گلگونه از نوبهاران جلوه گر شد در جهان
می سزد نالد اگر رضوان چو بلبل در جنان

نوبهار آمد کنون از کثرت عیش و نشاط
جای زهره زهره خیزاند نهال گلستان

دور نبود از فیوض باد نوروزی اگر
سر کشد از نخل ماتم شاخ و برگ زعفران

گر رود باد صبا بر آذر برزین دمد
لاله زاری از شرار و سنبلستان از دخان

تیرباران بلا گر چه رخ باده باک نیست
وانکه بر گیتی پرند ابر شد برگستوان

فصل بوقلمون ز ریحان شد چمن باز آرزین
ق
ابر رنگین جلوه گردید از کوه فشان

این چو صوفی دلق زنگار رنگ میدارد گر
وان چو مستان قدح آشام میسازد فغان

یاسم از عکس شفق لاله ز داغ قیرگون
آب آتش گونه است و آتش عنبر دخان

حلقهٔ پیچان کمند و برق رخشان خنجرش
پیچد و سوزد گلوگاه و دل فغفور و خان

ذات تو در هر دو عالم هرچه جسته یافته
جز نظیر خود که از اول گشته بی نام و نشان

گه شود محراب کعبه گه در بیت العتیق
چون بگاه رمی گیرد چله چاچی کمان

دلدل زرین رکابت ماه سم سوسن عذار
نرگسین چشم و بنفشه طره و سنبل عنان

تکلمه مالد غبارش بر رخ رخشنده ماه
نور می بخشد لجام او به سلک کهکشان

سُمّ او در خون اعدا چاره جسته اندر شفق
پیکرش در هفت صف چون ستم اندر هفتخوان

جز دُمِ عنبر نشانش هیچکس کاهی ندید
بحر اسود موج زن در وسط دو کوه گران

سرعت وی را در شری ها شیر بخشیدی اگر
پر زدی گاو زمین مثل براق آسمان

عزم تو مهمیز گشته از پی آن برق وش
حزم تو گردید بهر پای بندش ریسمان

پیش جبریل امین بهر تیمم می‌رسد
هر غباری کو ز جولانش رود بر آسمان

لوحش الله زان زمان سعد فیروز اکو تو
با سپاه بیکرانه تاختی بر همروان

طول فوج میمنه و ز نجاوران تا باختر
عرض لشکر میمنه و از باختر تا خاوران

و اندران پولاد پوشان چون فلک مریخ خشم
در میانش غازیان چون اژدر آتش فشان

شرزه شیری در عنان سر پلنگ بر توش
ز من یلی زیران هم یل بر زده تو آن

بسکه خونها ریختند از دشمنان رو سیاه
جسمها گردید بیجان روحها بیخانمان

بحرها پر شور زاب صیقل الماس رنگ
کوهها در زلزله از ضرب کوپال گران

رخنه ها در تن ز نوک بیلک سندان گداز
جویها در جسم از سیلان مغز استخوان

تیرها گشت از برای صید مرغ جان عقاب
نیزها گردید بهر گوی سرها صولجان

از خدنگ و ناوک و سه پاش و خشت و چلیپا
وز حسام و خنجر و خنجبه و ژوپین و سنان

انقدر گشتند تا در تن ز تو زنهار خواه
هادم اللذات مضطر از فلک آمد دوان

افعی پیچان کمند از بسکه شد اعناق گیر
چون کمان خم گشت در وقعه جیوه دشمنان

از غو شیپور و بوق و شندف و طبل و نفیر
پنبه از خورشید و مه در گوش کرده آسمان

عشرت آباد جهان گردید چون بیت الحزن
کافران را از غریو و مسلمان را از فغان

منهزم گشتند در پایان جنگ اعدای دین
شد سپاه غازیان از فتح و نصرت کامران

شد بغارت اشتر بختی قطار اندر قطار
نهب بردند اسپ تازی کاروان در کاروان

جنگ [illegible]

حقه در توده یاقوت صره سیم و زر — گوهرین مشکوة و سیمینه لگن زرینه خوان

هم کنیزان مسلسل طره و آهو نگاه — هم وشاقان مشعشع عارض و غنچه دهان

بسکه در ناورد که شد حمل سیلان زر و سیم — رایگان رفت آبرو و شان گنج شایگان

گر نمودی مرات پاکت جلوه آرای شهود — ق — از عدم این شانزده هرگز نگردیدی عیان

جاه و حزم و فر و جود و مهر و خلق و عقل و فهم — علم و حلم و بذل و فضل و عزم و جزم و غرو شان

تا نمایان باشد این چار چیز از چار چیز — خنده از لب نور از رخ چین ز مو خم از ابروان

چار کس آرند پیشت سر گزیت این چار چیز — تاج کسری تخت خاقان طبل قیصر چتر خان

منقبت داور جهان و جهانیان سرور زمین و زمان
حضرت امام مهدی دین صاحب الامر والزمان علیه الصلوة والسلام

علی الصباح که صورت نگار کن فیکون — کشید نقش سحر را بلوح آینه گون

مشاطه قدر از تاب آفتاب و شفق — فکند بر رخ گیتی پرند بوقلمون

نگار کرد ضیا از کواعب انجم — چنانکه رنگ ز رخسار عاشق محزون

خدیو روم بیک جنبش طلیعه صبح — نمود صد حشم زنگ را ذلیل و زبون

به تیره قعر یم باختر نهان گردید — لآل ماه و کواکب چو مخزن قارون

نسیم عطر دم و شبنم گلاب سرشت — شگفته ساخت ز هر جا چو چهره ذو النون

بتافت از غرف فیروزی خور کوئی — ز بطن علق موسی نموده سر بیرون

به لحن باربدی بلبلان شاخ بهشت — و سیمبر دم داؤد و صد هزار افسون

باهتزاز نسیم سحر بتبسم تاکه — ز خواب ناز گشاده دو نرگس میگون

حریف نوم شکسته صفوف غمزه و ناز — نگار دوش پریشیده زلف غالیه گون

تکلم لب جانبخش و یک جهان محشر — نگاه عبهر ضیاد و یک فلک افسون

کشید غازه و بنمود درج لعلش — ضیای دهر فروز لآلی مکنون

چو بیقرار شد از زحمت صداع خمار — خطاب کرد بمن با عتاب گوناگون

چه گفت گفت که هی هی نخسبیه و تردود — چه گفت گفت که هین هین شتاب کن اکنون

بیار میوه و مینا و باده و ساغر — بزن چغانه و سارنگ و تار و قانون

بنوشش راح مصفا و لعل آذر فام — به نغمه که بجنبد ازان ز جا هامون

موثری که چو ریزند قطره اش بزمین — چکد شراب تبرزد ز شاخ افتیمون

پس از شنیدن ساغر چو مست باده شدم — گشاد چهره هزاران حقائق مخزون

گذشت فرق خیالم ز ساق روح امین — رسید پای طلب بر تبارک قارون

نظاره کردم چون کوی حوریان جنان — درون کسوت الفاظ صوت مضمون

تبارک الله ازان معنی لطیف و دقیق — تبارک الله ازان لفظ از گهر مشحون

که بود چون شهب تابناک جلوه نما — که بود مثل مدیح خدیو کن فیکون

دبیر چرخ حشم منشی قضا و قدر — وزیر شاه نشان شهنشه بیچون

شهی که از پی ترحیب شرع او زردشت — برون جهد ز لحد چون شرار از کانون

وزد چو صرصر قهرش به نطفه آتشری — اجنه منکشفند از حجاب های بطون

به آبیاری انعام او شود پیدا — مذاق آب خضر در عصارهٔ افیون

کسیکه ساخته لعلش بصنع او نازم — که نقش زد سرباب عدم دو سورهٔ نون

ز برق تیغ تو در چشم خور شود پیدا — ز باد گرز تو در دهر اشاعت طاعون

جمال لیلی کلکت اگر ببیند تیر — کمانه پشت شود همچو قالب مجنون

خیال نهب شبیخون عسکر قهرت — رباید از دل روز جزا قرار و سکون

ز قطره قطره جهد یکجهان شرار جحیم — رود چو آتش عنف تو در تک جیحون

کمال کثرت هستی چو سر زد از صانع — جمال وحدت و تفرید بر تو شد مفتون

ترحم تو شفیعان درد را تریاک — توجه تو ضعیفان کرب را معجون

شود ز بذل تو ثروت گدای پیر و جوان   بود ز عدل تو سلوت ضعیف و مرد و زن

در منقبت حضرت امام نقی علیه السلام

تا چند ای باد صبا نظاره سرو و سمن   سازی ندانم تا کجا گلگشت گلزار و چمن

تا کی دوی در راغها تا کی روی در باغها   تا کی نمائی لاغها در وصل یاس و نسترن

تا کی کشی خمیازه در زیر تاک تازه   مالی بعارض غازه از لاله در دشت و دمن

تا کی ز روح راح و مل عطری فشاندن در دل بلبل   تا کی ز بوی نور و گل عنبر بعود آمیختن

گاهی باطراف قلل بخرامی از غنج و دلل   گاهی باکناف طلل رقاصی از شوخی و فن

گاهی شوی همداستان با نغمه‌های ژندخوان   گاهی به نی باشی نهان چون روح در کوخ بدن

گاهی بسوی یوسفی چشم پدر روشن کنی   گاهی بجانی منزوی در زلف همچون راهزن

آخر چه سود آخر چه ضر آویختی دائم اگر   با طرهای مارسا با زلفهای پرشکن

خواهی که باشی مثل حر آزاد از دام عسر   کن دامن امید پر از سیر یثرب همچو من

طوفی به آنات بشی بر گرد مشکوی نبی   نوشی بصافی مشربی جام می مدح و سنن

زان پس بقیعش را ببین بوسی بزن با صد خضوع   بر قبر زین العابدین بر مرقد پاک حسن

دخت نبی بینی در آن جو صفت مریم نشان   اما نموده جاودان در گلشن مینو وطن

سوی دگر بفکن نظر زی باقر و صادق بحجر   یابی بوصلت دو قمر در رونق فرض و سنن

عودی نمائی با شرف در وقت خوش سوی نجف   بینی در آنجا صف بصف حور و ملک هر سو و جن

بهر ثنا بگشای لب در حضرت میر عرب   دست خدا حیدر لقب خیبر کشا عنتر فکن

ز آفاق شور حرب او معدوم کرده ضرب او   افتاد از یک ضرب او در دو جهان صد بوالحسن

زان پس گذر در کربلا با ناله و آه و بکا   پیش حسین با وفا پیش شه خونین کفن

پر امنش بلعل تنان در گرد مه چون کهکشان   هر یکی از آن صاحبقران هر یک از آن نجم قرن

جستی فراغت چون از آن در کاظمین شو دوان   بگزین بر داستان بینی در آنجا سوختن

هر یک ازان باجود کی چرخ سخاوت را جدی
بعد ثنا بر کش قدی اندر ریاض مشهدی
کرسی زمین بسا فلکش عرش برین سر منزلش
خشت اساس آن سمک سنگ رواق آن فلک
آب و منوالش آنچنان کز فیض آن معمور نوان
غیث العطا لیث الوغا عرش العلی کهف الوری
بهروز خدم آصف حکم آدم حشم هارون کرم
فرقد نشان سر فرکله زهره نشان انجم سپه
آذین کاخ ازرقی فر خداوندی سطے
شاهی که اهنه از دو علم اندر جوب کرشادم
از فیض او مینی عیان شکفته میان گلستان
با لطف او ظرف ذم بحر اسد از شیر اجم
تیغش بکف در جنگ بین صید سحر صید نیزک بین
دست ید اللهی نشان نهی چو بر جاجی کمان
تیغی کشی گر از کمر گردد جدا چون خیر و شر
گردون کجیمی هور زین زین سمی سیمین سپر زین
عون تو باشد ار ضمین بهمه قوای هر زمین
سازی چو تقلیب و من برخیزد و آید بزین
ایخور بنه بر آسمان سنخے زجرم فرقدان
ای مه فرود آ از سما با طره زنیک دلربا
جوز از رکاب شاه شو مه شاطر آهسته چو

تاجی نام ماه طی محیی صیت ذوالیزن
بینی شجاعتش نرمردی بینی حجارتش سربزن
پیش بجبین آسا کاکش سیماب افرنجی بجن
در تابدان آن ملک انگنن طرح صد دکن
سر کز بخجد در جهان از فر بهی وار سمن
شمس الضحی نجم الهدی بدر زمان صدر زمن
عیسی همم موسی شیم یحیی حیا لقمان فطن
نوشه کمان کش بارکه کیوان نحشان کرد و مجن
تخت دل پاک تقی نور عیون نجبتن
وی چور خند د در عجم بر تاب شعری یمن
لعل بدخش از ناروان مهر درخش از ماروان
ای التفاتش یا سم بکریزد از صوت زغن
گل چهره و او رنگ بین این مهروش آن ماه تن
خنجر دو صد ای الامان از صور بر جای خزن
آب از قمر تاب از کهر نور از سحر لمع از یزن
پروین و می زهره جبین داری عجب نازی تن
خورشید باشد خوشه چین از شاخ خضرای دمن
خار از گل و خیر از فسون عقل از دل وحش از محن
شاید که بنشیند بران سینه سلیمان انجمن
باشد کند افسر ترا روزی شه رحب العطن
عیوق باز آ در جلو تا بیه و برجیس و پرن

تا صوفی پاکیزه دم گردد برای سجده خم — تا بر جبین هر صبحدم صندل بمالد برهمن

تا در جهان بعد شفق از قرمزی شد شفق — انجم به میدان عشق تازند با انداز و فن

از مهر تو با صد فرح کینه و محبت بی ترح — در دست از عشرت قدح در چشم از رحمت وسن

وز قهر تو دارد عدو در فوه و جسم و قلب رو — خنجر زبان طبق گلو نشتر روان ابرو سخن

منقبت حضرت امام جعفر صادق علیه السلام

الا ای بت توسن و تند و بدخو — برفتار کبک و بشوخی چو آهو

ق

ندیده کسی در فضای دو گیتی — چه آن خط و خال و چه آن چشم و ابرو

بکف توس عنبر گرفته دو کافر — بگلزار سینه نشسته دو هندو

سمن جبهه شبنم عرق چشم نرگس — رخت گل لبت لاله بالات نازو

سرین فربهی مثل تخت سکندر — میان لاغری همچو ذهن ارسطو

صدف گوش و ماشوره عاج گردن — سمن ساق و پستان دو سیمینه باتو

اگرچه همه ظلم و جور و جفائی — ولی هر چه تو هست چون دل به پهلو

ندارم ز تو دوست تر هیچکس را — ندانم ز تو ماه را به بها هو

مگر مهر آن خسرو دین و دنیا — مگر طاعت آن شهنشاه دلجو

امام جهان جعفر ابن محمد — که از صیت او هست آفاق مملو

فتد بر دمن گر غبار سمندش — شود پشک چون نافهٔ مشک گلبو

ز عدلش همال جمیل و بثینه — شده عاشق یکدگر مار و راسو

ز عاجز نوازی او نه گردون — گریزد سه اسپه ز آوای تیهو

چو از قهر بینی به سهراب و نیرم — چکد چون عرق نطفهٔ سام و برزو

پرند آور برق تابت ربوده — ز الوند آتش روانی ز آمو

الا ادهم تو گر گیتی نکرده — جهین چرخ را ز اندر اسپش تکلیو

گران نشست مفره تن و آتشین سم — سبک روح ولاغر دم و عنبرین مو

رکابش بود پر کر خسان ترکان — نعالش شود حلقه گوش تنکو

نفور تو مهلک ولای تو شافی — عتاب تو زهر وجواب تو دارو

ثنای تو میکال را نقش جوشن — مدیح تو جبریل را حرز بازو

بپرلیغ جاه تو طغرا تبارک — مدیح تو با بسمله در تکافو

الا تا تبسم زند بگاه تبسم — تراود چو شبنم ز لعل سخنگو

الا تا که پیچد چون موی دیلم — جگر تفتگان حسینان مه رو

ببیند از ایزد بفردوس مردم — برای تو بنیاد یک خلد مشکو

بر آهنگ نواب ای همنشینان — ز هستی بر قصیده تا حشر و صلوا

لغز آفتاب منقبت حضرت امام موسی کاظم علیه السلام

چه چیز هست ز آیات بینات اله — که هست پرتو نورش فروغ عارض ماه

بروز سیر جهان میکند سلیمان وار — بشب چو یوسف مصری قند میان چاه

گهی بناز بپوشد ز زعفرین کسوت — گهی بپر بکشد چست لعل گونه قباه

ز وصلتش رخ گیتی چو آئینه روشن — بفرقتش تن غمبر ازیک قیر سیاه

رود بسجده چو زهاد صاف دل هر شام — کشد چو بیکشش مخمور سر بجیب پگاه

وصال یافتگان از غیاب او خوشدل — ستم کشان بفراقش اسیر ناله و آه

نظام عالم امکان بتاب او مربوط — قوای نشو و نما ز وست در شجار و گیاه

فلک به دوری او شل عاشقان حزین — شبانه اشک همیریزد از ستاره و ماه

مدام می بدرخشد بسان روی جمیل — شود سیاه چو موی بشینه در بیگاه

از و نثار حدائق چو کام جان شیرین — ازوست طلعت گیتی چو حوریان دلخواه

بسان مهر شه جن و انس عالمگیر — چو عقل سرور ملک و ملک بلند نگاه

بهشت پرچم و طوبی علم مجره نصال
شهاب بیرق و مه سنجق آسمان درگاه

کز شفاعت او زاهدان برستاخیز
ثواب را بفروشند در سرای گناه

بآبیاری میراب رحمت عامش
دمد ز خار عداوت هزار مهر گیاه

بانتظار شفاعت گری او ز ازل
نهاده رحمت رب غفور چشم براه

ز نور طبع منیر تو گر کنند سخن
سواد زنگ به بینند از زمین هراه

ز بیم ضرب عمود تو گاو زیر و زبر
یکی بتحت ثری وان بچرخ برده پناه

نخواهد ار بخلاف تو دولتی دارا
کشند سد سکندر بروی دولت و جاه

به آن زمان که رسد هول حشر در گیتی
بآن زمان که رسد نوبت من بماهی و ماه

بآن زمان که نوردند شش جهات و سپهر
بآن زمان که بپاشند کوه را چون کاه

بآن زمان که فشانند شراره آتش قهر
بآن زمان که جهد شعله از بطون میاه

بآن زمان که بنیروی نفخهٔ ثانی
ز خاک تیره برآرند سر سپید و سیاه

دوان دوان ز مقابر شوند با حسرت
به پهنه که نباشد دران میاه و گیاه

بدان مشابه بدرگاه ایزدی بروند
که فرق کس نتواند کند گدا از شاه

نه چتر باشد و نی گرز و طوق و تاج و کمر
نه سنج و کوکبه و طبل و چار طاق و کلاه

نه عزم رزم و تمنای بزم و آز و حشم
نه شوق فر و نه ذوق زر و نه خواهش جاه

نه عقدهای دُر و نی زمردینه حُلی
نه طاقدیس مکلل نه گوهرینه کلاه

نه کنج کنج عقاقیر و توده توده عبیر
نه حلهٔ خز و سیفور و زرنگار قباه

غرض که با دو صد اندوه و صد هزار افسوس
روند خلق بر آن یگانه شاهنشاه

که ذات اوست رحیم و نوال اوست عمیم
منزه است ز جهل و بری ز جور و سفاه

به کیفر عمل خویش هر یکی برسد
چه گبر ظالم کافر چه مومن اوّاه

خدایگانا ثواب تو چه خواهد کرد
که چشم خجلت او بر گناه اوست گواه

ورا به قلت نیکی و کثرت عصیان
نیا مرا نظر هیچگونه شکل رفاه

جز اینکه مرحمت خاص تو بگیرد دست
جز اینکه تا در جنت مرا شوی همراه

بباب خلد بتیم رسانی و گویی
که ای وصیف من اکنون تن از کلال مکاه

که در تلافی کربت جنان بقبضهٔ تو
که در صلای مدیحت نصیب تست صلاه

و دو دست پاک ترا بوسم و دعا گویم
بآن صفت که ملک گویدم تعالی الله

چو عمر خضر حیات فدائیانت دراز
مثال آن زمان عمر خصم تو کوتاه

مدح امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی الله عنه

الامان از سپهر چوگانی
داد از چرخ کهنه بارانی

کو بهر لحظه با هزاران چشم
صد بلا را کند نگهبانی

نیست کس در زمانه کو نشود
از جفایش اسیر حیرانی

همه با سور شد دل کوهی
همه خون گشته لعل رمانی

خار بستر گل عقیق نقاب
داغ بر دل شقیق نعمانی

ای ابا یوسفان ز بیدادش
در لحد گشته اند زندانی

خم ابرو ز عقد رنج و ملال
زلف در بند صد پریشانی

فلکا سوختی تنم ای وای
ز آتش فکرهای روحانی

تا کجا مر مرا بکیفه عیش
میدهی غم مگر نمیدانی

که ز روز ازل مرا دادند
منصب خاص مدح عثمانی

ابن عفان خدیو ذی النورین
نور اکرام و نور یزدانی

ید بیضای موسی قدرت
دم عیسی صنع یزدانی

گرچه سیم خلیفت اما اوست
اولین عقل و آدم ثانی

آنکه نبود ز فیض او عاجز
مور در دعوت سلیمانی

علم حق در رخت ہمہ دیدند | گر نبودی حجاب امکانی

منقبت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

شام بصد غنج و ناز از تتق عنبری | غالیہ سا گشتہ باز بر صدف گوہری
ترک فلک از نیام آختہ خشا حسام | بہر ہلاک ظلام بافنہ المکندری
رفتہ زخوف ظلم مہر فلک زی عدم | آنچ باصد حشم خیل شہب چون پری
بہر نثار قمر زنگی شب تا سحر | ریختہ در و گہر در طبق اخضری
قاضی روشن ضمیر ہرمز بی نظیر | زد بر نیلی سپہر زانوی دانشگری
زہرہ زربفت پوش چنگ زن و نوش بادہ | بر زدہ چندین خروش تا فلک مشتری
گوئی شد آسمان چشمہ آب روان | جرم زحل اندران ساختہ نیلوفری
تیر دران انجمن بر سر لوح بیان | کردہ رقم شکل من مدح شہ عسکری
پارہ صحف وجود سورہ تنزیل جود | بسملہ ہست و بود آیہ دین پروری
از کرم او گشت روضہ مینو سرشت | در غضب او بہشت بتکدہ آذری
چون تو نہ کردی گزین مہر سلیمان ازین | اشک فشاند از نگین دیدن انگشتری
شیوہ رنج و عنا ساختہ تا خفا | کودک آشوب را کردہ عدم مادری
قہر تو سازد برون گر ز جہان نہب و خون | غمزہ کند در عیون توبہ ز غمازگری
حاسد اگر در مشام روی تو بیند مدام | مضغہ بزہدان مام سازد در امشکری

انتخاب غزلیات

انکار چرا ورزی از بستن پیمانہا | دارم پی اثباتش در دل دو وصد ایمانہا
جانی و ہزار ارمان چشمی و دو صد طوفان | شکر است کہ در ہجران ہستیم بسامانہا
تا کی شب فرقت دارم تب نہانیت | یک سینہ و صد حسرت یک دیدن و طوفانہا
بیجان حبشی کہ کرد و در ہجوم درد و غم پیدا | بو و لطف نہان تو ز بیداد و ستم پیدا

به آن نازم نگاهش ظالم که ارواح همه عالم
نگردد کم هوای جان نثاری گر ز بیمهری
کدام آشفته دل داده است خط خود بتو قاصد
فلک آموخت استغنا اگر این عشوه کاران را
نخواهم شد خجل از زاهدان در وادی محشر
ز خوف جور او بر دیگران اندر عزای من
همان نواب مسکین بود کو از ساده لوحیها
حرفی بگفت قاصد من از کمال شوق
این ظلم دیگرست که رسوا شدن چو
هزار چاک رفو کردم و ندانستم
کدام سوخته دل ناله کشید که دوش
مداوای نکن امشب طبیبا خسته جانی را
سخن با غیر و رو داری بسوی من ستمگر کرم
چنان بیخود شدم از ذوق غم کاندر شب هجران
دمی از وصلت جانان کرامت کن بمن یارب
بهر ظلمی سپاسی تا دم محشر همی خواهد
تا ابد بگذار از بهر خدا بسمل مرا
چون نمودی دعوی عصمت میان دمان
در فراقش طرفه لذت یافتم از درد دل
نامه بر راه عدم بگرفت شوق دل هنوز
از نصیحتهای تو ناصح نگردم ترک عشق

شود یکباره در شوق شهادت از عدم پیدا
کنی قتلم هزاران بار و سازی مسیدم پیدا
که گشته یک جهان حسرت ز نقش هر قدم پیدا
تو یارب صبر روزی کن دل امیدواران را
که اشکم پاک شسته نامهٔ پرهیزکاران را
همی نالند بر من هرجا این سوگواران را
نمی فهمید در بزم تو دی افسون یاران را
پرسیم هزار بار پیام شنیده را +
بدنام کردن آه طبیب نارسیده را
که غایتی نبود زخم بیوفائی را
بلرزه یافته ام عرش کبریائی را
که با صد شوق در دم خوانده مرگ ناگهانی را
ز چشم حسرتم فهمیده باشی بدگمانی را
دو صد تحسین نمودم این بلای آسمانی را
بعیسی خضر ده لطف عمر جاودانی را
چه خواهد خواست گردانست طرز مهربانی را
تا نماند از طپیدن حسرتی در دل مرا
مدعی آورد آن دم بر سر محفل مرا +
ساز یارب بهر ناز او سراپا دل مرا
می برد صد بار هر دم بر سر منزل مرا
باز میدانی بکار خویشتن غافل مرا

گشت و بر روز قیامت کار خود انداختم
بوفای من ای خدا ابر کن +
من و رندی و بیخودی زاهد
مردن از یاس و زیستن به امید
غم و اندوه تا چه خواهد بود
شبی از رحم سوی ما بگذر
زلف بیه شکسته بدوش و کمر بیا
با غنج و ناز پیش عهد و نیز میروی
در راه کعبه خانه جانانه یافتم
هستم باد ای دگری نوحه گر امشب
زخم مژه کیست که هر موی تن من
پاس شب آدینه نگهدار خدا را
نگر امروز آشوب بلا نیست
بوصلت بیخودی بسته دهانم :.
همی ترسم ز خوی تو وگرنه
نگاه عشقبازان را خدایا +
گره از زلف بگشا در عزا ایم
اگر اینجا بتی آنجاست حوری
چو جان باشی تو در آغوش نواب
خوشنما هست ضیای سحر عید ولی
دل دشوار طلب بین که تمنا دارد

وای نگذارند گر ره جانب قاتل مرا
همه عالم ز بیوفائی ها
تو و ایمان و پارسائی ها
این بود مرگ و زندگانی ما
اگر این ست شادمانی ما
بازبین طرز نوحه خوانی ما
ای من فدات بلکه ازین خوبتر بیا
آئی چو نزد من باد ای دگر بیا
نواب باش رنجه مده بیشتر مرا
باشید ز من همنفسان باخبر امشب
رقصان شده از لذت درد جگر امشب
نواب نشین در خم می تا کمر امشب
که در عشاق شور مرحبا نیست
تو پنداری که در دل مدعا نیست
هجوم آرزو ها تا کجا نیست
بجز فرقت مگر دیگر سزا نیست
فدایت جانم این بند قبا نیست
بلای عشق ای زاهد کجا نیست
چه مطلب زین که عالم هست یا نیست
خوشتر از ظلمت شام شب هجران تو نیست
آن وفای که بعهد تو و پیمان تو نیست

با غیر اشارت کنی و من ہمہ تو
مضطر مشو از خوف مکافات ستمها
قربان تغافل که ترا از غم نواب
گر لذت چاک جیب انیست
نیم منکر خلاقی خند انواب
خرام نیست که صد فتنه میکند تعلیم
زخمی که به افزایش ستمهاست
شادزی خوگر جرم که بد و رحسنت
بر فکن شانه و برخیز و سر راہش گیر
اندکی صبر کن ای حرف ازین رو که مرا
جز ہجر نیست از تو نصیبے دل مرا
آشوب یک جہان نه پسندی اگر خدا
واعظ بخوف حشر مبیہ و نه دنیا
گفتی که سیه کرده ست روز خوش تو نواب
کسی لذت بسمل شدن بود آگاه
ہجوم شوق ز خودی برد مرا شاید
شادم بقیامت که پرسش محشر
در وصلم نبخشد اثر دعای صبح
صبری که بود صرف شب غم شد ای خدا
آنزمان باب اجابت بگشاد افسوس
که به گریبان و گہی بدامن

و آنگونه نشینم که بدانی خبری نیست
خوش باش که در نالهٔ زارم اثری نیست
زانگونه خبر ہست که گویا خبری نیست
دردا که به تن دو صد کفن نیست
شکیب ہست ولی در نصیبهٔ ما نیست
وگرنه اینہمه شوخی محال کردن نیست
تجلی که به آغاز بود اکنون نیست
شیوهٔ مهر ازین عالم امکان برخاست
اینک از بزم تو نواب پریشان برخاست
لب حسرت بصد افسوس گزیدن باقیست
در حیرتم که باز امید وصال چیست
پس از ازل نمایش حسن و جمال چیست
کان فتنهٔ خرام و قد بمثال چیست
قربان سرت گردم طول شب ہجرانت
که وقت نزع نگاهش بقاتل افتاده است
گذار نامه بر من بمنزل افتاده است
جز قصهٔ تو نیست مرا ورد زبان ہیچ
خواہم که شام وصل تو آید بجای صبح
باید شکیب نو پی جور و جفای صبح
که بجز مرگ امیدی بدل زار نبود
دست من در غم سودای تو بیکار نبود

لذت جور خودت بین که دلم خواهش داشت
از خدا خلد چرا خواست بحشر نواب
گویا که درد تو ز دلم سینه دکسی
نواب رفت در شب عشرت بخواب او
جوری نموده که نکرده است آسمان
تعلیم کرد غمزهٔ تو ورنه پیشتر
دریغ حسرت یکباره دیدنت خون کرد
هزار محفل عشرت شکسته شد نواب
نواب حال وصل عدو ناشنیده مرد
گر دم زراه مصلحتی دعوی دریغ
آنانکه از حدیث عدو جان همی دهند
کردی بسی جفا زازل ای فلک کنون
نواب زیر خنجر بیداد دم نزد
یاران چرا بدیر و حرم جستجو کنند
شرمنده ام به پیش ندیمان که جیب را
یارب بحیرتم که چه سازند در وصال
بیخود شده ببوی گل مرقدم ملک
نواب را کشی به ادائی که دیگران
روز محشر عوض نامهٔ اعمال مرا
دی بیاد تو همی رفت بگلشن نواب
بهر آرایش فردوس شنیدم که ملک

آنقدر ظلم که در هیچ ستمکار نبود
بخیالش مگر آن سایهٔ دیوار نبود
ورنه بهجر سختی مرگ اینچنان نبود
جای خوش آمدش که در آن آسمان نبود
او همدم رقیب به آزار من نبود
این فتنه ها بگردش چرخ کهن نبود
دل مراکه در آن صد امید واری بود
بگو که دوش ترا این چه بیقراری بود
بر جانش آفرین که چه مرد غیور بود
ای وای گر به صبر مرا امتحان کنند
آه از دمی که با تو وصالش گمان کنند
بگذار یک دو جور که رعنا بتان کنند
صد مرحبا که اهل وفا امتحان کنند
آیند در حریم دلم دید او کنند
تا چند پاره سازم و تا کی رفو کنند
آنانکه روز و شب بفراق تو خو کنند
آه از دمی که این دل پر داغ بو کنند
صد جان دهند و جلوهٔ مرگ آرزو کنند
پارهٔ چند ز صد پاره گریبان داده
بخرامی که دو صد مست بر آن جان دادند
پارهای دل پرخون شهیدان بردند

آن وقارم که بصد حشر نجنبید ز جا
بو د نواب همان خسته زلفت گویا
سرگرم شیون اند چرا حاملان عرش
از من مپرس قصه نواب خسته جان
بقتلم برکشا بازو مترس از طعن بدگویی
ز رشک غیر ای نواب کارت شد خراب آخر
همین یک بیکسی ظالم نه پنداری که عاشق را
دم بسمل شدن نواب چندین مرحبا گفتی
بگلستان بکش از می گشتم ای صیاد
دل تهی دادم و فکری ننمودم اولی
باب توبه به رخ کس نگشایند دگر
از حال اسیران خبرم نیست ولیکن
دی قافله صبر تو نواب نمی رفت
دلی اول باو بسپردم و آخر بکار آمد
بیک نغزیدن پایت جهان شد درهم و برهم
مشنو صفت کوثر و مشکوی زبرجد
چون غیر بجان آمده از عشق تو مگریخت
زاهد بدلق و خرقه عبث ناز میکنی
جرأت اگر تمام شده تنگدل مباش
دی بشوخی نه مرده ام که شوی
و غمزه بوسه داد و باز نداد

نارنستان بگی جلوه خرامان گردید
از سر کوی تو با حال پریشان بروند
شاید که ناله ام به سپهر برین رسید
برخیز و خود ببین که چه بر آن غمین رسید
گر این تهمت ز اول حصه افلاک و انجم شد
که دوش از یک نگاهش خاطر ما حصه تو شد
هزاران رنگ حسرت در نگاه واپسین باشد
که در عهد تو اکنون جای چندین آفرین باشد
ورنه در دل هوس سیر چمن خواهد ماند
گر رقیبی به نهان در پی من خواهد ماند
بجهان تا چو مئی توبه شکن خواهد ماند
آویخته دیدم بگلستان قفسی چند
از ناله شنیدم صدای جرسی چند
کرامت کن خداوندا دل دیوانه دیگر
حسرت کردم بشوخی لغزش مستانه دیگر
مینا بجیب کرده و خم باده بسر داد
تو نیز دل ز پرسش این واقعه وا
شوخی ز رفته پیش تو دامن کشان هنوز
با صیت بهر کشتن من آسمان هنوز
دیگری بر تو مبتلا امروز
و غضب از ناز و از حیا امروز

دوش در کوی تو نداد جان
زاهد او چشم پرستی ها

ناز کن بر دل نواب خویش ◆

گر دلش نرم شد این لذت بیداد کجاست
شاید هوای شوخی بسیار و بر وضعه ام
دی بجرم میکشی از مسجدم راندند و باز
با اداهای خوش امشب دین ام نوابی
تو و بدادن یک بوسه صد هزار احسان

بفرقت تو ندانم که حال غیر چه شد
تپیدن دل بسمل خوش است و خوش لیکن
دل ندر زلفت کرده ام ظالم پریشانش مکن
یا رب ندانم تا کجا سر رشته تارش کشید

گر تیر جگر دوز تو پران رود از دل ◆

تا چند بود بسمل تو منتظر مرگ ◆
یاد کن یاد ز لخت دل خون آلودم
بهر آزار تو طرز دگر ایجاد کنم
دیدم بهتر ازین نیست که با صد حسرت
بچه شوق آمده ام پیش تو ای نوخست دل
چه میگویی حدیث وصلت و دوشینه با دشمن
بمیان برده ام لذت ز تیغ خونفشان تو
بر نواب آمد یار و بر دار هوشش ای همدم

آمدم بهر عیادت ها اسرو
کافری گرد بسملم که مپرس
بر رخ و زلف اینهمه نازان مباش ◆

بکن ای آه جهان سوز نه تاثیر اعجاز
خواهید روبروی کنی با داستان باغ
یافتند امروز بر منبر با عجب
زلف شوخی در کف و جام می گلرنگ بکف
من و نجاط من یک جهان حساب فراق
مرا که دل همه خون شد ز پیچ و تاب فراق
نمیرسد به اداهای اضطراب فراق
مانده است مه تنها مرا این ناز پرور در بغل
آنرا که باشد روز و شب شوخی همین در بغل
جذبم نه چنان است که پیکان رود از دل
زخم دگری تا ز پی جان رود از دل
برگ گل را چو منقار بگیری بلبل
واله غنچه شوم پیش تو فریاد کنم
دم بسمل نگهی جانب جلاد کنم
باش یک لمحه که تشنیم و خنجر یادم
بپرس از من که دور از تو چون شب را سحر کردم
که از خاک لحد دل خواهش جان گر کردم
نه از دیدار ارزانی که من خاکی بسر کردم

دل به آزارم نهاده است نمیدانم که من
بصد الطاف بر بوالهوسان باشی که مرا
شوق تو گر بگذارد بدل من صبری
کس مبادا چو من ساده دل اندر عالم
خیال هجر و هجوم امید و خوف سحر
چراز قتل دو عالم چنین پشیمانی
بعرش زلزله افتادنی ست ای غمام
ندیدم دوش روی غیر و خوش از انجمن رفتم
چنان بر داشتم لذت بچاک جیب گز وحشت
دوش در خواب سر زلف پریشان دیدم
آه آن دل که بسی در خم گیسوی تو ماند
مردم از وهم که شاید بفراقش باشد
پاس عشقت بود کز جور تو نکشیده ام عمر
در وصالت جمله درد از دل بدر کردم ولی
الهی بسته عهد وصل آن رعنا نگار کن
اگر اینجا نمیکردی خجل از جور خود آیا
بفردای قیامت در جزای گریه ام یارب
با غیر صد حکایت لطف تو گفته ام
سوخت برق آه من هفت آسمان لیکن چه سود
پارهای جیبهای خواب بر چین از رهش
دلهای عالمی همه خوناب خون شده

آنقدر نالم که ابر از سر مهر آورم
بهمین جور و جفای تو قناعت دارم
بهر طول شب هجر تو امانت دارم
گر چه تو دلشکنی چشم مروت دارم
چه فتنها که بوصل تو در کمین دارم
که من ز طبع تو امید بیش ازین دارم
ز اضطراب دل بسلامت یقین دارم
لب خود بر لبت بنهادم و از خویشتن رفتم
به هر بازار صد ره در هوای پیرهن رفتم
لوحش الله که شریک شب هجران دیدم
پارهایش نخست بر سر مژگان دیدم
هر گره از المی چاک گریبان دیدم
ورنه بهر شکوه من هم زبانی داشتم
آه را از بهر تخریب جهانی داشتم
جهان را عمر دیگر ده برای انتظار من
نخواهی گشت در روز جزا شرمسار من
دو چندان سیل خون ده بچشم اشکبار من
آه از دمی که دید رخ نیکوی تو
گر جفایت طرح صد چرخ کهن خواهد شدن
بعد مرگت اینهمه صرف کفن خواهد شدن
بگذار ای عزیز خدا را گریستن ☆

شهیدم ز شوخی بخرام و نازشی کز
نکی فشان بر چشم گه ز ... تا بدام
رح رفق تو بعالم اگلی انصاف نیست
از هوای سیر گل بگذر بیاد رشهیدم
چون بشوق دل خود آمدم در دام بلا
فراموش نمود آن بت عیار مرا
و حشری بجهان کرده قیامت لوای
جهان گم گشته ام در حسرت شوق جمال تو
چشم بسر بید از طرف رهگذر او
ره الفت چه ترسانی ز بدنامی مرا
مظلوم نباشد پرسش روز جزا
سهل تر بود علاج ستم چرخ دلی
اجل دست و گریبان شده صد حضرت وصیح
شوق گلشنی دارم نه ذوق وصل رعنایی
دی گر خود پسند طبع تو افتاد پس آیا
پس از مرگ چون عمرم گذشته غم هجران
الم بر بود شوخی گلعذاری سرو بالائی
جران تا قیامت سوز یارب همچو من او را
وش نازنین برداشت جنبش صد قیامت
ید وصلم دادی بغمره دا از ره شوخی
رت بر آستان یرو پایت در حرم

بلغم است ز نبید لب حسرتی گزیدن
که چه لذت است ظالم دم مرگ در تپیدن
گشتن و سیل سرشک از چشم فشان ریختن
لخت دل چیدن بهشت از گل بدامان ریختن
مرغ بی بال و پری را تو هم آزاد مکن
فلک تفرقه پرداز تو هم یاد مکن
بیش ازین بهر خدا ناله و فریاد مکن
که با صد سعی و کوشش هم نیایم در خیال تو
شاید که بتابوت من افتد نظر او
من همان هستم که تو صد بار رسوا کرده
منت ایزد را که تو بر من ستمها کرده
چه توان کرد که تو فتنه دوران شده
تا نواز ناز سوی خاک شهیدان شده
که جوش حسرتم نگذاشت در خاطر تمنائی
چرا دادی بدین رعنا تبان حسن خداداد
چه دانی تو که از دل هم برون ننهاده پا
درون صلحی برون جنگی همه نازی خود آرائی
اگر دارد کسی در عشق او دیگر تمنائی
ببین چون میروم ز آفاق نعش ناشکیبائی
مگر دانسته باشی کامشم از قیمت …
نباشد هیچکس نوّاب چون تو بی سروپائی

تماشایش میسر شد بحکم مرحبا صد ره
چرا نواب خوشنودی نباید دل در محشر
سرم از وهم جو در پرده محفل باشی
حسرت بخشته خود گر تو بدانی ظالم
بچه آداب برندش بحضور ای زود
از من آموز ره و رسم محبت نواب
نو شناسی مرا و از نگاه هست
دعای به نجوم مدعی را
شرمی به ادا و ناز تا چند
بارش بستان که در گذشتم
بخت آن تو که به آغوش رقیبم ناگاه
خانه در پهلوی اغیار بگیرم شاید
سپهر چو بتو بلای نکر بخاطر داشت
دلت چو رفت مبارک بتو بود نواب
خنجر کشی بناز و بخود دو فدا کسی
تهمت نصیب چرخ شد و گشتیم دریغ
روز جزا اگر کیفر ظلمی دهند کاش
سازی جهان برای شهیدانش ای خدا
نخواهی ست از آشوب آیم تا دم محشر
ترسیدم از قیامت خلقی وگرنه من
مرگم نیامد آه از آن ساعتی که من

پسند آمد از آن ناصح مرا معشوق هرجایی
مرا امروز طاقت شد تو دارم امید فردایی
آه از آن روز که بی من دو سه منزل باشی
تا ابد نوحه کنان بر سر بسمل باشی
بسملی را که بصد ناز تو قاتل باشی
تا به ارباب وفا مرشد کامل باشی
چنان دانم که کاری دیده باشی
که شاید در دلش گنجیده باشی
نادی بد و صد حجاب تا کی
یک بوسه و صد حساب تا کی
نام من گویی و یک مرتبه جنابت گویی
که شبی ناله جانسوز مرا گوش کنی
که از ازل نستوده است هیچکس بجز تو بدو
غمی و هر نگهی حسرتی و هر نفسی
شاید که ز من نیست ز اهل وفا کسی
ظلمی کند کسی وفتد در بلا کسی
بگرفته دست پیش کشاند ز ما کسی
چون نشود بخواهد اگر خونبها کسی
شب وصلم اگر یک جنبشی ای آسمان کردی
دستی زده بحشر تقابت کشیدمی
نام تو از زبان عدو می شنیدمی

نخورد بعد من تا قسمت غیر / غمت را همره خود بردن اولی
ز بیم چشم زخم کم نگاهان / ستمهای ترا شمردن اولی
رود صد حیف شوقت از دل من / بامید وصالت مردن اولی

مفردات

از آن بصحبت نواب خوش گذشت شبم / که در فراق تو افسانهای شیرین داشت
دمی گذر کرد چو نواب بکوی صیاد / نوحه ساخت که مرغان قفس را مردند
بوفا شوم چه نجیا من بغمزه خود / بکن آنچنان جفا که کسی نخورده باشد
بشکست نه سپهر بدین ناله رقیب / آه از دمی که در دل تو هم اثر کند
ای وای ای مسافر بیچاره که او / نادیده جلوه تو ز عالم سفر کند
داد خواهم ز تو بر حشر ولی می‌ترسم / کز ره رشک مرا راه به محشر ندهند
دردیکه دوشم یار بود امشب نجیا شد از برم / سوز فراق او مگر بگداخت پیکان در جگر
سر کشید از خرام تو فلک رنجه مشو / بهر پامالی او ناله بدل داشته ام
وه وه چه آفتی که رخ دلفریب تو / روزی بخواب دیدم و شبها گریستم
بوفایت مگر چه خواهم کرد / من که جور ترا وفا دانم
از گفتن رقیب نمائی جفا و من / چندان کنم شکیب که او را اجل کشم

رباعی

از من نبود بهجر تو زار ترے / در غم غم و سوزم نمانی گذری
شاید که به غنچ و ناز خواهی آمد / زان دم [illegible] هیچ نماند اثری

مخمس نعتیه

نرگس مخمور بست پادشه خاوری / لیلی شب بر شکست شیشه حسن پری
ماشطه صنع ریخت لخلخه عنبری / نافه مشکین شده شکوی نیلوفری

دلبری آموز گشت خندهٔ کبک دری

شاهد مهتاب زد چادر سیمین طناب — جلوهٔ زیبا نمود یوسف عودی حجاب

پردهٔ رخ برگشاد لعبت گوهر نقاب — طارم اخضر بداد خوشهٔ در خوشاب

خیز و بیا و بده جام می خلری

برخ زیبا فکن طرهٔ طرار را — تا بکمر بر شکن زلف چو زنار را

برید بیضا بنه ساغر سرشار را — مست می عشق کن کافر و دیندار را

وقف تبسم نما آن دو لب شکری

ای سمن در برم مست و غزلخوان بیا — ای بدو صد غنج و ناز دست و گریبان بیا

بهر قبا دوزیم برزده دامان بیا — چون کرم خسروی با همه سامان بیا

آنکه بیعوق زد سکهٔ پیغمبری

داور یحیی حیا قیصر آدم ادیم — فخر خلیل جلیل عالم علم علیم

مهر سپهر علا منبع نهر عظیم — اسلم سلم و سلام بحر سلیم و شیم

احمد مرسل که هست مرسله سروری

جبههٔ رخشای او تاب ز گوهر ربود — چشم دلارای او آب ز عبهر ربود

عارض رعنای او خواب ز اختر ربود — زلف سمن سای او تاب ز عنبر ربود

لعل لبش آب کرد تلخ خوشش کوثری

از در آتش فشان صیلم تیز شکاف — آنکه ندارد قضا از سر او اختلاف

گر بهی در کمر ور بکشی از غلاف — آب شده خصم تو روی نهد از مصاف

جانب پشت پدر باد و جهان ابتری

کبت

گینْد گتْ منْ ہرنْ سُدَ ہا آدَ ہرنْ چنْد بدنْ بینْلی بازگارِنی تنْ ہینْ ٭
بَرَ ہا کی دُکھ کو بیدَ ہینْ سیری سی سُوبَہا سنکہ دینْ بھرُو دھنْ مینْ مدہ مینْ مگن ہینْ ٭
سنکہ گل کام دہینْ سی سُرل ابھسرا سی آدیکْ اَچپل منْ سنے ردن ہینْ ٭
کَدسُر تَرباج گھُو گھنٹ برنواب دھن کی تن ساگر یہ چودہ رَتن ہینْ ٭

تمہید بندگان عالی نی اس کبت مین عجب حسن رکھا ہی اور قدرت گویائی کا
رنگ دکھایا ہی مخفی نرہی کہ مذہب ہنود مین سمندر سی چودہ رتن یعنے جواہر
نکلے ہین وہ یہ ہین گجراج بمعنی فیل سفید کہ راجہ اندر کا مرکب ہی اور اوسی کا
نام ایراپت ہی امین بمعنی آب حیات کہ اوسی سُدہا بھی کہتی ہین
سسِ چاند کو کہتی ہین کہ ہندی مین اوسی چند بولتی ہین بَید بمعنی پزر دہنونتر
نام حکیم کا کہ اول سب حکما سی پیدا ہوا ہے اور حکیم کو بید بھی کہتی ہین لچھمی نام
زن بشن کا ہی کہ دولت دنیا کا ماخذ اوسکی ذات ہی اور اوسی سری بھی کہتی ہین
دھن بمعنی کمان بارنی بمعنی شراب اور مدہ بھی شراب کو کہتی ہین سنکہ ناقوس
بشن کی بجانی کی چیز ہے کام دہین معنی اسکی مقصد دہندہ اور یہ نام ہی ایک گای کا
کہ آسمان پر ہے رنبہا جیسی ابھسرا بھی کہتی ہین بمعنی لولی فلک جو راجہ اندر کی
سبہا مین ہے اور رنبہا اور ابھسرا کا اطلاق واحد او جمع سب پر ہوتا ہے
منی نام ایک جواہر عمدہ کا ہی کہ بشن کی گلی مین ہے کلپ برچھ جیسی سرتر بھی
کہتی ہین نام اوس درخت آسمانی کا ہے کہ اوسکی نیچی بیٹھ کر جو مانگو سو پاو گویا
شجر طوبی ہی باج بمعنی اسپ جب یہ چودہ چیزین معلوم ہو چکین تو جاننا چاہئے
کہ اس کبت مین بندگان عالی نی معشوق کی سراپا کو سمندر قرار دیکر یہ چودہ
چیزین بطور تشبیہات اوس سمندر سی نکالی ہین شرح کبت گیند گت
ہاتھی کی سی چال یعنی مستانہ رفتار من ہرن دلربا سُدہا آدہرن آب حیات

شیرین ہونٹھ چندن بدن چاندسا چہرہ سنبلی بال کاری تن ہین یہ ہر ٹہری کی
سیاہ ہین اس تک مین یہ چار رتن آئی گجراج اور شیدہ ہا اور چندا اور بہ
رہاکی دیکھ کو بینندہ ہین جدائی کی درد کو اوسکی باتین طبیب ہین سرنیبی شوبہا
سنگہ دین بھیمی کی مانند خوش صوت اور راحت رسان قلوب بھنور دہین
ابر کان ہین مدہ ہین نگن ہین انکھین شراب کی مستی مین ڈوبی ہوتی ہین اس
تک مین یہ چار رتن آئی بید سری دہن مدہ سنگہ گل یعنی سنگہ کی مانند
کام دہین سی سرانگامی کی مانند مطیع اور کامیاب کنندہ انہسر اپنی آدہک
اچپل بولیان فلک سی بڑہکر شوخ و شنگ تن ہی زرد ہین یعنی سن جو درہ اچاج
جواہر ہے ویسی اوسکی دانت ہین اس تک مین یہ چار رتن آئی سنگہ
کام دہین ابہسر امن کہ سہ تر یعنی قد مانند درخت طوبی کی باج گہونگہٹ
گہوڑی کی مانند اوسکا گہونگہٹ پسندیدہ **نواب** دہن کی تن ساگریہ چودہ
رتن ہین ای نواب بدن معشوق کا سمندر ہی جس مین یہ چودہ رتن موجود
ہین دو رتن جو باقی ہے وہ اس تک مین آگئی سہ تر اور باج

تمت

طبقہ دوم شعرای متوطن و متوسل این دار الریاست بترتیب حروف تہجے

فصل الف

آرام سید نجف علی ابن سید ضامن علی جن کی عامل ہونی کی شہرت تہی علم تکسیر مین بڑی قدرت تہی یہ بہی باپ کی قدم بقدم ہین مگر شہرت مین اونسی کم ہین پچاس برس کا سن انتہا کی نیک باطن شاہ آباد ضلع ہردوئی کی رہنی والی ہین برسون لکھنؤ مین رہی شعر کا شوق وہین پیدا ہوا بطور خود بہت کچہ کہا کسیکی شاگرد ہونی کی نوبت نہین آئی البتہ میر وزیر علی صبا کی صحبت اوٹہائی اب یہین رہتی ہین جو کچہ کہتی ہین وہ اس ہیچمدان کو سنا لیتی ہین چند شعر اونکی حوالہ قلم ہوتی ہین

ریختہ

می گلرنگ کی ہی جلوہ گری شیشی مین — دختر رز نہین اوتری ہی پری شیشی مین

ہم اونسی اور وہ ہمسی درد دل اظہار کرتی ہین — وہ ہمکو پیار کرتی ہین ہم انکو پیار کرتی ہین

بتون کو سامنی اپنی بٹہا کے — تماشی دیکھیے شان خدا کی

آزاد حکیم غلام حسین خان ولد حکیم غلام رسولخان کشمیری عہد نواب احمد علیخان بہادر مین نیابت پر مامور تہے شعر گوئی مین بہی مشہور تہے سنا گیا کہ جب زیارت حرمین شریفین کو چلی تو لاکہ روپی انکی پاس تہی سب اموال کی نذر دبنا کر حضور مین پیش کی حکم ہوا کہ مال تمہارا ہے سرکار کو اس سی کچہ علاقہ نہین آجتک اونکی اعقاب اسی سرکار فیض آثار کی بدولت عیش و عشرت سی بسر کرتی ہین یہ اونکا کلام ہے

قطعہ

فہم پر تیری ہنسی آتی ہی مجکو آزاد — پہونچتی ہی نہین کہتا ہی مری بات کہین

جابجا کرتی ہین چرچا تری بد وضعی کا — دو کہین چار کہین پانچ کہین سات کہین

آشفتہ مولانا و استادنا حاجی مولوی محمد سعد اللہ خلف ارشد مولوی محمد نظام الدین مغفور

مرادآبادی جامعیت فضل وکمال مین شہرۂ آفاق علم معقول ومنقول مین طاق طبیعت ہمہ گیر
فکر وقاد ہندوستان مین ہزارہا دن کی استاد جن سی مولوی صاحب کو استفادہ ہی وہ سب
عالیمقام ہین ۶ اونکی اساتذہ کی نام ہین مولوی عبدالرحمن قہستانی رامپوری معروف
بہ دکنی اخوند شیر محمد ولایتی دہلوی خلیفۂ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ العزیز
مولوی محمد حیات پنجابی دہلوی مولوی محمد اشرف لکھنوی مولوی محمد اسمعیل مرادآبادی
مولوی محمد ظہوراللہ لکھنوی مرزا حسن علی محدث لکھنوی مولانا شیخ جمال مکی علوم مختلف مین
مولوی صاحب کی بہت سی تصنیفات ہین مطول ومختصر اٹھائیس تالیفات ہین اسما
اونکی لکھی جاتی ہین القول المانوس فی صفات القاموس نور الصباح فی غزوات الصحاح
خلاصۃ النوادر علم قراءت مین نوادر البیان فی علوم القرآن ہدایۃ النور فیما یتعلق بالاظفار والشعور
حواشی بالا بدنہ رسالۂ طہر متخلل رسالۂ تموس قمح رسالۂ نسبت سبع عرض شعیرہ مسمی بتعیید البصیرۃ
شرح ضابطۂ تہذیب رسالۂ تناسخ رسالۂ تشبیہ عروض با قافیہ میزان الافکار شرح معیار الاشعار
حاشیہ شرح سلم حمداللہ حاشیہ شرح چغمینی غایۃ البیان فی تحقیق سبحان القول الفصل فی ہمزۃ الوصل
رسالۂ تحقیق علم واجب تقیید الطلاب فی خاصیات الابواب رسالۂ لامیہ عربی اور
فارسی دونون زبانون مین نوادر الوصول فی شرح الفصول شرح خطبۂ قطبی رسالۂ
مناسک حج مسمی بہ زاد السبیل الی دار الخلیل ترجمۂ فقہ اکبر رسالۂ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
وصیت نامہ رسالۂ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حال مین ترجمۂ حقیقۃ الاسلام ان کتابون مین
بعض ناتمام بھی ہین اور کچھ چھپ گئی ہین مولوی صاحب برسون دلی اور لکھنو مین رہی ایک
مدت سی اس دار الریاست مین مکان بنوالیا ہی اہل وعیال سب یہین ہین اب یہی مسکن ہی
مراد آباد سی کچھ علاقہ نہین رہا یہی وطن ہے سرکار فیض آثار کی قدر دانی سی
باعزاز واکرام منصب حکومت مرافعۂ عدالتین پر مامور ہین نظم ونثر عربی مین بھی دستگاہ
مشہور ہین کبھی کبھی شعر پارسی کے طرف بھی توجہ فرماتی ہین المختصر ہندوستان مین

اگر ڈھونڈھیی مولوی صاحب کا مماثل جامعیت علوم مین ہاتہ نہ آوی علاوہ ان کمالات کی
اور صفات مثل اخلاق و تواضع و مروت و تہذیب و ضبط اوقات ایسی نہین ہین
کہ ہیچمدان اونکو احاطۂ تقریر مین لاوی اکہتر برس کی عمر ہی حق تعالی انفاس فیض اساس
مین برکت دی چند شعر عربی قصیدۂ مدحیہ کی اور چند شعر پارسی ایک غزل کی جو سفر حج
مین فرمائی تہی تیمناً و تبرکاً لکہی گئے

فارسی

جیدا روزیکہ جا در طیبہ و بطحا کنم — چشم خود را فرش راہ حضرت طاہا کنم
بر تمیلم بستہ احرام تو گویم تلبیہ — سر برہنہ کردہ چشم خویشتن را پا کنم
گہ نمایم طوف بیت اللہ گہ بوسم حجر — سینہ را بر ملتزم فرسودہ واویلا کنم
گہ کنم سجدہ درون کعبہ گاہی در حرم — گہ گرفتہ سترِ کعبہ نالہ و غوغا کنم
بر درت بار معاصی بہر عفو آوردہ ام — از تو استغفار وز غیر تو استغنا کنم
آرزوی من درین دنیا ہمین بس دایم — در مدینہ باشم و خاک درت ماوا کنم
حال من آشفتہ تر ہر روز می آید نظر — بہ کہ خود را فدیۂ راہ در مولا کنم

قصیدۂ عربیہ در مدح بندگان حضور پر نور دام ملکہم و اقبالہم

قَد شَرَّفَ اللّٰہُ اَرضَ المُلکِ بِالدَّکَنِ — وَکَرَّمَ المَجدَ فِی عِزٍّ وَّ تَمکِینِ
تحقیق مشرف کیا خدا نی کارملک دکن کو — اور مکرم کیا بزرگی کو عزت اور مرتبی مین
بِحُسنِ تَدبِیرِہِ العَالِی وَفِطنَتِہٖ — وَرَاٴیِہٖ صَائِبًا اَجلَی البَرَاہِینِ
بسبب حسن تدبیر بلند اور دانائی ممدوح کی — اور اوسکی رای صائب کی کہ واضح ترہی دلیلونسی
کَانَ المَمَالِکُ عُطلًا لَا بَہَاءَ لَہَا — فَزَانَہَا حُکمُہٗ مِن اَیِّ تَزیِینِ
تہین مملکتین بی رونق اور بغیر زینت کے — پس زینت دی اونکو حکم ممدوح نی کیا خوب زینت
مِن عَدلِہٖ اَلِفَ الاُسدُ الظِّبَاءَ — کَمَا غِزلَانُہَا صِرنَ اَولَادَ السَّرَاحِینِ
اور سبب عدل کے انس پیدا کیا شیرون نی ہرنون سی — چنانچہ بچے ہرنونکی ہو گئے بچے بہیڑیونکی

فلا یری فتنة فی عهد دولته
پس نہین دیکھا جاتا ہی کوئی فتنہ اوسکی عہد دولت مین
غیر الذی فی عیون الحور والعین
سوا اوس فتنی کی جو آنکھون مین معشوقون کی ہی

تراب سدته العلیا مدارجها
خاک اوس آستانہ بلند مرتبہ کی
کحل لعین ملوک الروم والصین
سرمہ ہی بادشاہان روم و چین کی آنکھون مین

وهاب الاف الاف وازیدها
بخشنے والا ہی ہزارون کا اور اوس سی زیادہ کا
معطی الفیول واصناف البراذین
بخشنے والا ہی ہاتھیون اور قسم قسم کی گھوڑون کا

لو خصمه شرب السلسال من عطش
اگر دشمن اوسکا پیوی شراب روان سبب پیاس کی
لصار فی حلقه رزق السکاکین
ہو جاوی اوسکی گلی مین روزی چھری کٹاری کی

او مس سیوف الهند خادمه
اگر ہاتھ پھیری خادم اوسکا ہندی تلوارون کی پر
لعاد ملمسها کالورد فی اللین
ہو جاوی اوسکی بارہ مثل گل کی نرمی مین

له المکارم والعلیا باجمعها
اوسکی واسطی ہین بزرگیان اور مرتبی عالی تمام
کسبا وارثا من الغر المیامین
حاصل کیی ہوی اپنی ذات سی اور ورثہ صاحبان برکات سی

اولی الفضائل سباقین غایتها
جو بزرگ تھی بزرگیون مین سب سی بڑہی ہوی
ذوی المناقب فرسان المیادین
صاحبان منقبت سوار مرد میدان کی

طاب المدائح من مدح الامیر کما
پاکیزہ ہوتی ہین تعریفین تعریف ایسی ممدوح سی
طاب النسائم من روض الریاحین
جیسی کہ پاکیزہ ہوتی ہی نسیم پھولون پر گذرنی سی

کان السماء مطیعا دائما ابدا
تھا ہی آسمان فرمان بردار ہمیشہ
لحکمه حین تحریک وتسکین
اوسکی حکم کا بوقت حکم جنبش اور سکون کی

اسعد

آشفتہ عنبر شاہ خان نام مقبول خاص و عام اسرار زبان پارسی کا حقہ ماہر بلیغ
انکی تالیفات سی ظاہر منشآت مین گلشن فیض جوش ہوش سراج منہاج گلزار
عنبر اشراق الخیال سویدای عنبر اور قواعد پارسی مین جوہر عنبر ایدآن الاوزان

نوادر المصادر اور مصطلحات مین مرآة الاصطلاحات اور ذکر شعرای ہند و عجم مین
ایک بیاض ریاض عنبر اور دو دیوان نتیجہ فکر ہین ایک زبان ریختہ مین دقیق الخیال
اور دوسرا زبان پارسی مین تشریق الخیال اردو مین آشفتہ تخلص ہی اور فارسی مین
عنبر کلام اردو سی چند شعر انتخاب برعایت تخلص یہان لکھی جاتی ہین اور کلام فارسی کا
انتخاب برعایت تخلص حرف عین مین لکھا جای گا قصائد رباعیات اور فارسی غزلون کا
انتخاب سب وہین آی گا فارسی مین مولوی قدرت اللہ مرحوم تخلص بشوق کی شاگرد
رشید تھی چنانچہ حضرت مصحفی مرحوم نی اپنی تذکری مین بھی لکھا ہی اور اردو مین قیام الدین
قائم شاگرد مرزا رفیع سودا کی صحبت سی مستفید تھی کہ دیباچہ دیوان ریختہ مین خود انسی
استفادی کا اشارہ کیا ہی سیر کلیات سی معلوم ہوتا ہی کہ طبیعت ظرافت کیطرف
بہت مائل تھی حتی کہ صاحبقران کی رنگ پر بھی کچھ کہا ہے مگر ہیچمدان نی بنظر تہذیب
اوس قسم اشعار مین سی کوئی شعر اس تذکری مین نہین لکھا المختصر یہ فرد کامل اسی دار الکمال مین
پیدا ہوی یہین رہی یہین نشو و نما پائی مرادآباد مین رحلت فرمائی سید خان کی گھیر مین
دفن ہوی سال وفات تحقیقاً نہین معلوم مگر بارہ سو تینتیس ہجری تک حیات انکی متحقق
ہی کہ دیوان ریختہ کی ترتیب اوسی سال مین کی ہی اور یہ بات خود اوس دیوان کی دیباچہ
مین لکھی ہے یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اشک اس چشم تر کو کہو بیٹھا
آہ یہ طفل گھر کو کھو بیٹھا

نہ پھرا شدم نارسائی سی
خط مرا نامہ بر کو کھو بیٹھا

تن مانند شمع پھر نہ اوٹھا
اوسکی محفل مین جا کی جو بیٹھا

گل او نہین عار تھی اپنی ہم آغوشی سی
یا اب اک بوسی پہ سو طرح کی تکرار ہی آج

باغ جہان مین غنچہ لالہ کی طرح ہای
اپنی گرہ مین کچھ نہین ہمدم سوای داغ

ہی نظر ہر چشم مین اور چشم نی دیکھی نہین	یا رسی ہین بیخبر ہی یار ہر آغوش مین
جان و دل کہتی ہین باہم یہ غم ہجران مین	کون کرتا ہی شتاب آج سفر دیکھین تو
آشفتہ نام عشق نہ لی پھر تمام عمر	دیکھی جو کوئی میری دل زار کی شبیہ
بیخودی دیکھی کیا دکھلائے	یار پھر مست خود آرائی سے ہے
کشور عشق مین ہی اپنا مکان برباد	جو غم و درد ہی سو آکی یہان بیٹھا ہے
قاصد مری نامی مین عبارت نہین تحریر	ملفوف ہین خط مین دل مہجور کی ٹکڑی
اپنا دل ملول ہی وہ غنچہ ای نسیم	گلشن مین جو کھلا نہو باد بہار سے

آشنا مرزا محمد اکرم ولد مرزا محمد اسلم مرد متین تھی ظریف و ذہین تھی کلام مین لطافت ہی بارہ سو اونتیس ہجری سال رحلت ہی پچہتر برس کی عمر پائی چند شعر لے ده درج تذکرہ ہوی

ریختہ

آئینہ اوسکی ہاتھ سی اکبار گر پڑا	آنکھونکی اپنی جب اوسی ستی نظر پڑی
آشنا کو نہ اوٹھا بزم سی اپنی ظالم	ایسی ملنی کی نہین ناز اوٹھانیوالی

آہ شیخ محمد فریدالزمان خان خلف اکبر شیخ محمد وحید الزمان خان مرحوم پچاس برس کی عمر ہی مرد متین ذکی و ذہین ملازم سرکار فیض آثار مین معمور و عزو افتخار مین قصبہ تحصیل بو ضلع لکھنؤ وطن ہے مگر اب مدت سی یہی دار الریاستہ مسکن ہی آغاز جوانی مین نظم و نثر سخن آفرینی کیطرف بھی توجہ فرماتی تھی فارسی کلام قاضی محمد صادق خان اختر کو اور اردو مولوی محمد ہادی علی اشک مغفور کو دکھاتی تھے مگر سب کلام تلف ہوگیا غدر مین کچھ باقی نرہا دو چار شعر جو اونہین یاد تھی درج تذکرہ ہوی

ریختہ

خوب پرزی اوڑای قاصد کی	پھری نامی کا یہ جواب آیا

بعد مردن بھی ہوا رنج کا باعث مین آہ | ذبح کی بعد مری رو تا ہی صیاد مجھی

فارسی

خاکسارم ولیک چون اخگر | آتشی زیر خاک میدارم
ای بساتلخ دیدہ ام از ہجر | لب جانان نمکیدن ست ہنوز

احسان تخلص احسان علیخان ولد اکرام الدین خان مولوی حسین شاہ بغدادی سی فارسی کتابین پڑہین انکو مجالس عزا مین سوزخوانی کا شوق ہی نوحہ اور سلام کہنی کا ذوق ہی کبھی کبھی غزل بھی کہتی ہین نواب مرزا خان داغ دہلوی کی شاگرد ہین اکثر اونہین کی صحبت مین رہتی ہین اب تیس برس کی عمر ہی فکر اچھی ہے طبیعت زکی ہی ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

احسان بسجدہ رگ جان ہار گئی لیی | اوس خوش گلو کو شوق ہوا ہی ستار کا
آسمان ٹوٹ پڑی سر پہ مصیبت آئی | پر کسی بت پہ الہی نہ طبیعت آئی

احسن تخلص حکیم مظفر احسن خان ولد حکیم محمد مجتبی خان لکڑی کی تجارت کا مشغلہ ہی کسب کمالات کا ولولہ ہی چھبیس برس کا سن جوہر قابل خوش ظاہر خوش باطن خوش سو نویس ہفت قلم نستعلیق مین میر عوض علی صاحب عدیل کی شاگرد نسخ مین حافظ فیاض سے تلمذ شکست و شفیعا مین منشی عطا حسین انکی استاد خط گلزار و غبار و توام اپنی طبع زکی کی ایجاد فارسی اور عربی مولوی عبد المجید خان اور سید علی حسین اور مولوی نور النبی سی پڑہی علم عروض و قافیہ مین مولوی جمال شاہ اور جناب منشی مظفر علیصاحب اسیر کی فیض صحبت سی بصیرت حاصل کی فن شعر مین پہلی مرزا اسد اللہ خان غالب سی تلمذ ہوا پھر منشی مظفر علیصاحب اسیر سی مستفید ہوی صاحب دیوان ہین ایک قرابادین مختصر اور عروض سیفی کا ترجمہ اردو زبان مین لکھا ہی یہ کلام اونکا درج تذکرہ ہوتا ہے

ریختہ

یارب ہوئی ہی عمر اسی شغل مین بسر
گوشہ پہ اہتمام ہو مجہ بادہ خوار کا

اتنا تو ہو جو عشق کسیکا ہو واعظو
جنت مین پوچہتا ہون پتا کوی یار کا

خدا کیواسطی گیسو ہٹادی اپنی چہرے سی
اری ظالم نکر تیرہ برابر کفر و ایمانکا

نامہربانیون پہ تو مرتا ہی اک جہان
کیسی کہ کیا غضب ہو اگر مہربان ہو آپ

پابزنجیر ہون مین کیون نہین آتی احباب
پاون مین پہنی ہی کیا ساری خدائی زنجیر

بات کرنیمین توشرماتے ہو تم
ظلم کرنیمین نہین آتا لحاظ

کبہی زندہ کبہی مردہ ہین جبسی تری قامت سے
قیامت ایک سنتی ہی بپا ہر دن قیامت ہے

فارسی

روی تو بینم واز فرط نزاکت ترسم
کہ نظر نیز نگردد بتو بار عارض

احقر سید حافظ محبوب علی یہ بزرگ اصل مین ساکن نگینہ تھے پانچ برس کی عمر سی اس دارالریاستہ مین آئی قرآن شریف قاری نسیم صاحب مغفور سی حفظ کیا علم قرارت اونہین سی سیکہا علوم درسیہ مولوی حافظ سید علی دہلوی سی پڑہے مولانا محمد رفیع الدین مغفور کی مرید ہوی کبہی کبہی شعر فارسی کی طرف بہی توجہ فرماتی تہی اور کلام مولوی حافظ سید علی کو دکہاتی تہی پچاسی برس کی عمر ہوی ربیع الآخر کی چودہوین تاریخ بارہ سو چہتر ہجری مین قضا کی یہ دو شعر اونکی دیوان سی انتخاب ہوی

فارسی

چو برخاکم فشانند بار گلہا
ز بخت تیرہ گردد خار گلہا

ما ساغر مل زان کف گلفام گرفتیم
گویا ز کفش بوسہ بپیغام گرفتیم

احمد تخلص سید مبین الدین احمد ولد سید معین الدین احمد سلسلہ انکی نسب کا حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہی بارہ پشت مین

ہجری انکا سال ولادت ہی ماہ ربیع الاول کی بارہوین تاریخ بارہ سو بیاسی ہجرے زمانہ رحلت ہی اس حساب سی سینتیس برسکی عمر ہوئی میان احمد حسین راحت سی بلمنہ تھا سکندر نامہ زبان اردو مین انکا موزون کیا ہوا املا اوس سی یہ کلام منتخب ہو کی لکھا گیا

اشعار سکندر نامہ

ہوا جبکہ تابندہ مہر منیر	صف آرا ہوا شاہ گردون سریر
جوان وہ جو تھی شیر صحرای جنگ	چلی دشمنون کیطرف بیدرنگ
ملی دونون لشکر بہم اس طرح	کہ ساون سی بھادون ملی جس طرح
کسی سمت تھی گرز آتش فشان	کہین پار سینون کی نوک سنان
کوئی نیم جان تھا کوئی خستہ تن	میسر کسیکو نہ آیا کفن
پڑی لاش پر لاش تھی اسقدر	کہ کشتون کی پشتی ہوئی سربسر

احمد تخلص شیخ احمد علی ولد شیخ نادر علی فارسی کی استاد ہین بڑی ذی استعداد ہین جملہ کتب درسیہ فارسی پر عبور ہی نام نامی اونکا دور تک مشہور ہی پینٹھ برس کی عمر ہی عنبر شاہ خان مغفور اور کبیر خان مبرور کی شاگرد رشید ہین سیکڑون آدمی ادنسے مستفید ہین کبھی کبھی شعر بھی فرماتی ہین یہ چند شعر جو اونسی ملی وہ لکھی جاتی ہین

فارسی

ہو جہ نباشد تپش دل بسر من	در کوچہ خوبان گذری داشتہ باشد
سنبل کہ بصد پیچ و خم افتاد بگلشن	شاید کہ بآن زلف سری داشتہ باشد
تو واحمد و صائی او بود بیہودہ پندار	گدا از نسبتی ہرگز نباشد سلطان

احمد میان احمد علی شاہ ولد مولوی مصرنجان امام الدین خان انور سے تلمذ اور اونہین سے بیعت تھی ستاون برس کی عمر پائی اونتیسوین شوال کو بارہ سو بیاسی ہجری مین رحلت کی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

وہ جبانی کی جبسدم سنانی لگی	یہ سنتی ہی ہمتو ٹھکانی لگے

فارسی

رویت چمن اندر چمن زلفت شکن اندر شکن	بوییت سمن اندر سمن گاہی نظر بر من نگن
شوم محو تماشا تا بدر از خانہ می آئی	روم بیرون زخود دیدن چو از کاشانہ می آئی
احمد زفرط شوق قبا بر تو تنگ شد	محو خیال گردش دامان کیستی

احمد تخلص احمد خان ولد بہادر خان صاحب قوم کال زیی روہ واقع کوہستان تیراہ کی بڑی عالی خاندان صاحب نوبت ونشان تھی پشتو زبان مین صاحب دیوان تھی علم تاریخ مین اچھی دستگاہ تھی فن شعری ہی طبیعت کو کچہ کچہ راہ تھی امیر علیخان انکی برادر حقیقی سی معلوم ہوا کہ مولوی قدرت اللہ شوق اور میر غلام علی عشرت کی شاگرد تھی پچیس برس کی عمر ہوئی شعبان کی آٹھوین تاریخ بارہ سو اکیس ہجری مین انتقال کیا یہ انکا کلام ہے

ریختہ

مرگئی تو بھی نہ پہنچا مجھی جانی تونی	جانفشانی کی مری قدر نجانی تونی
خط کتابت تو بڑی بات ہی پیارے اپنی	مجکو بھیجا نہین پیغام زبانی تونی

احمد سید احمد نذر ابن سید جعفر نذر مرحوم پینسٹھ برس کی عمر ہی قصبہ امروہہ مین نامور ہین سرکار دولتمدار مین انکی والد بھی ملازم تھی یہ بھی نوکر ہین طبیعت مین سلیقہ کوٹ کوٹ کی بھرا ہی فکر سلیم ذہن رسا ہی خط شیرین ہی کلام نمکین ہے کبھی کبھی جو کچہ موزون فرماتی ہین وہ اس ہیچمدان کو دکھاتی ہین

ریختہ

نگہ مہر کہان ای نگہ قہر آلود	تجھسی کچہ پڑتی ہی امید ترحم مجکو

ادہر سی بوسہ بازی ہو ادہر سی تیغ بازی ہو
ہمارا اور تمہارا اب اسی پر فیصلا ٹہری
مزاج یار نازک ہی مین ڈرتا ہون کہین تکرار
کہین ایسا نہو اظہار درد دل گلا ٹہری

احمد سید احمد علی عرف میان جان ولد میان محمود شاہ بائیس برس کا سن ہی مرد نوجوان اہلبیت شعار ہین ملازم سرکار دولتمدار ہین راقم سی تلمذ ہی یہ اون کا کلام ہے

ریختہ

اپنی مژگان کو لہو سینی دیا یا نہ دیا
سرخرو تجہسی تو ای نشتر فصاد رہا
وہ خاکسار ازل ہون کہ نقش پا کی طرح
مدام خاک بسر کوچہ بتان مین رہا
روز فرقت مین جو یہ حال ہی مہتابی کا
دیکہون کیا کرتی ہین یہ دل و جگر صبح کی شب

احمد تخلص احمد اللہ خان نام ولد محمد حمید خان اخوندزادی احمد خان غفلت کی شاگرد تہی ستر برس کی عمر ہوئی چوبیسوین ۲۴ صفر کو بارہ سو چہتر ۱۲۷۴ ہجری مین رحلت کی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اک پل ہی مین نگاہ نی دیوانہ کر دیا
افسون غضب کا آپ کی کاجل کی سیاہی تہا

اختر تخلص شیخ رمضان علی تذکرہ میان مصحفی مرحوم مین لکہا ہی کہ خوش فکر و موزون طبع تہی مگر وارستگی طبع سی دیوان ترتیب نہ دیا اور اصلاح لینا بہی گوارا نکیا یہ ایک شعر اونکا ملاکہ مرقوم ہوا

ریختہ

کیا کہین گر جواب خط اونسی ہمین لکہا نہین
اپنا لکہا ہی نامہ بر ہمین ترے خط مین نہین

انگر صاحبزادہ ہادی یار خان ولد صاحبزادہ علی حسن خان ولد صاحبزادہ عظیم اللہ خان ولد صاحبزادہ مصطفی خان ولد صاحبزادہ الہ یار خان ابن جناب مستطاب معلی القاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان انار اللہ برہانہم ابہی شوق کی ابتدا ہی چند روز ہوئی کہ شعر کہنا شروع کیا ہی پہلی آغا علی نقی متخلص بہ عنبر ابن آغا عنین لکہنوی سی اصلاح

لیتی تھے اب کبھی کبھی اس ہیچمدان کو کلام دکھاتی ہین یہ شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

بی خواب مجکو ملتی جو زمین کوی جانان | نہ مین شور حشر سی بھی کبھی ہوشیار ہوتا

پہلو سی وہ اوٹھتی ہین اودہر صبح شب وصل | تعظیم کو اوٹھتا ہی ادہر درد جگر کا

انجم محمد جان خان ولد غلام حیدر خان ملازم سرکار ہین اٹھائیس برس کی عمر ہے حافظ حسن علیخان عاجز کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

میری دل کی اینی مین جب ہوا پرتو فگن | دعوی یکتائی دلدار باطل ہو گیا

انجم تخلص فتحیاب خان ولد مظفر خان گرم سینتیس برس کی عمر ہی مرزا اسد اللہ خان غالب عرف مرزا نوشہ دہلوی کی شاگردی سی مورد افتخار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

قابو تھا جو دلپہ تو اخگر بتاہی | جاتا ہی اوسکی پاس تہین کیا ضرور تہا

دل ناکام کو پھر اون کا ہو کی تمنا ہی | جگر مین ڈوب جاتا پھر وہ یاد آتا ہی

قاتل تہا تو تو گرچہ تہا بندہ کشتنی | ظالم کیا نہ پاس کچہ اپنی بھی نام کا

جادو کوی غضب مین ای نالہ ہای نارسا | اپنی ہی سر پہ تھی تم محشر اوٹھانیکی لیی

اسعد صاحبزادہ محمد اسد علیخان خلف صاحبزادہ حاجی امداد علیخان مغفور امداد تخلص جنکا ذکر اسی حرف مین آئی گا یہ صاحبزادہ مرد پارسا فقر آشنا حافظ اشراق طالب کی شاگرد تھی پچپن برس کی عمر ہوئی اونتیسوین ماہ محرم کو بارہ سو اٹھاسی ہجری مین قضا کی کچہ مسودات انکی پای اونمین سی منتخب ہوکر یہ دو شعر تحریر مین آئی

ریختہ

زلف مشکین کا ہی مسکن رخ دلدار کی پاس | صبح صادق لگی رہتی ہی شب تار کی پاس

ہی مدینہ نمونۂ جنت | گوچی کوچی مین بو چمن کی ہی

اسیر استادی جناب منشی مظفر علیصاحب ابن سید مدد علی ابن سید محمد علی
ابن سید مولوی محمد معین الدین ابن محمد صالح کروری حضرت عباس علم بردار لشکر
خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا کی اولاد مین ہین مولد انکا قصبہ امیٹھی منمضافات
ملک اودہ اختر نگر ہے صغر سن سی لکھنو آئی اپنی نانہال یعنی شیخ زادگان شہر لکھنو مین
کتخدا ہوی فارسی کتابین اپنی والد ماجد سی پڑہین اور پانچ برس طالبان علم کو
پڑہائین عربی کتابین صرف نحو وغیرہ کی علمای فرنگی محل اور اپنی عم بزرگوار
مولوی سید علی مغفور سی پڑہین آٹہ برس عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ مین
محکمہ صدر امانت کی امین رہی ساڑہی چار برس عہد حضرت امجد علی بادشاہ طاب
ثراہ مین محکمہ عالیہ وزارت کی میر منشی رہی چار برس عہد حضرت واجد علی شاہ بادشاہ
ابد اللہ ظلال احسانانہ مین سلطانی خاص کچہری ان کی با نام رہی تدبیر الدولہ
مدبر الملک منور علیخان بہادر بہادر جنگ خطاب پایا حسن کارگزاری سی نقد نیکنامی
ہاتہ آیا اس سرکار دولتمدار کی قدیمی نمکخوار ہین جناب غفران مآب نواب
محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ انار اللہ برہانہ لکھنؤ مین رونق افروز تہی
اوس زمانی مین نوکر ہوی صاحبزادگان عالی شان کی تعلیم کیواسطی مقرر ہوی
پھر عہد جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان برد اللہ مرقدہ
مین گہر بیٹہی وظیفہ خوار رہی اب کہ دَورِ دَورِ قدر دانی اہل جوہر ہی قدر افزائی
ارباب کمال مین یہ دار الریاستہ تمام ہندوستان مین ناموری ملازم ہو کر
یہان آئی مانی فیض بندگان حضور دام ملکہم واقبالہم سی طرح طرح کی لطف اوٹہای
فن شعر مین شیخ غلام ہمدانی مصحفی کی ایسی نامی شاگرد ہین کہ ہزارہا مستفیض انکی گرد ہین
شہر شہر کی ارباب سخن دن رات فیض اوٹہاتی ہین اتنی تلامذہ صاحب دیوان ہین

کہ شمار مین نہین آتی ایک دیوان فارسی مسمی گلشن تعشق ہی اور چھ دیوان اردو مین کہ ایک کا نام گلستان سخن اور ایک کا نام ریاض مصنف ہی اور ایک دیوان منقبت جسکا نام گلدستہ امامت ہی اور ایک دیوان مسمی بدیوان اسیر اور ایک دیوان جو فی الحال کہا ہی اور ایک دیوان قصائد اردو کا اور چند مثنویان کہ اون مین سے ایک عاشقانہ مسمی بہ درة التاج حسب فرمایش پادشاہ موزون کی ہی اور ایک مین نواب امین الدولہ وزیر لکھنؤ کی زخمی ہونیکا حال ہی اور باقی مثنویان دینیات کی ہین چنانچہ ایک کا نام معارج الفضائل ہی اور اوسمین معجزات ائمہ معصومین علیہم السلام کی موزون ہین اور علاوہ ان تصنیفات کی زر کامل عیار شرح معیار الاشعار اور رسائل علم عروض وقوافی فارسی اور اردو دونون زبانون مین ہین اور رسالہ بیان اضافات اور رسالہ تشریح الحروف زبان فارسی مین اور فوائد مظفریہ علم نحو مین بزبان عربی ہی ان مین سی کچھ کتابین مطبوع ہوکر شائع ہو گئی ہین اور کچھ باقی ہین مدت تک مرثیہ اور سلام کہنی کا بھی اتفاق ہوا مگر وہ دفتر غدر مین تلف ہو گیا کہ کہین اوسکا پتا نہ ملا عمر اب پچھتر برس کی ہی حق تعالی انفاس مین برکت دی کہ قطع نظر ان کمالات کی اور اوصاف مین بھی بی عدیل ہین ایک قاضی کی سالار اور کفیل ہین چونکہ مین شاگرد ہون میری تعریف مبالغی پر محمول ہو گی لہذا صرف بیان حالات واقعی پر اختصار کیا یہ اونکی کلام کا مختصر سا انتخاب ہے سخن فہم کی نزدیک بہ شعر لاجواب ہی

قصائد نعت و منقبت و مدح حضرت آقای ولی نعمت دام ملکہم و اقبالہم
جشن کتخدائی ولیعہد بہادر

شامیانی کی تجلی سی یہ ہوتا ہی عیان — خیمہ ابر مین ہے برق کی جھالر گویا

کیا سعادت ہی کہ محفل مین کوئی پر زم — شمع کی گرد پھری آکی تو بجای ہما

بہ سر راہ ہوی آدمیون کی کثرت — سایہ ہی رہ رہ گئی ہوکر تن مردم سی جدا

صفت جوش باران

صحن مین کوئی سافشانہ جو بنا کر رکھی		لوٹ لی صورت فراق اوسی دیو سحاب
وصف ہو عارض گلرنگ کا جس کا عید		پھول کتری کوئی اوس سی تو پہنچی اوسکی آب

صفت اسپ

گیسو حور جنان ہی اسی توسن کی عنان		حلقۂ چشم ملک ہی اسی مرکب کی لجام

منقبت

ذرا اگر پر پروانہ کو لگی کبھی داغ		بنائی آنسوون سی شمع مرہم کافور
جہان مین وہ جو کرین رسم اتحاد کو عام	ق	فدا جو شام و سحر مین ہو فرق کیا مقدور
دن آئی رات کی گھر جیسی رہ مین لمعۂ شمس		رہی نزاع نہ باقی میان سایہ و نور

صفت روضۂ اقدس

صدای اشہد ان لا الہ دی بیشک		جو آئی روضۂ اقدس مین طوطی تصویر
جو شبکو آپکی روضی کو خواب مین دیکھی		سحر کو دی اوسی رضوان بہشت کی تعبیر

صفت توسن

برنگ ماہ وہ بارہ بروج طی کر جای		سر مژہ تک آئی نہ انگہ سی ہنوز تیر
ازل سی جا کی ابد تک پھر آئی سو سو بار		نہ پھرنی پای سوی مبتدا خبر کی ضمیر

منقبت

جو پادشاہ مین توبہ کری کوئی مجرم		شکست رنگ سی نکلی صدای استغفار
یہ اونکی عدل سی عالم مین ہی حفاظت عام		کہ گرگ کی نہین پہ بنتا ہی بیضہ دایہ شتر

صفت اسپ

برق پہنچی نہ کبھی دوڑ مین ہمراہ رکاب		گرد کی طرح رہی ساتھی کی بجلی پیچھی

صفت شمشیر

چمکی جو تیغ تیری کسی روز جنگ مین
ٹھہری نہ سایہ خوف کی مارے نکی تابہ پر

مدح

جو اس بہار مین سیر چمن کو شیخ آئے
تو بے خضاب ابھی ریش ہو پر طاوس

کیا جو پھولون کو سہری کی دام مین پابند
حنائی باندہ دے آکے دست و پاے عروس

منقبت

نہر صاف ایسی ہے نہ دہوے اگر آگے کبھو
شکل خورشید چمکنے لگے رخسار زحل

ایسے پھولونکی ہے کثرت کہ در گلشن سے
آشیان تک نہین آ سکتی ہے بلبل کی اجل

سبز ہو گرد زمرد ہو یہ طوطی بنجاے
ہنس اگر جاے کسی دانۂ گوہر کو نگل

حق کو منظور جو اوس مہر کا ہوتا نہ ظہور
تا ابد سینے مین رہتا نفس صبح ازل

مدح

نگاہ قہر جو دے حکم ہرزہ گردی کو
کہ حد سے پاون بڑہاتین نہ فرمک کی شمال

تو جام بادہ مین بو شکل درد بیٹھ رہے
نہ نکلے آئنے کی گہر سے حشر تک تمثال

صفت تیغ

یہ ریزہ ریزہ کیا اسنے جسم اعدا کو
کہ روز حشر ہوا انکا اجتماع محال

جو وقت حملہ پڑے فرق شیر پر شمشیر
دو نیمہ آے نظر شکل نقش پاے غزال

صفت اسپ

جو ذکر اسکا شب ہجر مین کرے عاشق
یقین ہے دم مین گذر جاے شکل روز وصال

صفت تیغ از قصیدۂ ذو بحرین

آبدار ایسی ہے تیغ اوسکی کہ ہنگام نبرد
عمر دشمن کا جو خالی ہو تو بھر دیتی ہے جام

بخت منعم ہے چمکنے مین ضیا مین ہے وہ مہر
عقل دانا ہے وہ تیزی مین بلندی مین ہے فہم

صفت بہار

بسکہ موزونی گلشن ہی طبیعت کو پسند | مصرع سرو کو کرنی لگی شاعر تضمین

منقبت

دیکھی دشمن کو جو پیاسا تو پلائی پانی | اوکی تیغ حسینی مین بھی ہی خلق حسن

صفت توسن

پتلی ہی سم کی جسم مصفا کی سامنی | یا دیکھتی ہی حور لب کوثر آئینہ

منقبت

وضو کی وقت اشارہ ہو اگر افلاک کی جانب | مسیحا لیکی آئین چشمۂ خورشید سی پانی

دیوان اول

دیکھکر قبہ تری روضی کا یہ کہتا ہی عرش | یا الٰہی ہو یہی اختر مری تقدیر کا

ائمہ پر نظر کی ہمنی شکل مصطفیٰ دیکھی | وہ سارا خاندان تہا آئینہ خانہ پیمبر کا

بہار گلشن فردوس ہی رخسار حضرت کی | عرق ہی روی سیمین پر خزانہ حوض کوثر کا

روضۂ پاک کی شمعون سی جو اوٹھی کا دہوان | دیدۂ حور بہشتی مین وہ کاجل ہوگا

ہوا کوئی رقم مضمون جو حضرت کی عبادت کا | قلم نی شکر کا سجدہ کیا حرفونکی دامن پر

ظاہر مین ہی جو مرقد اقدس سی یہ بلند | ہی شامیانہ کچھ نہین الزام عرش پر

سرمۂ اعمی کو جو ملتا خاک پای شاہ کا | لوح پیشانی پہ پڑہ لیتا خط تقدیر کو

دیوان دوم

جل گئی رات مری گہات مقعد سی آسیب | غیر کا نام لیا یار نی در کہول دیا

گرمی کا شکر چاہیی ای اشتیاق دید | سوتی مین اوسنی منہ سی دوپٹا اولٹ دیا

مین اگر آگاہ ہوتا پہلی آتی جسکی موت | منہ چہپا کر اوسکی بستر پہ معتبر لیٹا

دشمن جو سمجھتی ہو تو کیون مجہسی ہو غافل | دشمن سی جہان مین کوئی غافل نہین رہتا

اوس پای نازنین کو ہو ایذا تو ہی غضب | آنکہین بچہادون راہ مین پلکون کو توڑ کر

اوٹھنا اونہین منظور ہی پہلو سی ہماری
حیلہ ہی کہ دیکھی نہین جاتی تپش دل

کیا دعوی جو دل کا ہنسکی بولے
ترا دل اور مری لینی کی قابل

یاد ایام کہ رہتی تہی کہنچی یار سی ہم
اب یہ عالم ہی کہ جھکنی لگی اغیار سی ہم

کم ہو نہ ذرا بھر خدا ای تپش دل
ایسا نہو ہاتہ اپنا وہ سینی سی اوٹھا لین

ہم اک نگہ سی مرگئی باقی رہا یہ رشک
دیکھین کسی اب اور نگاہین نصیب ہون

دیکھی کچہ بہیجون مین اپنی بہیس مین اکدن اوسی
غیر پر نکلی یہ سب کینا ترا تب ہی مزہ

رو رہی ہین مجھی پر کتنی ہین بید عزیز
لاش اوٹھائی لیی جاتی ہین در قاتل کر

آہ سوزان سی کچہ امید ہوئی
یہ مجھی خاک مین ملائے گی

ایک دم دیکہ سکی وہ نہ مری بیتابی
مجھسی پوچھین کہ مری عمر ایسی گذری

اسلیی دامن سی سیری اشک پوچھی یار نی
تا تمنا مین اسی لذت کی یہ رویا کری

آگیا ضعف ہی کچہ کام کہ تربت مین آگیا
ہوگئی ختم قیامت مری اوٹھتی اوٹھتی

جسکو کہتا ہی جہان آگی خدا کا نام ہی
ای صنم وہ تیری وعدی کی وفا کا نام ہی

چہپاکی پوچھی دامن سی سیری اشکونکو
رقیب کی بھی ادہر آنکہ ہی نظر نہ لگی

دیوار پہ یہ لکہ گئی وہ آکی مری گھر
ایسی بھی کہین صاحب قسمت نہین دیکھی

دیوان سوم

دل جلا کر رخ محبوب کا جلوا دیکھا
ہمنی گھر پھونک کی کیا خوب تماشا دیکھا

آنکہ اوسکی پھری مجھسی یہ باور نہین آتا
کیا ضعف سی بیمار کو چکر نہین آتا

ثابت نہوگا دعوی خون حشر مین کبھی
کشتہ ہی اک جہان تری شمشیر ناز کا

نہو دشمن کو بھی وہ روز نصیب
جس طرح سی کٹی ہماری رات

کیا تیغ کا ہی احسان کہ مری ہاتہ آگیا
رہگئی گردن جانان مین حمایل ہوکر

ایک کی دس دیتی ہین بوسی وہ ہمکو بہولکر
شکر کی جا ہی ابھی اونکو حساب آتا نہین

وصل مین شوق تماشا ہجر مین تھا انتظار
وہ گھڑی سیر چمن کرنی دی ہمکو باغبان

التجا کیا کری وہ غیر دون سی
تمسی ہم ہون یہ غیر ممکن ہے

پہنچا ہی اب تو حسن کا رتبہ یہان تلک
پائی مری دل سی جب رہائی
باقی ابھی ہی ترک تمنا کی آرزو

زندگی بھر اپنی آنکھون نی نہ دیکھا خواب کچھ
رنگ لائی گا نہ ہم پہلو نکی بو لیجائینگی

جو کبھی شرم سی وہ جا نکری
ہمسی ہو جاو تم چند انگرے

اگر وہ بول اوٹھتی ہین یوسف کی ہم
غم نی مدت تلک خوشی کی
کیونکر کہون کہ کوئی تمنا نہین مجھی

دیوان چہارم

کچھ نہ کچھ اوسکو بھی دیتا ہون اذیت اسیر مین
طائر رنگ حنا ہون گلشن ایجاد مین

مین اور زیست ہجر مین قدرت خدا کی ہی
ایک کیا ایسی جو سو عالم خدا پیدا کری

ایسی ایذا شب فرقت مین اوٹھائی ہمنی
ساری عالم مین تو آرام نہ پایا ہمنی

وہ نہ آیا تھا اگر موت ہی آتی شب ہجر
گو رنگ بھی نہ چلون مین تو مر دور سی جائی

چشم حاسد سی جو گرتا ہون تو آنسو ہو کر
زندگی اپنی بسر کی ہی کف صیاد مین

انسان کی اختیار مین اپنی اجل نہین
غیر ممکن ہے کہ تجھسا دوسرا پیدا کری

زاہدا عندۂ روز قیامت باقی
ہان اسیر ایک ہی اب گوشۂ تربت باقی

ای فلک کوئی تو امید بر آئی ہوتی
کونسی مری لینی کو قضا آئی ہی

دیوان پنجم

مسجد سی نکلکر مین رہ بتکدہ بھولا
رخ ہی کعبہ دونون آنکھین یار کی جام شراب

پھیر لینا ہے کب گوارا دل
دھوم محشر مین ہوی جب تری آفرنش کی

تقدیر نی سیری مجھی رکھا نہ کہین کا
سیفر و شونکی دکانین ہین خدا کی گھر کی گرد

دیکھتی تھی فقط تمہارا دل
بیگنہ نکلی چھپ چھپ کی گنہگار دنیر

کشتی عفو کو آنا ہی اگر جلد آئی
عرق شرم مین ڈوبین نہ گنہگار کہین

رو رو کی مٹا دونگا مرقع کو مین تیری
مانی نہ بنانا مری تصویر مین آنکہین

داغ اپنا پریشان ہوگا آوا عنادل آخر
اوٹھائین بھی مجاور قبر سی پہلو کی چٹائی

پیکان کو دیکھکر یہ مری دل نی کی گستر
حاجت کمان کی نہوئی اوسکی تیر کو

کچہ تو الفت کی تری کوچی سی بو آتی ہی
گرد اوٹہکر مری دامن سی لپٹ جاتی ہی

ای تیغ جفا کمی نکرنا
سوگند تجھی مری لہو کی

دیوان ششم

ثابت اپنا نہوا خون کسی پر دم حشر
ناز نی غمزی پہ غمزی نی ادا پر رکھا

سے بھی عالم ہین جسمین عشقبازی کی مرگ
کون عاشق ہی فرشتہ خلد مین کس کی حور کا

جواب نامہ کب وہ قاتل بیباک لکھتا ہی
خط شمشیر لیکر نامہ بر آیا ہی گردن تک

شوق کی مضمون لکھنی سی یہ ہوجاتا ہی طول
کوچہ جانان مین بی قاصد پہنچ جاتا ہی خط

ساعت ہماری ساتہ لب آبجو پیو
تنہا جو می پیو تو ہمارا لہو پیو

کہا اونسی قاصد نی میرا جو حال
بڑی دیر تک مسکرایا کیے

ہماری دل کی بیتابی نگاہ یار کیا جانے
اذیت گردن مذبوح کی تلوار کیا جانے

دیکہ ظالم لیکی مٹھی مین مری لکھو نہ دل
پس نجا ہی آرزو تیری جو میری دل مین ہے

تہنیت تشریف آوری بندگان حضور از سفر حج

غل شہر مین ہی اہل سفر جا کی پھر آئی
روضی پہ گئی احمد والا کی پھر آئی

حج کر کی زیارت کا شرف پا کی پھر آئی
مکی کی مدینی کی ہوا کھا کی پھر آئی

کیا کوکب تقدیر کو چمکا کی پھر آئی

کیا حوصلہ کیا ہمت مردانہ ہی کیا دل
آسان ہی انہین شکل قسم قطع منازل

یکتا ہین یہ جرأت مین ارادی مین ہین کامل
برسون مین بھی جس راہ کا تہا خاتمہ مشکل

دو تین مہینی ہین یہ سب جا کی پھر آئی

ہر مل کی لیی مایہ عشرت ہوی نواب | ہر سر کی لیی سایہ رحمت ہوی نواب
مستفسر احوال رعیت ہوی نواب | جب زیب وہ تخت حکومت ہوی نواب
گویا کہ قدم طور پہ موسی کی پھر آئی

تا حشر سلامت رہی یہ معدلت آرا | معتوب ہو دل کوئی دکھای جو کسیکا
سن پای جو اس عدل اس انصاف کا شہرا | مجنون پہ ستم پھر نکری غمزۂ لیلی
وامق نہ کبھی بیچ مین عذرا کی پھر آئی

تقریر وہ شستہ کہ دل خلق ہی تسخیر | سیرت ہی فرشتونکی زہی عزت و توقیر
صورت کا وہ عالم کہ ہی اک نور کی تصویر | اک بیچ جو رخسارونکی اک بیت مین تحریر
خورشید و قمر بیچ مین جوزا کی پھر آئی

بیشک سبقت انکو ہی آبای سلف سے | کیا فرق اسیر اسکو مین کہتا ہون حلف سے
تائید حقیقت مین ہوی حق کیطرف سے | حج کر کی یہ اس طرح پھری عز و شرف سے
معراج کی شب جیسی نبی جا کی پھر آئی

مثنوی درۃ التاج

ہی ذات خدا ثنا کی قابل | پر حمد کہان خدا کی قابل
وسعت یہ کہان ہی گفتگو مین | دریا نہ سمای گا سبو مین
زخم دل و سینہ ہین در اوسکی | دلہای شکستہ ہین گھر اوسکی

نعت

لکھی نہ پڑھی جناب والا | شاگرد رشید حق تعالی
گل پہولی اگر گرا پسینا | گلزار ارم ہوا مدینا

صفت براق

شوخی سے نتھی کسیجگہ تاب — پانی کی جگہ بپا تھا سیماب

صفت عشق

ٹھہرا کبھی دل مین درد بنکر — نکلا کبھی آہ سرد بنکر

جنت مین گیا بہار ہوکر — دوزخ مین گرا شرار ہوکر

صفت ممدوح

دیکھی جو بدن کا رنگ مخمل — اشکونسی بجہای آتش گل

صفت شمشیر

یہ تیغ ہی یا کہ آہنی پل — روحونکا گذر ہے اسپہ بالکل

چلنی مین یہ ہی زبان طرار — کھنچنی مین ہی صاف اسکا

صفت اسپ

صورت مین پری چلک مین شمشیر — دوڑی تو گری کمان کا تیر

پانی پہ چلی جو کوہ تمکین — آئی نہ جبین موج پر چین

سرعت کو قی کیا کہے زیادہ — کوڑا ہی اوسی فقط ارادہ

یون جاتا ہی جیسی ہوش عشاق — یون آتا ہی جیسی طبع مشتاق

صفت فیل

خرطوم دراز سے ہی اژدہر — اوترا ہی پہاڑ سی یہ اژدر

پڑجای جو اوسکا عکس پیکر — دہنس جای فلک زمین کی اندر

گردون سر خاک آرہا ہے — یا ابر سیاہ چہا رہا ہے

صفت صبح

وہ صبح کہ ہوش کو گری گم — محبوب کا جس طرح تبسم

کلیونکا وہ مسکراکی کہلنا — ہونٹون کا دلون کی طرح ہلنا

یہ طبع ہجوم غم فی زیح کے
شیشوں کو لگی ہوئی ہی ہچکی

ساقی سی جو مست چہوٹتی ہین
دل شیشون کی غم سی ٹوٹتی ہین

جشن مسند آرائی

صحرا مین بھی جوش گل ہی ہر سو
پہولون کی چہڑی ہی شاخ آہو

توپون کی صدا وہ رعد غرش سا
گردون پر اوچہل پڑی مسیحا

اللہ ری سرور قرب سلطان
تہا چتر خوشی سی سر پہ قصان

باقی نرہی ستم کی بنیاد
بلبل ہوئی میہمان صیاد

میخانی مین سنگ شیشہ ہمدوش
پہنی سی شرار تہا ہم آغوش

صفت زندان

تاریکی و تنگی اوس مین حاصل
چشم اعمی بخیل کا دل

تھی دیدۂ دیو روزن در
اژدہون کی کڑک کہ شور محشر

دیوان ہفتم

پیر گردیدیم و سرگردان براہ غفلتیم
عمرہا شد صرف یکمنزل برنگ آسیا

شد نحیف و زار چندان در فراق چشم تو
گر زمین خیزد پس از یک سال نرگس بر عصا

نعت

بشوق روضۂ تو چشم دخت نظارہ
رسید تا سر دیوار مشتیر نگاہ

غزلہا

چشم او دیدم و از خود رفتم
جام بی بادہ کرد مست مرا

سرمہ گشت استخوان و لی شادم
گوشۂ چشم اوست خانۂ ما

جام جمشید کہ احوال جہان بود درو
ساغری بود ز خاک در میخانۂ ما

از یاد رفت ذائقۂ زخم اولین
در اشتیاق لذت زخم دگر مرا

آمد از دیر که ناقوس زبان سوی حرم
بجز در کعبه جدا قصد و تکبیر جدا

دارا بملک خویش و بنجیانه من خوشم
دارد سکندر آئینه من خشت خم بدست

مینو از محفل همه سامان عشرت دور شد
شمع از نور و شراب از کیف و گل از بو گذشت

زما خبر که رساند بیار پرده نشین
که بیکسی بدرت نیم بسمل افتاد است

آیا خبر نداشت ز حال شکسته ام
مشاطه که طره آن دلستان شکست

شنیده ام سخنی از زبان آئینه
که هر که دید ترا خویش را نمی بیند

لذت زخم محبت ز دلم پرس اسیر
تیرها خورده ام از جنبش مژگانی چند

تو کی ای شوخ می آئی که بربالین بیمار
اجل هم با هزاران ناز معشوقانه می آید

تا قیامت نمک سینه ریشم باشد
آن تبسم که شب وصل بگفتار تو بود

سر این کار ندانم که زبان تیغت
با همه آب چرا تشنه بخون می آید

در ریاض ورگمت بی سحر از جوش نمو
میشود پیدا برنگ لاله داغ از هر جبین

از که آموخته طرز حریفانه بگو
بردن دل از من و باز تقاضا کردن

پرده او ندرد خالق ستار اسیر
چشم پوشی کند آنکس که بتقصیر کسی

دل که در سینه من بود فدایت کردم
چیست مطلب که باین ناز و ادا می آئی

مخمس بر شعر ناصر علی

شمع ما از شرر برق ضیائی نگرفت
دست بیرنگی ما رنگ حنائی نگرفت

شبنم ما ز سحر نور صفائی نگرفت
بال رعنائی ما فیض هوائی نگرفت

همچو طاوس بصد رنگ گرفتار شدیم

اشرف تخلص صاحبزاده اشرف علیخان ابن صاحبزاده قاسم علیخان ابن نواب محمد فیض الله خان صاحب بهادر عرش منزل طاب ثراه جنکا ذکر خیر طبقهٔ والیان ملک مین گذرا مرزا انکو عرف کرم خان کرم اور اخوندزادی احمد خان غفلت سی انکو

تلمذ تھا پچتر برس کی عمر ہوئی ماہ صفر کی چھٹی تاریخ بارہ سو اسی ہجری مین قضا کی کچھ شعر اونکی فرزند صاحبزادہ محمد عنایت علیخان سی ملی اون مین سی ایک شعر درج تذکرہ ہوا

رختہ

جی مین ہی ماتم نہ دون کی اب اوڑہی کر	نیلگون یہ شامیانہ آسمان سی بیچیے

اشک سید قطب الدین ابن سید علیم الدین عرف میان سیتیا سلسلہ انکی نسب کا حضرت محبوب سبحانی غوث الثقلین پیر دستگیر شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہی وطن آبائی جلیسر ضلع متھرا ہے مگر یہ شاہجہان آباد مین پیدا ہوی ابتدای عمر مین لکھنو گئی وہان اپنی ماموں میر عباس کو کلام دکھایا جب دہلی کو آنا ہوا تو امراد مرزا انور سی فیض پایا اب کئی برس سی نواب مرزا خان داغ دہلوی سی تلمذ ہی اور اسی دار الریاستہ مین رہتی ہین تیس برس کی عمر ہی طبیعت اچھی ہے شعر خوب کہتی ہین یہ چند اشعار اونکی درج تذکرہ ہوتی ہین

رختہ

ہای وہ مڑ کر نہ اونکا دیکھنا وقت وداع	اور میرا یاس و حسرت کی نظر سی دیکھنا
موت آئی اجل کو بھی شب ہجر	کوئی آتا نظر نہین آتا
کون اس دل کی نزاکت کی برابر نکلا	ایک شیشہ نظر آتا تھا سو پتھر نکلا
ای موذن وصل کی شب مین تو مین چپ ہورہا	حشر کو دونگا تری الله اکبر کا جواب

اصغر صاحبزادہ محمد اصغر علیخان ابن صاحبزادہ محمد عبد الله خان ظریف جنکا ذکر حرف ظای معجمہ مین آی گا شاعر خوش مذاق ہین آورش مضامین عاشقانہ پر طاق ہین مومن خانصاحب مرحوم دہلوی کی شاگرد رشید کلام انکا لائق دید قابل شنید اڑتیس برس کی عمر پائی بارہوین رجب کو بارہ سو تہتر ہجری تھی کہ عارضہ خناق سے مرے

مبتلا ہو کر میرٹھ مین رحلت فرمائی وہان سی جنازہ دہلی کو گیا اور درگاہ حضرت
خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز مین دفن ہوی یہ چند شعر اونکی کلام سی انتخاب
ہین چشم انصاف بین کی نظر مین سب گوہر نایاب ہین

ریختہ

شکر جفائی کام کیا لطف کا کہ اب
دشمن امیدوار ہی اونکی عتاب کا

اس نازکی پر اوس سی تو ہرگز نہ ٹوٹتا
اصغر وفا کا عہد ہی ناپائدار تھا

کب یہان تھا گذر غیر جو رسوائی ہوئی
تمنی کسو اسطی دل مین مری آنا چھوڑا

وہ وہ دعائین شک مین کی ہین کہ اگر خدا
توبہ ہی گر قبول کا دروازہ باز ہو

اختیار اپنی اجل پر تو مجھی دینا تھا
گر دیا تھا مری دشمن کو خدایا تجھی

وہ کہین سگے کہ ستم اوٹھ نہ سکا
بعد مردن یہ مصیبت ہو گی

زیست تو دشوار تھی مرنا بھی مشکل ہو گیا
کہہ گئی ہین اپنی آنی کی وہ پھر جاتی ہوئی

کیون نہ گھبرا کر اوٹھی بالین سی کی وقت نزع
سچ ہی کب دیکھا کسیکو اونسی مرجاتی ہوئی

درد و غم کی سوا بھی ای اصغر
کیا اگہون میری دل مین کیا کیا تھا

اظہر تخلص شیخ امین احمد ولد شیخ عزیز احمد یہ بزرگ حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی
قدس سرہ کی اولاد امجاد سی تھی اور شیخ محمد بخش واحد شاگرد میان مصحفی مرحوم سے
اصلاح لیتی تھی پینتالیس برس کی عمر ہوئی بارہ سو بیالیس ہجری مین قضا کی یہ شعر
اونسی یادگار ہی

ریختہ

سوزش داغ جگر یون ہی اگر مرگ تلک
شمع سان روشن مرا ہر استخوان ہوجائیگا

افزون سید حسین شاہ ابن سید جلیل شاہ قدس سرہما صوفی با نور مجسم تصویر ہاتف
قدسیہ کا عالم شب بیدار تہجد گزار باہمہ تقدس باتین رنگین طبیعت حسین ہر طرح کی

صحبت مین باغ و بہار بذلہ سنجی لطیفہ گوئی مین یکتای روزگار اردو اور بہاکا
دونون زبانون کی شاعر تھی ہر طرح کی رنگ گویائی پر قادر تھی اخوند زادی
احمد خان غفلت کو کلام اردو دکہایا بہاکا بطور خود فرمایا چھپن برس کی عمر
پائی چوتھی شعبان کو بارہ سو اونہتر ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکی نتائج
افکار ہین بہاکا مین حسین تخلص کرتی ہین اس وجہ سی وہ کلام حرف حای حطی
مین مذکور ہوگا

ریختہ

چشم امید جن سی رکھتی تھے	وہ ہی آنکھین پھر اگئی ہمسی
ہوس رہگئی یہ دل زار کی	کبھی بات اونسی نہ کی پیار کی

ف

افسر صاحبزادہ احمد یار خان بہادر ابن صاحبزادہ محمد یار خان بہادر امیر
جنکا تخلص اسی حرف مین آئیگا گیارہ ہوان برس تہا کہ انکی والد ماجد نی قضا
کی انکی عم اکرم جناب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ نی
سو لہا ہزار روپیہ سال وجہ کفاف مقرر فرمایا مدت تک بہ آبروی تمام بسر کی
دو جوڑا کی لڑائی مین جناب حاجی نواب غلام محمد خان صاحب بہادر انار اللہ
برہانہ کی ہمرکاب رہی فیض عواطف حضرت ممدوح سی کامران و کامیاب رہے
بہادر بی بدل تھے فنون سپاہگری خصوصاً علی مدلگری پھیکنی مین ضرب المثل
تھی شعر کا بھی شوق رکھتی تھے ابتدا مین محمد قائم چاندپوری سی تلمذ تہا آخر
حافظ شبراتی طالب سی بھی کچھ اصلاح لی پچانوی برس کی عمر پائی جمادی
الاول کی اٹھائیسوین تاریخ بارہ سو باسٹھہ ہجری مین رحلت فرمائی دو دیوان
انکی مرتب ہوی تھی مگر ایک بھی نہ ملا کچھ شعر ہاتہ آئی اونمین سی دو شعر لکھی گئے

ریختہ

ہون مین گمنام سر نامہ پہ کیا نام لکھون		قاصد اتو ہی بتا کونسا پیغام لکھون
تنہا نہ ایک مین ہی ہون بیقرار تجہ بن		سیماب کی طرح سی بیتاب اک جہان ہی

افغان محمد نور خان ولد محمد گل خان درسیہ کتابین خلیفہ محمد بخش چاندپوری سی پڑہین اور فن شعر مین پہلی میر عبد اللہ غمگین کی شاگرد ہوی پھر میر حسین تسکین دہلوی اونکی والد سی مشورہ ہوا چالیس برس کی عمر پائی ربیع الآخر کی پہلی تاریخ بارہ سو اوپر بہتر ہجری مین قضا کی کچہ مسودات ہاتہ آئی اومین سی یہ چند شعر لکہی گئی

ریختہ

چہرۂ عالم پر اوسکا نور روغن ہو گیا		نو رنگین کب یہ تصویر جہان ہوتی مگر
کہان تو پھر کہان ہم اور کہان عالم جوانی کا		پلادی جام ای ساقی شراب ارغوانی کا
سنخ رنگتی ہین کانگر بھی دہن سوفار کا		کس شہید ناز کا چاٹا ہی خون جو آتجک

افگار صاحبزادہ اصغر علیخان ولد صاحبزادہ احمد یار خان بہادر افسر جنکا ذکر اسی حرف مین گذرا فکر رسا انکی بات پیدا کرنیمین طاق ہی اور ٹرا فرہ یہ ہی کہ عاشقانہ مذاق ہے کہتی ہین کہ اخوندزادی احمد خان غفلت اور خواجہ حیدر علی آتش اور شیخ ابراہیم ذوق اور شیخ علی بخش بیمار یہ چارون میری استاد ہین اٹھاون برس کی عمر ہی چند شعر انکی کلام سے انتخاب کرکی دیی وہ درج تذکرہ کیی گئی

ریختہ

تو جلا رکہا ہی کاغذ نامۂ اعمال کا		حال میری آہ کا لکہا فرشتون نی اگر
مین بیان کرتا ہون اپنی خستہ گرکی حال کا		ذکر محشر ہو چکا واعظ ذرا اب دل سنبھال
حال مجہسی دل حیران کا دکھایا گیا		دیدیا طاق سی آئینہ اوٹھا کر اون کو
یہ بھی ہو جائیگا ہونا تجہ پہ نہین		اسپہ مرتی ہین وہ آئین ستم پر
ڈر ہی یہ ناصح ٹری تجکو نہ سمجھانا مجہ		آہ کا گریہ کا بیتابی کا کچہ عالم پوچہ

قد ہی خود قیامت تہا زلف کیون گرہا ئی ہی		اور ساتہ محشر کی اک بلا لگا ئی ہی
میری تربت کی زیارت کی لیے جاتا ہی		جو یہ سنتا ہی کہ وہ فاتحی کو آوینگی
تمنّو محشر مین نہو گی کہدو		ورنہ اک اور قیامت ہو گی

اکبر محمد اکبر علیخان خلف اکبر شیخ محمد علی بخش خان کہ وہ اس دارالریاستہ مین عمدہ اہلکار تہی سرانجام مہمات ملکی و مالی مین یکتا ی روزگار تہی یہ فرزند دلبند اونکی بڑی ذکی و ذہین تہی شاگرد میر حسین تسکین تہی افسوس ہی کہ عمر نی دغا کی اونیس برس کی سن مین ہیضہ کرکی قضا کی شوال کی تیسرہوین تاریخ بارہ سو اکسٹہہ ہجری زمانہ رحلت ہی کچہ مسودی ملی اون مین سی دو شعر لکہی گئی

ریختہ

یا شکایت سی مری غنچہ نکلوا ی گئی		یا مجہی بار نہین غنچہ کی بہکاتی ہی
چنکیون مین نہ پریزاد اوڑادی کوئی		تم نظر آتی ہو اکبر مجہی دیوانی سی

اکبر تخلص صاحبزادہ محمد اکبر خان خلف حافظ الملک حافظ رحمت خان اس سرکار فیض آثار کی قدیمی وظیفہ خوار ہین چالیس برس سی زیادہ ہوی کہ اونہو نی قضا کی ریاض الفردوس مولفہ محمد حسن خان شاہجہان پوری مین ایک غزل اونکی ملی یہ اوس غزل کی اشعار ہین

ریختہ

ہم مرگئی اور اوسنی نجانا کہ مرگئی		ہر زخم پر جو ہلتی تہی لب آفرین کی ساتہ
وہان رسم اختلاط سی انکار وعذر تہا		یہان جان ہی نکل گئی اپنی نہین کی ساتہ

اکرم مولوی محمد اکرم ولد مولوی محمد نور شیخ صدیقی ستر برس کی عمر ہوی رمضان کی پہلی تاریخ بارہ سو چالیس ہجری مین رحلت کی مولوی محمد نور گو پاموی کی شاگرد تہی مولوی غلام نبی خان اونکی پوتی سی معلوم ہوا کہ گلشن افضال و انشای اکرم و

مرآت الرحمن و خالق باری اکرم انکی تصنیفات سی ہین ایک شعر اونکی غزل کا اور دو شعر جنگ نامہ ضابطہ خان کی ہاتہ آی وہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

مجہی یارب ملا ہوس بیوفاسی	بہار گلشن نازو ادا سے

جنگ نامہ ضابطہ خان

نجانو اوسی تم کہ وہ فوج ہے	وہ دریای عمان کی اک موج ہی
ہوا اس اوسکی ایسی ہوی باختہ	کہ شاہین سی جیسی چہپی فاختہ

الم صاحبزادہ محمد سعید اللہ خان ولد صاحبزادہ محمد امداد اللہ خان ناب جنکا ذکر حرف نای قرشت مین آئی گا جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر ناظم تخلص طاب ثراہ اور صاحبزادہ محمد عباس علیخان بیتاب کی شاگردی سی اس فن مین مشتہر ہوی خود بہی خوش فکر تہی مگر اساتذہ کی خوش مذاقی سی اور بہی نامور ہوی کسب کمالات کا ذوق تہا نقاشی کا بہی شوق تہا چھبیس برس کی عمر ہوی جمادی الاخرہ کی پندرہوین تاریخ بارہ سو بیاسی ہجری مین رحلت کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

عشق بازی کی لیی چاہیی تہی سر کا جگر	ہمنی اس کام کو سب کا مونسی مشکل پایا
ہوا رخ اودہر اوسکی زلف دوتا کا	بجای حمد اسا منا ہی بلا کا
اگر کچہ یاد ہو تو اب وفا کا وقت آپہنچا	ہماری آکی وعدی ہوی بہی کیا گزرگئی ہین
ہمنی تیری الف ورخ کی یاد مین	روتی روتی صبح کردی شام سی
الم کو کنتی ہو شاید کسی پہ مرتا ہے	وہ مبتلا ہی ہمتین رہنمین خبر بہی ہی
گئی دن الم نصیب ہوی تہی وفا ہی یا	کمبخت ہم جفا کی بہی ارمان مین رہی

امداد صاحبزادہ حاجی امداد علیخان ابن صاحبزادہ قاسم علیخان ابن جناب نواب

محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل جنکا ذکر طبقۂ والیان ملک مین گذرا
عمر خوش اوقات حمیدہ صفات اخوندزادی احمد خان عنلت کی شاگرد رہی ہین
مشغلۂ ذکر و درود صاحب دیوان پچہتر برس کی عمر پائی بارہ سو نیاسی ہجری میں
دسوین صفر کو رحلت فرمائی یہ چند شعر اونکی نتیجہ افکار ہین

ریختہ

شب خفا مینہی تہای ہمسی لب پہ ہو گیا
گہر گیا اپنا یہان وہان غیر کا گہر ہو گیا

گر رہا دل کو تصور ہی اوس قامت کا
کاٹنا روز قیامت کا نہ مشکل ہو گا

اگر خوشی نہ ملی امداد بقول ناسخ
داغ حسرت کی سوا خاک نہ حاصل ہو گا

گیا ہنستی ہو رونی پہ مری جبکہ موی ہم
پہر انکا بہی یہ لب خندان نہ رہی گا

وہان جا کی کر ای تو اوٹہایا ہمین در سے
باز آی ہم ای آہ تری ایسی اثر سی

گردی شب تار سیہ ری روشن
جب جانین تجہی کہ مہ لقا ہے

امیر صاحبزادہ محمد یار خان بہادر خلف چارمین جناب مستطاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر
خلد مکان انار اللہ برہانہا جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادہ عالیشان
اپنی برادر کلان یعنی نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر اور جناب نواب
محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل اور نواب محمد سعد اللہ خانصاحب بہادر
طاب ثراہم کی تربیت و تعلیم مین سن تمیز کو پہنچی اور ٹانڈی مین کہ آنولی سی قریب
ہی رہی جب جناب نواب عرش منزل سی نواب شجاع الدولہ بہادر نی فیصلہ کرکی
اس دار الریاستہ کو اونکی تحت حکومت کیا حضرت عرش منزل باصرار بلیغ صاحبزادہ
موصوف کو ٹانڈی سی اپنی ہمراہ اس ریاست مین لای اور پچاس ہزار روپی
سال انکی مصارف کی واسطی مقرر فرمای علم موسیقی کا شوق بہت تہا انہین
مشاغل عیش و عشرت مین جی بہلاتی تہی شعر بہی خوب فرماتی تہی ابتدا مین محمد قائم

چاندپوری سی مشورہ تھا انتھا مین شیخ غلام ہمدانی مصحفی مرحوم سی تلمذ ہوا فدوی لاہوری اور میر محمد نعیم اور پروانہ علی شاہ مرادآبادی اور میان عشرت اور حکیم کبیر سنبھلی یہ سب سخنگو ملازم تھی فلک تفرقہ پرداز کو اتنی جمعیت بھی پسند نہ آئی کہ صاحبزادہ ممدوح نی مستسقی اور مسلول ہوکر غرہ ماہ ذیقعدہ کو گیارہ سو اٹھاسی ہجری مین رحلت فرمائی دیوان انکا ہاتہ نہ آیا متفرق کچھہ کلام ملا دہ لکھا گیا

ریختہ

اوس نگار انداز سی ملکر کہین چھپتی رہی آنکھ
کیون نہو سوی قضا منہ وقت مرنی تجھکا

کیا تونی دیا تھا مجکو ساقی
شیشی مین تو واہ کچھہ نہ نکلا

بیٹھی تھی ای کوچہ قاتل مین لیگیا
یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

ساقی گو کہ کچھہ نہین حاجت شراب کی
ہم دلجلون مین آپ مزہ ہی کباب کا

کیا کہون ولولہ شوق کو مین تیری امیر
گھر مین جاتی ہین ترای تو خبر داری نی

گر وقت ذبح نالہ کیا مینی کیا ہوا
پیاری کسیکا ہاتہ کسی کی زبان چلی

امیر صاحبزادہ امیر اللہ خان ولد صاحبزادہ حبیب اللہ خان فرحت جنکا ذکر حرف فا مین آئیگا ابتدا مین شیخ کرامت علی شہیدی اور شیخ علی بخش بیمار سی فیض پایا آخر آخر میر احمد علی رسا کو کلام دکھایا شعبان کی پانچوین تاریخ بارہ سو نوی ہجری مین قضا کی تینتالیس برس کی عمر ہوئی کچھہ مسودات ہاتہ آئی اونمین سی چند شعر لکھی گئی

ریختہ

سوز غم سی داغ دل سینی مین ہی روشن چراغ
اپنی گھر مین آتدن جلتا ہی بی روغن چراغ

تجلی وہ قبر جو یاد آتی دشت وحشت مین
تو پھر جیتا پھر آنکھون سی مین جا رنگیلا انکو

پڑھنی کو آئی فاتحہ غیرونکی ساتھ
شعلہ نکل گیا مری لوح مزار سی

امیر حضرت سید محمد امیر شاہ خلف سید محمد جہانگیر شاہ قدس سرہما

واضح ہو کہ اس فقیر کو حضرت سی بیعت ہی ارادت کی نسبت ہی حضرت کی ریاضات و
کمالات جسقدر لکھون کم ہین اور لکھنی کی کچھ حاجت نہین کہ مشہور عالم ہین لہذا جو متعلق
اس تذکری سی ہین وہ لکھتا ہون کہ عنبر شاہ خانصاحب سی فارسی مین تلمذ تھا
کبھی کبھی غلبہ ذوق فقر مین شعر فرماتی تھے دو دیوان حضرت کی تلف ہو گئی ایک
دیوان فارسی ابتدای عمر کا فرمایا ہوا جس کی آخر مین کچھ اردو کلام بھی تھا وہ ہاتھ
آیا کہ انتخاب ہوا نوی برس کی عمر پائی صفر کی تیئیسوین تاریخ دوشنبہ کی دن عصر کی
وقت بارہ سو نوی ہجری مین رحلت فرمائی **قطعہ تاریخ مولف**

از صفر بست و سوم روز دوشنبہ وقت عصر	رخت نہضت بست پیر و مرشد من بیگمان
سال رحلت فی البدیہہ بر زبان آمد اگر	صوفی کامل جنید وقت شبلی زمان ۱۲۹۰ھ

ریختہ

آئینہ خورشید کا عیسی پٹک دی جای کہ بس	اگر زمین پر دیکھ پای عکس روی احمدی
کہکے یہ جیب عنبرین سے امیر	مست بو نافہ ختن کی ہوئی

فارسی

عمر بیست کہ خواہم بدعا روز و شب	ہیہات چہ حاصل کہ اثر نیست دعا را
بیرون دل ز کفم ای بت طناز بیا	بخدا سوی من ای خانہ برانداز بیا
ما را چہ غم ز گرمی خورشید روز حشر	ہستیم زیر سایہ دامان مصطفی
ای مست خواب ناز کجا میروی بیا	خلوت سرای دیدہ ما خوابگاہ تست
گر بگلگشت چمن آن چمن آرا آید	بلبل از خود گذرد گل بتماشا آید

امیر تخلص ہیچمدان امیدوار رحمت یزدان امیر احمد ابن مولوی کرم محمد
ننگ خاندان مخدوم شاہ مینا ادام اللہ برکاتہم فن شعر مین جناب منشی مظفر علیصاحب
اسیر کی تلامذ مین داخل برای نام تحصیل کتب درسیہ مین اکثر علمای نامی کی شاگرد ہون مین

شامل سرکار فیض آثار کا نمکخوار آبائی ہی با وصف فقدان ہر گونہ استعداد رونق اسی
سرکار والا تبار کی بدولت پائی ہے ہیچمیرز کا کلام تو اس قابل تہا کہ ایسی تذکری مین
شامل کیا جاتا مگر جو شعر پسند بندگان حضور ہو کر انتخاب ہوی وہ حسب حکم عالی درج
انتخاب ہوی

قصاید نعت و منقبت و مدح

الف آدم مین ہی محمد و دالحمد مین ہی میم	سبب یہ ہی کہ وہان سایہ تہا یہان سایہ تہا قد کا
جو آنکہین ہون تو نام پاک سی پیدا ہی یکجائی	کہ آغوش احد مین جلوہ گر ہی میم احمد کا
وہی سایہ وہی قد تہا کہ تہی ظل خدا حضرت	جدا کرنا بہت دشوار ہی حرف مشدد کا
گمان ہوتا ہی جنت کے وہی اوتر ا عبا ہو کر	اوٹہا رکہا تہا جو اللہ نی سایہ محمد کا
زیارت کو چلون یارب پڑی یہ غل مدینی مین	غلام آیا محمد کا غلام آیا محمد کا

صفت معشوق خیالی

پتلیان آنکہونکی در پردہ اشارون سی کہین ہرز	ناچنی ہی کو جو نکلی تو کہا نکا گہونگہٹ
جلوہ گر مردم چشم وصف مژگان سی حباب	حور بیٹہی ہی در خلد پہ کہولی ہوی پٹ

مدح بندگان حضور

تب بنی اوس سنگ کی خاک قدم کی اکسیر	چرخ نی ماہ کو شق کر کی کیا جب ہم پٹ
سکہ شمس و قمر مین جو کہین نام نہین	کر دیا کیا تری چٹکی نی مسل کر سلیٹ
چین آتا نہین جبتک کہ عروس دولت	دیکہ لیتی نہین یہ چہرہ اوٹہا کر گہونگہٹ

صفت تیغ

کہنچ گئی معرکہ جنگ مین جب میان سی وہ	روحین پیاسو نکی ہو ئین جمع جہمکا کہ گہٹ
پاٹ کر لاشون سی میدان کو لیتی ہی جو دم	ملک الموت سی کہتی ہی کہ بول آکی رٹ

صفت اسپ

ایک ہی ٹاپ میں ہو جائیں دو عالم برہم
الٹی چودہ طبق ارض و سما ہون عجب

صفت فیل

دم رفتار اوسی خضر بھی دیکھین تو کہیں
دست صرصر سی گیا پردۂ ظلمات کمیت

صفت بہار

طوبی سی جا کی خلد مین پیوند ہو گئی
ایسی بڑھی ہر ایک گل و یاسمن کی شاخ

اسدری بہار کہ رنگت مین بڑھ گئی
مرجان کی شاخ سی بھی غزال ختن کی شاخ

مدح

دستار فرق شیر پہ اظہار ربط سی
کلگی کی جا ہی طرۂ غزال ختن کی شاخ

انگشتری اگر کبھی پہنی عدو نے زشت
قیچی لگا ہی نخل عقیق یمن کی شاخ

صفت اسپ

ہو یاسمن پر اسپ سبکرو اگر رواں
سمٹی نہ یاسمن نہ ہلی یاسمن کی شاخ

در تعلی خود

عکس آئنے مین میری اشارےسی ہی گویا
لب میری جو ہلتی ہین تو بول اٹھتی ہی تصویر

خضر رہ باطن ہی مری غفلت ظاہر
یوسف کی زیارت ہی مرے خواب کی تعبیر

در منقبت

پیوستہ وہ ابرو نہین بالای رخ صاف
مومن سی ہی مومن محمد عید بغلگیر

صفت عدل

حکم اسکا جس روز سی ہی محتسب شرع
ہی زخم کی بھی چور کو اندیشۂ تعذیر

عاشق کا دل آزار نہین غمزۂ معشوق
اسدرجہ ہی آوازۂ انصاف جہانگیر

دیوانۂ الفت کا ذرا دل جو کرا ہے
غل گیسوئے محبوب کری صوت زنجیر

مظلوم سی ہی زم یہان تک دل ظالم
ملتی سی شرر سنگ سی شیشہ ہی بغلگیر

اوڑاور کی جو خس دینہ مردم مین پڑی ہین
اس جرم پہ گلیون مین ہوا ہوتی ہی تشہیر

صفت اسپ

تیزی کا تصور دل مجرم مین جو گذری
ٹھہرانی سی قاضی کی نہ ٹھہری کبھی تقصیر

مدح روضہ اطہر حضرت خواجہ ہردو عالم صلعم

درو دیوار سی اوس گھر مین برستا ہی یہ نور
ہو روا شرع مین شبکو جو پڑہین دن کی نماز

دل محمود لیے قبہ سی آتا ہی یہان
پھر جا رہ دب کشی سلسلۂ زلف ایاز

کیا مقام ادب و ضبط نفس ہی کہ یہان
توڑیے سنگ سی چینی تو نہ نکلے آواز

نعت

خضر کیطرح یہ طاعت کو ملی عمر دراز
کہ قضا ہو نہین سکتی ہی مصلی کی نماز

حکم اوسکا ہو تو شل نگہ چشم ابھی
آے پھر سنہ کیطرف سنہ سی نکلکر آواز

مذمت زمانہ

نہین ہی تنگی بزم جہان سی جائے عجب
کہ جسم شمع سی چھپیان ہو جائے فانوس

مدح جناب امام حسین علیہ السلام

اوسکی بزم کا ہی آفتاب ایک چراغ
اوسکی باغ کا ہی آسمان اک طاوس

کتاب مین جو لگائین وہ کحل خاک قدم
عجب نہین جو ہون معنی کلام مین محسوس

بیان شدت سرما در تمہید قصیدہ

سرما مین آئی ابر کی لگی ورق ورق
آتشکدہ ہی کا پڑہنی لگی تپ تچی سبق

پیدا ہو طفل غنچہ تو بردِ عجوز سی
آے کہ نال کاٹنی کی ہین ہون مستحق

پہونچی نہ پہنچی لوگ بڑہاتین ضرور تا
دکھلائی دور سی جو فلک آتش شفق

الکن ہین سب کی سب یہ معلم کو ہی گمان
پڑہتی ہین کانپ کانپ کی لڑکی جو نام حق

مدح بندگان حضور

آسمان بھر عدو ڈھونڈرہا ہی لیکن ایک ذرہ نہین ملتی ہی کہین گرد ملال

میہمانی کی تہی رسم عجب کیا ہی اگر سامری گاو کری دعوت موسی مین جلال

تمہید قصیدہ بہاریہ

دست شمرگان سی سنبہالی نہین نکہت گلریز پھر بھی دیوار پہ چپ چڑہتی تہی جاتی تہی بیل

ہی یہ تاثیر ہوا تہ جو مجبر م کی کٹہین صوت دست چنار آئین نئی سر سی نکل

اور شاخ نکا تو کیا ذکر یہ ہی فیض نمو نکلی گر بات مین بھی شاخ تو پہوٹی کوپل

سینی تانی ہوی پھرتی تہی چمن مین طاوس اس تمنا مین کہ لگ جای لگی سی بادل

آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال سر بھی بیضی سی نہ نکلا کہ گیا پاون پہسل

چمن دل مین جو عارف کی چلی وہانکی نسیم گل صدبرگ بنی غنچۂ اسرار ازل

صفت معشوق

ہای رہی نازکی لچکتی تہی نزاکت سی کمر تجہ جو کاندہی سی دوپٹی کا ڈہلا تہا آنچل

مدح

رخش گردون کیطرح گاو زمین جیسل نکلی منہ سی تیری کہین اتنا جو نکلجای کہ چل

جسطرح داغ ہی آغوش مین لالی کی یوہین ڈرکی مریخ کی سینی سی لپٹ جای زحل

مدح

بت پرستی کا مٹا عہد مین اوسکی یہ رواج قابل حد ہوی اطفال بھی کہیلی جو صنم

حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ باندہ کر چست کمر کہینچ کی شمشیر دودم

کھیت کشتو نکا نہ طیار بھی ہونی پای ق ہو چکی تیغ و قضا مین برضا تیغ سلم

صفت اسپ

قول ہر دم یہ جھکتی ہوی مشتاق کا ہون وہ قندیل کہ ہیرا ہی سر عرش مقام

اپنی مجمع مین کہین دو مجہی تہوڑیسی جگہ چوٹو نسی ہی یہی طور کی چوٹے کا کلام

چشم پر چہرہ محبوب ہی حلقو نسی رکاب دست در گردن معشوق ہی تسمون سی لجام

قطعہ

پایداری ہین محبت ہی تڑپ مین عاشق
جانی ہین وصل کا دن آتی ہین ہی ہجر کی شام

جسم صاف اوسکا نہین آئنہ صافی کم
سامنا راہ مین اشیا کا جو ہو وقت خرام

عکس پڑنی کا کری قصد نہ پہنچی اوس تک
ہی تو شیشی سی گری ہو نہ مگر داخل جام

صفت احتساب

قاضی حکم سحرگاہ کری حد جاری
رات کو نیند اگر شور دہل سی ہو حرام

صفت بہار

نو عروسان چمن کو ہی جواہر کا جو شوق
بھیجی فیروزہ آیا ہی چمن مین آسمان

مدح

کاتب قدرت نی تب تیرا خط ہستی لکھا
دی لیی انجم کی نقطی جب برای امتحان

انکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
یہ وہ گلشن ہی کہ خود اسکا خدا ہی باغبان

صفت شمشیر

حشر برپا جنگ مین جب دم کری آواز تیغ
صور اسرافیل اور اگر لاتی ہان مین ہان

بہاریہ

شاخ گلبن پہ ہین اسطرح شگفتہ غنچی
جیسی انگڑائی مین کھل جاتی ہین جستونکی گرہ

مدح

نکہت فیض اگر اوسکی نکجای سوی باغ
عطر آگین نہون پیراہن نسرین و سمن

ہوگیا خشم بھی اس عہد طرب خیز مین لطف
آرہی ابروی محبوب سی گیسو مین شکن

اثر خاک در فیض اگر اوس مین نہو
سرمۂ شب نکری دیدۂ انجم روشن

مدح

یہ تیری عہد مین رائج ہوئی سبکباری
کہ بت سی گر نہین سکتا ہی شیخ دل بتابی

لطف نی قوت یہ دی ہی کہ صحت کو
جو بھی ہی دیدۂ نرگس مین جا کی بیماری

وہ رعب ہی جو یہ چھایا رہی قیامت تک
وہان صور سی نکلی صدا بدشواری

بدو نمین بھی یہ اثر اب ہی حسن نیکی کا
بکہین گناہ تو تو بہ کری چشم بیداری

رہی شدید یو ہین محبہ مو نپہ گر تہدید
یقین ہی چھوڑ دی ابلیس زشت کرداری

دہن ہو خانہ زندان زبان شاعر تو
سخن جو رنگ کو پکڑی سمجھ کی بیگاری

پڑی جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھای جوہر آئینہ شان ستاری

از دیوان نعت

کھنچا ایسا پری نقشہ سراپای محمدؐ کا
کہ نقاش ازل نی آپ سایہ کھلیا قد کا

رخ انکا ہی مہر تو قد انکا ہے شمع
پروانہ رات بھر ہون مین دن کا تمام دن

آئینہ ہی یہ پنجتن و چار یار کا
نقطی ہین چار حرف ہین پانچ آفتاب ہین

کاتب صنع نی نام اسیلی پہلے لکھا
لوح راضی نہ کسیطرح قلم سی ہوگی

از ترکیب بند مثنوی خوانی مجلس مولد شریف

در ہین کشادہ رحمت رب کریم کی
ہین عطر بار باغ مین جھونکی نسیم کی

خلعت بٹین گی لطف خدای رحیم کی
تقسیم ہونگی بار ثواب عظیم کی

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آمین پکار دو

مخمس قصیدہ مولوی محمد محسن صاحب

دو چار آنکھین ہین تجھسی وہ عالم سی نرالا ہو
دو مینی سی دو روزہ زیست مین دو ہر تماشا ہو

مزہ دونا ہو سر و خلد کی پہلو مین طوبی ہو
میسر ایک جلوہ مین مجھی لطف دوبالا ہو

کرون مین بین احول سی نظارہ ترے قد کا

کری بیتابیان میری لبی ہر موج کوثر مین
جگہ مجھکو ملی رشتی کیصورت قصۂ ہر گو مین

رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور مین
فرشتے دیکھکر مجھکو کہین دیوان محشر مین

جگہ خالی کرو مدح آتا ہی محمدؐ کا

ترجیع بند شعر سعدی علیہ الرحمۃ

شب حسن خالق بحر دہر جو طلب ہوی تو بندگی ۔۔۔ صف انبیا بھی ادہر ادہر وہ بجوم میں صفت سحر
چمن خابن کی کھلی بہی در لگی جو سنی شجر و ثمر ۔۔۔ ہوی جبرئیل جو راہبر تو سوار ہو کی براق پر

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و آلہ

انتخاب از بیاض گوہر انتخاب

انصاف جو ریار خدا سے طلب کیا ۔۔۔ تمنے بھی اے امیر بڑا ہی غضب کیا
اسقدر ہے درازیہ ہجر کی شب ۔۔۔ پر تڑپنے سے جی نہین بھرتا
نوجوان لوگ کیا نہین کرتی ۔۔۔ دل لگایا تو کیا گناہ کیا
وہ آئے کھینچ کی تلوار سب کو شاد کیا ۔۔۔ امیر آج بہت ہمنے تمکو یاد کیا
غم اوسکا حسرتو نسے ہم چھپا ہی سیری سینے مین ۔۔۔ کہان ہی وہ جو دل اک نام یہان ہمارا رہتا تھا
وہ کھینچکر ادا سے جو تلوار آگیا ۔۔۔ بے اختیار دل کو مرے پیار آگیا
کل ذرا چپ مری پاس آگئی جو بیٹھا ناصح ۔۔۔ مین یہ سمجھا مین کمبخت ادسی بیکہ آیا
حضرت عیسے بھی کیا دیکھتی ہو سیری تیغ ۔۔۔ پہلی اوسکو دیکہ آؤ پھر مجھی تم دیکھنا
ضعف دل نی اثر یہ دکھلایا ۔۔۔ درد سے بھی اوٹھا نہین جاتا
لاکھون اوس لیلی کی دیوانی تھی اونمین عشق تاثی ۔۔۔ ایک مشت استخوان کا نام مجنون کہدیا
بہا خون ہو کر جو ٹھوکر سے بولے ۔۔۔ مصیبت کا مارا یہ دل تھا اُٹھا گیا
پڑ گیا ہی کوی ناسور جگر مین شاید ۔۔۔ کہ مری آنکھ سی کل شب کو لہو بھر آیا
چلی جو آگی ہٹانی تری گلی کی راہ ۔۔۔ مین آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا
اب یہ عالم ضعف کا ہی مین جو اٹھتا ہون امیر ۔۔۔ ساتھ ہر آنسو کی گر پڑتا ہون آنسو کی طرح

عشق کی نام سی معشوق کو ہوتا ہی گریز
دل ویران مرا آباد رہے ٭
ادل عشق مین بس روفی لگی تمنتو امیر
پاس اخفای محبت ہی یہانتک کہ امیر
ہزار طرح کی ہوتی ہین وہم ہمکو امیر
وفا کا وعدہ وفا ہو یہ غیر ممکن ہی
ڈراون حشر کی فتنہ یاد سی تو کہتی ہین
جانمن وہ دل کی لی لینی کی راہین اور ہین
لیا پھر نام اوسکا تو نی ای دل
تو ادب سی جسی کہتا ہی صمد ای زاہد
مین جاگ رہا ہون ہجر کی شب
مجکو دیکھا تو غیر سے بولی
میکدی مین کہین پڑی ہو نگی
ہماری سامنی بڑھ بڑھ کی بولتا ہی بہت
خشتہ اک پردہ نشین کا ہون فرشتو نسی کہو
عمر کو سارا زمانہ گذران کہتا ہے
کھب گئین دلمین اگر پلکین نکیلی زاہدا
کہاتے ہو قسم نہین مین عاشق
روتے ہین تری مریض پھر دن
بھرنی پر آچلی ہین ہماری جگر کی زخم
لکہا ہی خط مین اوسنی یہ مجہ بدنصیب کو

جی مین ہی آج سی عاشق ہون شب قدر کی
ایسی ویرانی کہان ہوتی ہین
نہ ابھی نالی کیی تمنی نہ آہین کھینچین
دل بھی بیرا مری حالت سے خبر دار نہین
کسیکی آنکھ جہان ہم پر آب دیکھتی ہین
جفا کا وعدہ تو اتنک وفا ہوا ہی نہین
ہماری آگی تمہاری وہان سنی گا کون
جن کو آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ نگاہین اور ہین
اری ظالم ابھی سمجھا چکا ہون
اوسیکو پیار سی ہم لوگ صنم کہتی ہین
پر میری نصیب سو رہے ہین
آپ بھی مجکو پیار کرتے ہین
شب جمعہ ہی آج امیر کہان
ملی وہ ایکی تو ناصح کو سامنی کر دین
میری تابوت سی دو چار قدم دور رہین
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین
سیکڑون پڑ جاینگی رخنی تری ایمان مین
صورت تو امیر اپنے دیکھو
چھاتی سی لگا گے درد دل کو
تم زلف مشکبو کی ذرا پیچ کھولدو
انشا کا عہدہ ہمنی دیا ہی رقیب کو

روز آنی کو جب کہا بولے
کرتی تو ہو سوال اسیر اوس سی حشر مین
حقیقت درد و بیدردی کی اوس دم اوسکا ہی
وصل کی شب او نہین شرم آتی ہی تمہین
زخم سلوانی کی یارو ابھی جلدی کیا ہی
ای شب فرقت عجب اندہیری کی یہ بات ہی
بسملو نسی بھی ناز او ٹھوا سے
ہی قصد کہ دل کعبہ نشینو نکی چرائی
اللہ ری طول نامہ کہ کہتا ہی نامہ بر
جو کچہ سوجہتی ہی نئی سو جہتی ہے
جواب دینی مین آئی نہ کیون حیا او نکو
ہمنشین اونسی جو کہتی ہین کہ مرتا ہی اسیر
کہتی ہین وہ اجی عاشق کہین موتی ہین عرب
تمکو آتا ہی پیار پر غصہ +
مینی کہا کہ پھیر دو دل کیا کروگی تم
کیا جانی وحشت مین کہا کیا انہین مینی
کبھی نا آشنا تو کہتے ہین
اسیر اوس بت کو دل دیتی ہو شامت کیا تمہاری ہی
غیرو نکی حال پر تو بہت لطف ہی تجہی
دیکہنا شوخی کیا پیغام وصل
باقی نہ کوئی دل مین الہی ہوس رہی

ق

اک تمہین مجکو پیار کرتی ہو
اور اوسکو کر جواب نہ آیا تو پھر کہو
ہمارا دل تمہارا ہو تمہارا دل ہمارا ہو
دستی نرگس کی جو ہین او نکو کناری کہدو
پہلی کچہ میری تڑپنی کی تو تدبیر کرو
ساری دنیا مین تو دن اک مری گہر مین رات ہے
ہائی انداز میری قاتل کی
آتا کاہی بڑی گہر کو تری ہر دفعہ
اس بوجہ اوٹہانی کو کوئی مزدور چاہئے
مین روتا ہون اونکو ہنسی سوجہتی ہی
سوال کرتی نہین جب مجکو شرم آتی ہی
کبھی کب تک وہ غریب اب یہ مصیبت دیکھے
پاس جا بیٹھی پھر انکی کوئی غربت دیکھے
مجکو غصی پہ پیار آتا ہے
بولی ہم اپنی تیر کا پیکان بنا مین گے
ہمدم بھی مری آج تسلی نہین کرتی
ایسی باتین ہین آشنائی کی +
کسی پتھر پہ دی پٹکو جو ایسا تمکو بہاری ہی
ہم پر بھی لطف حال ہمارا بھی غیر ہی
ہجر سی جب آشنائی ہو گئے
چودہ برس کی سن مین وہ لاکھون کی سن ہی

حل نہین ہوتا معما بیقراری کا مری
دل تو پہلو مین نہین ہای یہ تڑپتا کون ہی

مسجد مین بلاتا ہی ہمین زاہد نافہم
ہوتا کچہ اگر ہوش تو میخانی نجاتی

بی سبب نالان نہین مین یار کی در پر امیر
آشنا کرتا ہون اوسکو درد کی آواز سی

ہاتہ ڈالا مینی دامن پر تو بولی ناز سے
میرا دامن چہوڑیی اپنا گریبان پہاڑیی

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجہی
دل جو روٹہا تو منانی کی لیی جان گئی

انتخاب دیوان مرآۃ الغیب

حاضر مری جنازی پہ ہون سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا

مری ہی سامنی دامن اوٹہا کر نازسی چلنا
مجہی سی پہر گلہ اولٹا مری چاک گریبان کا

نہوگا بند جبتک نقد جان باقی ہی قالب مین
سنجی کی گہر کا دروازہ ہی چاک اپنی گریبان کا

تڑپ کر دم نکلجای مگر کہلنا نہین ممکن
تری دلکی گرہ ٹانکا ہی میری زخم پنہان کا

جگر کو دون کہ دلکو دون تمنا ہی ناوک قاتل
کہ دو پیاسو نمین ہی یہ ایک قطرہ آب پیکان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتی ہوتی رک گئی وحشت
اوٹہائی اوسنی چلمن رکہا پردہ گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چہرکتا گر نمک قاتل
دہان زخم سی ہم چوم لیتی منہ نمکدان کا

خلعت بہن کی آنیکی تہی گہر مین آرزو
یہ حوصلہ بہی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میری دلکو نہ ای درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

کیا جانی رہرو دنیا ہوا کیا عدم مین حال
اتنک تو ایک نی نہ لکہا خط رسید کا

بت بن کی وقت نزع نہ بالین پہ پری بیٹہیی
ہوتا ہی آج خاتمہ گفت و شنید کا

اہل محشر پہ ہی احسان تری دیوانی کا
سرکو ٹکرا کی در باغ ارم توڑ دیا

بہار آئی ہی ای دست جنون یا عید آئی ہی
گریبان سی گلی ملنی چلا ہی چاک دامن کا

لگا خنجر جو سینی پر ہوئی کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کہلا دلکا

مدای سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹہا ہی
کوئی دم اور چہاتی سی لگا لون پانون قاتل کا

داور محشر کو بھائی میری اوسکی چھیڑ چھاڑ
ہی غضب کا شوخ وہ بت ہو جو صحبت دو گھڑی
چھائی ہی بہار پہاڑ کی اوسمین شراب ناب
مر کر علو قد رسی عمر یان بدن ہوا
ہین طول روز قیامت کو سنکی ڈرتا ہون
کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو ہین کہتا ہون
شب وصال بہت کم ہی آسمانسی کہو
تمام ہو گئی ہم پہلی ہی نگاہ مین حیف
جب کہا اوس سی شب غم کوئی غمخوار نتھا
ہر جگہ جوشش محبت کا نیا عالم ہوا
ذبح کرتی ہو مجھی ایجان دُھیلی ہاتھ سی
روکنا فرقت مین اشکو نکا نہین اچھا امیر
کلیم سنکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا
بعد مردن شرم عصیانسی ہون آب آب
قریب ہی یار روز محشر چھپیگا کشتونکا قتل کیونکر
جب مین کہتا ہون کہو گی کیا خدا کی سامنی
بیجا ہی دخل غیر شب وصل ای امیر
مری آنسوؤن نے مجھی بخشوایا
گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سی آئی
شبیہ مد نظر ہی کسکی کہ کوئی پوری نہین اوترتی
ہو بزم جانان مین حشر برپا تڑپ کا دلکی یہ تھا تقاضا

چھیڑ کر پوچھا مگر کیا ہوا کیونکر ہوا
چٹکیان لی نی کی زانو لال کر دی حور کا
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا
حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا
کہ دن نہو وہ کہین یار سی جدائی کا
کر اس سی جرم ہوا ہوگا آشنائی کا
کہ جوڑ دی کوئی ٹکڑا شب جدائی کا
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا
دردنی اوٹھ کی کہا کیا یہ گنہگار نہتا
آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دلمین غم ہوا
واہ اچھی وقت مین غصہ تمہارا کم ہوا
چار دن کی ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا
ہوئی یہ خبر کہ وہ شوخ بی نقاب نتھا
خاک سی میری تیمم بھی وضو ہوجائیگا
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا
کہتی ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب
دروازہ بند کبھی آنی نپای صبح
بڑی کام آئی یہ لڑکے محل تو
جمع پھر دل نہین ہوتا ہی پریشان ہوکر
شادی صانع ازل نی ہزارون نقشی بنابنا کر
مگر بڑی مشکلو نسی وکا ادب نے زانو دبا دبا کر

بولا وہ بت سرہانی مری اگی وقت نزع
توبہ سو بار ہین کرلونگا کچہ انکار نہین

ایک دم ذکر سی اوسکی نہین تہمتی ہی بان
زلف آتی ہی لٹک کر جو چہانان کیطرف

جتنی ناوک ہین نگاہ ناز تری ترکش مین
ہوا شہید تبسم جسکہ دل یارب

کانٹا ہوا ہون سوکہہ کی لیکن یہان ہون
تونی تو ای سیاہی شبہای تار ہجر

کہتی ہی ہر پلک تری زلف دراز سے
ای برق تو ذرا کبہی تڑپی ٹہہر گئی

تمنای شہادت مین نہ مر کر بہی ہوی راحت
قدم رنجہ تو فرماو کوئی رہنی نپای گا

بہی حیرت کا عالم ہی تو نظارہ کہان مجنون
گم گشتہ دل کی تا کجا جستجو کرین

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتا نکی ہین
ٹہکراکی میری سر کو وہ کہتی ہین ناز سے

خنجر کو چوس چوس کی کہتی ہین میری خم
وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین

نہان ہتا ہی آئینی سی وہ بیگانہ خو برسون
فرہ لی لیکی رگ رگ اسی گلا شمشیر قاتل کی

نکرای یاس یون برباد میری خانہ دل کو

فریاد کو ہماری چلی ہو جسند اکی پاس
می کشی سی تو ذرا ہو مجہی فرصت واعظ

دختر رز سی ہی تجکو بہی محبت واعظ
پاؤن پہیلای ہین اس کافر نی قرآن کیطرف

اکچہ مری دلکی ہین کچہ میری جگر کی عاشق
گری تڑپ کی یہ بجلی کدہر نہین معلوم

کہنگہو نگا اور اپنی عدو کی نگاہ مین
دہبا لگا دیا مری بخت سیاہ مین

چہوٹی سی قد یہ میری نجانا بلا ہو مین
یہان عمر کٹ گئی ہی اسی اضطراب مین

تڑپ کر خلد سی پہر آرہا مین کوی قاتل مین
نکلجا ئینگی جتنی آرزو ہین ہین کی دل مین

نکل بہی آی محمل سے تو پہر لیلی ہی محمل مین
ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

پر کیا کہین نگاہ مین جلوی کہانکی ہین
لو ایسی مفت سجدی مری آستانکی ہین

ظالم مزی بہری ہو تجہ مین کہانکی ہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اونہین کس زبانکی ہین

حیا دیکہو نہین آتا ہی اپنی روبرو برسون
ہر رنگ زخم ہم نفس نفس کی زدی ہین ہر عضو مین

اسی گہر مین جلایا ہی چراغ آرزو برسون

گمان ہونگی اسیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین مجھو دم نزع
اُٹھیا بھی ہین عدم آباد کی جانی والی
لٹک کر وہ زلف آئی ہی تا کمر
جلد لی لین کہین اسکو بھی فراغت ہو جائی
بسمل ناز و ادا ہمسی کہان ہوتی ہین
پھر مجھی چھیڑتی ہی احباب کی اسیر
حسرتین گھیری ہین اس کثرت سی بسمل گو ہی
صوت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
ہین تو کیا عکس سی وہ آئینہ رُکھتا ہی
شمع کیطرح ہین وہ سوختہ قسمت ہون اسیر
وای قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہی اسیر
بیکلی تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
جانتی ہو لوٹتا ہی خاک پر نخچیر کیون
زاہد امید رحمت حق اور ہجو می
کانٹون سی کہو سنبھال لینا
وصال پر سی جو وصل امتحان کر دیکھو
مری طرف سی کمی کوئی حضرت غم سی
فتنہ برپا ذات سی مفسد کی ہوتا ہی ضرور
مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتہ لگا کر
وصل کی راتین بری ہجر کی چھوٹی ہون اگر

رہی گا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنو برسون
وقت پڑتا ہی تو سب آنکہ چرا جاتی ہین
نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتی ہین
کہ لیلی ہی مجنون کی آغوش مین
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین
رک کی گر تیغ چلی غمزۂ قاتل سمجھین
دندان نہین یہ میری لڑکپن کی یار ہین
روح نکلی تن سی اتنا راستا ملتا نہین
منہ کی سو ٹکڑی ہون آئی جو تبسم مجھکو
پیار کی آنکہ سی دیکھا نہ کہ دم مجھکو
سو ل لی لی کی جلا دیتی ہین مردم مجھکو
اور وہ سمجھی ہین سزاوار ترحم مجھکو
پھر جسنی دل دیا ہی اوسکی جگر کو دیکھو
ڈھونڈتا پھرتا ہی مقتل مین تمہاری تیر کو
پہلے شراب پیکی گنہگار بھی تو ہو
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو+
اسیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو
بہت رہی مری دل مین اب اور گھر دیکھو
کیا ہوا اوٹھی اگر وہ غنچہ کی تعظیم کو
کہتی ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجھکو
یہ تو کر ای فلک اسمین ترا نقصان ہی کچھ

دل مل گئی وصال کا سودا ٹھہر گیا
آرائش اوسکی زلف نے کس کس طرح سے کی

کان جب آواز سنتی ہین تری
گر نہ انکار مری خون سی ای تیر فگن

سبکو اپنی اپنو نکا ہوتا ہی یہ ہی عفو کا حکم
ابھی مزار پر احباب فاتحہ پڑھ لین

اوس دل پہ ہزار جان صدقی
اللہ ری قدر میری گنہ ہو نکی روز حشر

سو جانین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون
سوسی کو یہ چڑھی ہی کہ برق جمال تھم

ہجو ہی بیٹھ کی مسجد مین بکرا ہی واعظ
نگہ ناز سی بھی دیکھ جو کرتا ہی حلال

غیر کی ساتھ وفا کر کی وہ مجھسی بولی
دکھلا کی آنکھ دل نہین مجھ مست کا لیا

جو چاہی وہ مانگی اللہ سی امیر
جہان رکھی گلی پر تیغ دم لینی نہین دیتا

قابل دید ہی وہ عارض و چشم و مژگان
نہو جسمین تجلی تجھسی محبوب و عالم کی

تمہاری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہی
کیا وصل کی شب مین سکین ہین
حشر مین عذر گنہ کیا ہی بتا نور کھو

الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی
ہنسلی گلی مین پانو مین خلخال ہو گئی

آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی تری سو فائز کی

بیگنا ہون سی صف آگی ہو گنہگارونکی
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہی نہ رہی

جس دل مین ہو آرزو تمہاری
تعظیم کو کھڑی ہوی میزان حساب کے

کیا جلد گھٹ گئی ہی گھڑی اضطراب کے
اک تہ اوتر گئی تھی تمہاری نقاب کی

ایسی شی ہی کہ قیامت پر اوٹھا رکھی ہی
یہ ادا اسکی لیی تو نی اوٹھا رکھی ہی

یہ وہی بات ہی جو تمنی بنا رکھی ہی
تمنی شکار شیر کا کھیلا غزال سی

اس در پر آبرو نہین جاتی سوال سی
تڑپنی کا مزہ کھوتی ہی جلدی سر قاتل کی

حورین بیٹھی ہوی ہین خلد مین چلمن ڈالی
وہ جنت جل کی یارب خاک ہو جای جہنم کی

کہ چل کر دو قدم صورت بدل دیتی ہو عالم کی
فرصت کم آرزو بہت ہی
کہ مبادا تمہین بھولی تو مجھی یاد رہے

لگی دل کی بجھای بیکسی مین کون ہی ایسا
چھوڑی کہین نہ گیسو پرخم نی اوسکی پیچ
نہ توڑو آئینہ جانی بھی دو کہ ایک مجھ
شوخی حسن نی لا کہ اوسکو کیا طاق مگر
جو رقم کرتا ہون مین کرتا ہی وہ اوسکی خلاف
داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر
لیلی کو پاس خفت مجنون بھی کچھ نہین
یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانی نہ دیا
منہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
دل ہی نہ رہا امید کیسے
خونبہا ہو سے سے لینگی روز حشر
سوال وصل کا کرنیسی یہ ہوا حاصل
نصیحت کرنیوالونکو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
تڑپ کر رو کی اوس محفل مین دونون نی کہا سودا
عشق مین حسینی کی بھی لالی پڑے
چشم و دل دونون غضب مین پڑ گئی
مدد ای شوق بجود المدد ای شوق سجود
ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر ای جان جہان
وہ کیا پردی سی نکلی جسکی پیراہن کو غیرت ہو
حرمت مین دخت رز کی اصرار ہی جو اپنا

مگر اک گریہ حسرت کہ بتایا نہ آتا ہی
کچھ رہگئی تو میری مقدر مین کمی
تمہاری دیکھنی والون مین یارا باقی ہی
پھڑکین ہی ابھی آنکھ جھپکتی جاتی ہی
ابکی خط لکھوا کی بھیجون کاتب تقدیر ہی
کیسی کیسی ہمنشین مجھکو ملی تقدیر ہی
انکھین دکھا رہی ہی غزالونکی سامنی
کہ آج کھل گئی کہنہ کی قضا کی آنی کی
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی
سنبھلی گی نہ چوٹ روبرو کی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی
کشتے چشم سرمگین یار کی
کہ آسرا اتری امیدوار ہمو مٹھی
جو سمجھاتی ہین مجکو وہ مری دلبر کو سمجھاتی
دل نادان کو سمجھاتی کہ چشم تر کو سمجھاتی
ہای کس بیدرد کی پالی پڑی
ذوق وصل و حسرت دیدار کی
سر نہ اوٹھی ابھی باقی ہی جبین ٹھوسی
اوسی انداز سی کہہ لی کہ نہین تھوڑسی
ہوا چین برجبین دامن جو دیکھی آستین نکلی
یہ بات کیا ہی رندو واعظ بہی ہوی ہے

امنگاں جاتی ہین ہر روز اوسکی پاس خاطر سی	تری عاشق نہ ٹھہری ہم عدو کا مدعا ٹھہری
جفا دیکھو جنازی پر مری آئی تو فرمایا	کہو تم بیوفا ٹھہری کہ اب ہم بیوفا ٹھہری
شب وصلت قریب آئی بہانی کوئی خلوت مین	ادب بھی جدا ٹھہری حیا مجھسی جدا ٹھہری
نہ تڑپا چارہ گر کی سامنی ای دردیوں مجکو	کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضای دوا ٹھہری
تیر پر تیر لگاؤ تمہین ڈر کسکا ہی	سینہ کسکا ہی مری جان جگر کسکا ہی
انکہ کہتی ہے یہ دلسی کہ کری گی برباد	خواہش وصل تجھی حسرت دیدار بھی
کہتا ہی وہ صنم کہ رہین ہم تمہاری گھر	لیکن یہ شرط ہی کہ خدا درمیان رہی
ہی یہ ضعف آج اگر نہ سی نکالوں آواز	جلد آئی تو مری کان تلک کل آئی
کفر کبھی ہین نہ پہیلاؤ اڑاکر آنکھین	دیکھو عارض پہ کہین یہ کی نہ کاجل آئی
پہینک دو کاٹ کی جڑ نخل تمنا کی امیر	پہول کمبخت مین آئی نہ کبھی پہل آئی

رباعی

کمری مین تو شب وہ ماہ سیما آیا	اسپر بھی مجھے ہاتہ نہ تنہا آیا
چلمن جو اوٹھی ہوی تہی آتی تھی ہوا	چہڑوا دیی پر دی تو پسینا آیا

رباعی

آئی ہی شب ہجر رولانی کی لیے	ہین ایک نہین سبکی ستانی کی لیے
اشکو نہین مری ڈوب رہا ہی عالم	آنکھین مری روتی ہین زمانی کی لیے

ترجیع بند

ہر روش اور ہی سامان نظر آتی ہین	جان تازہ گل نسرین و سمن پاتی ہین
جہومتی ہین جو شجر سر د ہوا کہاتی ہین	رقص کرتی ہین تو طاؤس پہ چلاتی ہین

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان مین نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی
پھر ہوا ابر دچلی وجہ یہی اسکی ہوئی
نہین معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
بیکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتی ہین مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہی
لطف برسات کا ہی زور گھٹا چھائی ہی
ہر روش ناچتی ہین مور گھٹا چھائی ہی
صحن گلزار مین گھنگھور گھٹا چھائی ہی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
بیکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اسطح کا جیسی کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سی گیسو
شور ایسا کہ نہین صور سی کمتر سر مو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبائی پہلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
بیکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

قطعہ تاریخ جشن صحت فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر طاب ثراہ

شرف وہان مہر کو ہی یہان عروج ماہ دو الست ہے
کسی سال ہمایون ہاتہ آتا ہی امیر ایسا
عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
جہنا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے

قطعہ تاریخ رحلت شیخ محمد وحید الزمان خان صاحب مغفور داروغہ الریاستہ رامپور غفر اللہ لہم

اللہ نی جو وصف عطا اونکو کیے تھی
رحلت کی امیر اونکی کہی مینی یہ تاریخ
وہ آ نہین سکتی ہین قیاس بشری مین
با اینہمہ ملک تھی وہ لباس بشری مین

۱۲۸۹

مخمس بر اشعار جامی علیہ الرحمتہ در زبان فارسی

رو بدرگاہ نوای عالم پناہ آوردہ ام
چشم شرم آلودہ و قلب عذر خواہ آوردہ ام
چون خط اعمال خود روی سیاہ آوردہ ام
یا شفیع المذنبین بار گناہ آوردہ ام

بر درت این بار با پشت دوتاه آورده ام

قلب محزون چشم پر خون اشک گرم آه سرد ... سینهٔ مجروح و دست عشه دار و روی زرد

تیرگی غم پریشانی دل مانند گرد ... عجز و بیخویشی و درویشی و دلریشی و درد

اینهمه بر دعوت عشقت گواه آورده ام

تاریخ رحلت حضرت فردوس مکان طاب ثراه

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا ... جوش زد سیلاب خون از دیدهٔ گریان من

تاب از دل رفت و دل از دست و دست از کار رفت ... رفتن او جمله برهم زد سر و سامان من

تیره شد چون شام ماتم در نظر این کدان ... چاک شد مانند دامان سحر دامان من

شکر منتهای او ایمان خود دانسته ام ... ذکر او تا بوده ام بوده است حرز جان من

بسکه از شور فغانم محشری برپا شده است ... میشود شور قیامت هر نفس قربان من

گریه ام در ماتمش رنگ فراوانی گرفت ... میچکد طوفان نوح از گوشهٔ دامان من

بهر سال آن عزیز مصر لها گفت آسمان

مسند آرای جنان شد یوسف دوران من

۱۲۸۱

انور تخلص محمد انور شاہ قادری ابن مولوی محمد اسمعیل شاہ قادری نور اللہ مرقدہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ العزیز کی اولاد امجاد سے ہین وطن انکا خطہ کشمیر ہی اب امرتسر مین رہتی ہین اس دار الریاستہ مین بھی آئی تھی سرکار فیض آثار دام ملکہم واقبالہم کی شرف ملازمت سی مشرف ہوی تھی بندگان حضور کی مداح رہتی ہین مرد صاحبدل ہین جوہر قابل ہین اس سرکار سی سالانہ مقرر ہی ایک مثنوی مختصر مسمی بہ توشۂ راہ زبان فارسی مین موزون کی ہے کہ وہ چھپ گئی ہی کچھ شعر اوسمین سی انتخاب کیی گئی اور کچھ شعر قصائد مدحیہ کی منتخب ہوی وہ یہ ہین

در مدح

صد شکر سبز گشت ز تشریف نوبهار
صحرا و باغ و راغ و بیابان و کوهسار

نرگس بشاخ صورت مینا و ساغرست
زین مژده تر زبان که ببین صنع کردگار

گز هر گیاه سبز و ز هر شاخ و هر درخت
آثار فیض نامتناهی ست آشکار

سازد چو این عام ضمیر منیر او
طاوس بیضه افگند اندر کنار مار

نام نکوی حاتم و کسری بعهد تو
سر باد رو برون ز گریبان ننگ و عار

در مدح

شاه گل آمد و بنشست بتخت گلبن
تاج زرین بسر و خلعت رنگین بتنا

نوعروسان چمن جلوه گر از ناز و ادا
صف بصف حلقه بحلقه ز زمین و پیدا

چشم بد دور ازین تازه بهار نیکو
رشک فردوس برین گشت زمین گلزارا

ساقیا زود بیا دیر مکن بهر خدا
چین میاور بجبین درگذر از کین و میار

باده همچو لب لعل بتان روح فزا
باده صاف تر از روی نکوی دلدا

نخل سرسبز ز قهر تو همیگردد خشک
چوب خشک از اثر مهر تو می آرد بر

در تهنیت عید اضحی

سال و مه گریانم از بی مهری گردون دون
شادی امروز شد صرف غم فردای من

غم چنان افروخت آتش در دل و جانم که شد
عضو عضوم مشعل تاریکی شبهای من

کی روا دارم کشیدن منت ساقی که هست
جان کباب و دیده جام و خون دل صهبای من

مطلع

نیست کس در ربع مسکون این زمان همتای من
همچو نور دیده دارد چشم مردم جای من

بجز دل کلب علیخان بهادر آنکه هست
والی من شاه من ممدوح من آقای من

فگند گر ماه مهر او بفرقم سایه
میشود از روز روشن تر شب یلدای من

ریخت پرتو مهر محبت بر ضمیر روشنم
جوشش زد نار محبت سوخت سر تا پای من

دور مگذارم ز درگاه خود م قسمیم بخش — رحم بر مهجوریم فرما کرم فرمای من

تہنیت عید الفطر

داورا زین عید از شوکت و شان تو باد — انور وصد ها چو انور تہنیت خوان تو باد

مرد و زن شاه و گدا خرد و بزرگ از خاص و عام — دم بدم رطب اللسان بذل و احسان تو باد

در مدح بندگان حضور از مثنوی مسمی به نوشتہ آه

گرد راهش اگر رسد بفلک — میدهد روشنی بچشم ملک

وقت هدایت بقصد سوال — میزند بوسه بر لبم اقبال

فی الحقیقة ز طرہ لقبت آگاهی — شرع را جبهه و ورع را ماهی

انور امام الدین خان خلف غلام حسین خان کسی کی شاگرد تھی پینسٹھ برس کی عمر مین ربیع الآخرہ کی بارہوین تاریخ بارہ سو اوسٹہ ہجری مین قضا کی اوکی بہتیجی عبد القادر خان سی معلوم ہوا کہ فارسی مین انکا تخلص امام ہی تالیف اکی بہت تھی مگر وقت تالیف تذکرہ ایک دیوان ناتمام اور ایک مثنوی مختصر ملی اوسمین سے یہ کلام انتخاب کیا گیا

ریختہ

خط آنی پر ہوا ہی وعدہ بوسی کا زہی طالع — خضر کی عمر مین سامان ہی ہمارے سہانی کا

بعد مرنیکی کیا چاک جو سینہ میرا — خار ماہی کیطرح سیکڑون خنجر نکلا

او رسب محشر کو جیسی تھی یہان ویسی اوٹھی — ایک مین ہی سر او ٹھا سیہان اوٹھا بید ل اوٹھا

ای پری آدمی کیونکر ہوون اس حال پہ عشق — تیرا سایہ ہی تری چال پہ لوٹا جاتا

ورق پہ لاکی لکھی تھی سر نوشت میری — کہ روز حشر بھی دل اپنیکی داغدار اوٹھا

بنی تربت در قاتل پہ یارب شکر ہی میرا — کہ سر جبیں آستان پہ تھا رہا دہ آستان پہ سر

گو کہ وعدی پہ تھا اوسکی یقین تب بھی تو رات — کان تھی آواز پا پہ آنکھ تھی در کی طرف

بیمار فی تیری یہ مکان بدلی ہین ای شوخ
گر عمر دو بارہ ہو تو پہنچی نہ وطن تک

چشم بیمار آئنی سے ہے
عکس تجکو نظر لگاتا ہے

ہی دل مین چہپی سیکی مژگان
اس شیشی مین بال اگیا ہے

قطعہ

دیر قاصد کی لگا غیسی جو رات افلاک پہ
میری آہون کی دہوین اوٹھکر غبار آسا گئے

دیکہنا شوخی وہ بولا اب نہین آنی کی طور
آسمان پر آپ کی قسمت سی ہا دل چہا گئے

مثنوی فراق نامہ

عشق سی ہی زلف کا مصرع دراز
عشق روی حسن کا آئینہ ساز

عشق ہی قفل دل تنگ چمن
عشق ہی بوی گل ورنگ چمن

عشقبازی کا سنا چاہی جو حال
پوچہہ انور سے کہ ہی اوسکو کمال

دل کی شورش سی وہی اگاہ ہی
اوسکو اس آتشکدی مین راہ ہی

لالہ سان رکہتا نہین عشرت کا جام
خون دل پیتا ہی جون غنچہ مدام

کون اوسکا ہمنشین غمخوار ہی
ایک پہلو مین خیال یار ہی

فصل ہای تازی

باقر تخلص باقرخان ولد عباس خان چوبیس برس کی عمر ہی مرزا حسین علیخان شادان کی شاگرد ہین اونکا یہ کلام ہے

ریختہ

آہ اک آہستہ کی تہی ہجر مین روز ازل
رنگ نیلا ہو گیا اوس روز سی افلاک کا

عطر اگین ہی ہر اک جہونکا صبا کا دیکہنا
اوسنی زلفین کہولکر شاید کیا ہی شانہ آج

چلی جو اپنی سائی سی بہی بچ کر
وہ ظالم کیا کسیکا آشنا ہو

قبر مین کشتہ رفتار کا کیا جی سنبہلے
چاہیی روزنی ایک قیامت پہلو

بحر شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش ہنیشٹہ برس کی عمر لکہنؤ وطن ہی اب اس سرکار کی
وظیفہ خوار ہین اس سبب سی یہ دار الریاستہ مسکن ہی شیخ امام بخش ناسخ مغفور کے
شاگردون مین نامور ہین کلیات انکا چہپ گیا ہی دور دور تک مشتہر ہین یہ اونکی
کلیات مطبوعہ کا انتخاب ہی

تہنیت شادی صاحبزادہ محمد ذوالفقار علیخان صاحب بہادر مرحوم

وہ زمانہ ہی کہ آئی جو عروسانہ بہار
آشیانون مین عنادل کی بندھی ہی ہوا

انکو صوت مشاطہ ہی آئینہ بکف
کیا عروسان چمن کرتی ہین بن بن کی سنگار

ڈالکر اپنی محافی پہ گلابی پوشش
آئی ہی بوی گل باغ جہان ہو کی سوار

در مدح جناب مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان

اشرفی کی ہی وہ رنگت اگر اسکی تہی
چھوڑی تانبی پہ ہوس تو بنائی کندن

نونہالان چمن کا جو یہ عالم دیکھی
کہو لکر آنکہ نہ دیکھی کبھی دولہا کو دولہن

شاخ شمشیر مین مانند سپر پہول لگین
جو ہی گلشن مین جو جدا دیکھا لی آہن

کہیت تلوار کی پانی سی ہوئی ہین سیر آب
خاک مین پہولو کی چادر ہین شہیدونکی کفن

دیکھی کیفیت گلشن تو پڑہی شیخ درود
پاہی انگور کے دانی تو بنائی سمرن

اشعار غزلہا

قصد تھا ہجر کا تنہائی سی کعبی کی طرف
لا ابالی ہی خدا جانی گیا یا نہ گیا

کلی پڑی کا جو سودا بہار مین ہوتا
یہ داغ بھی کسی پہولو نکی ہار مین ہوتا

میری دعا کو راہ نہین تا در قبول
دست دعا نصیب سی دیوار ہو گیا

کچہ تاسف نہین اسکا نہ برآئی امید
حیف یہ ہی ہین دعا مانگ کی سائل اٹھا

ہمچشمی یار سے حیا کر +
نرگس آنکھون کی کچہ دوا کر

دلکو اسواسطی پہلو سی جدا کرتا ہون
آرزو ہے کہ ملون یار سی تنہا ہو کر

سگ دربان کی لیے کوچہ جانان چھوڑا / ہجر تم رک گئی خاشاک سی دریا ہوکر

دو پٹی کو آگی سی دھرانہ اوڑہو / نمودار چھپے نہین چھپانی سی حامل

ہجر معشوقونکی باتون کا جواب / خبر ہے یہ گفتگو اچھی نہین

حسن نمکین کو لیکی چاٹین / جب اپنی ہی زیست بی مزا ہو

آسایش بیجا سی مسرت نہین ہوتی / سو جائین اگر پانون تو راحت نہین ہوتی

پیسا ہی آسمان نی ایسا کہ حشر تو / اوٹھین گی ہم غبار کی صورت زمین سی

آبرو آنسوون کی بی اتری نی کہوئی / ابتو روتی ہوی انکھون کو حیا آتی ہے

داغ کو کیون نہ کلیجی سے لگائی کہون / مجکو اس پہول سی خوشبوی وفا آتی ہے

انکھین نہ جینی دینگی تری بیوفا مجھی / ان کہسم گیسونسی جہان تنگ ہی ہی فضا مجھے

ای ہجر وصل یار سی مین بی نصیب ہون / معشوق بھی ملا تو بڑا پارسا مجھے

رباعی

خم آگیا قد مین ابروونکی صورت / سب لٹ گئی عضو گیسوونکی صورت

غم کہایا جوانی کا یہ مینی دنرات / سب گر گئی دانت آنسوونکی صورت

بند واسوخت

بال بنوانی لگی پیچ مین لانا سیکھی / سرمہ بھی دینی لگی آنکہ لڑانا سیکھی

پان کہا کی بہت ہونٹہ چبانا سیکھی / اوڑ چلی ایسی کہ جی پر کی اوڑانا سیکھی

دہیان اسکا نہ ہا قول و قسم بھی کچھ ہین

نا سمجھ ہین جو یہ سمجھی ہین کہ ہم بھی کچھ ہین

دیگر

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو / دم نکلجای بلا سے پہ یہ آزار نہو

شعلہ حسن کبھی گرم سے بازار نہو / کہوٹی دامون کو تی یوسف کا خریدار نہو

تری حسن پرستی کا مزا آنکھون مین
ماہر و داغ نظر آئین سدا آنکھون مین

داغ وه دل جو کری میل کسی گلرو پر
وه زبان لال جسی ورد ہو نام دلبر

کور وه چشم جسی دید ہو منظور نظر
کر ہون وه کان جو سنتی رہین جانا کی خبر

قطع وه ہاتھ جو پھیلین کسی دامان کیطرف
ٹوٹین وه پانون جو دوڑین در جانان کیطرف

آئی آفت جو کسی شی پہ طبیعت آئی
آبرو کھو دی کسی جا کہین ذلت پائی

ہفت اقلیم مین مشہور ہوئی رسوائی
پیار کرنا بھی زمانی مین ہی کیا رسوائی

نا مقید و محبت نکری بہتر ہی
زہر کھا جای کہین ڈوب مری بہتر ہی

ای گل گلشن جان بوی وفا تجھ مین نہین
ای مہ برج کرم مہر ذرا تجھ مین نہین

ای دوای دل بیمار شفا تجھ مین نہین
بی حلاوت ہی تری چاہ مزا تجھ مین نہین

تو وه ہی غم مین کسیکی نہ کبھی آه کری
اٹھان بھی جو مین سر گردون تو کہرا داه کری

میری نزدیک یہ آسان ہی کچھ دور نہین
پر جو ہین اہل وفا انکا نہین یہ آئین

چاہون تو ڈہونڈه کی ایسا ہی نکالون مین حسین
اپنی تقدیر کا لکھا ہی تمہی حسن حسین

صبح اٹھکر یہ ہوس ہی ترا چہرا دیکھون
دیکھکر پاون ترا منہ نہ کسیکا دیکھون

بدری چند خلف پنڈت اوتم چند علم بیاکرن یعنی صرف و نحو اور جوتش یعنی نجوم اور کاب یعنی سنسکرت کی شاعری اور پنگل یعنی عروض پنڈت گرشانند سی حاصل کیا اور نیای یعنی علم منطق اور دہرم شاستر یعنی علم فقہ پنڈت ٹیکارام

بدری چند

١

مرادآبادی سی پڑہا بہاکا زبان مین صاحبزادہ امداد اللہ خان تاب تخلص کی فیض صحبت سی دخل پیدا کیا اکاون برس کی عمر ہی سرکار دولتمدار مین ملازم ہین یہ اونکا کلام ہے

کبت در تعریف حسن معشوق

ایک سمین دیکہہ کی سجان چترائن جو تیرو مکہہ چند تولبی کو چند ہیرڈہی
ڈنڈی سسمار پلا دوڈ دو نو دہرب گرہی تو لیو مکہہ چند چند امین دی گہیر ڈہی
آن آن تاری بدی چند چند تیر راکہی تو ڈہیو ہلکو سو بہاری مکہہ تیرو ہی
چہب کو لتار و ہی ہار و سو پد ہار و نبہ چین ہی نہ دیوس رین کری نت پہیر وہی

شرح ایک سمین دیکہہ کی ایک وقت مین دیکہہ کی سجان چترائن جو ہوشیار چترائن یعنی برہمانی تیرو مکہہ چند تیری منہ کی چاند تولبی کو چند ہیرڈہی تولنی کی واسطی چاند کو دیکہا ہی یعنی ایک زمانی مین برہمانی جو تیری منہ کی چاند کو اور اپنی چاند کو دیکہا تو چاہا کہ دونون کو تولا چاہیی لہذا ڈنڈی سسمار کہکشان سی ترازو کی ڈنڈی بنائی پلا دوڈ دونون دہرب گری دہرب کہتی ہین قطب کو یعنی دونون قطبون سے دو پلی قرار دیی تو لیو تولا مکہہ چند تیری منہ کی چاند کو چند امین دی گہیر ڈہی یعنی چاند کو آب حیات دیکر تیری منہ کی چاند کی ساتہہ تولا مگر اوسکا بہاری ہو جاے آن آن تاری لالاکی تاری بدی چند ای بدی چند چند تیر راکہی ابنی چاند کی پاس رکہی تو ڈہیو تب بہی ہوا ہلکو سو ہلکا وہ بہاری مکہہ تیرو ہی تیرا منہ بہاری نکلا یعنی باوجود آب حیات دینی کی اور سب تارونکو اوسکی پاس رکہنی کی تیرا ہی منہ کا چاند بہاری رہا چہب کو لتارو تیری چہب یعنی تیری حسن کا بہگایا ہوا ہی ہار و دل ہارا ہوا سو پد ہار و نبہ وہ چاند گیا سوی آسمان چین ہی نہ دیوس رین نہ اوسکو چین ہی نہ رات کو کری نت پہیر وہی ہمیشہ سرگردان یعنی راتدن گردش کیا کرتا ہے

بزمی

بزمی عبداللہ خان ولد سیف الدین خان چالیس برس کی عمر نعت کہنی کا شوق ہی سرکار مین نوکر ہین حضرت خواجۂ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مداحی کی بدولت مشتہر ہین وزیر علیخان وزیر کو جو اس ہیچمدان کی بھی شاگرد تھی کلام دکہایا ہے یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

خواب مین اک شب تو دکہلادی رخ پاک نبی	دیکھ لی یارب ہماری چشم گریانکی طرف
دیکھون کس روز بر آتی ہی تمنا بزمی	اکی پہر رہگیا یثرب کو مین جاتی جاتی
اتی دیکھین گی جو ہمسکو کہین گی حورین	جنت آباد ہوی آی پیمبر والی

بسمل

بسمل شیخ محمد زمان عرف عبدالرحمن صدیقی ابن شیخ فضل الرحمن بجنوری نواح لکھنؤ مین ایک مقام ہی فرخ آباد عرف چلاوان وہ انکا مولد و موطن ہی اب تے سے دارالریاستہ مسکن ہی ملازم سرکار دولتمدار ہین عدالت عالیہ دیوانی مین نائب سررشتہ دار ہین ستائیس برس کی عمر ہی خوش اوقات حمیدہ صفات ہین شاہ مجید الزمان خلیفہ حضرت شاہ سلیمان قدس سرہ العزیز سے بیعت ہی اہل اللہ سی کمال عقیدت ہی یہ سب محاسن اوسی کی برکت ہی کچھ کتابین عربی ہیچمدان کی بجنلی بہائی مولوی عنایت حسین مغفور سی پڑہی تہین فارسی مین اس ہیچمدان سی تلمذ ہی شعر کا بھی ذوق رکہتی ہین جو کچھ موزون کرتی ہین ہیچمدان کو دکہاتی ہین صاحب دیوان ہین چند شعر اونکی بطور نمونہ لکھی جاتی ہین

ریختہ

ہردم کی شوخیون سی ہتونگی یہ تنگ ہی	کہتا ہی برہمن کہ مین کیون برہمن ہوا
زبان پیغامبر کی قطع کرکی بہیجدی مجکو	جواب اچہا دیا ظالم نی پیغام زبانی کا
کوئی بات سینی گا مطلب کی بھی	کہ قصی کہانی مین جای گی رات

مین نمانو نگا کہ اوسکو نہین ملتا ہی مزہ | ذکر می رہتا ہی کیون ورد زبان واعظ
کچہ ایسی بیخودی تھی سرور وصال مین | ہم کہہ گئی جواب کا مطلب سوال مین
انداز کیا نرالی مری لستانکی ہین | دل لیکی پوچہتا ہی ارادی کہانکی ہین
عکس کو آئینی مین بند کیا ہی دیکھو | اونکی تصویر خیالی ہی ہماری دل مین
ادہر چمکی ادہر چمکی یہان تڑپی وہان تڑپی | گئی جاتی ہی بجلی بھی تمہاری بیقراری مین
خود اپنی عکس سی آئینی مین وہ کہتی ہین | کہ دیکہ دیکہ غش آیا ذرا سنبہال مجھی
مری زبان سی پیدا ہی میری ناکامی | جواب دیتی ہین دیکھو لب سوال مجھی
ڈہلا جو کاندہی سی وقت خرام ناز اوسکی | کہا اوسی دوپٹی نی تو سنبہال مجھی
ای بیخودی سلوک کر اتنا کہ حشر تک | میری خبر ہو دلکو نہ دلکی خبر مجھی
غم و اندوہ و درد و حسرت و یاس | سب ہین احباب اپنی صحبت کی
بزم مین اونکی کیا کرتا ہی مجکو بیچین | دل سی کہدو مری پہلو سی ذرا ہٹ بیٹھی

بسمل حاجی محمد نصر اللہ خان ولد کریم اللہ خان پینتالیس برس کی عمر ہی صاحبزادہ غلام حضرت خان زخمی کی شاگرد ہین انکی دو شعر لیکی گئی

بسمل

ریختہ

لی غیر نی باہون مین اونکی مہندی | مین افسوس کرتا رہا ہاتہ مل کر
لیتی ہین بوسہ جانان جو بی رضا دل مین | الہی روٹہ نجائی وہ دلربا دل مین

بسمل ولی محمد خان ولد جان محمد خان پینتالیس برس کا سن ہی درس تدریس کا مشغلہ رات دن ہی مدرسہ سرکاری مین عہدہ مدرسی سی مورد افتخار ہین فن شعر مین میر محمد حسین کربلائی متخلص بہ فیض کی شاگرد ہین ذی اعتبار ہین نثر لکھنی کا بھی شوق ہے یہ اونکی اشعار ہین

بسمل

مدح بندگان حضور

ا

بہار رنگ عہد شش بین کہ ایمان	ز بوی گلشن اسلام مست مست
بدور بادۂ امن تو ہر کس *	مدام از نشۂ آرام مست مست

اشعار غزلہا

نسیم گلشن فنا راو فسون چہ دمید	کہ ہمچو غنچہ شگفتن ز نقش پا پیداست
از گل زخم دلم بوی کسے می آید	کو دماغی کہ بدارم سر درمانی چند
بآن سنگین دل بی مہر دل دادم کہ میگیرد	ز عزم یک نگاہ لطف او را صید شیمائی

رباعی

بسمل شدم از شتاب و کشیدم صد آہ	دانستہ بغیر گفت آن غیرت ماہ
در چشم نمک سود نمی آید خواب	فریاد کنان کیست بیین بر سر راہ؟

بسمل محمد عبد العزیز خان ولد محمد ایوب خان بائیس برس کی عمر ہے میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اضطراب دل کا مضمون ہی کہین ہے صد نہج	کھولنا خط کو ذرا ای مشفق من دیکھکر

بشیر خواجہ محمد بشیر ابن خواجہ نظام الدین احمد المعروف بہ سید فقیر ولد سید شاہ حسین مودودی مغفور وطن قدیم انکا شاہ جہان آباد دہلی مگر لکھنو مین پیدا ہوی کتب درسیہ عربیہ اساتذہ مختلف سی پڑہین اور کتب فارسیہ مولوی فخر الدین حسین خان مغفور شاہجہانپوری سے کہ شاہ جہان آباد مین اکثر رہتی تھی دیکھین قاضی محمد صادق خان اختر سی بھی فارسی مین تلمذ ہی چھبین برس کی عمر ہی کئی برس سی سرکار دولتمدار مین ملازم ہین ناثر و ناظم ہین یہ اونکا کلام ہے

تہنیت عید الفطر و مدح بندگان حضور دام ملکہم و اقبالہم

بدیده راه غلط کرده ست امشب خواب — جمال کیست که می افگند ز چهره نقاب

اشاره که رباید ز جان شکیب و توان — که برق سینه بد از غمزه بخرمن خواب

بکار صبر که آشوب افگند امروز — که خواهد آنکه کند خانمان هوش خراب

که جام باده شوخی بکف ادا ریزت — که جرعه جرعه چکاند بجام شوق شراب

بجز سخن نبود هیچ دلفروز نگار — برنگ نکهت گل هم عیان و هم بحجاب

ببارگاه فلک قبه بر در اهی — که آستان درش جاه و فضل راست مآب

بنام کلب علیخان بهادرش زد کوس — زمانه بر سر نه بام چرخ فیض ایاب

بروز عید سعید و مبارک رمضان — که جشن شه همه سو از طرب کشود ابواب

بدستیاری کلک نگار بند بشیر — نمود جلوه به بزم شه سپهر جناب

بتهنیت دُر این نکته ها فشاند برب — که هر دری ست ازان مایه اولوالالباب

نشاط عید شها از تو سالها بالد — ز فضل صوم تو نازد بخویش ذوق ثواب

نهال سال و مه عمر تو ابد پیوند — بهار عمر ترا عمر خضر باد حساب

ایضاً در مدح

من کیستم آن پرده در راز ضمیرم — کز عرش تا بنو گذرد شور نفیرم

افتاد مرا کار با فسرده دلیها — با آنکه بشارت چکد از نام بشیرم

آن درد گزین شاعر آشفته درونم — کز آب و گل گریه و سوز ست خمیرم

از کشمکش حاجت دنیا چه هراسم — کز مدح طرازان فلک پایه امیرم

آن داور دانا دل و خورشید ضمیری — کز تربیتش منزل عرش ست مسیرم

اشعار غزل

بر اثر جنبد به جان تپیدن دهم — هوش سراسیمه را بال پریدن دهم

جلوه سر داد حسن خون جگر جوش زند — اشک دل افروز را ذوق چکیدن دهم

صوت دلاویز شوق شد ز درد دل بلند	آرزوِ ہوش را گوش شنیدن دہیم

بشیر محمد بشیر خان ولد مولوی جمال شاہ خان تیس برس کا سن ہی میان نظام شاہ کی شاگردون مین ذی اعتبار ہین اونکی یہ اشعار ہین

ریختہ

اوس بت کا عشق میری ہی قسمت مین تھا اگر	پتھر کا دل بھی کیون نہ دیا ای خدا مجھے
برسون مین ہمنی دیکھی تھی شکل شب وصال	ای صبح تجکو آج ہی آنا تھا شام سے
آج کیا حال ہی ہمسی تو چھپاو نہ بشیر	دونون ہاتھونسی سنبھالی ہوی کیون ہین دل کو

بلخی محمد سیف الدین خان ولد سید احمد خان وطن انکا بلخ ہی بائیس برس ہوکر کہ وطن سی نکلی مدت تک پیشاور مین رہی دس برس گذری کہ اس دار الریاستہ مین آئی طلب علوم مین مصروف رہی پانچ برس سی مدرسہ سرکاری مین مدرس عربی ہین شعر بھی عربی کہتی ہین پینتالیس برس کی عمر ہے مولوی اسمعیل سمرقندی سی تلمذ رکھتی ہین یہ اونکا کلام ہے

اشعار قصیدہ مدح بندگان حضور پر نور

یا من تحلّی بضیاءٍ وجمالٍ ای وہ شخص کہ آراستہ ہوا ساتھ روشنی کمال کی	خصصت بعلمٍ وبحلمٍ وجلالٍ خاص کیا گیا ہی ساتھ دانش اور بردباری اور جلال کی
الحمد لربٍّ لک اعطی درجاتٍ سب تعریفین اوس پروردگار کیواسطی کہ دیئی تجکو درجات	لا تدرک فی العقل و وھمٍ وخیالٍ ایسی جات کہ نہین سماتی عقل اور وہم و خیال مین
یا ربّ فرفعہ علی کلّ رفیعٍ ای پروردگار بلند کر اوسکو ہر بلند پر	واجعلہ علی السطح مضیئًا کھلالٍ اور گردان اوسکو بلندی پر روشن مانند ہلال کی

ایضاً

من وجھہ بدر السّما من کفّہ باب العطا	من نورہ شمس الضحی لقمان دھر فی الحکم

ای جہر کی بدولت فلک ہی اپنی دست ہمت در بخشش ہی دراز	اپنی روشنی سی خورشید روشن ہی کمان مانہ ہی گنجوسی
یا اجدّ الاوضاع من اخلاق سلطان الرسل	المرحبا فالمرحبا من فیضہ بحر الکرم
ای گزیدہ روش اخلاق بادشاہ رسل مین سی	مرحبا مرحبا اپنی فیض سی دریای بخشش

بلدیو چوبی بلدیو داس تواری ابن چوبی جگناتھ تواری ابن باس دیو تواری برادر
کلان چوبی پران سکہ جنکا ذکر بابی عجمی مین آی گا علم اپنی دادا باس دیو سی حاصل کیا
اور شاعری کا فن سری من نراین داس ساکن اٹاوا سی سیکھا اس کبیشر کی عمر
ترسٹھ برس کی ہی عہد ولیعہدی سی سرکار فیض آثار دام ملکہم و اقبالہم مین نوکر
کسی قدر فارسی سی بھی آگاہ ہی ماقیماں اور کریما دونون کتابونکا ترجمہ فارسی سی بھاکا مین
کیا ہی یہ انتخاب کلام ہے

کبت در مدح بندگان حضور

چوری ہوت چت کی کبت کی سوگرنتھن مین جاری ایک آم اور دودھ ہی مین پیکھیی
لوبھی کی ناتی تو تیناک جنگ لوتی جات جوا تو دواری ہی کی نا آر یکھیی
کب بلدیو کہی نچ نہ کوئی لوگ بھاگ ہی مین کوئی کوئی نلج بسیکھیی
سہری جت نواب کلب علیخان بہادر کی پربل عدالت کی راج مین دیکھیی

شرح چوری ہوت چت کی کبت کی سوگرنتھن مین چت بمعنی دل کبت بمعنی شعر گرنتھن
بمعنی دفتر اشعار حاصل یہ کہ اس عہد عدالت مہد مین چوری کا نام معدوم ہو گیا ہی
اگر کہین چوری ہوتی ہی تو دو چیزون کی ہوتی ہے ایک تو دل کہ معشوق چراتی ہین
اور دوسری کتابون سی مضامین چوری ہو جاتی ہین جاری ایک آم اور دودھ
مین پیکھیی جاری بدکاری کو کہتی ہین پیکھیی بمعنی دیکھیی حاصل یہ کہ جاری یعنی بدکاری
کہین باقی نہین رہی ہان جالی ایک آم مین اور دوسری دودھ مین دیکھی جاتی ہی
آم کی جالی اوسکا تخم ہی اور دودھ کی جالی عبارت ہی بالائی سی لوبھی کی ناتی تو

پتنگ چنگ لوٹی جات لوٹی یعنی لوٹنی کی تاتی یعنی نلم یعنی لوٹ کا اثر کہین باقی نہین
البتہ اس علاقی سی پتنگ اور چنگ لوٹی جاتی ہین جوا تو دواری ہی کی نا
اب کبھی جوا قمار دواری دوالی تنارات آر کبھی دیکھی یعنی جوا بالکل موقوف ہوگیا
مگر دوالی کی رات کو البتہ کہین نظر آتا ہے یعنی سوا اوس رات کی اور کوئی
کبھی جوا نہین کھیل سکتا اور اوس شب مین ہنود جوا کھیلنی کو شگون بخشی
سمجھتی ہین اور یہ بی مشہور ہے کہ یہ شب اونکی مذہب ہین نہایت متبرک ہے
جو اس ہین جیت گیا وہ تمام سال ہر بات مین بازی لیجای گا والا فلا
کب بلد یو کہی نلج نہ کوئی لوگ کت یعنی کبیشر بلدیو تخلص شاعر کہی کہتا ہے نلج نی شرم
مطلب کبیشر کہتا ہے یہان کوئی بی شرم اور بیحیا نہین ہی بہاگ ہی ہین کوئی کوئی
نلج بسیکہیے یعنی کوئی کوئی جو بی شرم نظر پڑتا ہے تو ہولی ہین البتہ نظر پڑتا ہے
سری جت نواب کلب علیخان بہادر کی پربل عدالت کی راج نیت دیکھیی جی جت صاحب
ملک پربل یعنی زبردست راج نیت طریقہ راجون کا یعنی نواب کلب علیخان بہادر جو صاحب
ملک ہین اونکی زبردست عدالت کی طریقی دیکھنا چاہیی کہ اونکی انصاف و عدل سے
کیا ملک کا انتظام ہی

تہنیت خلعت پوشی و زرافشانی بندگان حضور

آئی جو نگر بیچ پھر کہلت آئی والی رام پُر دان کینو من بھایو ہے
ہاتھی پی سوار موہہ رو پین کے بار بار پھینکن دار وار کہا نسا مان چیب چہایو ہی
کب بلدیو سو ہبا نشن جن نرکہہ نکی اُتماکو انگ انگ سیندری من آیو ہے
مانو سیام گہتا پی سوار مہہ اچہ اندر بڑی بڑی بوندن اکمنڈ جہر لایو ہے
شرح آئی جو نگر بیچ الی آخرہ یعنی شہر مین جو والی رام پور خلعت ہین کی آئی تو خیرات
خاطر خواہ کی ہاتھی پی سوار الی آخرہ یعنی ہاتھی پر سوار روپیون کے

شہیان خانساماں نثار کرتی ہوی کب بلدیو الی آخرہ کبیشر بلدیو کہتا ہی
یہ کیفیت اپنی آنکھوں سی دیکھی تو یہ تشبیہ سوجھی یا تو سیام الی آخرہ گویا ابر تیرہ
مہاراجہ اندر کی سواری ہوکر بڑی بڑی بوندوں سی جھڑی لگاتی ہی

در تعریف سواری عید

نوبت نشان کو بلند سو گیند سو ہی تا ہی او مراتب کی سو بہا ادھکا تی ہی
ات ہی اوتنگ گجراج تا پے ہو داہن آیو کلکتہ سون سودیس ہین براجی ہی
کب بلدیو تاپی راجت انوپ بھوپ چھتر کو نرکھہ رب کرن لجاتی ہے +
پیری جت نواب کلب علیخان بہادر جی عید کی سواری سون نگر چھب پاتی ہی

شرح نوبت نشان کو بلند سو گیند سو ہی نوبت نشان کا بلند ہاتھی اچھا معلوم
ہوتا ہی یا ہی او مراتب کی سو بہا دہکاتی ہی یا ہی اور مراتب کی خوبصورتی زیادہ
ہی ات ہی نہایت ہی اوتنگ بلند گجراج ہاتھی یا پی اوسپر ہودا ہن آیو ہودج
بنکر آیا کلکتہ سون کلکتی سے سو دیس ہین براجی ہی ساری جہان ہین اوسکی تعریف ہے
کب بلدیو تخلص شاعر تاپی راجت اوسپر سوہتی ہین انوپ بھوپ بیمثل راجہ چھتر کو
نرکھہ چہتر کو دیکھکر رب کرن آفتاب کی کرن لجاتی ہی شرمندہ ہی سری جت
صاحب مالک نواب کلب علیخان بہادر جی عید کی سواری سون نگر چھب پاتی ہی شہر
ساری عالم کی رونق پاتی ہی

چھپے

تاکی پاچھی گج اریک آوت مدماتے
پری جری کی جھول موت گھنٹا دھن جنکر

جنکی مستک لگی سرنگ بندن سوہاتی
بن سرود تنبور ڈھول تاسا چھب دیتی

بلدیو سکب ڈوڈو ساجو ڈرت سو ہا بہلی
جنوب منڈل سین اومگ کی گنگ دہارا جنپی چلی

شرح تاکی باچھی اوسکی پچھی گج انیک ہاتھی بہت آوت مدماتی آتی ہین مست یعنی جہومتی ہوی جنکی مستک جنکی پیشانی رنگی سرنگ رنگی ہوی خوش رنگ بندن سون راتی سیندوری سنج پری جری کی جہول پڑی ہوی سنہری جہول ہوت گمنشا دہن جیسی ہورہی ہی گھنٹی کی دہن ویسی یعنی جیسی سنہری جہول بہت اچھی اوسپر پڑی ہی ویسی ہی دونون طرف کی گھنٹون کی دہن ہورہی ہی یعنی بج رہی ہی پن پھر سرود نام ساز تنبور نام ساز ڈہول نام ساز تاسا نام ساز جب جیسی خوبصورتی ویسی ہی بلدیو سکب بلدیو اچہا شاعر کہتا ہی دو دو دسا دونون طرف چنور ڈہرت چنور ہلتا ہی سو بہا بہلی بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہی جنو گو یارب منڈل سین آفتاب کی حلقی سے اونگ کی اوتہکر گنگ دہار گنگا کی دہارات اتہی ادہر اودہر روان ہوی

چھپی

سندر سگھر سوار سنگ سب سجی رسالی	پیس بنی سرپیچ سنہری سگر سبہالی
سور سکل ساونت سیل ندہ صورت سوہین	ساچی سنج سنہ سنگ سی سنبہ سوہین

بلدیو سکب سردار سب سنر بندہ سو بہاسہین *
سرکار سواری عہد کی سکب نہ سامان سنگ گنین

شرح سندر خوبصورت سگھر سوار خوش سلیقہ سوار سنگ ساتہ سب سجی رسالی سب آراستہ رسالی پیس بنی سر پر بندہی ہوی سرپیچ سنہری سرپیچ طلائی سگر سبہالی عمدہ ہاتہ مین بہالی لیے ہوی سور سکل ساونت بہادر سپاہی سیل ندہ مروت کی چشمی صورت سوہین صورتین اچھی ہین ساچی سچی سنج خاصیت مین محبت سنگہ سی شیر کی مانند سر من موہین دیتو ناکا دل لبہاتی ہین بلدیو سکب تخلص شاعر یعنی ای بلدیو سردار سب سنر بندہ دلاور سب سلاح بند

سوبھا سینین خوبصورتی کی بھری سرکار سواری عید کی دن کی سواری
سرکار کی سکب اچھی شاعر نہ سامان ساک گنین سامان تزک کو ہین گن سکتی ہین

چھپی

گرگر پر کمت بھول ہی ہر کمت نر ناری
کہت دہین یہ بھوپ دہین یہ گھڑی سہائی

دو ؤ دسا بجار بھری سب اٹا اٹاری
دہین آج کو دیوس دہین یہ بجت بدہائی

بلدیو سکب جاچک جتی اسیرباد سیھی دیو
جب لگ بھوم اکاس جگ سری نواب تب لگ جیو

شرح گر گر پر کمت بھول ہی ہر کمت نر ناری ہاتہون سی بھول برساتی ہین خوش دل ہو کی مرد عورت دو ؤ دسا بجار دونون طرف بازار بھری سب اٹا اٹاری بالاخانی سب آدمیون سے بھری ہین کمت کہتی ہین دہین یہ بھوپ دہین یہ گھڑی سہائی اچھا یہ راجہ اچھی یہ گھڑی بہتر معلوم ہوتے ہے دہین آجکو دیوس اچھا ہے آجکا دن دہین یہ بجت بدہائی اچھا یہ بجتا ہے شادی کا باجا بلدیو سکب تخلص شاعر یعنی ای بلدیو جاچک جتی مانگنی والی جتنی ہین اونہون نے اسیرباد دعایہی دیو یہی دی جب لگ بھوم اکاس جگ جب تک زمین آسمان آباد ہی سری نواب صاحب ملک نواب تب لگ جیو تب تک زندہ رہین

کبت

گوری ات تھوری سی بئین نار جوبن کی جوت گچھو انگ اوپ دیئی سے
بالاہی اجان نا وہ جوبن کو گیان نا وہ جان کچھ ہو رامہا سوچ لبس بھئی سے
کب بلدیو بھئی دہائی سون بجائی یہ سمجھے سیائی کہی ریت نا وہ نئی ہے
جا کی جوت انگ تا کی پیر گوہ سنگ جوبن دیکھی نین رنگ تا کی انگ پیر چھئی ہے

شرح مختنی تری اس کبت مین کبیشر اوس عورت کی کیفیت بیان کرتا ہی جو نوجوان ہو چلی ہے

اور اپنی نوجوانی سی ابہی آگاہ نہین اور جوبن کی ابہار سی بیخبر ہی کہ یہ کیا ہی اس
عورت کو اگیات جوبنا کہتی ہین گوری ات بہوری یعنی معشوقہ نہایت بہولے
اور نادان برس تہوری سی عمر تہوڑی سی نہین نار نئی عورت جوبن کی جوت کچہو
انگ اوپ دئی ہی جوبن کی روشنی نی کچہ اوسکی بدن کو خوبصورتی دی ہی یعنی
کچہ کچہ ابہار پر آچلا ہے بالا ہی اجان عورت ہی نادان ناہ جوبن کو گیان ناہ
نہین جوبن کی خبر اوسکو یعنی نہین جانتی کہ یہ جوبن کا ابہار جوانی کی علامت ہے
جان نج ہورا بہا سوچ بس بہئی ہی سمجہ کی پستان کو پہوڑا بڑی فکر کی تاو مین
ہوگئی ہی کب ملدیو کہتا ہی ملدیو سبی وہائی سو کہانی کرا وس عورت نی یہ سب
اپنی کیفیت دایہ سی کہی یہ سمجہی سیانی دایہ سمجہی سیانی یعنی جانی بوجہی ہوشیار تہی
کہی ریت ناہ نئی ہے وہ دایہ اوس سی بولی کہ تو خوف نکہا یہ بات
نئی نہین ہے جاکی ہوت انگ تاکی پیر کو نہ سنگ جسکی بدن مین یہ پہوڑا
ہوتا ہے اوسکی بدن مین درد نہین ہوتا جو نئی دکہی نین رنگ تاکی انگ
پیر جسنی ہی جو کوئی دیکہتا ہے آنکہون سے یہ رنگ یعنی یہ ابہار اوسکی
بدن مین درد ہوا جاتا ہی یعنی عاشق ہو جاتا ہی اور درد عشق مین مبتلا ہوکر بیقرار ہوتا ہی

در تعریف جشن باغ فی لطیفہ

نگر نگر کی گنی جی گان کلاونت آئی سن مان ادان سبہی کو دینو ہے
دیس دیس کی جوہری دکاندار آئی بہوپاری کال سبہی کو لینو ہے
کہت ملدیو سو بہار روشن ہی روشنی کی نکی سہاد نگر مان اندر ہو کو جینو ہے
سری جت نواب کلب علیخان بہادر نی میلا بی نظیر باگ بی نظیر کینو ہے
شرح نگر نگر کی یعنی شہر شہر کی گنی لائق اور ہنرمند جی جتنی گان نغمہ سرا کلاونت
اوستاد گانی والی آئی سن مان بکمال آبرو دان انعام سبہی کو سبکو دینو ہی

دیاہی دیس اودیس کی جوہری دکانداگی بیوپری مال سبھی کولینوی یعنی اس شہر
اور اور شہرونکی جوہری دکاندار آی سبکا مال مول لی لیاہی کب بلدیو کبشیر بلدیو
کتھاہی سو بہار و سن ہی ردسنی کی یعنی روشنی کی خوبصورتی ظاہر ہی نیکی سبھا
دیکہ اچی محفل دیکہ کر مان اندر ہو کو چھینوی پندار اندر کا چھین لیاہی یعنی راجہ
اندر کو جو غرور اپنی مجلس کی حسن کا تہا وہ چھین لیاہی سری جت نواب
کلب علیخان بہادر کی میلا بی نجیر باگ بی نجیر کینو ہی یعنی حضرت نواب
کلب علیخان بہادر نی بی نظیر باغ مین میلا بی نظیر کیاہے

تعریف جشن باغ بی نظیر در بحر ترہینگی

سبھدن ہردینو جس سلینو میلا کینو سکھ دائی
دیس دیس اپی گنی سہائی آت جس گائی چہب چہائی
آئی یہ راجا سنگ دل ساجا سین سماجا کر سوہین
سوداگر پورنی کنی سُستو ری دکہت روری من موہین
جوہری بالم بنا لالم موتی بالم کر لیسی
کشمیری آئی سال سلاری بنی سہائی رنگ بہینی
برتن کی دہنیرم منوسمیرم بنا کہیرم سم سوہین
سندر حلوائی لی مٹہائی آت سگہ دائی من موہین
دلی اوکاسی پنا باسی جن سکہا سی لی دہائی
گن بنی بساطی اگنت بہاتی بسنت بگاتی سب لائی
ناٹک ڈٹ گاوین بین بجاوین رتی دہن پاوین من بہائی
کہوں لگ اکہاری بہرت سہاری تج متواری سرمائی
کہوں سو انگ بنائین کہت نچائین ڈہول بجائین سنگ گادی

گھون ٹی باجی ہر شہر ان ساجی گوٹ باجی لون آوین + +

ایہہ درپ گٹا ٹو سب جگ آیو سبہن پایو ٹن سیوم +

اَسکہا سُنا وتی آئی بڑ ہاوتی سبحس سگادی بلہ پوم

واضح ہو کہ اس بحر کا نام تر بہنگی ہے اور تر بہنگی کی معنی لغوی تین جگہ ٹوٹنی والی ہین اور اصطلاح مین اوس بحر کو کہتی ہین جسمین تین جگہ بسرام یعنی وقف ہو پہلا بسرام دس ماتری پر اور بعد اوسکی دو بسرام آٹھ آٹھ ماتری پر اور آخر کا بسرام چہ ماتری پر ہو اور ماتر لغت مین بمعنی مقدار کی اور اصطلاح مین بمعنی مقدار تلفظ حرف اور اس بحر مین دُو دُو تک یعنی مصرع ہم قافیہ ہوتی ہین اور تکون کی تعداد مقرر نہین چنانچہ اس تر بہنگی مین سو لہا تک ہین شرح بسہدن ایچادن ہر دیہو اللہ نے دیا سبحس سلہنو اچھی یکجا می حاصل کی میلا کینو میلا کیا سکہ دائی آرام دینی والا دلیس تین آئی شہرون سی آئی گنی سہائی ہنر مند اچھی اچھی ات جس گائی بہت سی تعریفین گائین یعنی راگ مشتمل مدح اونہون نی گائی کیسی راگ جہب چہائی جن سی خوبصورتی پہیلی اور حسن ظاہر ہو گیا آئی ایہہ راجا بہت سے راجہ آئی سنگ دل ساجا ساتہ اپنی بہت با مجمع آراستہ سین سماجا کر اور بہت سی فوج سجل اور باسامان لرگی سو ہین اچھی معلوم ہوتی ہین سو دگر پورتی یعنی کمال دولتمند گنی سسوری ہنر مند بہادر دیکہت رُوری دیکہنی ہین خوبصورت من موہین دلکو بہت بہلی معلوم ہوتی ہین جوہری بسالم بڑی بڑی جوہری پنا لالم پنا اور لال موتی ناظم سو تیہون کی مالی گرتنی یا ہوتی ہین لیی کسمیری ای سال سلائی یعنی کشمیری لوگ شالین اچھی لیی ہوی آئی بنی سہائی عمدہ بنی ہوئین شالین رنگ یعنی خوش رنگ برتن کی دہیرم

ظروف کی ڈھیر سنو سمیر ہم گویا سمیر ہین سمیر نام ہی طلائی پہاڑ کا نک کبیر ہم نبی
کبیر کی مانند کبیر ہنود کی مذہب مین نام ہی خزانچی بارگاہ حق تعالی کا سو ہین
اچھی معلوم ہوتی ہین سمندر حلوائی حلوائی خوبصورت لیے سہائی شیرینی لیے
ہوئی ات سکہہ دائی نہایت آرام دینی والی من سوہن دل کو بہاتی ہین دلی اوکا گھر
پٹنا باسی دلی اور کاشی اور پٹنی کی رہنی والی جنس سکہا سی مال بہت اچھا
لی دہای لیکر دوڑی یعنی یہان آئی گن بنی بساطی بساطی گروہ بنی ہوئی بیسے
بکثرت اکنت بہائی بیشمار اطراف کی بست بکاتی چیزین بکتی ہوئین سب لائی وہ سب
لیکر آئی ناٹک ڈٹ گاوین یعنی نٹ ڈٹی ہوئی گا رہی ہین ہین بجاوین ہین بجا رہے
ہین سنے دہن پاوین وہ مال پائی ہین من بہائی دلخواہ کہون مل اکہاری کہین پہلوان
اکہاڑی ہین بہرت سہاری لڑتی ہین بڑی بہادری سی گج سواری سرمائی جنگی لڑائی سے
ست ہاہی شرماتی ہین کہون سوانگ بنائین کہین سوانگ بنائی ہین تخت
چڑہائین تخت پر چڑہائی ہین ڈہول بجائین ڈہول بجا رہی ہین سنگ گاوین سب ایک ساتھ
گا رہی ہین کہون پٹی باجی کہین پٹی بازی ہو رہی ہی بیرن ساجی سجی ہوئی سپاہی
کودت باجی لون آدین کودتی ہوئی گہوڑی کی طرح سی آتے ہین گہبہ درب لٹایو
بہت دولت لٹائی سب جگ آیو سارا عالم آیا سبہن پایون سیوم
سب نی پایا یعنی متمتع ہوئی بغیر محنت کی آسکہا سناوی دعا سناتا ہے
آئی بڑہاوی عمر بڑہای یعنی خدا عمر دراز کری بخش سگاوی نیکنامی گاتا ہے
کون بلد یوم بلدیو کبیشر

بلیغ قطب بخش عرف قطب علی ولد مخدوم بخش ستاسٹہ برس کا سن ہی دہلی
انکا آبائی وطن ہی یہ بریلی مین پیدا ہوی چندی لکھنو مین نوکر رہی قطب الدولہ
خطاب پایا اوس سرکار مین مقتدر رہی اب سالہای دراز سے

یہ دار الریاستہ سکن ہی سرکار فیض آثار مین ملازم ہین مرد ذی استعداد ہین
مرزا ناطق اور عارف علی شاہ ولایتی انکی استاد ہین کلام مرتب نہین ہوا
متفرق کچھ ملا اوس مین سی یہ منتخب ہوا

قصیدہ فارسی در نعت

نی کلکم بہ نغمۂ عشاق
شور انگندہ در حجاز و عراق

سخنم از حلاوت سعی است
چاشنی ریز کام اہل مذاق

می فشانم ز خامہ جای مداد
مشک و عنبر بصفحۂ اوراق

ظلمات سواد محبرہ ام
باشد آب حیات را مصداق

ناسخ ملت زمان و سلف
مرسل حق برانفس و آفاق

آیۂ فضل و رحمت یزدان
منبع جود و معدن اشفاق

راح روح خلیل و اسماعیل
در منظوم طرۂ اسحاق

فرحت افزای جان شیفتگان
روح خاصان ملک استغراق

در تہنیت مسند نشینی حضور

از دود آہ شمع تجلی بر آورم
خورشید محشر از شب یلدا بر آورم

معنی کنم ز حسن سواد سخن عیان
از ظلمت مداد تجلی بر آورم

در مدح

مشتری طلعت عطارد حکمت و کیوان عروج
ماہ چرخ اعتلا خورشید برج مہتری

جوہر تیغ شجاعت گوہر دریای جود
منبع علم جہانبانی بشان قیصری

یعنی آن کلب علیخان مظہر ظل الہ
نقش نامش زینت سیمای مہر خاوری

منصب والا نزادی از تو بگرفتہ شرف
پایۂ عالی نباری از تو جستہ برتری

شحنۂ انصاف میبالد بجال خویشتن
نازہا دارد بعہد تو عدالت گستری

ای کریم کارسازای ایزد بسیار بخش
تا بدور چرخ باشد دور ماه و مشتری

دولت و اقبال و عمر و جاه ممدوح کرم
در ترقی باد دائم تا قیام محشری

اشعار غزلها

تشنه کشمکش شوق بود آغوشش
خسرو بخواست ترا و دزلف خاموشش

دل آرا نازنینی شه نگینی تلخ و شیرینی
بشوخی تخته چینی خود سری هشیار نادانی

بنوح مولوی حفظ الله ولد مولوی شیخ کرامت الله مرحوم بدایون انکا وطن آبائی تھا قصبه بلاسیو
مسکن واقعی تھا صاحب اشعار تھی مولوی غلام جیلانی رفعت اور مولوی محمد سلیم الله دونون انکی استاد تھی
حافظ خیر محمد انکی مریدی سی علوم ہو کہ رسالہ بیت المغرقه اور شرح ظهوری اور آداب الصبیان و انشای فیض رسان
انکے تالیفات سی ہین پچاس برس کی عمر مین جمادی الآخره کی ستائیسوین
تاریخ جمعی کی دن باره سو ستهتر ہجری مین رحلت کی ایک مثنوی جس مین میلاد
شریف حضرت سرور عالم صلی الله علیه و آله وسلم کی واقعات موزون کیی ہین
اور ایک مجموعه جسمین اردو فارسی دونون زبانون کی غزلین تھین ملا اور معلوم ہوا
کہ فارسی مین حفظ تخلص ہے لہذا فارسی کلام جای جلی مین آی گا اردو شعر اس جگہ
لکھی گئے

ریختہ

کیا نظر لگ گئی رقیبون کی
مجھ سے وہ آپ کی نظر ہی نہین

نوک مژه په اشک لیی مردمان چشم
موتی پرو رہی ہین تری ہار کی لیے

مثنوی

حمد خدا خامی کی معراج ہی
نام خدا نامی کا سر تاج ہی

بسمله مصحف حسن رقم
شاہد مضمون کی ہی ابرو کا خم

خامہ ہی لکھنی کی سبب شاخ طور
نور سی ہی صفحه ہی رخسار حور

تمیز

جنسی جوبی نسی دہرتواری خلف جوبی بلدیو داس تواری جنکا ذکر اسی حرف میز
گذرا تحصیل علم و فن اپنی والدسی اور کبیشر گوال رای گوال تخلص سی کی سینتیس برس
کی عمر ہی اور علاوہ اپنی زبان کی فارسی مین بھی کچھ بصیرت رکھتی ہین

کبت در تعریف معشوقہ

دیکھی ہی رسیلی ایک گوپکا انوپ روپ سونی سو سیر ساری اوڑہی جرتار کی
چندر مان سوانن سو کانن کرن پہول بہال ہی بسال بیندی راجت بہار کی
جنسی کب کہی نکی کہنجن سے لوچن ہین انت اروجن پی سوبہا موتی ہار کی
کنجن کی کنگن کگل کر سوہت ہین باجوبند دہاری باجو پہنی کوار کے

شرح دیکھی ہے رسیلی ایک گوپکا رسیلی رس بہری گوپکا عورت انوپ روپ
نہایت حسین سونی سو سیر سونی کا سا بدن ساری اوڑہی جرتار کی جرتار زرتار
حاصل یہ ہی کہ ایک عورت نئی روپ کی نظر آئی کہ زرتار ساری اوڑہی ہوی تھی
چندر مان سوانن چاند سا چہرہ سو کانن کرن پہول اور کانون مین کرن پہول پہنی ہوی
بہال ہی بسال پیشانی اوسکی بلند بیندی راجت بہار کی بیندی یعنی ٹیکا پیشانی پر بہار
دکہا رہا ہی یہ سب اوسکی حسن اور آرایش کا بیان ہی جنسی کب تخلص شاعر کہے
کہتا ہے نکی اچہی کہنجن سے ممولا کی ایسی لوچن ہین انکہین ہین انت اروجن پی
اوٹھی ہوی چہاتیون پر سوبہا موتی ہار کی کیفیت ہی موتیون کے ہار کی کنجن کی کنگن سونی کی
کنگن کگل کر سوہت ہین کنول کی مانند اچہی معلوم ہوتی ہین باجوبند دہاری بازو
پہنی ہوی باجو پہنی کوار کی بازو بندہی ہوی کوارکی کہڑی ہے

بہار

بہار تخلص لالہ جہبیلی لال نام حکیم ملوک چند کی فرزند شاگرد میان نظام شاہ نظام
پینتالیس برس کی عمر ہی یہ چند شعر اونکی لکہے جاتے ہین

ریختہ

آرائش اوسکی دیکھون تو کیا حال ہو مرا
دل عاشق کی بینی کی لیے کیا کیا نہ زیور

بگڑی ادانی اوسکی تو وحشی بنا دیا
ادا ہی ناز ہی غمزہ ہی شوخی ہی سراپے

مہتاب صاحبزادہ محمد عباس علیخان بہادر ابن صاحبزادہ محمد عبد العلیخان بہادر ابن جناب خلد مآب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر انار اللہ برہانہ جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادے مومن خان صاحب دہلوی کی شاگردون مین ممتاز ہین ہمچشمون مین حسن فکر کی بدولت سرفراز ہین چھیاسٹھ برس کی عمر ہے اونکے دیوان کا انتخاب ہر ہر شعر لاجواب ہے

تہنیت رونق افروزی بندگان حضور پرنور از سفر حرمین شریفین

نشان سجدۂ کعبہ ستارہ سان جبین پر ہے
مبارک ہو ملا اللہ کی سرکار کا تمغا

تہنیت عید

پھولا جو سے ہے ہزار گلا اس وفور سے
گل سے نے کیا ہی شاخ کی ہر جزو سے ظہور
کثرت سے بسکہ جمع ہوے شاہدان گل

پھولونکی ڈھیر ہوگئی ہر سمت کوہسار
اب کونسی جگہ ہی کہ نکلے وہان سے خار
کس کس مزے سے ہوتی ہین آپس مین ہمکنار

تہنیت کتخدائی صاحبزادہ محمد حیدر علیخان بہادر

کوئی دنیا مین بجز سرو نہین پا در گل
کوبکو ڈھونڈھتی پھرتی ہین کہ دین کسکو گرہ

نہین نرگس کی سوا کوئی جہان مین رنجور
تھی جو محتاج وہ ایسی ہوئی ہین ذی مقدور

صفت محفل

یہ وہ محفل ہے کہ حسرت مین ہی جسکی جمشید
بزم عشرت مین سبھی بیٹھی ہین محظوظ مگر

یہ وہ شادی ہی کہ مشتاق ہی جسکا فغفور
شمع جلتی ہی کھڑی اور سلگتی ہین بخور

تہنیت شادی سعید بہادر

حکم سی اب مری مولا کی سعید اسعد
ہوگیا سر پہ خلائق کی ہمای مغفر

زحل کیا ہی جواب آنی دی کسی پر آسیب | بن گیا تیغ حوادث کی لیی آپ سپر
کر دیا عہدی سی مریخ و زحل کو معزول | زہرہ و مشتری و ماہ ہین سب پر افسر
روز و شب چلتی ہی رہتی ہی نسیم اور صبا | تاب و طاقت نہین جو آسکی در تک صرصر
اور کچھ خوف نہین ہی مگر اس سی مجبور | آتش گل سی درختو نکو اگر پہنچی ضرر
جشن کا حال ان اوراق پہ ہوگا مرقوم | ورنہ کیون کھیلون کی پتون پہ کیا ہی مسطر
برف پڑتی ہی ہر اک چاہ مین اور قند گلاب | یاد رکھنا کہ نہوگا کبھی ایسا کوثر
سبکو از بسکہ عنایت ہوئی ہی حج ہی | فوج مین آج نظر آتا ہی ہر اک قنبر
نہین اس عہد مین نجانی کوئی آرائش سی | لوٹی چرخ کا ہی عقد ثریا جھومر
وعظ سننی کو کوئی اب نہین جاتا شاید | واعظ آئی ہین یہان چھوڑ کی اپنا منبر
نام و قدر سی گھٹی رنج و غم و کلفت گئی | آج یہ صدر کی عملی نے نکالی ہی بدر

صفت محفل رنگ

دلمین یہ سوچ کی بر وقت نہ ہاتہ آئین کہین | قمقمی رکھتی ہین سینی سی لگا کی دلبر
کیا پریزادون پہ مشتاقون نی قابو پایا | ہا تہا پانی کی ہوس ورنہ نکلتی کیونکر
ایسی بھی جنگ زمانی مین کہین دیکھی ہی | کہ فریقین کی انجام مین ہو فتح و ظفر

صفت آرائش نوشاہ

غسل یون کرکی وہ حمام سی باہر آیا | برج آبی سی نکل آتا ہی جس طرح قمر
اسقدر خلق کا انبوہ ہی ہمراہ رکاب | گھستی ہی گاوزمین ٹوٹ گئی ہا ہی کمر
لن ترانی کی بہی اب قید سی ہو کر آزاد | شعلہ طور ہوا جلوہ نما بار دگر

اشعار غزلہا

مین ہوا تو چارہ گر تو کیون پشیمان ہو گیا | درد دل کا بیخبر یون بھی تو درمان ہو گیا
مین تو اوسکی بیہودہ بکنی پہ سر دہنتا رہا | ناصح نادان یہ سمجھا کچھ پشیمان ہو گیا

تم طمانچون سی کرو بوسونسی ہم رخسار لال
ضد تو دیکھو کہ نہ کی غیر کی جانب داری
اوٹھی ہو جائین گی دوزخ ہی گرفتار عذاب
اسکی فرقو سبکا حسن تو نی دیدیا یار
سونی نہ دیا اونکو تو اغیار نی شب بہر
لڑکر کبہی نہ اوسنی ملا ہای ہمسے تو
جراح اس علاج سی خوش ہون کہ مفت مین
رہتی ہین پیش نظر آپکی دو تصویرین
ہمدم شب وصال بہی ہوتی ہی کچہ دراز
بوسی کا لطف پاکی تو ہم آپ مر مٹی
حسرت سی اوسکو دیکہ کی آنسو ٹپک پڑی
کیا رحم کہا کی میری سفارش کچہ اوسنی کی
خیر ہی بیتاب بتخانہ کہان اور تم کہان
ساتہ بیجل مجکو بہی قاصد لیگا کچہ جواب
رکہون اوسی کلیجی مین یا دل مین ای خدا
ارض و سما مین اور ٹہکانا تہا کہین
آنا کہان نشست کہان گفتگو کہان
بیتاب درد عشق کہان اور ہم کہان
قتل ہونا نہین دشمن کا گوارا اوسی
کون کہتا ہی کہ رسوا ہوی ہم عالم مین
جز تماشا کہین سنگ پہ مجنون کی پڑی یون

ہی مزی کا معجزہ کہ تقصیر اور تعذیر کا
بولنا یون بہی اونہین ہمسی گوارا نہوا
گر وہان بہی مری پہلو مین بہی دل ہوگا
مگر اب حشر تک پیدا نہ کوئی بہی حسین ہوگا
او نالہ ہوا مفت مین بدنام ہمارا
ہمسی لڑا تو جاکی رقیبون سی مل گیا
کس کس مزی سی میتی ہین زخم جگر شراب
جلوہ تو رات کا اور صبح کی بگڑی صورت
یا بجر ہی کی ایسی خدا نی بنائی رات
تجویز آپ کرتی ہین اسکی سزا عبث
پوچہا کسینی کر تری بیمار کا علاج
بر ہم ہی جو رقیب سی بہی یار کا مزاج
ہم گئی تہی کبہی مین ہمکو مسلمان جہوڑ کر
وہ کبہی کا کچہ نہ کچہ مجکو مقرر دیکہکر
اب وہ تو بہیجنی سے رہی بار بار خط
دل ہی مین کیا خدا اوکو بنانی تہی جا ہی عشق
نکلی کبہی نہ وعدی پہ بہی منہ سی ہاں تلک
بیٹھی بٹہا ہی ٹوٹ پڑا نا کہان فلک
ہای محشر مین کہی وہ اوسی میر قاتل
اوسکی محفل مین تو اپنا کہین گوذر نہین
صحرا کی جو تہمر ہین وہ سب کی لیی این

حسرت یہ ہی کہ جہوٹا ہی وعدہ تو کرلی کاش
ان بیوفائیونکا دکہاتا تجہی مزہ
گرتا نہ بعد مرگ خجل اوس سی ہی اگر
مجبور ہون جنون مین تقدیر سی وگرنہ
پیدا ہوا رقیب کا غم دل مین اندنون
یا بند ناصحونکی زبان کردی ای خدا
بہر خدا ستا دی تو آتا ہی ناصحا
کسکو یہ امید تہی کس حال کو پہنچا دیا
داد سی روز جزا کی بہی رہونگا محروم
گو صبر ہی عشاق کا شیوہ پہ ستمگر
بیتاب یہ کیا قہر ہی او جان کی دشمن
وہ نزاکت سی او ضعف سی ہم
غیر ہی کہ نہین سکتا ہی کہ بیتاب ہون مین
مر ہی جانی دی مجہی اسمین یہ حکمت ہی طبیب
ملگیا راہ مین بتخانہ بہلی کو زاہد
وصل مین جبکہ بنی ہی دم پہ
در جانان پہ گر پڑی بیتاب
ق
معمور ہی خدا کی عنایت سی میکدہ
بیتاب پی خدا نی دیی ہین تجہی ہاتہ
رہین نہ چین سی دشمن ہی یہان تلک
زاہد کو بادہ نوشی سی نفرت کمال ہی

کاٹون مین ایک شب تو تری انتظار مین
ہوتا ذرا بہی دل جو مرا اختیار مین
بیتاب کی نہ نعش کو لینا کنار مین
یہ ہاتہ یون پڑی ہون لپٹی ہوی کفن مین
بیتاب غم ہی کہاتمہین اب کچہ مزا نہین
یا مجکو دی یہ صبر کہ بیٹہا سنا کرون
اوسکو کرون نہ یاد تو پہر کیا کیا کرون
آگیا رحم اوسکو بہی ای طالع مدد آفرین
یہ نظر آتا ہی طول شب ہجران مجکو
جب جی ہی پہ بنجا ہی تو پہر کیا نہین کرتی
ہر بات پہ یون ہوش کی پروا نہین کرتی
ہاتہ سے تہام کر کمر بیٹہے
نام سی میری ہوی ہی اوسی نفرت ایسی
عشق بازی کا عدم مین بہی تو چرچا ہوگی
کعبی کو جا ہی چکی تہی تری بہکانی کو
ہجر مین کیا مری حالت ہوگی
خوب یہان آکی پاون پہیلاے
ساقی اگر نہین تو نہو می سی کام ہی
یہ خم ہی یہ سبو ہی یہ شیشہ ہی جام ہی
ستم اوٹہا کہ ستانی کی اوسکو خو ہوجای
جنت مین بہی سنجای کہ وہان می حلال ہی

تہا کلمہ احسنت کا اک شور جہان مین
مجرم ہی جو بیتاب سے اکیون نہین دیتی
اب کبہی ملنی کی خواہش نکرو نکا توبہ

نعش اوسنی جو میری پی تشہیر نکالی
لو ہمنی تمہاری بہی یہ تقصیر نکالی
یاد ہی مجہکو وہ حالت دم رخصت آخر

رباعی

مینی جو کہا کہ غم سے تیری ہون ملول
پہرون مین جو ختم ہوچکا وہ دفتر

اور شیخ کو مسئلہ دیا اوسکی طول
سن سن کی دیا جواب اوسنی معقول

مثنوی

سینی سی جدا اگر دن مین جی کو
ہو لب پہ یہان تو آہ پر سوز
یہان غمسی ہو دل جگر مرا خون
جلجای یہان مرا کلیجا
ہو تمکو خوشی مین غمسی مانوس
یہ طور نئی ہوی مین ایجاد

چہاتی سے لگای تو کسیکو
مسی کی دہڑی جمای تو روز
مہندی سی وہان ہون ہاتہ گلگون
وہان آپ کا دل ہو سنکی ٹہنڈا
تم عطر ملو مین دست افسوس
تم ہوسلتے جاو ہم کرین یاد

بند واسوخت

تہا یہی عہد کہ اب دل نہ لگائینگی کبہی
گر پڑی در پہ کہڑی ہو نہ بلائینگی کبہی

خانۂ یار ہو جنت تو نجائینگی کبہی
حور آی تو نہ پہلو مین بٹہائینگی کبہی

کوی دلدار ہو گلشن تو نہ پہیرا کیجی
درجانان ہو جو کعبہ تو نہ سجدا کیجی

ایضاً

ای فلک اب عیش و عشرت کی وہ سامان ہوگئی کیا ہوی
ہین کہان وہ لعل لب وہ ردی خندان کیا ہوی

دلبری و شوخی و انداز خوبان کیا ہوی
کیا ہوی وہ ناز وہ انداز جانان کیا ہوی

	شادمانی کی ہی جا ماتم دل ناشاد کا قہقہوں کی بدلی غل ہی نالہ و فریاد کا	

بیچین تخلص حاتم علیخان ولد ہدایت علیخان چالیس برس کی عمر ہی شیخ علی بخش بیمار کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کوئی نہ میری عشق کی اوسکو خبر کری ہر ہر قدم پہ قتل کا غم خوف آبرو		برپا قیامت اور نہ وہ فتنہ گر گری جاکر تمہاری کوچی مین کیا نامہ بر کری

بیخود عبد الرحمن جراح ولد عظیم اللہ شاگرد اصغر علیخان نسیم دہلوی ستائیس برس کی عمر ہوی بائیسوین رجب ثو بارہ سو اٹھاسی ہجری مین رحلت کی ایک شعر علاوہ لکھا گیا

ریختہ

ہزاروں داغ ہین لاکھوں ہین سوراخ		مرا دل آپکی مقابل نہین ہی

بیدہیب تخلص مظفر شاہ خان ولد نادر شاہ خان اونیس برس کا سن نئی طرح کا تخلص نئی رنگ کا کلام ہے بطور خود کہتی ہین کسی سی مشورہ نہین ایک شعر اونکا لکھا جاتا ہے

ریختہ

دامن دل سی مری داغ مصیبت دہوی		آشنا ایسی الہی کوئی دہو نہ ہو جای

بیمار شیخ علی بخش ابن شیخ غلام علی متوطن شہر بانس بریلی شاگرد میان مصحفی مرد خوش فکر و خوش مذاق حسن کلام سی مشہور آفاق تہی جب اس دار الریاستہ مین آکر سرکار کی ملازمون مین داخل ہوی یہان احمد خان غفلت کا دور دورہ تہا مصلحتاً اونکی شاگردون مین شامل ہوی ستر ستہ برس کی

عمر ہوئی چوبیسوین ربیع الاول کو بارہ سو اکہتر ہجری مین رحلت کی اس دار فانی سی دار باقی کیطرف آنحضرت کی کلام بہت تہا مگر تلف ہو گیا چند شعر بطور یادگار درج تذکرہ ہوئی

ریختہ

کون پرسان ہی حال بسمل کا
خلق منہ دیکھتی ہی قاتل کا

مردنی پھر گئی مری منہ پر
رنگ بدلا نہ اونکی محفل کا

سانس آہستہ لیجیی بیمار
ٹوٹ جای نہ آبلہ دل کا

نہ بناتا جو دن جدائی کا
کیا بگڑتا تری خدائی کا

بیمار لیچکی ہین ابہی تو وہ امتحان
کمبخت پہر دعا کا تجہی حوصلا ہوا

شاک ہمین اپنی صنم کی بی نیازی سی نہین
دل کی لینی کا خدا جانی سبب کیا ہو گیا

ہای نعم خی کہ آ پہنچا جو وہ گہر تک مری
پھر گیا دربان سی یہ کہکر کہ دہو کا ہو گیا

روکی ہنس پڑتا ہون ظالم ہنسکی رلا دیتا ہی مجہی
مہربانی پر تری دشمن کو نازان دیکہکر

زہر اوس چوٹی کا کہلتا ہی مجہی
نقش تہمین مشاطہ سکہاتا ہی مجہی

اور مطلب آہ سوزان سے نہین
خاک ہونی کی تمنا ہے مجہی

بیان ہو عیب طبیعت یہ ہو چکا مجہسی
خدا کری کہ نہ چہین وہ مدعا مجہسی

کمند عشق مین جس پر یہان اسیر کیا
عدم مین کیا وہ خدایا ہوئی خطا مجہسی

کہین سنی ہین یہ نازک مزاجیان بیمار
کہ اوٹہ سکی نہ حسینونکی التجا مجہسی

جنت مین حیات ابدی خاک ملی گی
دنیا مین تو مانگی نہ ملی موت خدا سی

وہ سنکر حال میرا کچہ نبولے
مگر ہر بات پر گردن ہلا کے

نہ رہنی دی گی وحشت تنگدی مین
اوٹہو بیمار جو مرضی خدا کی

اب اور آرزو نہی ای خدا مجہی
کیا درد دل دیا کہ سبہی کچہ دیا مجہی

بزم عزا مین بھی نہین ملتی ہی جا مجھی	اودبد گمان کمان مین کہان محفل نشاط

فصل ہای فارسی

پران تخلص پران سکہ نام ابن دھن سنگہ جسکا ذکر دال مہملہ مین آئیگا قوم برہمن ساکن قصبہ شاہ آباد صرافی پیشہ ہردی رام کبیشری سی اس فن مین تلمذ تھا پچپن برس کی عمر ہوئی چہتیسوین تاریخ رمضان کی بارہ سو چوبیس ہجری مین قضا کی یہ کبت اوسکا ہی

کبت در تعریف رام گنگا

گنگ کو لوک مین جانت ہین اگھہ کاٹن کو شمشیر سہی ہے
آب کو جانت بہاری سجان سو کیمت تا ہین امول رہی ہے
پربت کاٹ کی بانٹ سدھار سگھاٹ منوہر پران کہی ہے
کوئی نہ بجھی جن پاتک کی بجان کی رام کی نام کی بارہ لئی ہے

واضح ہو کہ یہ کبت ہی رام گنگا کی تعریف مین کہ گنگا کی صفات کا ذکر کر کی رام گنگا کو بسبب اسکی کہ لفظ رام اسکی نام مین گنگا سی بڑھا ہوا ہی ترجیح دی ہے

شرح گنگ کو لوک مین جانت ہین لوک بمعنی عالم مطلب یہ ہوا کہ گنگا کو عالم مین سب جانتی ہین اگھہ کاٹن کو شمشیر سہی ہے اگھہ بمعنی گناہ سہی بمعنی مقرر یعنی قطع معاصی کی واسطی تلوار ہی حاصل یہ کہ تمام عالم جانتا ہی کہ گنگا کی نہانی سی معاصی دور ہو جاتی ہین آب کو جانت بہاری سجان آب بمعنی رونق و آبداری بہاری سجان بڑی دانشمند یعنی اسکی آبداری کو دانشمندان کامل خوب جانتی ہین سو کیمت تاہین امول رہی ہی کیمت قیمت امول بی بہا حاصل یہ کہ اس تلوار کی کچھہ قیمت نہین ہو سکتی کہ بی بہا ہی پربت کاٹ کی بانٹ سدھار پربت پہاڑ بانٹ راہ سدھار صاف کر کی معنی یہ ہوی کہ اس تلوار نی پہاڑون کو کاٹ کی راہین صاف کی ہین سگھاٹ منوہر پران کہی ہے سگھاٹ یعنی گھاٹ اسکا اچھا ہی منوہر یعنی دل کھینچنی

شاعر یہ بات کہتا ہی کوئی جی جن پات کی جن حرف نفی ہی پا کی معنی پاپی یعنی
عاصی مطلب یہ ہوا کہ اس رام گنگا کی تلوار سی کوئی گنہگار بچ نہین سکتا جان کی
رام کی نام کی باڑہ لئی سہے جان کی یعنی سمجھ کی لئی ہی یعنی لی سہے حاصل یہ
کہ لفظ رام جو اسکی نام مین شریک کیا گیا ہی تو درحقیقت اس تلوار پر باڑہ کہی ہے
جب ایسی باڑہ اس تلوار پر ہی تو کوئی پاپی یعنی گنہگار اس سی کہان امن پا سکتا ہے

پناہ میر پناہ علی بریلوی ولد میر امان علی اس سرکار مین جوبدارون کی
افسر تہی عمدہ عرض بیگی پر معتبر تہی بطور خود کبہی کبہی کچہ موزون بہی کرتی تہی
ستر برس کی عمر پائی بارہ سو چہتر ہجری مین رحلت کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کہولی ناخن سی گرہ دل کی تونی ای فصاد
یہ نیا نشتر ہوا ایجاد تیری ہاتہ سے

فصل تای فوقانی

تاب صاحبزادہ امداد اللہ خان ابن صاحبزادہ کفایت اللہ خان کفایت
تخلص جنکا ذکر حرف کاف تازی مین آئیگا اخوندزادی احمد خان غفلت کے
شاگرد رشید یہ بزرگ جامع صفات کمال اور جوانی مین بہت صاحب حسن و جمال
تہی فنون متداولہ مین کمتر کوئی فن ایسا ہوگا جس مین دخل تام تہا اور باہمہ
معلومات و دانست سوا تواضع و انکسار کی اور کسی بات سی کام نہ تہا
عجب مرد نیک نہاد تہی زبان بہاکا اور اردو دونون مین استاد تہی
اکسٹہہ برس کی عمر پائی جمادی الآخرہ کی پہلی تاریخ بارہ سو اناسی ۱۲۷۹ ہجری مین
رحلت فرمائی کلام اکثر تلف ہوگیا کچہ ہاتہ نہ آیا تیمناً ایک شعر اور دو تین
کبت لکہی گئی پہلا کبت اسمین وہ ہی کہ جس زمانی مین یہ صاحبزادہ لکہنؤ مین تہی
وہان ملا میان نی کہ حافظ رحمت خان کی اولاد مین تہی اور انکو بہی اس فن مین

بصیرت تھی انکو ایک چھپیا دی سرگ مین سسی کید ہون تیا ٹکہہ سسی ہی انہون نے
اوسی صحبت مین یہ کبت موزون کیا اور اسقدر جلد لکھدیا کہ گویا پہلی سی یاد تھا

ریختہ

جو تو برسون شکم مین صدف کی رہا تو مین بطن مین خم کی بگجر کی پنا
یہی قطرہ می نی گہر سے کہا تو اور نہین مین اور نہین ✦

کبت در تعریف معشوقہ

وہان تو بدہ بہان بہال ہرت بیندی راجی کنبہ کچ چکہہ مین گر ارسی ہی
بھرکٹی پناگ بج تلا کٹا نچھتر بھوم ست سینس پہول سکر آرسی ہی
مانگ سنس مار کہو کیس پر بکہہ نہنہ کا جرہو ماد را اور چلا ٹکنسے سے ہے
جگنو ہی گرنیکا کث سنکہہ کنگا بس سرگ مین سسی کید ہون تیا ٹکہہ سسی ہی

شرح وہان تو بدہ یہان بہال ہرت بیندی راجی بدہ عطارد کہ اوس کا
رنگ سبز ہی بہال یعنی پیشانی ہرت یعنی سبز بیندی ٹیکا کہ پیشانی کا
زیور ہی حاصل معنی یہ کہ جس طرح فلک پر عطارد تابناک ہی ویسا ہی پیشانی
معشوق پر سبز ٹیکا چمکتا ہی کنبہ کچ کنبہ دلو کچ پستان اور تشبیہ ظاہر ہی
چکہہ مین چکہ آنکہ مین مچھلی اونام برج حوت کا جو بشکل ماہی ہی گر ارسی ہی
گر یعنی مشتری ارسی دیکہد کی بھرکٹی پناگ بہرکٹی ابرو پناگ قوس قزح یعنی
ابرو قوس قزح ہی بج تلا بج یعنی بازو اور تلا میزان کو کہتی ہین اور تشبیہ
ظاہر ہی ٹکا نچھتر ٹکا مروارید نچھتر کواکب یعنی مروارید اوسکی ستاری ہین
بھوم ست سیس پہول بھوم ست مریخ سیس پہول نام سر کی اوس زیور کا ہی
جو پہول کیصورت ہوتا ہی یعنی سر کا پہول مریخ ہی سکر آرسی ہی سکر زہرہ
ارسی زیور مشہور ہی یعنی آرسی زہرہ ہی مانگ سس مار سس مار کہکشان

یعنی مانگ اوسکی کہکشان ہی کہو گیس کہو اندھیری رات اور گیس یعنی بال اوسکی سیاہی ہین
اندھیری رات ہین پر بکیہ نتھہ پر بکیہ بمعنی ہالہ یعنی حلقہ اوسکی نتھہ کا ہالہ ہی کا جر بو
بادر یعنی کاجل بادل ہی اور چپلا معنی سے چپلا بمعنی برق یعنی معنی اوسکی بجلی ہے
جگنو ہی کرنکا کرنکا بمعنی ثریا یعنی جگنو اوسکا ثریا ہی کٹ سنگ کٹ کمر سنگہ اس
یعنی کمر اوسکی شیر کی کمر سے گنگا بسن بسن بمعنی لباس یس گنگا بسن کنایہ ہی سفید پوشی
ہو نیسی اور چونکہ مذہب ہنود مین گنگا کی ایک دہار آسمان پر اور ایک زمین اور ایک
زمین کی نیچی ہے اس رعایت سی سفید پوشاک کو گنگا سی تشبیہ دی سرگ مین سسی
کہید ہون تیا ہے سسی سرگ بمعنی آسمان سسی بمعنی چاند کہید ہون حرف تر دید ہے
تیا بمعنی معشوق مکہہ بمعنی منہ حاصل معنی یہ کہ آسمان پر چاند ہے یا معشوقہ کا منہ ہے

کبت در تعریف معشوق

دیپک سکہا سی کہا سی تیکا تلوتما سی رت سی رمان سی رادہکا سی روپ راسی ہے
ستیا سی ستی سی ست بہاما سی سکنتلا سی سیتا سی سوبہا سی سندسو ہا سکہا سی ہے
کمل کی کہا سی کہا سی ہے کلا اندہ کی منسا جہا سی مکہہ ہا سی ہین بر کا سے ہے
سنبہ سنا لکہ سی سندیال بالکا سی بال لال لال کا سی ہے تارکا اوپا سی ہے

شرح دیپک سکہا سی دیپک بمعنی چراغ اور سکہا بمعنی شعلہ چراغ جیسی لو کہتی ہین
اور سی بہای معروف حرف تشبیہ ہی بمعنی مانند حاصل معنی یہ کہ حسن اوسکا
ایسا چمک رہا ہے جیسی چراغ کی لو کہا سی بمعنی بہتر تیکا تلوتما سی یہ دونون
راجہ اندر کی سبہا مین رقاصہ ہین حاصل یہ کہ وہ محبوب حسن وجمال مین میکا
اور تلوتما کی مانند ہی رت سی رت نام ہی زن کام دیو کا رمان سی رمان نام ہے
لچہمی کا کہ زن بشن ہی رادہکا سی رادہکا کنہیا کی زوجہ کا نام ہی روپ راسی
ہی روپ بمعنی حسن اور راسی بمعنی مجمع مطلب یہ ہوا کہ وہ محبوب مجمع حسن خوبی ہے

ستیاسی سیتانام ایک زن جمیلہ کا ہی زنان کنہیاسی ستی سی ستی نام زن مہادیو
ست بہامان سی ست. بہامان نام ہی ایک عورت کا کنہیا کی عورتون سے
سکنتلاسی سکنتلا نام دختر جمیلہ ارسبی کا کہ وہ زن فلکی ہی اور مہابہارت کی
پوتہی مین ذکر اوسکا بتفصیل لکہا ہی سیتاسی سیتا نام زن رام چندر سوباسے
یعنی خوشبو یعنی سیتا کی مانند اوسکا بدن خوشبو ہی سدہا آب حیات سواہا
نام زن آتش کہ بہت حسین ہی سکہماسی ہی خوبصورت ہی مطلب یہ ہی کہ آب حیات
اور سواہا کی مانند خوبصورت ہی کمل کی کہماسی کمل کنول کا پہول کہما یعنی کیا
سی بیای معروف یہان بمعنی خوبصورتی کی ہے حاصل معنی یہ کہ کنول کی پہول کو
اوسکی مقابلے مین کیا خوبصورتی ہی یعنی کچہہ حسن نہین ہی کہماسی ہی کلاندہ کی کہما
یعنی کیاسی خوبصورتی کلاندہ یعنی چاند کی یعنی کیا خوبصورتی ہی چاند کی اوسکی
سامنی منساجہاسی منسا یعنی دل جہا یعنی بہت سی اس جگہ یعنی نہایت ہے معنی یہ ہوی
کہ دل کی بڑی نیک ہی مکہہ ہانسی مین پرکاسی مکہہ منہ ہانسی یعنی پرکاسی روشنی
یعنی اوسکی منہ کی ہنسی مین روشنی ہی ستنبہ سالکاسی ستنبہ مہادیو سالکا سوراخ
کرنی والی حاصل معنی یہ کہ مانند محبوبہ مہادیو کی ہی کہ مہادیو کی دلکو سالتی ہی
یعنی دل مین ناسور ڈالتی ہے سرپال بالکاسی سرپال اندر بالکا دختر یعنے
اندر کی بیٹی کی مانند بال لال مال کاسی بال عورت لال سرخ جواہر مال
مالاسی مانند یعنی مانند جواہر سرخ کی مالا کی ہرتالکا اوپاسی ہے ہرتالکا نام
ایک برت کا ہی کہ سہاگن عورتین ہنود کی یہ روزہ رکہا کرتی ہن اوپاسے
روزہ دار یعنی وہ ہرتالکا کے روزہ دار ہی

کبت

رس بن راگ جیسی پہول بن باگ جیسی تری بن ناگ جیسی رو کہہ بن دار ہے

گج بن دنت جیسی جوگ بن سنت جیسی ناری بن کنت جیسی کنت بن نار ہے
گوال بن کان جیسی مال بن دان جیسی دہن بن بان جیسے ناد بن تار ہے
بھون بن بار جیسی کھرگ بن دہار جیسی کچ بن نار جیسی بین بن سار ہے

شرح رس بن راگ جیسی جس طرح راگ بی لذت کسی کام کا نہین پھول
باگ جیسی جیسی باغ بغیر پھول کی تری بن باگ جیسی جیسی کھوڑا بغیر باگ
کی یعنی بغیر لجام رو کھہ بن ڈاری جیسی درخت بی شاخ کی ہے گج بن
دنت جیسی جیسی ہاتھی بغیر دانت کی جوگ بن سنت جیسی جیسی جتر بغیر
ریاضت کی ناری بن کنت جیسی عورت جس طرح بغیر شوہر کی کنت بن ناری
جیسی مرد بغیر عورت کی گوال بن کان جیسی گوال گروہ اطفال اور کان کنہیا یعنی
جیسی کنہیا بغیر گروہ اطفال کی مال بن دان جیسی یعنی جیسی مال بغیر صدقی اور
زکوٰۃ کی دہن بن بان جیسی جیسی کمان بغیر تیر کی ناد بن تار ہی جیسی گانا بغیر تار کی
یعنی بغیر ساز کی بھون بن بار جیسی یعنی جیسی گھر بغیر دروازی کی کھرگ بن دہار
جیسی یعنی جیسی تلوار بغیر باڑہ کی کچ بن نار جیسی جیسی عورت بغیر پستان کی
بین بن سار ہے جیسی بین بغیر پردون کی ہے حاصل یہ کہ جو چیز جسکی
واسطی وضع ہوئی ہے وہ چیز بغیر اوسکی ایسی رایگان ہی جیسی یہ چیزین
بغیر اپنی لوازم کی خراب اور بیکار ہین

پہیلی در منقبت

کیسو بلا ال اتل بل بانال بنوڈ لیو کچہ ریٹھہ کٹ کہنڈ کہنڈ ڈگیا لن بہاگی	کیسو سیس بار آہ مچہہ کی تالی کھلیو اندر بحر بی بھجو کستر ان سنگت کی آگی

ہر ہر بدہ زرسنکہہ بل اسنت گزبانی کہیو
کیہر پرآیو سے علی شو پرہت کس کس کس رہیو

شرح کہیو تلاتل اتل بتل کمپو یعنی کانپی تلاتل اتل بتل تین طبقی ہین منجملہ طبقات زمین کی اور نام اون طبقات ہفتگانہ کی یہ ہین پہلا اتل کہ اوسکو تل بہی کہتی ہین دوسرا بتل تیسرا ستل چوتھا تلاتل پانچوان رساتل چھٹا مہاتل ساتوان پاتال یعنی یہ ہوی کہ تلاتل اور اتل اور بتل جو طبقات زمین کی ہین وہ ہیبت سی کانپ گئی پاتال ہوڈلیو پاتال کہ ساتوان طبقہ ہی وہ ہی ہل گیا کمپو سیس باراہ تیس وہ سانپ کہ زمین اوسکی سر پر ہی اور باراہ وہ اوتار کہ بشکل خوک ہی یعنی یہ دونون بہی خوف سی لرز گئی مچہہ کی تالی کملیو مچہہ دو ہین ایک تو مچہہ اوتار اور ایک وہ مچہلی جو زیر زمین ہی اور اوسکی سر پر زمین قایم ہی یعنی یہ ہوی کہ کمال ہیبت کی وہ مچہلی ہی چونک پڑی کچہہ منہہ کٹ کمنڈ کمنڈ کچہہ سنگ پشت جسکی سر پر زمین ہی کمنڈ کمنڈ یعنی ٹکڑی ٹکڑی دگ پالن بہاگی دگپال مذہب ہنود مین آٹہہ ہاتہی ہین کہ اطراف عالم مین محافظ دنیا کی ہین یہ سب بہاگی اندر بجر لی بجو بجر نام اندر کے ہتہیار کا ہی کہ وہ الماسی ہی تجو یعنی بہاگا یعنی اندر بجر کو جو اوسکا سلاح جنگ ہی لیکر فرار ہو گیا گنتڑن نگحت کی آگی گنتڑن یعنی دیوتا نگت گروہ حاصل یعنی یہ کہ اندر بجر لیکی بہاگنی مین دیوتاؤن کی گروہ سی آگی نکل گیا ہر ہر بدہ نرسنگہ استتت کربانی کہیو ہر بجبر ثانی نام بشن اور ہر سکون را نام مہا بو بدہ نام برہماز سنگہ نام ایک اوتار کا مل یعنی ان سب نی متفق ہوکر استتت تعریف بانی باتین کہیو یعنی کہین خلاصہ یہ کہ ان سب دیوتاؤن نی متفق ہوکر تعریف آپکی اور باتین ثنا و صفت کی کین کہمبر پر آیو علی کہمبر خیبر یعنی خیبر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی حملہ کیا سو پربت کہس کہس ہیو پربت پہار کہس یعنی گر پڑی کہس کہس ہیو یعنی ریزہ ریزہ ہوگئی

۳۱
قیش محمد نظام علیخان خلف سرباز خان اکتیس برس کی عمر سی ملازم سرکار ہین

میان منصور علی منصور جنکا تخلص علی ہی ہی اونکی شاگردی سی مورد افتخار ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

معشوق سی گلہ ہی ستم کا گناہ ہی	وہ منفعل ہوی تو عرق آگیا مجہی

تراب تخلص سید تراب شاہ خلف سید امیر شاہ ہوش مراد آبادی کی شاگرد تہی اردو و فارسی دونون زبانون مین شعر کہتی تہی بارہ سو چہبیس ہجری مین قضا کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ہمنی بی تیری ای گل خوبی	گل کو گلشن مین ہی نہین دیکہا

قطعہ فارسی

براگیخت از سینہ یک آہ سرد	چو بلبل گذر کرد در گلستان
بگفتا در ینجا گل و برگ بود	صد افسوس تاراج گردش خزان

تسکین میر حسین ابن میر حسن عرف میرن صاحب سلسلہ انکی نسب کا میر حیدر قاتل وزیر فرخ سیر تک پہنچتا ہی فارسی مولوی امام بخش صہبائی سی پڑہی ہی شعر گوئی کا جو شوق ہوا ابتدا مین شاہ نصیر مغفور سی اصلاح لی انتہا مین مومن خانصاحب مرحوم کی فیض سی مشق سخن آفرینی کمال کو پہنچی وطن انکا دہلی ہی مگر اس دار الریاستہ مین سالہای دراز نوکر رہی قدر افزائی رئیس قدردان سی نامور رہی پچاس برس کی عمر ہوئی شوال کی ستر ہوین تاریخ بارہ سو اسٹہ ہجری مین قضا کی اور نواب احمد علیخان بہادر مرحوم کی مقبری کی قریب مدفون ہوی دیوان انکا تو نہ ملا مگر متفرق کچہ اجزا ہاتہ آی اونہین سی یہ کلام منتخب ہوا

ریختہ

بجلی ہی مین دیکہ واعظ آکی جلوہ نور کا
دیکہنا افغان لب زخم دل پر شور کا

کچہ نمک کچہ مشک کچہ الماس ہوای چارہ گر
مرگیا ہون شعلہ رو پرجا ہی دوزخ مجہی

ہم سیہ بختون سی اسکو گر نہ پڑتا کام تہی
وحشت اب لاش کو لی بہاگی گی

کوچہ یار مین ہمنی تسکین
اس در سی بجاونگا کبہی لاکہہ کہو تم

یہان آنی سی کسو اسکی جلتا ہی ہماری
اس سی بہتر تہا جو دوزخ مین ٹہکانا ہوتا

ہزارون مرگئی دیکہا جو عالم سوگ مین اوسکا
صدای چاک پیراہن بہلی لگتی ہی وحشت مین

خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی
پہر خود آرائیان لگی کرنی

جسوقت نظر پڑتی ہی اوس شوخ پہ تسکین
منہی تسکین ہی روٹہکر وہ شوخ

بہت کوچی کی اوسکی خاک چہانی
نہین ہی کہولنی زلفین پڑین گے

تیرا آنا ہتا تصور مین تماشا شمع رو
قسمت تو دیکہ جتنی کی شکوی ہجر کی

مرجائین گی پر دل نہ لگائین گی کسی سی

تو صنم سمجہا ہی جسکو ہی وہ پتہر طور کا
سوزن جراح سی نکلی گا نالہ صور کا

پہر خدا اچہا ہی بہری دو دن مین سینہ ناسور کا
خلد کو کب سی تحمل اس تن محرور کا

رنگ ایسا کاہی کو ہوتا شب دیجور کا
تنگی گور سے گہر یاد آیا

پاؤن رکہا تہا کہ سر یاد آیا
دشمن ہی سہی تابع فرمان تمہارا

عاشق تو نہین ہی کہین دربان تمہارا
بزم دشمن مین تری ساتہ بجانا ہوتا

لب س آیا تہا وہ کافرین کرسیری ماتم کا
جنون نی رشتہ جامہ کو تار جنگ ٹہرایا

سچ تو یہ ہی کہ برا ہوتا ہی اچہا ہونا
شب نہین انکار رہتا کہیا

کیا کہی کہ جی مین مری کیا کیا نہین آتا
دی کی دو جہڑکیان اوٹہا لایا

مگر نقد مراد اپنا نپایا
دل گمگشتہ گر اپنا نپایا

میری دلبر رات پروانو نکا جلوا ہوگیا
اونکو گمان رہا کہ روز نگار کا

جی اور کسی ڈہب سی بہل جای تو اچہا

ہر روز وہ ڈھونڈھی ہی کوئی تازہ خریدار
ہمکو بھی تو غیرون سی یہ اخلاص نہین ہی
کہتی ہین رنجش ظاہر مین مزہ آتا ہی
سہل سمجھی ہو اسکا آجانا
ہمکو طوف حرم مین یاد آیا
اجل کہان شب غم مین مگر وہ آتی ہین
تسکین کرون کیا دل مضطر کا علاج اب
تنگ ہین وحشت کی ہاتھون جوش سودا ہو چکا
ڈر ہی عالم کو مری وحشت سے بعد از مرگ ہی
اوسنی مارا خلق کو اسنی ڈبویا اک جہان
قاصد آتا نہین خجالت سی
ہمکو اپنے خبر نہین ہمدم
آئی جو ماہتاب مین رونق
جنس دل کی مری کچھ قدر نہوگی افسوس
گرم کی بیٹھی دلکی طپش سی تو عزیزو
ای جنون رخصت نہین سر پھوڑنیکی ضعف کر
دیکھنا شوخی یہ کہتی ہین مری دشمن سی وہ
چھیڑون ہزار طرح سی تمکو خفا کرون
تسکین جو تو نی نوح کی طوفان ہون سنی
پی دور بادہ گردش گردون کو کیا کرون
اوٹھتا نہین ہی کوچہ دلدار سی قدم

خلوت مری ہمسرہ وزبدل جای تو اچھا
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا
یوہین تم مجھسی ذرا ہو کی خفا ملجا نا
تمنی تسکین دل کو کیا جانا
لطف کہہ ڈانا شہ انجانے کا
کہ جان و دل کا ارادہ ہی پیشوائی کا
کمبخت کو مرکر بھی تو آرام نہ آیا
دو قدم چلنی نپائی تھی کہ صحرا ہو چکا
ورنہ کیا تھا کام میری گور پر تعویذ کا
تیرا ہنسنا اور مرا رونا برابر ہو گیا
خط وہ لیکر مکر گئی شاید
دیکھ تو آکی مر گئے شاید
بام سے وہ اوتر گئی شاید
تم وہ لیتی ہو کہ کر دین جسی اغیار پسند
تا حشر نہ نکلین گی کبھی گور سی باہر
حسرت آتی ہی در و دیوار زندان دیکھکر
کیا ہنسی آئی مجھی تسکین کو روتا دیکھکر
قابو مین میری دل ہو تو کیا جانی کیا کرین
وہ میری چشم جنبش مژگان کی پاس ہین
مخمور ہون ہین ساغر واژون کو کیا کرون
تسکین ہین رہنمائی مجنون کو کیا کرون

قاصد نہ گر تو دیر کہ شکوی یہ عنبر کی
اشک سرخ آنکھوننین آی روتی رہی دیکھنا
عیاری دیکھنا جو گلی ملنی کو کہو
دیکھون تو لی ہی جان ملک الموت کس طرح
تسکین نی لی ... کی نام ترا وقت مرگ آہ
باتون ہی کی شفق ہین مری حضرت ناصح
یہان انتظار ہی مین کٹی مجکو ساری رات
ابہی چہوڑ دونگا وہی طرہ جسی تم
زلف پر پیچ کو کہو لا ہی یہ کسنی یارب
ایسی ہی عنبر کی خاطر کہ مری حال کو سن
ہین آی یار کی ہنسین اوتہنی کا گور پر
سینی رکہا جو پاؤن پر سر کو
یہ آرزو ہی جای ذرا تسی ہی پہلی جان
آرام ہی وہ پہلو مین تہی کوئی گہڑی
امتحان عنبر کی الفت کا ہوا ہی شاید
آتی ہی اونکی جان گئی واہ ری غضب
وہ سکون نشین ہون کہ ہو جاون خاک اگر
ملتا ہو نکی اور ہوس ہو تو آن کی
ای دل یہ تیرا خاک مین ملنا ہی بی اثر
دال چاک چاک ہی مرا اسو اسطی کہ یہ
تسکین مجہی اس سر کی قسم کچہ نہین معلوم

لکہین گی وہ جواب مین دشمن سی کہم نہین
لعل کی اتنا کسنی ہی کہنی سعدان آب مین
کہتا ہی مین تو تسی ہوا کچہ خفا نہین
تم وقت مرگ پاس سی اوٹہنا ذرا نہین
کہیا جانی کیا کہا تہا کسینی سنا نہین
دو دن تو رہین پاس مری رنج و محن مین
دہان وعدہ کیا تہا اونہین یاد بہی نہین
یہ کہلا کہ ہی ہی جنون کیا کرون
کہ مری پاؤنکی زنجیر کہسی دیتی ہین
دلمین رہتی ہین یہ ظاہر نہین ہنسی دیتی ہین
کہدو کوئی جنون اسی قیامت ہوئی تو ہو
بولی وہ ناز سی کہ بس سر کو
کہتا ہی کون وصل کی شب مین سحر ہو
تسکین جو اضطراب تجہی اسقدر ہو
چہوڑ بیٹہی ہین وہ تزئین خود آرائی کو
نکلی جو آرزو تو دم واپسین کی ساتہ
سیر اعتبار ہی خط ساغر مین گہر گری
سیماب سی کہو دل مضطر مین گہر گری
وہ کر جو اوسکی طبع مکدر مین گہر گری
شانی کی طرح زلف معنبر مین گہر گری
کیا کرتی ہین الفت کی لیے کیا نہین کرتی

نازو ادا و غمزہ نے یون دل لیا مرا
نہ پہنچی پس مرگ بھی گور تک ہمسہ
نہ اوٹھا گیا دل کے ہاتھون سے تسکین
چین سے بیٹھی رہی محفل مین تسکین رات بھر
اب یہ حالت ہی کہ اونا بیدرو
چوسا دہان زخم نے اوسکو ہی اس طرح
نا تسکین وہ بت دوست اپنا
اللہ ری آرزو تری ملنے کی بعد مرگ
دل مین دشمن کی ٹھکانا نہ کری ڈرتا ہون
غش ہی اک آن افاقہ نہین ہوتا تسکین
فتنۂ محشر کا سب کو ہتا گمان
کٹ گئی ہجر کی شب آہ و فغان سے سچ ہی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی
یاد آگیا وہ عارض گلرنگ چارہ جو
فکر تنہائی نے مارا کر مری پاس ہی
دل کی جاتی ہی چلی جان یہ جلدی کر توجہ
قاصد آیا ہی وہان سے تو ذرا تم تو سہے
ہجر مین پاس نہ ہی زہر نہ خنجر افسوس
نام تسکین وہ یہ مضمون طپش نازیبا
لکھا تھا سو دکھا دیا سے بدخو
مزی یہ دیکھی ہین آغاز عشق مین تسکین

لیجائین جیسے مست کو ہشیار کھینچتی
رہی پاؤن چلنے سے کیا بیٹھی بیٹھی
کہا اوسنے جو سب سنا بیٹھی بیٹھی
اوسنے پہچانا نہ ہمکو رنگ کی تغییر سے
میری بخشش کی دعا مانگے ہے
پیکان تیر یار زبان کمیدہ ہی
بگاڑی کھیلی ساری جہان سے
حسرت ٹپکتی ہے مری شمع مزار سے
اب نہین جی مین مری غم کی سمائی ہوتی
اوسکی آنی کا جو بالین پہ گمان ہوتا ہی
تجکو پہچانا تری رفتار سے
یار کام آئی ہین جسدم کوئی مشکل آئی
کہی دیتی ہی شوخی نقش پا کے
لی او رغش کیا مجھی بوی گلاب نے
شور الفت ہی سو لیجائین گی محشر کی لیے
صبر ہی چند قدم تجھی رہا جاتا ہی
بات تو کرنی دی اوس ہی دن بیتاب مجھے
نہ دی موت کی بھی چرخ نے اسباب مجھے
تہا تخلص جو سنا اوار تو بیتاب مجھے
کیون نہ گڑی کیسی ہین آرسی کے
کر سو جہت نہین اپنا مال کار مجھی

یہ تو کھلتا کہ شب وصل مین کیا ہوتا ہی	ہای گر ایک بہی وعدی کو وہ ایفا کرتی
مینی ہمسم عشق سی واعظ کی آنکھین لین نکال	دیکھ کر اس بت کو روتا تہا وہ ایمان کی لیے

ہجو غلام جیلانی آبدار

شمر ثانی غلام جیلانی	آبرو دی مگر ہندی بانی
خون سادات کا یہ پیاسا ہی	ابن ملجم کا یہ نواسا ہی

تسلیم کبیر خان ولد محمد اسد خان مولوی غلام جیلانی رفعت کی شاگرد مرد خوش گو شاعری سی خوب ماہر فارسی اور ہندی دونون زبانون کی شاعر ہتی ستر برس کا سن ہوا بارہ سو اکاون ہجری مین قضا کی یہ شعر اونکی نتیجہ افکار ہین

ریختہ

صبا کس گل کی آنیکا چمن مین کہہ گئی مژدہ	کہ ہر اک غنچہ ہنستا ہی ہر اک گل کھکھلاتا ہے

فارسی

نظری بحر خدا ای بت کافر سوتش	کہ بہ تعظیم تو تسلیم ز ایمان برخاست
بہ جبیرتم کہ امید وفا چرا دارد	دلم کہ ہیچ تو بیگانہ آشنا دارد
شنیدنا کہ زارم ولی بگفت افسوس	کہ این ستم زدہ در دل چہ مدعا دارد

تسلیم حاتم خان ابن صالح محمد خان شیخ علی بخش بیمار کی شاگرد ہتی پینتالیس برس کی عمر ہوئی ربیع الاول کی چودہوین تاریخ بارہ سو بہتر ہجری مین قضا کی کلام انکا تلف ہوگیا یہ شعر اونکی ایک عزیز کو یاد ہتا وہ تحریر کیا

ریختہ

باغ مین پہنچی خزان ہی تیری دیوانی کی ساتہ	اوسکو عریان دیکھکر ہر نخل عریان ہوگیا

تسلیم شیخ امیر اللہ ابن مولوی عبد الصمد انصاری انکی بزرگون کا وطن قدیم فیض آباد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی انکی استاد لکھنو مین نشو و نما پائی حضور

پرنور دام ظلہم کی قدردانی یہان تشریف لائی باون برس کی عمر ہی چار مثنویان اور دو دیوان اردو فارسی یادگار ہین یہ انکی منتخب اشعار ہین

ریختہ

کیا ہی تیر باران اسقدر بیرحم قاتل نی — کہ پہلو مین دل نازک ہی شیشہ آب پیکان کا

بہم ہو کر طوفان کہتی ہین کچہ دیکہی ہمکو — دل پرسوز کا صدقہ تصدق چشم گریان کا

وطن ہین تازہ وارد ہون طبیعت گہبرا گئی یہان — ابہی پہرتا ہی آنکہون مین مری نقشہ بیابان کا

جنون مین عشق کی صحبت سی بہر آتا ہی دل اپنا — رلا دیتا ہی ہنس دینا مجہی چاک گریبان کا

تو کہان پاتی ہین صحبت جیتکے وہ تسلیم غیر نی — اثر پیدا ہوا اتنا تو باری شوق پنہان کا

یاد کس پہر وہ نشیمن کی آگئی عصمت مجہی — آگئی لب تک پہر گیا نالہ دل ناشاد کا

وہ ہوا خواہ اسیری تہی کہ آزادی کی بعد — رو دی ہم دیکہکر خالی قفس صیاد کا

غم ہجر صورت تصویر مین گویا ہوا — کیا خموشی نے کیا ہاے جو افشا ہوا

غیر پر رشک عدو ساتہ تہا کہتا کیا حال — وہ ملی ہی کبہی تنہا تو مین تنہا ہوا

کب اگہون ہوٹ کی ہین اوس گل تر سی ہم — صورت نکہت برباد کہین کا ہوا

انقلاب اثر عشق جو پیدا ہوتا — دست یوسف مین گریبان زلیخا ہوتا

نہین معلوم بگڑے آج کس سی — مزہ ہے دشمنی مین دوستی کا

مجہی سردی دی جلتی سجے بتون پر — مزہ ناصح سمجہے ہے زندگی کا

اک جہان دیکہتا تہا حیرت سی — بیکسی پر مجہے میری جو بن تہا

وصل کی دلمین تمنا ہی سو الحیا معلوم — تم ہی ایسی ہو تو ایسا ہی مقدر میرا

ہو لی سبب جانب اغیار دیکہنا — شرط وفا ہی ہی خبردار دیکہنا

اللہ ری اضطراب تمنای دید یار — فرصت مین اک نگاہ کی سو بار دیکہنا

تمہاری لاش کو تنہا نہ چہوڑنا شب ہجر — سرہانی بیٹہ گئے ای بیکسی سحر کرنا

تفضل تخلص تفضل حسین خان ولد عبد الله خان بخشی برس کی عمر ہی مولوی عبد الکریم خان صاحب کو کلام دکہاتی ہین یہ دو شعر اونکی لکھی جاتے ہین

ریختہ

بیقراری آہ و زاری اب کہان ای دوستو — آتش ہجران سی دل سینی مین جلکر رہگیا

ہون ابرو و مژگان کی تصور مین ہین زخم — شمشیر غضب کی ہی تری تیر غضب کا

تسکین تخلص سید محمد نبی ولد سید امانت علی اوتیس برس کی عمر ہی سید محمد اسمعیل حسین منیر کی شاگردون مین مرد قابل ہین صاحب استعداد کامل ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

نکلا ہے اس طرف سی کوئی شہسوار کیا — اوٹہ اوٹہ کی ڈہونڈہتا ہی ہمارا غبار کیا

آنکھون کی رستی جان نکلتی ہی اسلیی — شاید وہ دیکہ لین نگہ التفات سی

تمکین مرزا ابو القاسم ابن مرزا علی بابا شیرازی شہرت تخلص بیس برس کے عمر ہے اپنی والد ماجد سے تلمذ ہی اب اپنی بڑی بہائی یعنی آغا محمد شیرازی نثار تخلص سی جنکا ذکر فصل نون مین آی گا مشورہ ہی طبیعت ذکی ہی ذہن اچہا ہے نہایت مرد اہلیت شعار ہین ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ اونکی اشعار ہین

در مدح حضور پر نور

آنکہ از غازۂ عدلش رخ دین رنگین ست — تا کہ ملک کشا سیر ملک آئین ست

داوری کز مدد تربیتش دامن باغ — در ہمہ بہمن و دی پر سمن و نسرین ست

نعل و میخ سم یکران ظفر پیکر تست — آنچہ اندر فلکش نام مہ و پروین ست

خازن خلد برین نیستی ای شاہ اما — روضۂ کوی تو خجلت دہ علیین ست

مدعا ختم سخن گویم و دانم کہ کنون — بر لب حضرت جبریل امین آمین ست

تا کہ اصناف امم را ز زبان در ہمہ حال — ذکر باغ ارم و تحفۂ حور العین ست

بزم عیش تو چنان باد کہ ہر کس بیند | گوید آن خلد برین کہ شنیدم این ست

تمیز سید علی حسن شاہ عرف ننھا میان ابن سید حسین شاہ صاحب مغفور تینتیس برس کی عمر ہی وزیر علی خان مرحوم کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

در مدح حضور پر نور

اگر کہون کہ ہی سینی پاک منبر نور | تو جا جبین ہین محراب کعبہ تسلیم
لگی جو تجہسی سخاوت ملی وہ حاتم کو | کہ وہ ہی ہاتہ اوٹہای تہا ساعت تقسیم
بدل ہوئی ہی فراخی سی تنگی عالم | ہوا ہی دامن چشم بخیل دست کریم

ریختہ

رونق فزای باغ جو وہ گلبدن ہوا | گلشن ہوا نثار تصدق چمن ہوا
تمہاری گرسیان جب دیکہتی ہین غیر سی ایجان | کلیجا تہام کر رہا ہو لیتی ٹہنڈی سانس بہرتی ہین

تمیز تخلص غلام احمد نام جدید الاسلام چونتیس برس کی عمر ہی نواب مرزا خان داغ سی تلمذ ہی گیارہ برس سی حیدر آباد دکن مین نوکر ہین کسی عدالت مین نائب محافظ دفتر ہین ذہن اچہا ہی طبیعت رسا ہی نہایت اطاعت شعار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

لوگ کس طرح سی کرتی ہین خدا کو راضی | مجہسی تو اک بت کافر بہی منایا نہ گیا
لوٹ ہو تو فتنہ ہی بیچارہ بی وطن | اللہ کی سوا نہین کوئی غریب کا
گالیان کہانی کا لپکا جی برا ہوتا ہی | ہمنی کل آپ سی چہیڑا جو خفا یار نہ تہا
تری تلوار نی اچہا چہڑایا قید ہستی سی | بڑا پہندا مری گردن مین تہا رگہای گردن کا
اشارہ ہی نہ آئی دیکہکر فتنہ بہر جای | در دولت پہ اوسنی لکہدیا ہی نام دشمن کا
ای قیامت تو تو ہی فتنی اوٹہانی کی لیی | تجہسی اوٹہنی کی نہین افتادگان کوی دوست
کوئی آئی کوئی جای کچہ کسی سی ضد نہین | ہی فقط میرا ہی دشمن پاسبان کوی دوست

ہر اک بلبل مین ہی شان اوسی ہر اک غنچی مین ہی بوی محبت
مقتل مین بعد قتل بھی ہی قتل کی ہوس پھرتی ہی روح یار کی خنجر کی آس پاس
روز دو چار امید ونکی گلی کٹتی ہین کوئی بسمل مری پہلو مین ہی یا دل قاتل
ہو فائی سی بھی خوش ہون یار کی ہر کسیکا آشنا ہوتا نہین
سامنی اوسکی بلایا مجھی بہر تعذیر کام آئین تو کچہ خستہ کو خطا مین آئین

تنہا تخلص نظام الدینخان نام خلف الرشید و شاگرد مولوی عبد الہادی خان ہادی انتالیس[39] برس کی عمر ہی صفت امانت و دیانت مین زبان زد خاص و عام ہین پرتاب گدہ ضلع اودہ مین سرکار انگلشیہ کی طرف سی تحصیلدار ہین ذوق سخنگوئی سی محسود روزگار رہی بارہ سو اٹہتر[1278] ہجری مین غرۂ ماہ ذیحجہ کو سوی دار البقا سفر کیا صاحب دیوان ہین مگر کلام انکا تلف ہوگیا ایک شعر پایا وہ تحریر مین آیا

بعد جنبہ لے اے مسیحا اب جان پر اوسکی آبنی ہے

توکل سید عبد اللہ ولد سید احمد وطن انکا شیراز پچیس برس کی عمر میرزا عبد الکریم فانی شیرازی کی تلمذ سی امتیاز ہی تاجرانہ بمبئی مین آنے کا اتفاق ہوا تجارت مین ایسا نقصان ہوا کہ وطن کو معاودت کرنا شاق ہوا تلاش معاش کی فکر اس دار الریاست تک لائی قسمت راہ پر آئی ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ اونکی اشعار ہین

در تہنیت عید صیام و مدح خدیو

گردید چو دوشنبہ بہ عید مصور آن ماہ پریچہرہ بناز آمدم از در
با طرۂ پر حلقہ تر از جوشن دارا با ابروی خونریز تر از تیغ سکندر
افشاندہ بہ گلزار سمن سنبل بو یا پاشیدہ برخسار چو مہ زلف معنبر

چشمش بہ نگہ رہزن دلہای پریشان
لعلش بہ صفت ہمسر عیسی پیمبر

صف بر زدہ مژگانش پی قتل غریبان
چون روز وغا جیش شہنشاہ مظفر

القصہ بیا زآمد و بنشست و چنین گفت
کامروز چرا می نخوری بادۂ احمر

فردا نہ مگر عید صیام است و نہ سو
مردم ز پی عیش و نشاط اند سراسر

واللہ بچنین روز حرام است نشستن
بی نقل و می و شاہد و بی بربط و مزمر

زان می کہ چکد قطرۂ ار در دل خارا
تا حشر ہمی روید از آن لالۂ احمر

زان بادۂ گلرنگ کہ نا خوردہ ز بوئش
از وجد ہمی رقص کند روح بہ پیکر

زان می کہ ز بس صاف و روشن است تو گوئی
مہری ست درخشندہ عیان در دل ساغر

وانگاہ بہ مستانہ یکی چامہ نگاری
در تہنیت عید شہنشاہ فلک فر

فرماندۂ آفاق خداوند جہانگیر
دارای زمان میر جہان قاید لشکر

شاہنشہ غازی کہ گہ بزم و گہ رزم
ابر است گہربار و ہزبری ست دلاور

خندد اجل از جود تو چون برق بہ بہمن
گرید اجل از بیم تو چون ابر در آذر

گیری چو بکف روز وغا تیغ جہان سوز
بہرام زکف افگند از بیم تو خنجر

از قہر تو آتش جہد از لالۂ حمرا
وز مہر تو ریحان دمد از شعلۂ آذر

شاہا ز کرم بین کہ درین چامہ تو کل
افشاندہ بمدح تو بسی لولو و گوہر

فصل ثای مثلثہ

ثاقب تخلص سید اصغر علی ولد سید اکبر علی پچیس برس کا سن جوان طبیعت پاک باطن منشی سید اسمعیل حسین منیر کی تلمذ سی سورد افتخار ہین یہ چند اشعار اونکی یادگار ہین

ریختہ

مقیم گوشۂ عدم الفت وہان ہین رہا
وہ مرغ ہون مین جو عنقا کی آشیان مین رہا

دہان یار کی بوسے کا وصف ہونیکا
مباحثہ ہی باہم لب و زبان مین رہا

ہی مجھی صور سرافیل موذن کی اذان   کم نہین صبح قیامت سی سحر وصل کی شب
شادی و غم کی دو عملی مین گرفتار ہون مین   او سطرف صبح قیامت ہی ادہر وصل کی شب

ثاقب شیخ سیف اللہ خلف شیخ کفایت اللہ بریلوی مدت تک اس دار الریاستہ مین رہی مرد قابل تہی ہفتہ کی طرف مائل تہی فارسی زبان مین شعر کہتی تہی ایک دن نظیر شاہ خان شاد کی سامنی یہ مطلع پڑہا سہ یار را از سر خیال دیگر ست * بر لبم ہر لحظہ قال دیگر ست * نظیر شاہ خان نی کہا جای اوستاد خالی ست اُنہون نی اصلاح کی درخواست کی وہ ان کو اپنی استاد کریم الدین آرزو کی پاس مراد آباد لیگئی اور یہ مطلع پڑہوایا آرزو نی فی الفور اصلاح کی سہ یار را از سر خیال دیگر ست * گرچہ جان سر بجال دیگر ست * ثاقب کو پسند آیا اور تلامذہ مین داخل ہوی سال بہر اوستاد کی خدمت مین رہکر اس فن کی مشق کی علم عروض و قافیہ مین بہی مہارت تہی بارہ سو چہتیس ١٢٣٦ ہجری مین قضا کی بنات النعش نام ایک مثنوی لکہی ہی جسکا مطلع یہ ہے

بنامی کہ نامش بود دلنشین   بہ کن آفریدہ زمان و زمین

وہ مثنوی اور انکا کلام سب تلف ہو گیا دو شعر ملی وہ لکہی گئی

فارسی

تا غباری نہ نشیند بر پایش   چشم من فرش رہ جانان ست
وای طول شب ہجر نا ثاقب   عمر خضر ست کہ بی پایان ست

ثروت صاحبزادہ کریم اللہ خان ابن جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا فن شعر مین عنبر شاہ خان عنبر سی تلمذ تہا ستاون ٥٧ برس کی عمر پائی شوال کی تیرہوین ١٣ تاریخ بارہ سو چھیالیس ١٢٤٦ ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

خالی نہین ہم ایکدم آہ تری عتاب سے	مر ہی رہین گی جب تو یار چھوٹین گی اس عذاب سے
دلمین تمہاری ثروت آہ قصد ہی وصل یار کا	کرتا نہین ہی بات بھی وہ تو ابھی حجاب سے

فصل جیم تازی

جانصاحب تخلص میر یار علی ولد میر امن شاگرد نواب عاشور علیخان لکھنوے ترشتہ برس کی عمر ہی ریختی کہنی مین یکتا ہین صاحب طبع رسا ہین وطن انکا لکھنو ہی اب کئی برس سی اس سرکار دولتمدار مین نوکر ہین دو دیوان انکی چھپ گئ دور دور تک مشتہر ہین ان دیوانون کی علاوہ اور بھی کلام ہی یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

مدح بندگان حضور

دیا دوشالی کی سائل کو ای نواب کشمیر	ملی ہی شال کی بدری جو مانگی اک کملی
عجب ہی نور کی صورت خدا کی قدرت ہی	کلیم کلب علیخان ہین طور ہی باہمی
تصدق اونکی سی سرسبز ہون پھلون پھولون	قصیدہ مردہین کہتی قصیدے مینی کہی

اشعار غزل

اُوکہ ہی بہن ابھری ہوا ہی کو سکھیال ہوا	میری سر ڈھکنی سی بھیا کو ہی رومال ہوا
نماز پڑھ پڑھ کی تو گناہو نسی اپنی توبہ تُو اکیا کر	نہ جان ہندو یہ دیو گانا خدا خدا کر خدا خدا کر
نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھی ستاعی رنڈی کو گھر مین ڈالا	بنا یا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تینی ڈھا کر
یہان زبان بھی محشر مین کچھ نہ بات ہوئی	خدا کی خوف سی بت نگنی نجات ہوئی

جانی مولوی شیخ محمد قمر الدین ولد مولوی محمد غیاث الدین صاحب عزت مغفور رہنیسہ برہانپور کی سن ہی جیسا ظاہر ہی ویسا ہی باطن ہی ایک غزل اونسی ملی اوسمین سی ایک شعر لکھا گیا

ریختہ

کل شیخ جو دیکہ اوسکو گری ہنسکی یہ بولا	عاقل غش آیا بڑی دانا کو غش آیا

جاوید عبد النبی خان خلف سید نور خان حسن طبیعت پر کلام اونکا گواہ ہی فن طب مین بہی دستگاہ ہی منشی سید اسمعیل حسین منیر کی شاگرد رشید ہین اشعار اونکی قابل دید ہین

ریختہ

راس و چپ بیٹھی ہوی ہین غیر بزم عشق مین / دل مرا اٹھری کہان خالی نہین پہلوی دوست

سخت جان عشاق ہین نازک کلائی آپکی / ذبح کرنیکو ہماری تیز خنجر چاہیی

حضرت جاوید عشق چشم مست اچہا نہین / خاک مین ملجای گی یہ پارسائی آپ کی

خموشی ایسی دیونگی مین ہمنی حاصل کی / خدا جانی وہ کیا پوچھی ہماری منہ سی کیا نکلی

جلال میر ضامن علی خلف حکیم اصغر علی زمانہ حضرت فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر انار اللہ برہانہ مین پہلی انکی والد ملازم سرکار دولتمدار ہوی پہر بحکم قدردانی یہ بہی طلب ہوکر نکخوار ہوی آب تک دونون مورد مراحم سلطانی ہین شکرگزار قدردانی و پرورش خاقانی ہین میرزا محمد رضا برق لکھنوی سی تلمذ رکھتی ہین چوالیس برس کی عمر ہی اپنا کلام جو منتخب کرکی اونہون نی دیا وہ لکہا گیا

ریختہ

کوی جانان سی نہ پہر کر دل ناشاد آیا / بی مروت کو نہ ہین بہول کی بہی یاد آیا

فاتحہ گور غریبان پہ وہ پڑہنی آی / کیا قیامت ہی اگر اب بہی نہ ہین یاد آیا

طاقت نی سنبہالا نہ تحمل نی وہ ہم ہی / سب دعوی ہی کرتی تہی کوئی کام نہ آیا

کون اوسنی کہی قصہ شب تنہائی کا / شمع خاموش کو یارا نہین گویائی کا

ہم تھوڑی سی بہی جرم پہ شرمای ہین کیا کیا / اک جرعہ می پی کی عرق آی ہین کیا کیا

لکہی جو لگی یار کو ہم شوق ملاقات / پہلو دل بیتاب نی تلای ہین کیا کیا

وہ پھر کی آپ تو آتا اگر جواب نہتا / پیامبر تو الٰہی مرا شتاب نہتا

نہ خوف آہ ہتونکو نہ ڈر ہے نالون کا / بڑا کلیجا ہے ان دل دُکھانی والون کا

پائی راحت تری خنجر ہی کی نیچی قاتل / پھر جو ٹھہرا تو نہین کچہ دل بسمل ٹھہرا

مجکو اوٹھنی نہ دے جہان سی ہی / جب مقر ہون مین ناتوانے کا

خاص ہمپر وہ جور کرتے ہین / یہ بھی پہلو ہی مہربانے کا

دل خراب ہی ملنا تہا مجکو روز ازل / نہ شیشہ ہتا نہ خرابا تیونکا ساغر ہتا

آہ تنگ کرینگی محفل جانان مین فلک / یہ ہی حسرت ہتی کوئی جسکو نکلنی ندیا

مدت کی بعد سنہ سی لگی ہی جو چھوٹ کر / تو یہ ہی ہمی یہ گرتی ہی کیا ٹوٹ ٹوٹ کر

اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سی جلال / لکھنی ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

زیر مژہ ٹھہر سے گئے عارض پہ رہ گئے / رنگ آنسوونکی چال مین مجہ ناتوانکی ہین

مستی ہین بلبلون نی نشیمن کی واسطی / تاکی ہین جہومتی ہوئی شاخین نہال مین

یہ ہوا آکی تری بزم مین حاصل مجکو / دلکو مین کہو کی دو عالم سی چلا دل مجکو

ایک احسان نہین شوق کی ہین لاکہ احسان / ہمہ تن چشم بنایا ہمہ تن دل مجکو

گستی ہین تغافل کی بڑی دیر لگے گے / ہنگامہ محشر کو جگانے مین ہماری

نجات ہو گئی ناصح سی عمر بھر کی لیے / اوسیکو بہیجدیا یار کی جنبہ کی لیے

ہمنشی رو کی گئی اونسی نہ مجسی تہم سکی آنسو / برابر ایک سی دونون طرف بی اختیار بہی

جلال مولوی شیخ جلال الدین خلف ارشد مولوی شرف الدین صدیقی الاصل ہتی صاحب علم و فضل ہتی مولوی غیاث الدین صاحب عزت کی پدر بزرگوار اپنی والد ماجد کی فیض تعلیم سی علوم ظاہری مین مستثنای روزگار اتنی قانع و متوکل کہ مثل اونکا نایاب بذل نفس و مال مین انتخاب مولوی غلام جیلانی مرحوم کی صحبت پائی مذاق فقر کی ہی لذت اوٹہائی ستر برس کا سن پایا بارہ سو بائیس ہجری مین اکیسوین ماہ ذیقعدہ کو

زیر خاک آرام فرمایا یہ چند اشعار اونسی یادگار ہین

فارسے

مرده آن دم کہ بالای جہان قطع لباس	داد خیاط ازل دامن صد چاک مرا
میتواند دل غمگین مرا شاد نمود	آنکہ دلشاد ترا ساختہ غمناک مرا
نیست جز سنگ ملامت ہا گل دستار عشق	ہمچو گل بر سر زدم ہر کس کہ مارا سنگ زد
بحذر باش ز خونریزی صید دل من	کہ بفتراک تو خوناب چکان می آید
از سراغ تو بجز داغ نشد حاصل او	رنگ ہا باختہ ہر چند کہ طاوس خیال
در بارگاہ حشمتش دارد جلال ہر دم	چین جبین ز ابرو تیغ دو دم کشیده

جلالی

جلالی مولوی جلال الدین احمد خان نقشبندی ابن حاجی رحیم الدینخان اصل وطن انکا یہی ریاست ہی اب مدت سی جیپور مین اقامت ہی مردِ متقی ہین عالم و صوفی ہین نظم و نثر فارسی و اردو سب مین مداخلت ہی تخمیناً پچپن برس کی عمر ہی سنا گیا کہ جناب مولانا محمد غیاث الدین صاحب عزت سی تلمذ ہی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

ہم جلالی کو سمجھتی تہی کہ ہی کافرِ عشق	یہ تو ای وای بڑا سخت مسلمان نکلا

فارسی

نیم بسمل گذاشت آن بی رحم	حیف بر ظلم ناتمام کسے

جمشید

جمشید محمد حسن رضا ولد سید اشرف رضا شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر عجب جوان صلاحیت نشان تہی آثار رشد و سعادت پیشانی سی عیان تہی ڈیڑھ دو برس اس فن کی طرف توجہ رہی مگر ایسی مشق بہم پہنچی کہ ہر زمین مین زنگ دکہاتی تہی ہم چشمون کو طرزِ گفتار کا شیدا بناتی تہی افسوس کہ زندگی نی وفا کی بیش برس کی سن مین قضا کی بارہ سو نواسی ہجری ١٢٨٩ سال ارتحال ہی تاریخ رحلت نشست و چارم ٢٤

شوال ہی یہ چند شعر ملی جو بطور یادگار درج تذکرہ ہوی

ریختہ

چننی کو پھول باغ مین آیا تھا مین غریب	کانٹونسی چاک چاک مرا پیرہن ہوا
ہر رگ گردن سی آتی ہی صدا یہ وقت ذبح	واہ ای قاتل نہین ہی تیری خنجر کا جواب
کبھی شب وصل ہاتہ جوڑی کبھی سر اپنا قدم پہ رکھا	ہزار جستجو منتین کین نہ اونہی اولٹا نقاب عارض

جمیل آغا علی نقی خان ابن آغا برہان الدین حیدر خان نیشاپوری حیدر تخلص چھبیس برس کی عمر ہی منشی سید اسمٰعیل حسین منیر کی شاگرد ہین یہ اونکی شعر ہین

ریختہ

آتی ہی شب وصل کی کیا سو گیئی تقدیر	دیتی ہین اذان شام سی مرغان سحر آج
بیٹھی ہوی ہین غیر کی پہلو مین وہ شاید	کل سی بھی زیادہ ہی مرا درد جگر آج

جوہر تخلص لالہ برجباسی لال ولد لالہ سکھہ باسی لال اونتیس برس کی عمر ہی اردو اور فارسی دونون زبانونکی شاعر ہین شیخ احمد علی احمد کی فیض تلمذ سی نظم و نثر دونون کی ماہر ہین جو کلام انکا ملا وہ لکھ گیا

ریختہ

نگاہ مہر کا امیدوار ہون تجھسی	کہ جور و ظلم نواب مجھ پہ بی شمار ہوا

فارسی

از آتش فراق تو سوزی است در جگر	سوزد چو شمع از نفس ما زبان ما

فصل حا

حافظ تخلص منشی اکرام الدین احمد خلف منشی امیر الدین احمد متوطن شہر لکھنو کئی برس سی یہین رہتی ہین کبھی کبھی شعر بھی کہتی ہین جوان اہلبیت شعار ہین منشی مظفر علیصاحب اسیر سی تلمذ ہی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

رنگ عارض آجتک فرط نزاکت سی ہی سرخ	ایکدن بوسہ لیا تہا خواب مین رخسار کا
نگاہ ناز سی دیکہا جسی اوسنی شفا پائی	کبہی بیمار اچہی نرگس بیمار نی کیا کیا

حافظ قاسم علیخان ولد سید نور خان بائیس برس کی عمر ہی حافظ قران منشی سید اسمعیل حسین کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

در دیدہ نگاہون سی چرایا دل حافظ	تم آنکہ لڑاتی تو یہ آفت نہین آتی
ہوی ہین عشق مین بیگانہ وخویش اپنی سب دشمن	خدائی سی بگاڑی ہی تو اوس بت سی بنائی ہی

حافظ تخلص حافظ محمد یونس خان نام حافظ محمد عثمان کی بیٹی اور مولوی محمد عثمانخان بہادر مرحوم کی بہانجی ہین انیس برس کی عمر ہی ولی محمد خان بسمل کی شاگرد ہین دو شعر انکی ملی وہ درج تذکرہ کیی گیی

فارسی

بدزدیدہ نگاہی نیم بسمل کرد حافظ را	نگہی سوی ہم ندیدہ آن ستم ایجاد یا قسمت
بغیر از شمع بالین ہیچ دلسوزی نمی بینم	کہ می گرید چو بیند در شب غم حال زار من

حافظ سید محمد مجتبی قاری سید علی حسن صاحب کی خلف الرشید حافظ قران چہبیس برس کی عمر ہوئی نہایت صالح وسعید تہی تازہ تازہ شوق ہوا تہا منشی مظفر علی صاحب اسیر کی خدمت سی مستفید تہی افسوس کہ زندگی نی بیوفائی کی اسی سال ماہ شوال کی بارہوین تاریخ نواح عظیم آباد مین روح نی بدن سی نا آشنائی کی یہ اونکا ایک شعر ہی

ریختہ

کیا جانی اضطراب مین نکلا زبان سی کیا	باتون سی بیری تنگ وہ غنچہ دہن ہوا

حامی عبد الجبار خان ولد عبد الرزاق خان اٹھارہ برس کی عمر ہی ولی محمد خان بسمل کی شاگرد ہین یہ اونکی دو شعر ہین

فارسی

سرو شکل شیشہ و گل صورت ساغر گرفت
کی شاید خاطر من از تماشای بہشت

سیکشی ای ہمنشینان در چمن خواہیم کرد
بہر آسایش بکوی او وطن خواہیم کرد

حبیب تخلص محمد حبیب الرحمان نام ولد محمد نیاز حسین حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین اردو فارسی دونون زبانون مین مرزا حسین علیخان شادان سی مستفید ہین ابھی چوبیس برس کی عمر ہی مگر حسن طبیعت کی بدولت اپنی استاد کی شاگرد رشید ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

وصل کی شب کہتی ہین مجہسی کہ دیکھا ہی کچہ
جوش وحشت سی وصال اپنی مقدر مین نہین
بی حجابانہ چلی آو عیادت کو مری
ہوگئی کیا جو شب غم آسمان کی ای حبیب

شمع کی آغوش مین پروانہ جلکر رہگیا
کہ وہ مہمان ہی اگر گھر مین تو ہم گھر مین نہین
کہ شب غم کی سوا کوئی مری گھر مین نہین
آج کیون سر پر مری کوئی بلا آئی نہین

فارسی

خواہی اگر نظارہ صد آفتاب حشر
در غم فرقت جانانہ کسی نیست رفیق

واعظ نگاہ کن بدل داغدار ما
ہان مگر درد و غم و نالہ و افغانی چند

حسرت مولوی شیخ حافظ احمد مولوی قدرت اللہ شوق کی شاگردون مین داخل ہی تحصیل کتب فارسی مین مولوی قطب الدین مرحوم کی تلامذہ مین شامل ہی سینتالیس برس کی عمر پائی بارہ سو چوالیس ۱۲۴۴ ہجری مین رحلت فرمائی ایک شعر اونکا علاوہ لکھا گیا

فارسی

غلام عشق تو گشتیم و شہریار شدیم | زننگ نام گذشتیم و نامدار شدیم

حرفت مولوی شیخ محمد حسن خلف و شاگرد مولوی غلام محی الدین خان مرحوم عشقی پچپن برس کی عمر ہی وطن اصلی ہی دار الریاست ہی مگر ہیکم پور مین نواب عبد الشکور خان کے لڑکون کو پڑہاتی ہین ایک مدت سی وہان اقامت ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حرفت گلی مین اوسکی گئی شب آج چل | پہلو مین دل ہی مائل دیدار بی طرح

حسرت شہامت خان خلف حبیب شاہ خان جو کریم خان تراہی کی ہاتہ سی بارہ سو چپن ۱۲۵۶ ہجری مین بضرب شمشیر ماری گئی فارسی زبان مین شعر کہتی تہی سراج الدین علیخان آرزو سی مشورہ تہا اونہین کی صحبت مین رہتی تہی یہ اونکا کلام ہی

فارسی

یک نظر تغافلش خانۂ دل خراب کرد | حال چہ گردد آن اگر بار دگر چنین کند

حسرت لطف میان غلام حسین صاحب خلف حضرت شاہ عبد الکریم صاحب عرف ملا اخوند فقیر قدس سرہما درویش خوش اوقات صاحب نسبت واہل دل تہی وزرات اوراد و وظائف ذکر و فکر کی مشاغل تہی پچپن ۵۵ برس تو پہنچی کم عمر ہوئی اونیسوین ۱۹ رمضان کو بارہ سو انسٹہ ۱۲۵۹ ہجری مین وفات پائی کبہی کچہ موزون بہی فرماتی تہی حاجی گل محمد خان وفا کو کلام دکہاتی تہی یہ اونکی اشعار ہین

فارسی

لبالب ساز ساقی از شراب ناب مینا را | گشتیم در کمند وحدت امواج صہبا را

گکشودی بسکہ سختی ہای عشق مہوشان ایدل | ز زشکست آتش افتادست در دامن سنگ خارا را

جہان چو روضۂ رضوان شگفتگی دارد
صبا ز نکہت گل نافۂ تتار آورد

خبیر ین صاحبزادہ غلام محی الدین خان ابن صاحبزادہ احمد یار خان افسر کہ سلسلہ نسب اونکا حرف الف مین مذکور ہو چکا شاعر خوش مذاق ہین مضامین عاشقانہ پیدا کرنی مین طاق ہین پچپن ۵۵ برس کی عمر ہی اخوندزادی احمد خان مرحوم غفلت کی شاگرد نامور کلام انکا مقبول اہل ہنر یہ چند شعر اونکی درج تذکرہ ہوئی ہین

ریختہ

دیا جو یار نی بوسہ تو اشتیاق بڑہا
دوا سی اور بھی بیمار دردمند ہوا

ایک عالم کو میسر ہی شب و روز وصال
میرا حسد ان سی شب ہجر نی گھر دیکہ لیا

شبنم کی اشک دیکہ کی رقت ہوئی ہمین
چٹکا جو کوئی غنچہ کہا ہم نی ہائی دل

بہار آئی چمن مین نہ آئی آپ یہان
پہر از مانہ لیکن پہری ہماری دن

گنگ بہتر ہی زبان اس نالۂ شبگیر سی
ناک مین دم آگیا ہی آہ بی تاثیر سی

حسرت ذوقی رام مرد خوش مذاق و حمیدہ صفات صاحب دوا دین و مثنویات بڑی صاحب ذہن و قاد ہتی اشعار اساتذہ کی بہت یاد تھے وطن اصلی انکا دہلی ہی مگر مدتون اس دار الریاست مین رہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حسرت مین کس کس آفت جان سی بچاؤن دل
اوسکی دل مین کبھی تاثیر نہ کی

عشوہ ادا نگاہ تبسم خرام ناز
ای محبت اسی کیا کہتے ہین

ہای کس سی کہون کہ ای بدعہد
کیا کہا اور کیا کیا تو نی

فارسی

عضو عضوم چو صنوبر ہمہ دل بود ولی کاش
کہ بیک دل نتوان داد گرفتاری داد

گر تو نتوانی بداد ما رسی بیداد کن	ای بقربانت بہر نقد یرمارا یاد کن
گرفتم اینکہ بجرم وفا مرا بکشی	اسیر تست جہانی کرا گرا بکشی

حسرت تخلص محمد علیخان نام ابن نیاز علیخان ضبط بائیس برس کا سن جوان وجیہ شباب باطن تازہ بتازہ شوق کیا ہی راقم سی مشورہ ہی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

اسلیی آہ شرربار کو کرتا ہون مین ضبط	خوف یہ ہی نہ دہوان یار کی گھر تک پہنچی
فلک کی رہمی تک خبر ہی تدبیر کرینگی	اگر وہ بدگمان روٹھا تو ہم کیونکر منائینگی
نہ جاو لالہ و گل کی تماشی کو ادہر آو	جگر کی زخم دل کی داغ ہم تمکو دکہائینگی

حسن مرزا کاظم حسین عرف مرزا حسنو ولد مرزا عطا بیگ وطن انکا دہلی مگر عہد جنت آرامگاہ جناب معلی القاب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر طاب ثراہ سی ملازم ہوکر اسی دار الریاستہ مین رہی ہیین انتقال کیا ستر برس کی عمر پائی سنتیسوین جمادی الآخرہ کو بارہ سوبیاسی ہجری مین رحلت کی عجب مرد رنگین طبیعت تہی سراپا ذہن و ذکاوت تہی علم سیر و تاریخ مین بصیرت کامل رکہتی تہی داستان بہی خوب کہتی تہی آخر عمر مین شعر گوئی کی طرف طبیعت آئی تو کیا کیا نری کو شعر کہی صاحب دیوان ہین یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

کیسی نادم ہوی ہم کعبی مین جاکر زاہد	ہمنی جانا تہا کہ وہ کوچہ جانان ہوگا
نہ مان کہنی کو واعظو نکی ہنو مسلمان حرم مین جاکر	نماز روزہ گلی پڑی گا خدا خدا کر خدا خدا کر
ہم خواب عدم مین تہی جو کاتب عصیان نی	سو جرم کیی ثابت تقصیر اسی کہتی ہین
جیسی دعوی خونکا تہا آئی تہی فریاد کو	حشر مین بہی حکم ان دیکہا اوسی جلاد کو
صبح ہوتی ہی شب غم نہ قضا آتی ہی	چارہ گر کچہ تجہی مرنی کی دوا آتی ہی

وفور شوق میں کسکو خبر ہی ۔۔۔ وفا کی اوسنی یا ہمپر جفا کے
یہی اک رند باقی تھا صد افسوس ۔۔۔ خدا بخشی حسن نے بھی قضا کے
رہا ہی کون اگلون مین حسن یا میرزا خوش ۔۔۔ یہ دو باقی تھی رند وہ بھی سو بنکر پارسا بیٹھی
منہ چھپائی ہوی جاتی ہو بھلا دیکھا ہی ۔۔۔ اور یہ گھبرائی ہوئی چال ہی پہچانی ہی

حسن میان غلام حسن ولد میان غلام حسین حریف غفر اللہ لہما نہایت متقی و پرہیزگار صفات درویشی مین اپنی والد ماجد کی طریقی پر استوار خوبصورت خوش سیرت شبانہ روز مشغول وظائف و اوراد تھی والد ماجد انکی استاد تھی چالیس برس نو مہینی کی عمر مین ذیقعدہ کی ساتوین تاریخ بارہ سو سڑسٹھ ۱۲۶۷ ہجری مین اس جہان سی کوچ فرمایا یہ شعر اونکی یاد ہی جو تحریر مین آی

ریختہ

عمر بھر اوسکی جستجو نگئی ۔۔۔ مرگئے پر یہ آرزو نگئے

فارسی

شوق وصالش ہنوز در دل ہست ۔۔۔ گرچہ صد بار ازان جفا دیدم

حسن شاہ محمد حسن صابری خلف حکیم حافظ عبد اللہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قطب عالم قدس سرہ العزیز کی اولاد مین ہین اسی سی سلسلہ ان کی نسب کا جناب امام اعظم حضرت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہی ستر برس کی عمر ہی عموماً کسب کمالات کا شوق رہا خصوصاً فن ڈاکٹری کا بہت ذوق رہا اس فن مین وہ بات پیدا کی کہ محسود اقران و اماثل ہوی علی الخصوص سبکہ ستی مین بڑی کامل ہوی اب چند روز سی اسطرف توجہ کم ہی مذاق فقر بڑھ گیا ہی اور یہی عالم ہی پیر و مرشد برحق شاہ حقیقت آگاہ حضرت محمد امیر شاہ قدس سرہ العزیز سی بیعت ہی کبھی کبھی شعر بھی موزون کرتی ہین پہلی حکیم محمد حنیف رضا تخلص

ای حقیقی ماموں سی مشورہ لیتا پہر اپنی پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سی استفادہ ہوا
گاہ گاہ اس ہیچمدان کو بہی بمقتضای خصوصیت اخوت معنوی کلام اپنا دکہلاتی ہین
یہ اونکی اشعار ہین

در مدح بندگان حضور

کسکی اوصاف کا کاغذ پہ کہلا ہی گلشن ؎ کہ ہر اک مصرع برجستہ ہی شمشاد چمن
نقطی حرفوں پہ دکہاتی ہین لطافت کی بہار ؎ گل فردوس سی گلچین کا بہرا ہی دامن
دیکہا یہ رنگ تو خوش ہو کی یہ دلنی پوچہا ؎ کس گل تر کی صفت ہین یہ کہلا ہی گلشن
ہنس کی تب بلبل دل کو یہ دیا منی جواب ؎ میری ممدوح کا تو نام ہی سب پر روشن
نامور کلب علیخان بہادر ہی لقب ؎ معدن جود و عطا فیض و سخا کا مخزن
رستم عصر فلک قدر امیر ابن امیر ؎ صاحب حلم و حیا اہل زبان اہل سخن
فیض ایسا ہی کہ ادنی کو بنا دی اعلی ؎ خلق ایسا ہی کہ دشمن بہی جہکالی گردن

ریختہ

منی نظر مین اوسکی ہی اکسیر و کیمیا ؎ ہاتہ آئی جسکو روضۂ احمد کی خاک پا
وادی غربت مین جا نکلا جو کبہی کی طرف ؎ دیکہکر گور غریبان کو وطن یاد آگیا
بوستان مین جہک رہی ہین جو بہولی ؎ یہ حبیب خدا کی خوشبو ہی

حسن تخلص مرزا محمد حسن ولد مرزا اعظم باسط چالیس برس کا سن بڑی خوش خصال
خوش باطن مرد ہوشیار کارگزار سرکار انگریزی مین نوکر ہین پہلی گورکہپور
جہالیخانی کی داروغہ تہی اب بدایون مین اسی خدمت پر ہین کبہی کبہی شعر کہنی کا بہی
اتفاق ہوا ہی میں آکی بہی لاعشر کو کلام دکہایا ہی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

تصویر سی کہنچ گئی ہی اگر ؎ صورت مری سامنی کسی کی

حسن تخلص مولوی حسن علیخان ولد سید محمد خان اڑتالیس برس کی عمر ہے مولوی شیخ احمد علی احمد کی شاگرد ہین یہ اونکی اشعار ہین

در تہنیت تشریف آوری بندگان حضو از سفر حجاز

ندا ز ہاتف غیبم بگوش جان آمد	کہ از حجاز شہنشاہ انس و جان آمد
بدل خیال نمودم کہ کیست این یارب	کہ ہمراہ او ہمہ رحمت ز آسمان آمد
در آن زمان بنوای غریب ہاتف گفت	ز کعبہ کلب علیخان شہ زمان آمد

حسن میرزا علی حسن ولد میرزا غلام باسط شاگرد مولوی عبد القادر خان غمگین اڑتالیس برس کی عمر ہی مرد ذکی و ذہین جوہر قابل ہین کبھی کبھی کچھ موزون بھی کرتی ہین ایک شعر اونکا ملا وہ لکھا گیا

ریختہ

جی کی حسرت ہی نکلجاتی اگر ہوتا نصیب	ذبح کرتی تم مجھی مین شہ تمہارا دیکھتا

حسن احمد حسن خان خلف امیر اللہ خان ستائیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا شعر ہی

ریختہ

مینی پوچھا تو یہ بگڑ کے کہا	پھر نہ کہنا کہ کب ملین کی آپ

حسیب تخلص میان حسیب احمد خلف شاہ رئوف احمد صاحب رافت حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سی ہین اپنی والد ماجد سی فن شعر مین تلمذ تھا چالیس برس کی عمر ہوئی بارہ سو باسٹھ ۱۲۶۲ ہجری مین قضا کی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

گاہ گریہ گاہ نالہ گاہ سوزش گہ طپش	آپ کی غم مین یہ ہی حالت ہماری اندنون

حسین تخلص صاحبزادہ غلام حسین خان ابن صاحبزادہ احمد یار خان انکے حال اونکا مع سلسلہ نسب حرف الف مین لکھا گیا خوش فکر ہونا کلام سی پیدا ہی رسائی ذہن اشعار سی ہویدا ہی اساتذہ لکھنو سی مستفید ہین خواجہ حیدر علی آتش مرحوم لکھنوی کی شاگرد رشید ہین چہتر برس کی عمر ہی جو اشعار اپنی کلام سی انتخاب کرکی اونھون نی بھیجی وہ تذکری مین لکھی گئے

ریختہ

کیا کوئی زلف ہوگئی برہم ۔۔۔ دل کو اتنا تو پیچ و تاب نہ تھا

یہی تقدیر مین یارب لکھا ہو ۔۔۔ کہ سر اپنا ہو اوسکا نقش پا ہو

جھڑکنے پہ تو ہین اونکی شاکی ۔۔۔ خدا جانی تسلی دین تو کیا ہو

پھری تقدیر تو بھی یہ نہ کھا ۔۔۔ کہ قاصد کو بھی جانان سی پھرا ہو

حسین میر حسین علی ابن میر کرم علی وطن مراد آباد ہی جناب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ انار اللہ برہانہ کی عہد سی ملازم سرکار فیض آثار رہی محکمہ عالیہ صدر مین نائب سررشتہ دار رہی ستر برس کی عمر پائی ربیع الاول کی چوتھی تاریخ بارہ سو نواسی ہجری مین رحلت کی طبیعت موزون تھے تاریخ اکثر کہتی تہی اپنی والد سی تلمذ تھا یہ اونکا کلام ہے

قطعہ تاریخ در تقریب جشن حضرت فردوس مکان

چو نواب زمان جمشید ثانی ۔۔۔ مرتب کرد جشن کامرانی

محبان از برای سال تاریخ ۔۔۔ بدل گفتند جشن خسروانی

تاریخ در تقریب صحت بندگان حضور

بہ طفیل رسول ہر دو سرا ۔۔۔ چون شفا شد بحضرت والا

بہر تاریخ داعی دولت ۔۔۔ گفت صحت عطا نمود خدا

حسین سید حسین شاہ جو اردو مین افسردہ تخلص کرتی ہین اور اسی وجہ سی ذکر خیر اونکا حرف الف مین گذرا بہاکا زبان مین کلام اونکا اکثر تلف ہو گیا کچہہ مسودات ہاتہ آئی وہ یہان لکہی گئے

کبت در منقبت

نکاؤ کو گمان ہی بہوج لاؤ لشکر پر کاؤ کو بجر وساہی تاک اور مار مین
نکاؤ کو گرور ہی اپنی بل بجن پی کوؤ رو نگر و فد ہی جوبن دن چار مین
گورو اترات ہی جوگ اور یگ پر کوؤ رو منڈ تائی اور بید کی اوچار مین
ہنوری گرت حسین تو طالب کی لال موکو آپ ہتیار ہی سہار و سنسار مین

کبت در تعریف گرما

سندر جراو جیر دوجی کگی لگن ہین کیوری سی جہر کی چمکہانی تیار ہین
اوسی کی جہنتون پر بہرین لہرین تمتون تمتون کنجانی پہاری بیمار ہین
چندن کی نجمت پر بہرس نیتل پانی کو میتون اور پہولن کی لاگی انبار ہین
گرمی کی دو پہری ہی سراب ہی نکجگ ہی ہنسی ہی پیاری ہی حسین ہی پیار ہین

حسین آغا محمد حسین خلف آغا محمد علی ولد حاجی محمد بیگ ابن آغا علی سقفی قوم ترک قبیلۂ افشار متوطن ارومیہ مضافات آذربایجان انکی والد بزرگوار شہر کہاج مین تشریف لاکر سات برس اقامت فرمائی پہر وہان سی سوے شاہجہان آباد عنان عزیمت اوٹہائی نواب آصف الدولہ بہادر کی عہد مین لکہنؤ آنی کا اتفاق ہوا چونکہ مدت تک کہاج مین رہی تہی اس سبب سی کہاجی مشہور ہوی لکہنؤ مین کتخدا ہوی وہین یہ بزرگ پیدا ہوی گیارہ برس کی عمر مین اپنی باپ اور چچا کی ساتہ زیارات کو گئی مشہد مقدس کی عتبہ بوس ہوتی ہوی طہران پہنچی باریابی دربار شاہ و وزیری افتخار پایا وہان سی زیارات عتبات عالیات کے

شوق مین قدم بڑہایا اوسکی بعد حیدرآباد اور مچھلی بندر ہوتی ہوئی کلکتی آئی وہان سی لکھنؤ اکر ملازمت شاہی سی اعزاز پائی اکثر شغل روضہ خوانی رہا یہان تک کہ بحکم قدرشناسی حضرت جنت آرامگاہ جناب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر طاب ثراہ چھبیوین ذی حجہ کو بارہ سو باسٹہ ہجری مین وارد دارالریاست رامپور ہوکر اس سرکار ذی اقتدار کی نمکخوار ہوئی آجتک بدستور رائجہ ہین قدرشناسی سرکار سی سرمایہ اندوز سعادت و افتخار ہین نہایت مرد متین مہذب باوضع سلیقہ شعار ہین ایک کتاب مسمی بہ مجالس الاخبار مصائل و مصائب جناب سید الشہدا و ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا مین تصنیف کی ہی اوس مین سی کچھ اشعار فارسی پیشخوانیون سی انتخاب کرکی زیب تذکرہ کیی

پیشخوانی مجلس عزا

بر خوان غم زدند بعالم صلای عام	لب تشنہ شد شہید چو مہمان کربلا
شد سینہ جہان ز سنان الم فگار	بر نیزہ رفت چون سر سلطان کربلا

دیگر

از زین فتاد چون بزمین راکب نبی	زین غم خمیدہ پشت رسالت مآب شد
در خون طپید چون تن پاک امام دین	صد چاک زیر خاک دل بوتراب شد
دلشاد کن حشمتؔین ز تائید کردگار	نظم بخت تو بجہان انتخاب شد

حشمت محمد ناصر خان ولد محمد یوسف خان مرد عالم تہی اخوندزادی عبد الاحد خان سی ناگپور مین کتب درسیہ پڑہین شعر فارسی کا شوق ہوا سید رفیع الدرجات نزہت کی شاگرد ہوی ناگپور مین رسالدار تہی ستر برس کی عمر ہوئی بارہ سو ساٹہ ہجری مین قضا کی یہ اونکا شعر ہی

فارسی

چو گفتم راز خود حشمت بغنچہ سود
چرا این رسم سہ گوشی بر آمد

حشمت تخلص حشمت علیخان نام تذکرہ میان مصحفی مرحوم مین لکھا ہی کہ عباس علیخان اپنی والد کو کلام دکھاتی تھی یہ شعر انکا ہی

ریختہ

ستم شعار جفا جو یہ کیا غضب ہی کہ تو
بعید مجھسی ہو بیٹھی قریب غیر ون کی

حفظ مولوی محمد حفظ اللہ ولد مولوی کرامت اللہ جوار دو مین بنوع تخلص کرتی تھی اونکا حال مفصل باب بای تازی مین محررہ ہوا ہی کلام فارسی یہان لکھا جاتا ہی

فارسی

زندہ نساز و دم عیسی مرا
از لب او یک سخنم آرزو ست

فدای ہمت پروانہ باید شد کہ در مردن
نہ فکر گور در خاطر نہ پروای کفن دارد

وصل تو یک شب کی دہد تسکین مرا
انتظارت روزگاری کردہ ام

کعبہ و خلد نجویم در مسجد نروم
دیدم ابروی کسی کوی کسی روی کسی

حیا صاحب عالم مرزا رحیم الدین خلف صاحب عالم مرزا محمد کریم الدین رسا اٹھتر برس کا سن ہی جیسا ظاہر ہی ویسا ہی باطن ہی نہایت خوش طینت نیک خصال ہین آفرینش سخن مین بڑی ذی کمال ہین شطرنج بہی خوب کھیلتی ہین وطن قدیمی انکا دہلی ہی مگر مدت سی اس سرکار فیض آثار مین تعلق ہی مع اہل و عیال یہین رہتی ہین شوق کا یہ عالم ہی کہ مزاجی طبیعت سی دریا کی طرح بہتی ہین زبان اچھی مذاق اچھا ہی فکر بلند ذہن رسا ہی شاہ نصیر دہلوی کی شاگرد رشید ہین اشعار انکی قابل دید ہین

دیوان اول

تھی اک نگاہ مین مری عقدی تمام حل
الفت بُری بلا ہی جیتا بچا آدمی
نکلنا دل سی تمنا کا امر مشکل تھا
تڑپنا میرا نہ دیکھا گیا یہ محض غلط
دشمنِ صد چاک دامن اور سودا عشق کا
چین کیا آئی شبِ غم موت بھی آتی نہین
عالم کو خوف روزِ قیامت ہی ای حیا
دامن آنکھون پر جگر پر ہاتہ ہو
ہاتہ ہی ولیہ پس مرگ اسلیی
یہ میدانِ محشر ہی دنیا نہین ہی
ناوک تیرنگی ناز کی چھٹتی ہی پہنچی دل کی پاس
اوس بت کو سنگدی مین گر دیکھ پای واعظ
اداسی جان لیتی ہین اجل کا نام کرتی ہین
ہفت آسمان اگر مری دشمن ہوی تو کیا
ہوی ہین آنکہ ملانی کی صدمی تھوڑی کیا
بڑا ہو ضعف کا نظارہ مشکل ہو گیا اوسکا
آج ہی دل کی نکالو حسرت
جو ہنکر مری لینی کو قضا آتی ہی
آرزو ہی کہ گذر اوسکا رہی بعد فنا
بالین سی ساری رات نجانی دیا اوسی
آج شاید کہ وہ دیوانہ جیا قتل ہوا

اتنا سا کام آپکو دشوار ہو گیا
منتِ کششِ عدو سے بازار ہو گیا
یہ دم نہین ادھر آیا اودھر روانہ ہوا
نہ نبھنی کا مگر اونکو اک بہانہ ہوا
یہ بھی کیا مین ہو گیا سینہ گریبان ہو گیا
یہان تو دم کا بھی نکلنا دل کا ارمان ہو گیا
لیکن ہماری واسطی دن ہی وعید کا
ای مصور یون مری تصویر کھینچ
درد نکلجای نہ دم کی طرح
کہ بگڑی اوڑا دو گی گھر سی نکل کر
برسونگی تجہری ہوی حسرت سی ٹھٹی دل کی
دروازی پر ہو کعبہ تو بھی نہ جای واعظ
وہ اپنی سر کی یہ تہمت پرای سر پہ دھرتی ہین
سو ہون تو ایک نالہ آتش فشان کی ہین
کہ حسرت نگہ شرمسار باقی ہی
نگاہِ شوق آنکھونسی نکلنی کو ترستی ہی
کل تو سنتی ہین قیامت ہو گی
نفس سرد سی جنت کی ہوا آتی ہی
کوچہ غنچہ مین ہاتہ آئی زمین تھوڑی سی
صد آفرین ہی ای نفس واپسین مجھی
کہتی ہین لاش اک آئی ہی در قاتل سی

دیوان دوم

کبھی ہائی نہ دل بھر کر قیامت مین اوسے	روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا
رونا کہان ہوا ابھی دل کہو لکر نصیب	دو آنسو ونمین نوح کا طوفان آگیا
جواب نامہ فرشتون سی گور مین مانگا	پس فنا بھی مراد ہمیان نامہ بر مین تہا
خدا کی نام یہ کیا کیا اوسی گمان ہوتا	قیامت آتی دم نزع گروہ ہمیان ہوتا
ہوا یہ حال اوسکا کہ جسکو مدتین ہو ہین ہم چین	تم ابھی گھبرای دل کی جفا ارای دیکھکر
کوئی آتا نہین کہنی کا الفت کسکو کہتی ہین	یہ خبر جاہی محبت کا تری بیمار ہجران تک

حیات تخلص مولوی محمد حیات خان ولد سید احمد خان علم صرف ونحو مولوی عبد الرزاق پنجابی سی پڑہا علم حدیث وتفسیر مفتی محمد شرف الدین مغفور سی حاصل کیا مرد خوش اوقات آخر شب التزام تلاوت قران شریف و دلائل الخیرات مجالس میلاد شریف مین اکثر حاضر ہوا کرتی تہی شعر کا بہی کچہ کچہ ذوق تہا نعت شریف کہنی کا شوق تہا شیخ ابراہیم ذوق کی شاگردی کا افتخار کرتی تہی ساٹہ برس کی عمر ہوئی رمضان کی بیسوین تاریخ بارہ سو ستاسی ہجری مین رحلت کی یہ شعر اونکی کلام سے انتخاب کرکی لکہی گئی

ریختہ در نعت

دیا ہی خلعت نور اوسکو حق نی	تجہوڑا جسنی دامان محمد
تجکو اوس چاند کی تصویر نی	شب دیجور مین دکہایا چاند
جو نکہت اوس گل رعنا کی پیرہن مین ہی	نہ نسترن مین نہ گل مین نہ یاسمن مین ہی

فارسی

تو نتابی سپید چشمی مین	نگہ چشم سرمہ سای تو باد

حیدر رضا خانزادہ محمد حیدر علیخان بہادر خلف جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان

بہادر فردوس مکان طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادہ
عالیشان ذہین وذکا مین نامی وگرامی ہین ستائیس برس کی عمر ہی شاگرد میر محمد ذکر
بلگرامی ہین کتاب جادۂ تسخیر جو چھپ گئی ہی وہ کہانی آپ ہی کی لکھی ہوئی ہی
ایک قصیدہ اوسمین پایا اوس کا انتخاب تحریر مین آیا اور چند شعر غزلون کی ملی
وہ بھی لکھی گئی

قصیدہ در تعلی خود

اللہ نی بخشی ہی زبان کو مری تاثیر
الہام کی مضمون ہین اعجاز کی تقریر

ہین طوطی شکر شکن ہند ہون گویا
ہی بلبل شیراز کو واجب مری توقیر

سلطان فصاحت ہون شہنشاہ بلاغت
باتین مری جوہر ہین زبان ہی مری شمشیر

ہر شعر پہ اصلاح ہی استاد ازل کی
ہی نظم پہ میری نظر ناظم تقدیر

آلودگی دہر سی دامن ہی مرا پاک
ہی بادۂ کوثر سی مری خاک کی تخمیر

پہنچی نہ تعلی کو مری عقل فلاطون
جاتی ہی کمین عرش پہ آواز صفیر

آزاد ہون با اینہمہ اسباب تعلق
پابند ہون بی سلسلۂ لنگر و زنجیر

ہمنام ہون اوسکا جو ہی اژدر کا دشمن
گردونکو ہلاتی ہی مری نام کی تاثیر

ریختہ

بامزہ زیست کا قسمت مین جو سامان ہوتا
درد ہی ہر رگ و پی مین عوض جان ہوتا

سادی انداز پہ قاتل کی ہین کتنی مرتی
کیسی ٹھہری گی اگر ہاتھ مین خنجر آیا

نہ لیتا نام محشر کا کبھی ای واعظ ناکس
خرام ناز اگر تو دیکھتا اوس آفت جانکا

یہ نزاکت آنکہ سی دیکھی نہ کانون سی سنی
دل مین آسکتی نہین آنکھونمین پھرتی نہین

ظلم سہنا اسقدر اچھا نتھا
ہینی خو عادت بگاڑی آپ کی

ذرا انصاف کر یہ شرم ہی ای بیوفا کیسی
بھر آ آنکھون مین جب تو بی تکلف بھر کے

ہی مقدر مین اگر گردش افلاک ہی تو — اوسکی کوچی مین ہی اکروز رسائی ہوتی

حیدر صاحبزادہ غلام حیدر خان ابن صاحبزادہ قاسم علیخان ابن جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا شگرد میان رفیع الدرجات نزہت پچپن برس کی عمر ہوئی ذیحجہ کی بائیسوین تاریخ بارہ سو اٹھاون ہجری مین قضا کی ایک مثنوی مختصر اردو مسمی بہ یاقوت سخن اوسمین سی چند شعر لکھی گئی اور ایک تضمین غزل جرات کی ہاتہ آئی اوسمین سے ایک بند منتخب ہوکر درج تذکرہ ہوا

مخمس بر شعر جرات

اگرچہ صحبت اوس عیار سی شب بن آئی — پہ وعدی وعدی ہی مین اونسی ساری رات ہلائی
طبیعت اپنی جب اوس شوخ پر بیدہب للچائی — شب اونسی توڑ کر موتی کی بکھرن ہمسی منوائی
دکھایا وصل مین عالم نیا اختر شمار یکا

سراپا از مثنوی یاقوت سخن

وہ رخسار اوسکی تہی آفت کی ٹکڑی — لگی تہی جسمنی دل خلقت کی پکڑی
صراحی دار وہ گردن منور دار — جسی ہون دیکھکر سب مست ہشیار

حیدر آغا سید برہان الدین حیدر خان نیشاپوری ابن رفیع الدولہ سراج الملک سید محمد خان بہادر جرات جنگ خلف صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ منجملہ سادات نیشاپور ہین اباً عن جدٍ نامور اور مشہور ہین فیض آباد و لکھنو مین مناصب جلیلہ پر فائز رہی اب کئی سال سی ملازم و متقرب سرکار دولتمدار ہین باون برس کی عمر ہی شعر کا بہی شوق ہی سخن آفرینی کا بہی ذوق ہی منشی سید اسمعیل حسین منیر سی تلمذ ہی یہ اونکی نتایج افکار ہین

ریختہ

اب سمجھے ہم کہ ہجر ہی کا نام ہے اجل | مرتسے چھٹی تو لقمۂ جان و تن ہوا

سرخ ہو جاتا لہو سے آسمان شکل زمین | ماہ نو ہوتا اگر قاتل کی خنجر کا جواب

آپ رونیکی اجازت دیجے مجکو دیکہ لین | تو سہی ایک ایک آنسو ہو سمندر کا جواب

شکر ہے ظاہر و باطن مین نکچہ فرق رہا | ہو گیا چاک گریبان بہی جگر کی صورت

گریبان ہی کل تک دل گمگشتہ کی خاطر | کیا جان کو روئینگی مری دیدۂ تر آج

دوستی داغ سے جگر کو ہے | دردسے دل نے آشنائی کی

حیدر تخلص حیدر علیخان ولد میان عبید شاہ پچیس برس کی عمر ہے مرد ذی جوہر ہین صاحبزادہ کلب حسن خان کی نوکر ہین نعت شریف کہنے کا شوق ہے جو کچہ کبھی کہتے ہین راقم ہیچمدان کو سنا لیتے ہین یہ اونکا کلام ہے

در نعت

بحر سخا ہین ابر عطا ہین راہ نما ہین ظل خدا ہین | سب سے جدا ہین آپکی جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

عارف قدرت صاحب ہمت شافع امت بانی ملت | کان ولایت مرسل داور صلی اللہ علیہ وسلم

حیرت شاعر شیرین مقال بخشی لالہ کنہیا لال ابن بہادر سنگہ ابن رای دولت سنگہ پہلے خلت تخلص تہا اب حیرت ہے کیا اچہی طبیعت ہے دو دیوان فارسی مرتب ہین اونمین شعر کی اقسام سب ہین با اینہمہ پرگوئی کسیطرح کا پندار نہین کسر نفس کا یہ عالم کہ اپنی شاعری کا کسی سے اظہار نہین برسون شاعری کیطرح کی غزلون سے دیوان ترتیب دیے مولوی غیاث الدین صاحب مرحوم متخلص بہ عزت کو کلام دکہایا ہے اونہین کی فیض صحبت سے اعتبار پایا ہے ابتدای عمر مین لکہنو گیے وہان کئی برس نوکر رہے پہر ریاست بہوپال مین نوکری کی وہان بہی نامور رہے عہد جناب غفران مآب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ انار اللہ برہانہ سے اس دار الریاستہ مین آے یہان کی قدر افزائی سے روز بروز اعزاز بڑہا مرتبے پاے

ابتک خدمت بخشی گری پر مامور ہین صفات خلق و تواضع سی نام نیک کی طرح
مشہور ہین آبا و اجداد انکی انوپ شہر کی رہنی والی تھی یہ یہین پیدا ہوی
اب ستنشہ برس کی عمر ہی حق تعالی زندہ رکھی یہ چند شعر بطور نمونہ لکھی گئی

فارسی

کد این دشمن جانم ترا آموخت ای ظالم
نشستن در کنار دیگر و از من رمیدن ہا

نرسی چرا از ساغر و مینای می چندین
زاہد مگر خدای تو آمد نگار نیست

گفتم کہ ترا جور بعشاق روا نیست
گفتا کہ برو کار بتان مہر و وفا نیست

ہر کس ز جور دشمن خود شکوہا کند
ما چون کنیم دشمن ما آشنای ماست

دوای درد بیمار محبت
بدور نرگس بیمار او نیست

بر سر راہی چو دید آن کافر بدکیش را
گفت زاہد می شوم کافر مرا انکار نیست

حیرتا گردد امید وصل او مانع مرا
ورنہ مردن در غمش او اینقدر دشوار نیست

تا شد ز کف خبر ز غم جان ما نشد
دل رفتہ رفتہ عادت آن بیوفا گرفت

ای برق جلوہ تو نیاید بکار من
محتاج یک نگاہ کسی خرمن من است

انچہ کردی خوب کردی بد نمی گویم مگر
لائق بیداد ظالم حیرت مسکین نبود

نمی آید صدای نالہ یارب
غم دیرینہ یار من کجا شد

حیرت آخر ز ہرزہ گردی خویش
بمقامی رسیدہ ام کہ مپرس

مکن بہ پیری من عیب حیرتا ہرگز
کہ صرف عشق بتان کردہ ام جوانی خویش

دشمن دوستی و با دشمن
آشنائی ست شناختہ ام

جامی ز کف ساقی گلفام گرفتیم
امروز من از ہر دو جہان کام گرفتیم

در جفا ہم ہست با من بیوفائی شیوہ اش
من وفای خویش ورنہ امتحان می خواستم

چون مرا شب بدنالان در پس دیوار خویش
گفت حیرت در غم من نیست آسان سوختن

می برد ہر دم زیادت وعدۂ قتل مرا		خون من بر گردن بیرحمی نسیان تو

فصل خای معجمہ

خانزادہ تخلص مبارک شاہ خان نام ولد خانزادہ غلام رسول خان نبیرۂ صدر خان شیخ علی بخش بیمار مرحوم کی شاگرد ہین چہتیس برس کی عمر ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حسن جانان کی ترقی ہی ہی تو اکدن		قد قیامت لای گا جو ڑا بلا ہو جائیگا

خرو صاحبزادہ محمد مرتضی خان ابن صاحبزادہ علی حسن خان ابن صاحبزادہ عظیم اللہ خان ابن صاحبزادہ مصطفی خان ابن صاحبزادہ الہ یار خان ابن جناب مستطاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان انار اللہ برہانہم مرد نوجوان ہین چوبیس برس کا سن ابتدای شوق ہی تازہ تازہ ذوق ہی پہلی آغا علی نقی متخلص بہ غنی ابن آغا عمین لکھنوی سی اصلاح لیتی تہی اب تہوڑی دنون سی کبہی اس ہیچمیرز کو کچہ کلام دکہا لیتی ہین یہ چند شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

جب بدلجاتی ہی اوس بت کی نظر وصل کی شب		تہام لیتا ہون میَن ہاتہون سی جگر وصل کی شب
اپنا یہ حال اونکی توجہ ادہر نہین		سچ ہی کسیکی دل کی کسیکو خبر نہین
ایمان کی خیر حضرت زاہد بتائیی		یہ بت وہ ہین کہ جنکو خدا کا بھی ڈر نہین
ٹلو تم سے نہین کہلتا یہ ہمپر		جفا پیشہ ہو تم یا با وفا ہو

خلیل تخلص شاہ خلیل احمد خلف شاہ نظیر احمد حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی اولاد سی ہین فن شعر مین کسی سی مشورہ نہتا بطور خود موزون گری تہی تعداد عمر شریف بتیس ۳۲ سال ہی اور بارہ سو چونسٹہ ۱۲۶۴ ہجری سال ارتحال ہی

ایک شعر ہاتہ آیا وہ لکھا گیا

ریختہ

شب وصل ہی مجہسی حجاب کرتی ہی اے صنم اپنی خدا کی قسم	یہ ہوگا کہ بند قبا کہولین مجہی تیری ہی بند قبا کی قسم

خورشید کریم خان ولد بہادر خانصاحب کمال ذہن اکثر چار بیت کہتی تہی فن شعر مین صاحبزادہ کفایت اللہ خان کفایت سی تلمذ تہا اٹہی برس کی عمر ہوئی بارہ سَو چون ہجری مین قضا کی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

وہ رشک قمر آیا مینو شی کی عالم مین	ہم سینی سی جا لپٹی بیہوشی کی عالم مین

خورشید تخلص میان خورشید احمد نام ولد میان شکور احمد پچیس برس کی عمر ہی یہ بزرگ حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سی ہین مرزا اسد اللہ خان غالب انکی استاد ہین اور شاہ رؤف احمد صاحب رافت ہی صاحب ارشاد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

خواب و خیال مین اوسی آنا محال ہی	نازک ہین اسقدر مری نازک بدن کی یاد ہی

خوشدل تخلص منشی من بہاون لال ولد لالہ بہگوانداس علم ریاضی مین اچہی بصیرت ہی زبان فارسی اور ہندی دونون مین قوت ہی میان احمد علی احمد سی تلمذ تہا بارہ سَو چوہتر ہجری مین شوال کی پندرہوین تاریخ قضا کی یہ اونکا کلام ہی

مدح جناب نواب مستطاب نواب محمد یوسف علیخانصاحب بہادر فردوس مکان طاب ثراہ

زمین برفعت او چون نشاط بر گشت	سپہر ریختہ ز سیارہ اشک بر رخسار

مدح مولوی محمد غیاث الدین صاحب عزت قدس سرہ

ای سپہر فضل را ذات شریفت آفتاب	نکتہ ریزد از زبانت ہمچو باران از سحاب

از غزل

نگاری کو که تا سازم نثارش دین و ایمان را	به بند حلقهٔ زلفش نهم پای دل و جان را

خوشنود سید خوشنود شاہ ولد سید قاسم شاہ اسی برس کی عمر ہی عنبر شاہ خان عنبر کی شاگرد ہین نوجوانی مین کبہی کچہہ نظم کرنی کا اتفاق ہوا تہا ایک شعر یاد تہا وہ اونہون نی لکہوا دیا

ریختہ

کہنا نہ اوسکا مانا دنیا مین آکی ہمدم	ہمدم ہمین تو ہر دم شرمندگی ہی ہی

خیالی حسین علیخان ابن زین العابدین خان عارف مغفور شاگرد و نبیرهٔ مرزا اسد اللہ خان غالب مبرور وطن انکا دہلی ہی مگراب نوکری کی سبب سی یہین رہتی ہین ۲۵ پچیس برس کا سن ہی شاعری کا شغلہ رات دن ہی فارسی اردو دو زبانون مین شعر کہتی ہین شوق کا یہ حال ہی کہ کسی وقت فکر سی خالی نہین رہتی ہین طبیعت دقت پسند ہی فکر بلند ہی اردو مین شادان تخلص کرتی ہین لہذا کلام اردو شین ہجہ مین آئیگا یہان فارسی شعر لکہی جاتی ہین

فارسی

چہ احتیاج نگہبان بعہد دولت او	که پاسبان جہان است طالع بیدار
اگر غلط نکنم ناوکش خطا نکند	رہا کند سوی عنقا اگر بعزم شکار

ایضاً در مدح

غم نیز در خوشی ست که فارغ شد ز کار	بر جای خود به بستر خواب آرمیده است

از غزل

آغوش گور تنگ شد از بیقراریم	ایدل ز پہلوی که جدا گشته ایم ما
شرم می آید خیالی را بجنگ آسمان	کاین جوانی هست و او یک پیر دیرین سال است

فصل دال مہملہ

داغ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان مغفور چوالیس برس کی عمر صاحب دیوان شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی کی شاگرد دن مین قدردان کامل خوش مذاق ہوئی مین یکتائی حاصل سرکار فیض آثار کی ملازم و معتمد خاص اصطبل و فراش خانی کی داروغگی سی اختصاص وطن اصلی انکا دہلی ہی مگر مدت سی مع اہل وعیال یہین ہین سرکار دولتمدار کی ہمرکاب زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کو بھی گئی اس شرف سی بھی بتصدق بندگان عالی مشرف ہوئی یہ اشعار اونکی دیوان سی انتخاب ہوکر لکھی گئی

در مدح بندگان حضور پرنور

لکھا کسی نی ہول کی گر کوئی حرف غم	نکلا زبان خامہ سی بی اختیار عیش
ٹھہرا ازل سی تا بہ ابد تیری واسطی	کرتا ہی ورنہ چار گھڑی کب قرار عیش

اشعار غزلہا

فلک سی کینہ لیا تونی ظلم مینی وفا	ازل مین وہ ہی ملا جسکو جو پسند ہوا
جو دل دکھا رہا ہی مزہ ہر گھڑی مجھی	آنکھون سی سو برس ہی دکھایا نجائیگا
خلق کی اعمال نامی چھین لونگا حشر مین	گم ہوا ہی ہاتھ سی قاصد کی دلبر کا جواب
یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا	کیا ہو مری قابو مین تم آجاو اگر آج
آرام کی لیی ہی یہتین آرزوی مرگ	ای داغ اور چین نہ پایا فنا کی بعد
داغ کی دلکا تو کچھ بھید نہ پایا ہمسنی	ایک حسرت سی برستی ہی مگر آنکھون پر
مزی یون ظلم کی ہین تھوڑی تھوڑی ظلم سہکر	ستم کھچی تو تم ہم کر جفا کھچی تو رہ رہ کر
معشوق جائی جو رہی مبجائی آب	محشر مین دو سوال کرینگی خدا سی ہم
ای داغ جسکی واسطی روز جزا بنا	وہ کون ہی وہ مین ہی تو آفت رسیدہ ہون

اچھا فریب دلکو دیا اضطراب مین ۔ اونکی طرف سی آپ لکھا خط جواب مین

خط کو کمر سی باندھا آخر تو بوجھ اوٹھایا ۔ میری زبان بھی رکھلی اسی نامہ بر وہمین مین

الہی غیر بنی کی کونسی وفاداری ۔ کہ آج وہ مجھی جھک کر سلام کرتی ہین

لاگ ہو یا لگاو ہو کچھ بھی ہو تو کچھ بہنین ۔ بن کی فرشتہ آدمی بزم جہان مین آئی کیون

اک جفا تیری کہ کچھ بھی نہین تو سب کچھ ہی ۔ اک وفا میری کہ سب کچھ بھی مگر کچھ بھی نہین

داغ ہم تربت مجنون پہ چڑھائی چادر ۔ پیرہان تار کفن کو بھی گریبان مین نہین

لطف می بخشی کیا کہون زاہد ۔ ہای کمبخت تو نی پی ہی نہین

کبھی فلک کو پڑا دلجلونکا کام نہین ۔ اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین

ہم سمجھتی ہو اسی یار قدیم ۔ دل بھی اے داغ پرانا دشمن

دم بسمل ہوی کیون دیر اتنی دم نکلنی مین ۔ قضا کیا مژدہ پہنچانی گئی ہی میری دشمن کو

میری قصی مین برائی کیا ہی سن تو لیجئی ۔ خواب راحت سی غرض ہی داستان ہو کوئی ہو

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین ۔ کوئی بیٹھا نظر آتا ہی پس خم مجھکو

ہای دل لیکر ترا ناز و غرور ۔ وای دل دیکر پشیمانی مری

می پی تو سہی توبہ بھی ہو جائیگی زاہد ۔ کمبخت قیامت ابھی آئی نہین جاتی

اس انجمن سی بہت بیوقار ہو کی چلی ۔ سرور ہو کی ہم آئی خمار ہو کی چلی

حسرتین لیکی اس بزم سی چلنی والی ۔ ہاتہ ملتی ہی اوٹھی عطر کی ملنی والی

جواب قتل کیا قاتل نی سوچا ۔ کہ اوسکو عید ہی روز جزا کی

پاس اپنی دل کی رہنی دیجیی میرا بھی دل ۔ اک خوشی کو چاہیی اک غم اوٹھانی کی لیی

تمتی مگر اک وفا حصی مین اپنی آگئی ۔ تھی خوبی کونسی چھوڑی زمانی کی لیی

پڑ گئی کیونکر الہی دلمین اوس بت کی گرہ ۔ بچ رہا تہا کونسا عقدہ مری تقدیر سی

دیکھا کہ آپ غنچہ نگہ کرکی رہ گئی ۔ جو شعبدہ اوٹھائی پورا اوٹھائی

نتیجی کیا شکوہ ہی گلہ اوس سے — جسنی رسم وفا نکالی ہی
شب غم کا گذارنا کیا تھا — گھر سی اپنی بلا نکالے ہی

دلکو اس عاجزی سی دیتا ہون — کوئی جانی سوال کرتا ہے

تمہین نی داغ نرالی ستم اوٹھائی ہین — سلف سی یون ہی مری یار ہوتی آئی ہی

موت آتی ہی قیامت کو یہان تک آتی — چھپی چھپی کیسی دامن کی لگی رہتی ہے

رخ روشن کی آگی شمع رکھکر وہ کہتی ہین — اودھر جاتا ہی دیکھین یا ادہر پروانہ آتا ہی
سکندر آئینی سی جام سی جم جوش ہوتا — کوئی میکش کو دیکھی ہار جب پیمانہ آتا ہی
وہی جھگڑا ہی فرقت کا وہی قصہ الفت کا — کبھی اے داغ کوئی اور بھی افسانہ آتا ہی

تیری جلوی کا تو کیا کہنا مگر — دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

دیکھ لی سیر حرم حضرت زاہد رخصت — آپ کا کعبہ مرا بتکدہ آباد رہی

ملتی ہی بیباک تھی وہ آنکھ شرمائی ہوئی — پھر گئی پھیتا کی پلکون تک حیا آئی ہوئی

ہماری کون سنتا ہی وگرنہ ہم دم رخصت — ادہر کچہ دلکو سمجھاتی ادہر دلبر کو سمجھاتی

پند واعظ سنتی سنتی کان اپنی بہر گئی — کیا عبادت کو ہمین تھی سب فرشتی مر گئی

قطعہ

کہا جو میں نے کہ مجنون بھی گرچہ عاشق تھا — پر اوسپہ تو کبھی لیلی کی یہ ستم نہوی
مری جلانی کو کہنی لگی شرارت سی — ہزار حیف کہ مجنون کی پاس ہم نہوی

مخمس بر غزل حضرت فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر طاب ثراہ

کہتی تھی وہ بشر کو جو دل دی بشر غلط — سودائی ہو سکیگا کوئی سر بسر غلط
شامت جو آئی اونکا بیان جانکر غلط — میں نکہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنی لگی کہ ہان غلط اور کس قدر غلط

یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان — کیا جھوٹ بولنی کو ملی ہی اونہین زبان

شاعر ملا رہی ہین زمین اور آسمان
تو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان
احمق نہین ہم اسکو سمجھین اگر غلط

اک آہ سرد دہر کی کیا طور بیخودی
اوسکو دیا یہ دم کہ بجھی جان نذر کی
تو دینی والی ہوتی ہین ایسی ہی تو سخی
مٹھی ہین کیا دھری ہی کہ چپکی ہی سونپ دی
جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

اجرت پہ رونی والی بہت ہین جابجا
میت کو ڈھونڈھی تو عدم تک نہین پتا
بیان اس خیال ہی کہین ٹھہرین نہ بیوفا
ہم تو پوچھتی پہرین کہ جنازہ کدہر گیا
مرنی کی اپنی روز اوڑاتی خبر غلط

جو عرض کی تھی داغ نی آخر وہی ہوا
گو ئی خفا ہو آپ کو ہی چھیڑ کا مزا
دیکھا نہ آخر آج وہ بدخو برس پڑا
یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا
کیون یہ کہا کہ دعوی الفت مگر غلط

ایضاً مخمس بر شعر حضرت ممدوح

جوشش عشق نہانی ابھی دیکھی کیا ہی
شدت اشک فشانی ابھی دیکھی کیا ہی
ہی نہین سیر دکھائی ابھی دیکھی کیا ہی
بہری اشکون کی روانی ابھی دیکھی کیا ہی
گفتگو نوح کی طوفان ہین ہی دریا کیا

بند شہر آشوب

فلک نی قہر و غضب تاک تاک کر ڈالا
تمام پردۂ ناموس چاک کر ڈالا
یکایک ایک جہان کو ہلاک کر ڈالا
غرض کہ لاکہ کا گھر اسنی خاک کر ڈالا
جلی ہین دہوپ مین سنگین جو ماہتاب کی ہتین
پہنچی ہین کانٹو نمین جو پتیان گلاب کی ہتین
زبان جو مدلین تو صورت بدل نہین آتی
ملین جو خاک ہی منہ پر تو مل نہین آتی

کسی طرح کسی پہلو سی کل نہین آتی	نکالتی ہین اجل کو اجل نہین آتی

جو سر کو پھوڑین تو پتھر پری سرکتی ہین
جو لوٹین کانٹو نپہ کانٹی الگ کھٹکتی ہین

پیادہ پاہون رواں شہسوار صد افسوس	لہو کی گھونٹ پئین بادہ خوار صد افسوس
ذلیل و خوار ہون اہل وقار صد افسوس	ہزار حیف دل بیقرار صد افسوس

جھکی ہین بار الم سی تنی ہوے کیسی
بگڑ گئی ہین یکایک بنی ہوے کیسی

دت تخلص پنڈت دت رام نام ولد بھوانی داس مولد الکا مراد آباد دہی اگر چار برس کی عمر تھی کہ اس دار الریاست مین آئی یہین لکھا پڑھا خوشحال رای خوشحال کبیشر ساکن بریلی سی شاعری مین تلمذ ہوا حضرت جنت آرامگاہ طاب ثراہ کی عہد سی اس سرکار مین نوکر ہین اپنی ابتدا ان و اوائل مین پرورش سرکار کی بدولت معزز و موقر ہین اب اکسٹھ ۶۱ برس کی عمر ہی یہ چند کبت اونکی لکھی گئی

کبت در مدح سرکار دولتمدار

ترا ب بکست گرام اونگر پور سنت سی بسنت لون لسنت ہین آین مین
سمن سی بن بن مگن کی تن تن نمت سبن مدہ رت گور بن مین
اگت جگت سنت دت کی چپی بی بہادر ہین سیری جت نواب کلب علیخان سنر تن ہین
ایک ماش ہی رہی نب مجھی بھون پر بارہ ماس رہین آپ کی بھون مین

شرح تراب پیڑ کی طرح بکست پھولتی پھلتی ہین گرام گانون اونگر اور شہر پور قصبی سنت سی عابدون کی مانند بسنت لون بسنت کی طرح لسنت ہین پھلی معلوم ہوتی ہین یعنی گانون اور شہر اور قصبی ایسی پھلی پھولی سرسبز و شاداب ہو رہی ہین کہ مثل عابدون کی اور مانند بسنت کی پھلی معلوم ہوتی ہین آین مین زمین مین کس سی بن

یعنی آدمی پھول کی مانند بن بن کی مگن کی تن تن خوشش کرکی بدن اور دل کو
کھت سین بدو کھتی ہین سب مین رت کو ربن مین کام دیو کی مانند ہین ہم اگت
کہی ہو ہین جگت مضمون کی سندشین ست بچی دت کی شاعر کی جی بی بہا در ہین
یہ بی بہا موتی ہین سری جت صاحب ملک نواب کلب علیخان سرن مین
نواب کلب علیخان بہادر کی کان مین یعنی مضامین شاعر کی گویا بی بہا موتی
ہین کہ ممدوح کی کان مین پڑی ہین الحاصل یہ تمام سرسبزی اور شادابی اور خوشی
جو چارطرف پھیلی ہوی ہی اور ساری خلقت خوشش ہو رہی ہی اور شاعر
نئی نئی مضامین بنا کر حضور کی کان تک پہنچاتی ہین اسکا سبب یہ ہی کہ ایک ماس ہی کی
ایک ہی مہینی رہتا ہی رب آفتاب مچھی بھون پر یعنی برج حوت مین کہ اوسکی
سبب سی بہار عالم مین پھیل جاتی ہی بارہ ماس رہین آپ مچھی بھون مین اور حضور
یعنی ممدوح بارہ مہینی مچھی بھون مین کہ سرکاری کوٹھی کا نام ہی رہتی ہین جب
ممدوح کہ منزلہ آفتاب ہی بارہ مہینی اپنی مچھی بھون مین رہی تو کیونکر سارا عالم
یعنی شہر اور قصبی اور گانون سب مقام اور ساری لوگ سرسبز اور خرم نہ ہین

کبت در معاودت فرمودن بندگان حضور از حجاز

کبندت رچی بدہ نی اک راس سری یوسف کو سس اور سینی
جیت راج اکاس کی راج بہی دوؤ راج پرجا سکہ سی بسنی
جیت سرگ کو کاٹا کر ایو مری نگانگ گلنگ یون دہی بلنی
ہل گلان کی مان کی لگن تتپن نت سرگ بھنبہ جان بہنسی

شرح کبدت شاعر رچی بدہ نی بنایا خدانی ایک راس ایک لگن مین
سری یوسف کو سس سردار یوسف کا چاند اور سسی اور چاند آسمان کا
جیت راج ایک زمین کی راجہ اکاس راج بہنی ایک آسمان کی راجہ ہوی

دو وو راج دونون راج مین پرجا رعایا سکہی بسی آرام سی رہی جہپت یعنی زمین کا
سرگ کو آسمان کا کاپا کرایو یعنی حج کروایا ہری چندانی نکلنک بی عیب کلنک
عیب دار یون دہی بسی یون شبیت بی چاہا ہیل گلان کی مان کی نتیجہ شرمندگی کا
پاکی لگن تہین سب برج لگی ہوی عبادت کرتی ہین نت مدام سرگ آسمان کی
ہنیجر کہکشان کہ جان ہنسی جانکر یعنی حاصل اس کبت کا یہ ہی کہ خدائی ایک لگن مین
دو چاند بنای ایک چاند فرزند جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر کا
اور دوسرا چاند آسمان کا اور دونون کو کاپا کرایا کاپا کی دو معنی ہین ایک حج
دوسری گردشس پس زمین کی چاند کو تو کعبی مین پہنچایا اور آسمان کی چاند کو
آسمان پر گردشس دی باین طور کہ زمین کی چاند کو تو بی عیب رکہا اور آسمان کی
چاند کو سیاہ اور عیب دار کیا اور ایک بات باریک یہ ہی کہ کاپا جسکی معنی بیت اللہ کے
ہین اوس مین حرف پا ہی اور اس حرف کا رنگ ہندی کتابون مین سفید
اور شفاف لکہا ہی اور جو کاپا بمعنی گردشس ہی وہ اصل مین کاوا ہی اور واوکا
رنگ سیاہ ہندی مین لکہتی ہین تو اس سی معلوم ہوا کہ زمین کا چاند جو ممدوح ہی
صاف ہی اور آسمان کا چاند سیاہی رکہتا ہی پس باوجودیکہ دونون چاند
ایک ہی لگن مین پیدا ہوی مگر مشیت الہی یون مقتضی ہوئی کہ ایک بی عیب ہو تو
وہ زمین کا چاند ہی جو شاعر کا ممدوح ہی اور دوسرا عیب دار رہو
اگر وہ آسمان کا چاند ہی جب یہ صورت ہوی تو اوس لگن یعنی اوس برج نی
جسمین یہ دونون چاند بنای گئی تہی کہکشان کو دیکہکر یہ جانا کہ چاند کی عیب دار
ہونی سی آسمان مجہپر ہنستا ہی اسواسطی وہ برج اور اوسکی ساتہ سب برج
لگی ہوی عبادت کرتی ہین اس امید پر کہ یہ کلنگ یعنی سیاہی کا عیب
جو چاند مین ہی مٹ جای اور یہ چاند زمین کی چاند کی مانند جو شاعر کا

ممدوح ہی بی عیب اور شفاف ہوجای

کبت در تعریف نہر

گن جو ہنر کی نہ ہر کی نہ ہر کی سُو اُوک اُوک سب سُکھ نِس دِن کوک جات
بار بار بار جات پار پار پار جات دت کب نندن پی یُون نرلیس لوک جات
بام جات کام جات روس جات تاپی جو اشوک جات تاکی تری شوک جات
تب پر لوک جات تت ستر لوک جات تب گرہ جوک جات تب گرہ جونات جات

شرح گن جو یعنی ہنر جو ہنر کی نہر کی ہین نہ ہر کی یعنی بشن کی ہین نہ ہر کی نہ مہادیو کی ہین
سو وہ اوک اوک خاطر خواہ سب سکھ سب آرام نس دن رات دن کوک جات سرخاب کو
پیدا ہوتی ہین حاصل اسکا کنایہ ہی کہ بشن کی مقام ہین کہ بالای آسمان ہی آفتاب کا
گذر نہین اور مہادیو کی پاس چاند ہمیشہ رہتا ہی اور سرخاب کی مواصلت اور
یکجائی دن کو ہوتی ہی کہ وہ متعلق بطلوع آفتاب ہی تو جہان بشن ہی وہان تو آفتاب کا
گذر اور دن کا وجود ہی نہین ہی انکی یکجائی اور وصل کیونکر ہو اور جہان مہادیو ہی
وہان بسبب ہمیشہ چاند ہونی کی رات سے رہتے ہی اور رات کو ہی ان کے
یکجائی نہین ہو سکتی تو شاعر کہتا ہی کہ یہ ہنر جو حضور ممدوح مین ہی ایسی ہنر رکھتی ہی
کہ بشن اور مہادیو مین ہی نہین ہین یعنی ان دونون مقامون مین سرخاب کے
جوڑی کا وصل کبھی نہین ہوتا اور اس ہنر پر بسبب آفتاب ہونی ممدوح کے
دونون وصل سی دلشاد ہین اور آرام سی رہا کرتی ہین بار بار یا پانی پر بار جات
کنول کی پھول ہین یعنی ایسی یہ ہنر ہی جسکی قطری پر کنول کی پھول ہین پار پار
اور کناری کناری پر پار جات یعنی طوبی کی درخت ہین دت کب تخلص شاعر
نندن پی اندر کی باغ مین یون نرلیس لوک جات اسطرح اسکی خوبصورتی یعنی بلندی
اور بڑائی جاتی ہی یا یہ کہ اسکی خوبصورتی یون جاتی ہی اندر کی باغ مین جیسی راجہ

باغ کو جاتا ہی باغ جات عورت جاتی ہی کام جات رغبت پیدا ہوتی ہی یعنی جب
عورت اوس شہر مین جاتی ہی تو اوسی مرد کی خواہش پیدا ہوتی ہی یا کام جات کی
معنی یہ کہ جتنی برائیان اوسکی دلمین ہوتی ہین وہ جاتی رہتی ہین روس جات
اوسکی روش پر جاتی ہی روس جات غصہ جاتا رہتا ہی تا پی جو اشوک جات
اوس روش پر جو اشوک کہ نام ایک درخت کا ہی پیدا ہوا ہی تاکی تری
شوک جات اوسکی نیچی دنیا اور عقبی کی فکر جاتی رہتی ہی یعنی انسان اوس
درخت کی نیچی جاکر ایسا محو ہو جاتا ہی کہ دنیا اور دین کی کچھ فکر باقی نہین رہتی ہی
تب پر لوک جات تیری شہر کو لوگ دیکھ جاتی ہین سب سُر لوک جات وہ سب لوگ
یعنی جنت کو جاتی ہین تب گرہ چوک جات تیری گھر کی چوک مین جاتی ہین
تب گرہ چونک جات تو اونکی نوون ستاری چونک جاتی ہین یعنی قسمت
اونکی چمک جاتی ہی اور دوسری معنی یہ ہین کہ تیری گھر کی چوک پر جب نو ستارے
کہ سیارہ ہین جاتی ہین تو چونک پڑتی ہین یعنی اونکی آنکھین کھل جاتی ہین اور
متحیر ہو جاتی ہین

کبت دربیان حسن معشوق

لَلَن چَلَن کی چِت دُہاری ہی بُہور ہُوت بَلَن کی اُوٹ ہُوت گل نا سَمای ہی
بُہت مَنَا یُو سَمجھا یُو ہُون پِہیو کو پِہیو نہ مانی مَن کَتیے سَمجھا ی ہی
گُندَت بَڑا ندی ہُو ہی گئی اَب دیکھین کو جیتی اَور گُون بار کہا ی ہی
ہِلی نچ ہا ی گُندہون ہِلی ہی پھاٹ جاتی ہِلی یی جاتی گُندہون ہِلی جی جاتی ہی
شرح للن شوہر نی کہ درحقیقت عورت کا معشوق ہی چلن کی چلنی کی چت دہاری ہی
دلمین قرار دی ہی بہور ہوت صبح ہوتی بلن کی پلکون کی اوٹ ہوت اوٹ
ہوتی ہوی گل نا سمای ہی چین نہین پڑتا ہی یعنی شوہر جو معشوق ہی اوسنی صبح ہوتی

رخصت ہونی کا ارادہ کیا ہی اور حال یہ ہی کہ جو دہ آنکہون سی اوٹ ہوتا ہی
تو مجھی کسیطرح چین نہین آتا بہت منایا سمجہایا ہون پہو کو بہت منایا اور سمجہایا
مینی شوہر کو پہو تمانی اوسنی تمانا سن کیسی سمجہای تہی دل کیونکر سمجہی یعنی اوسکو
بہت سمجہایا کہ نہ جاوے نہین سمجہا تو اب میرا دل کس طرح سمجہی کبت تخلص شاعر
بدا بدی ہو ہی گئی شرط ہو ہی گئی اب دیکہین کو جیتی اور کون ہارتا ہی ہی اب
دیکہا چاہیی کون بازی جیت لیتا ہی اور کون ہار جاتا ہی پہلی تو پہاتی پہیلی
صبح ہو کہ ہون پہلی ہی پہاٹ جای یا پہلی دل شق ہو پہلی پی جای پہلی معشوق
جای کہ ہون پہلی چہی جای ہی یا پہلی بچ جای یعنی دیکہون پہلی صبح ہوتی ہی یا پہلی
دل شق ہوتا ہی اور پہلی دہ جاتا ہی یا پہلی میری جان جاتی ہے

کبت

جہجک جہپا کی سی جہاپ پہیر لینی بیٹہ کہاب دیکہ نام نہین میری ادہران پی
ہاہا کرون ہون کیسو تو سی ڈرون ہون پہر پیرن پرون ہون کیسی آی ہو گمان پی
لاکہہ ہو کہون ہون تم اپنی ہو تما تو جاہون سنگ دون بار اور جاؤن آسمان پی
دت جو ماتو یا نہ ما تو یہ سانچی ہی ہم کی اونہ کہنہ نہین سہی لکہان پی

واضح ہو کہ اس کبت مین خطاب ہی مرد کی طرف سی عورت کی طرف کہ بدگمان
ہوکر آزردہ ہو گئی ہی شرح جہجک چہپا کی سی جہجاک کر جلدی سی جہاپ پہیر لینی
بیٹہ جہپک کر بیٹہ پہیر لی کہاب دیکہ خواب دیکہکر نام نہین میری اوہران پی
نام نہین کسیکا میری ہونٹون پر یعنی مرد کہتا ہی عورت سی کہ تو نی جو خواب دیکہکر
جلدی سی جہجک کر اور جہپک کر بیٹہ پہیر لی ہی تو اسکا کیا سبب ہی میری ہونٹون پر تو
کسیکا نام ہی نہین آیا ہاہا کرون ہون خوشامد کرتا ہون کیسو تو سی ڈرون ہون
کسقدر تجہسی ڈرتا ہون پہر پیرن پرون ہون پہر قدمون پر گرتا ہون کیسی آئی ہو

گمان پی کیون میری طرف سی بدگمان ہوگئی ہو لاکہہ ہو کہون ہون لاکہہ طرحسی کہتا ہون
تم ایک ہو تمہا تو تم ایک ہی نہین مانی ہو چاہون سیکڑون بار اوڑجاون آسمان پی
اگرچہ سیکڑون بار آسمان پر اوڑجاون دت جو تخلص شاعر مانو یا نہ مانو یہ ناحق جی
تم مانو خواہ نہ مانو یہ بات سچ ہی کہ وہم کی اوکہد نہین ہی لکمان کی وہم کا علاج لقمان کی
پاس بہی نہین ہی

دلاور سید دلاور علی ولد سید قاسم علی تینتیس برس کی عمر ہی نواب مرزا خان داغ کی
شاگرد نجیب اور رہتین ہین ذکی اور ذہین ہین زبان اچھی ہی مذاق اچھا ہی خوش فکر
ہونا کلام سی پیدا ہی اونہون نی کچہ شعر اپنی دیی اوس مین سی چند شعر
انتخاب کرکی لکہی گئی

صفت اسپ ممدوح

نکل کی جاتی ہین یک صبا سی چابک تر — پلٹ کی آتی ہین آواز کوہ کی سرعت
اسد مزاج سبک گام اور برق خرام — ہلال شکل پری بال حور کی صورت

اشعار غزل

جسکی ہی جسکی دل کو ملاتا ہی خاک مین — نکلی وہ دیکھنا کہ شرمسار سی
کی جو شکایت تو یہ پایا جواب — آتی ہی کیون ہو جو ستاتی ہین ہم
فتنہ برپا تہی کہ چہلی ہی — انگلیان کچہ سنانی آئی ہین
اونکی سینی یہ کس طرح طبیعت ہٹکی — ایک جا ایک ہی صورت کی طرحدار ہین دو
عبث بیتاب ہو کر پیار سوتی ہین کہا ای دل — جگا یا کیا اوسی توبی اوٹہا یا شور محشر کو
تم دور رہو اور یہ بیچین ہو جای — اپنا سا سمجھتی ہو مری جان مری دل کو
منہ لگاتی نہین غیر کو آتا داغ اونکو کہان — ہہٹیرتی یہ ہی خفا میری جلانی کی لیی

وہمن سنگھ ہی تخلص ہی نام ولد تواری کشور داس کشو تخلص متوطن شاہ آباد

جو اس دار الریاستہ کی مضافات مین ہی ساہوکاری پیشہ پہلوان
زبردست ہتی کبیشہر ہردی رام اور کبیشر پوکہی پورب کی رہنی والی انکی مکان پر
اگر قیام کیا کرتی تہی وہی دونون انکی استاد ہی اٹہتر برس کی عمر ہوئی
جمادی الاولی کی اٹہائیسوین تاریخ بارہ سو بارہ ہجری مین انکی مکان پر ڈاکا پڑا
اکیلی اُنہون نی چودہ ڈاکو و نکو مجروح و مقتول کیا اور ماری گئی یہ اونکا کبت ہی

کبت در نصیحت زبان خود

کبت رس ہو جن کی جو جن کی جاین مین باز بار ادہاب لمک لمکات ہے
کری یہ باد بنا سواد بہانت بہانتن کی جگ کی جہابی پاپی پریت سہ سات ہی
رام کہہ رسنا دہن سنگہ کہی کس ناری پاہی تین رسنا تب نام ٹہرات ہی
رتی اٹہون جام سکہہ صاحبی کی کام ایک رام نام لیبی کو بگوڑ ہی السات ہی

شرح کبت رس جیون ذائقی جو ہندی مین کہٹا میٹہا نمکین کڑوا کسیلا تیز ہین جو جن
کی جو جن کی چاین مین کہانون کی کیفیت کی شوق مین بار بار ادہک ہر مرتبہ بڑہ کی
لمک لیک کی لمکات ہی دوڑتی ہی یعنی ای زبان تیرا یہ حال ہی کہ سب ذائقون کے
شوق مین کہانی کی لیے ہر مرتبہ لپکتی ہی اور بڑہ بڑہ کی دوڑتی ہی کری بہ باد کرتی ہی
بہت سی جہگڑی بنا سواد بی مزہ بہانت بہانتن کی طرح طرح کی جگ کی دنیا کی
جہابی پاپی پرای عیبونکا ذکر یا کر پریت سہ سات ہی محبت زیادہ کرتی ہی یعنی
بری کامون اور بری باتون کی جانب رغبت رکہتی ہی رام کہہ رسنا خدا کا نام لے
ای زبان دہن سنگہ کہی نام شاعر کس ناری کیون نہین رہے پاہی تین رسنا
تب نام ٹہرات ہی اسی سبب سی رسنا تیرا نام ٹہرایا ہی یعنی تجہی بمزہ کہتی ہین کیونکہ
رسنا یعنی زبان ہی اور رس نا کی معنی بی مزہ کی ہین رتی آٹہون جام رٹتی ہی
آٹہون پہر سکہہ صاحبی کی کام آرام اور حکومت کی کامونکو ایک رام نام ایک خدا کا نام

لیبی کونگوڑی لینی کونگوڑی یعنی کمبخت الساتے ہی کاہلی کرتی ہی یعنی دنیا بہر کی آرام اور حکومت کی کا سونکو آٹھ پہر رٹا کرتی ہی مگر ایک خدا کا نام لینی مین مجہی کاہلی اور سستی ہوتی ہے

فصل ذال معجمہ

ذکی شیخ مہدی علی ابن شیخ کرامت علی مراد آبادی حضرت جنت آرامگاہ ظفر اللہ کے عہد مین برسون اُس سرکار فیض آثار کی تنخواہ دار رہی چندی لکہنو چلی گئی پہر حضرت فردوس مکان انار اللہ برہانہ کی عہد مین نوکر ہوکر مورد افتخار رہی شیخ امام بخش ناسخ کی شاگردونمین نامور تہی تہتر برس کی عمر پائی بارہ سو اکاسی ۱۲۸۱ ہجری مین انبالی گئی ذی قعدہ کی مہینی مین قضا کی وہین دفن ہوی یہ اونکی کلیات کا انتخاب ہی

حمد

جو لطف معنی روشن نہو سیاہی مین	سواد خط سی نہ آئی نسیم طرہ حور

منقبت

جو حیرت دل بیتاب کیجیی تحریر	قلم سی حرف کہنچی شکل ماہی تصویر

مدح غازی الدین حیدر بادشاہ اودہ

اسقدر رنگ طبیعت کی اثر سی ہی عیان	کہ زمانہ نظر آتا ہی مجہی رنگ محل
چرخ اخضر کو کیا عکس شفق نی گلرنگ	قصر یاقوت بنا گنبد فیروزہ محل
گل رعنا ہین یہ خندان کہ تراوش ہین ہی رنگ	شمع کی خندۂ شیرین سی ٹپکتا ہی عسل
چوری چوری کسی مشتاق کی تڑپانے کو	بوی گل کو لیی جاتی ہی صبا زیر بغل

صفت فیل نواب ناصر الدولہ والی حیدرآباد

اوسکی دانتو نکی بلندی پر نظر پڑ جای گر	دلمین یون القای غیبی ہو کرے بی ریب و گمان
کیا لہ القدر از دیاد عمر و دولت کی لیی	متصل دست دعا رکہتی ہی سوی آسمان

اشعار غزل

رات کاٹی تارے گن گن کر کبھی آیا جو یاد
اوسکی چوٹی میں اولجھنا موتیوں کی ہار کا

گیا شباب کر اوڑتی ہے خاک سی مُنہ پر
غبار چھوڑ گیا قافلہ جوانی کا

صرفہ اب پردہ دری میں دل نادان کا
دامن یار سے چھوٹا تو گریبان کسکا

لی اوڑی انجمن ناز میں دل کسکی نگاہ
چوریان کرنی لگا غمزۂ پنہان کسکا

آفتیں اتنی اوٹھائیں عبث ایجان حزین
ہجر کا نام ہی سنکر تجھی مرجانا تھا

جمال یار پہ بھی یہ تکلّفِ پابند ہے
کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکی منہ کا خال ہوا

بھیگی بالونکو جو جھاٹوں سی نچوڑا اوسنی
شعلۂ رنگ حنا ذرد وھوان دہار ہوا

ہمکو تو یاد زلف قیامت ہے ای ذکی
سوتا ہے چین سی کوئی کیونکر تمام رات

رکھتی ہیں دلمیں کاٹھ کو یاد نکی آبلی
ملتی ہیں دشمنوں سی ہم احباب کی طرح

ہوی ساقی سی خجل وہ اہ ری کمظرفی دل
بوسۂ لب کی طلب پہلی ہی پیمانی پر

دیکھ ای طپش دل کہیں پیچین نکرنا
سوتی ہے قیامت تری کروٹ کی برابر

اک بوسی کی طلب پہ ملیں گالیان ہزار
بقدر کسقدر رہوئی دشنام آجکل

خون ہو کر حسرتیں دل کی نکلجاتی ہیں صاف
کون کہتا ہے کہ رونی میں مزا ہوتا نہیں

لطف اوٹھاتی ہیں نگاہوں سے ہم آغوشی کا
صورت آئینہ جو صاف نظر رکھتی ہیں

لطف جانبخش بھی ہے غمزۂ بیداد کی ساتھ
مژدہ ایدل کہ مسیحا بھی ہے جلاد کی ساتھ

جوہر تو مجھ میں تھی ملکوتی خصال کی
انسان بنا کی کیون مری مٹی خراب کی

کہدی کوئی یہ بات زلیخا کی کان میں
یوسف کو خوب آتی ہے تعبیر خواب کی

بوسۂ پای نگارین ہوی اورونکو نصیب
ہم تو مہندی ہی لگانی کی گنہگار رہوی

عید کی شب غم دوری سی یہ دل خون ہے اگر
کتنی مہندی تری پاون میں لگائی ہوگی

گرتپاک دل کی خاطر ہے تو کوئی آن کو
بیخودی سی مانگ لی ای بیقراری تو مجھی

محشر نی آکی دشت مین تڑپا دیا مجہی	کسکی خرام ناز کا دہوکا ہوا مجہی
منت مری جل بجہنی کی پوری ہوئی لیکن	تم شمع حنہ ہائی کو بہی مدفن پہ نہ آئی
برق طپش آہ سی پہنچی نہ نشیمن آنچ	کہدو کہ قیامت مری مدفن پہ آئی
حسرت ای تازہ اسیران قفس آتی ہی	دہوم سی فصل بہار اب کی برس آئی ہی
تہوی لطف تصور مین بیان تاب سخن	ورنہ شکوی تو بہت ای غم تنہائی ہی

مخمس بر شعر خواجہ حافظ علیہ الرحمہ

ہوئی جو خسرو و شیرین مین بزم آرائی	نہفتہ خون دل کوہکن کی یاد آئی
یہ شعر پڑہ کی وہ آنکہون مین اشک بہر لائی	چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر محبان بادہ پیمارا

قصیدہ فارسی در منقبت

لیلۃ القدر ست مضمون سواد نامہ ام	بوی زلف حور آید از شب یلدای من
سبزہ می روید ز خاک من برنگ آسمان	آفتاب صبح باشد لالہ صحرای من
خستہ جانی خون کند صد آرزو با در دلم	ہمچو شمع داغ سوز دخنہ بر لبہای من

از غزل

دیگری نیست سوای دل خود کام ذکی	کہ میان من و معشوق در اندازی ہست

از مثنوی

چون نکہت گل چمن در آغوش	چون زلف نسیم خانہ بر دوش
روشن نفسی چو صبح امید	داغ جگرش بہار جاوید
از سینہ عروج حسن پیدا	آغاز جوانیش ہویدا
صبحی و قیامتی در آغوش	خونابہ آفتاب در جوش

فصل رای مہملہ

راحت حکیم شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام محی الدین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی اولاد امجاد سی ہین چار برس میر غلام علی عشرت کو کلام دکہایا جب اونہون نی انتقال کیا شاہ رؤف احمد صاحب رافت شاگرد میان قلندر بخش جرأت سی فیض اوٹہایا اب ترسٹہ ۶۳ برس کی عمر ہی یہ دو شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

بل ہمسی وہ ہر بات مین کرجاتی ہین کیونکر	جہوٹ یہ بھی چپٹی تو لکھہ جاتی ہین کیسی
ابہی تڑکا ہی اور چونکی ہین خواب راحت سی	چلی آہستہ یا باہر ذرا باد صبا ٹہری

راز نظام الدینخان ولد امام الدینخان کچہ حال انکا معلوم ہنوا ایک شعر ملا وہ لکہا گیا

ریختہ

عبث باندہا ہی بلبل نے چمن مین آشیان اپنا	اگہی سب چہوڑ اس باغ جہان ہین خانمان اپنا

راسخ عنایت اللہ خان ولد عادل شاہ خان قصبہ بلاسپور مین رہتی ہین چھبیس برس کا سن ہی بطور خود شعر کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

در تہنیت مسند نشینی حضور پر نور

نالی نغمی ہوی جاتی ہین لب بلبل پر	کہلی غنچہ نہ زمانی مین پہری خاک بسر
سبزہ سکر سی ہی سر سبز مین ایک ایک شاخ	بید کا بہی نہ ہا بار سی محروم شجر
نغمہای طرب انگیز ہاہون اوس سی پیدا	کہای گر باد صبا کوہ سی آکر ٹکر

از غزل

نہین نور حاصل سیہ بخت کو	کبہی شکل دن کی نپائی کی رات

رافت شاہ رؤف احمد صاحب خلف حضرت شاہ شعور احمد صاحب

قدس سرہ ہم حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز
کی اولاد امجاد سے ہیں یہ بزرگ خلفای حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس
سرہ العزیز میں بڑی صاحب تصرفات وکشف وکرامات تھی قلندر بخش جراتکی
تلمذ تھا چہتر برس کی عمر پائی ذیقعد کی چھبیسوین تاریخ بارہ سو چالیس ہجری تھی
کہ راہ حرمین شریفین میں رحلت فرمائی ایک معراج نامہ نظم میں اور ایک
یوسف زلیخا انکی تصنیفات سے ہی کچھ شعر انتخاب کیے گیے اور کچھ غزل کے شعر تھی
وہ بھی درج تذکرہ ہوی .

ریختہ

غم یار اب یا ستانے لگا ۔ کہ جی تن سے کھبرا کے جانے لگا
نہ تیغون سے دل کی وہ نازنین ۔ مجھی خاک و خون مین ملانے لگا
نسبت میان عاشق و معشوق دیکھیو تو ۔ رافت کی دل پہ داغ ہے اوس گل کی منہ پہ تل
تری عشق مین تنگ مجھی ان جینی سے ہے تری منہ تجھی قسم ۔ نہ ہی پاون کا ہوش سر کی خبر تری سر کی قسم تری پانو کی قسم
پہوٹ کر رو دی غم اونسے دلکی ۔ پر نہ پہوٹے یہ پہپوے دل کی

از معراج نامہ

نہ دست وہم پہنچے سا یہ اسرار کو اوسکی ۔ ظہور دو جہان پایہ ہے جس شہ کی سراپا کا

صفت عشق از مثنوی یوسف زلیخا

غم عشق جس دل کو حاصل نہین ۔ ہی اک پارۂ سنگ وہ دل نہین

صفت زلیخا

سواد رسی گو کہ تہی خوش جمال ۔ گھٹا کر غمون نی کیا تہا ہلال
سیاہی سو شام ہجران ہوی ۔ ہر اک زلف خواب پریشان ہوی

غسل فرمودن حضرت یوسف علیہ السلام در دریای رود نیل

پلایا ساقیا مجکو جای شراب	وہ پانی کہ ہو جس مین موتی کی آب
یہی ہی مری آبرو کی سبیل	لگا دی مری لب سی دریای نیل
نہانی کو جاتا ہی وہ سوی آب	کہ ہر نقش پا جس کا ہی آفتاب
خوشا روی پر نور کی آب و تاب	ہوی برج خورشید ساری حباب
بنا آبحیوان سب آب روان	تجلی مین ہر موج ہی کہکشان

رحیق مولوی محمد وجیہ الزمان خان خلف شیخ محمد مستقیم الزمان خان متوطن قصبہ فرخ آباد عرف چلاوان ضلع بجنور صوبہ اودہ عجب بزرگ کریم النفس ہتی کہ نفوس مقدسہ مین اونکا شمار کیجیی تو بجا ہی جیسی اونکی ساتہ بُرائی کی اوسکی ساتہ بہی بہلائی کی بارہا اسکا امتحان ہوا ہی ہمت کی بڑی پامردی ہی طباعی مین فرد ہی فکر سلیم ذہن رسا ہر طرح کامل وکیتا محکمہ صدر اکبر آباد مین جسی ہائی کورٹ کہتی ہین مدت تک سر رشتہ دار رہی حضرت جنت آرامگاہ طاب ثراہ کی عہد مین یہان طلب ہو کر آی عہدہ جلیلہ سفارت پر مامور ہوی اور قدردانی نی ہر عہد مین اعزاز بڑہای چوہتر برس کی عمر پائی جمادی الاولی کی دوسری تاریخ بارہ سو نواسی ہجری مین رحلت فرمائی عنفوان شباب مین بطور خود کبہی کچہ موزون بہی فرماتی ہتی یہ شعر ملی کہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

محفل مین اونکی کاہیکو ہوتی جگہ نصیب	سگ جانا کہ وہ مجہی پہچانتی نہین
گرتیان جالی کی پہنی ہین حسینان جہان	حسن کی فوج مین دیکہی ہین زرہ پوش نئی
کیونکر نہ مرون اپنی تڑپنی پہ مین بسمل	تحسین تو نکلی مری قاتل کی زبان سی

فارسی

رحیق از فرط بیتابی دل مجروح در پہلو	شب ہجر از طپیدن یکنفس ننشست و ننشیند

رحیم صاحبزادہ محمد رحیم اللہ خان خلف کوچک صاحبزادہ محمد علی حسن خان ابن
صاحبزادہ عظیم اللہ خان ابن صاحبزادہ محمد مصطفی خان ابن صاحبزادہ الہ یار خان
ابن جناب مستطاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر جنت مکان طاب ثراہم
اٹھارہ برس کا سن آغاز شباب کی دن نیا نیا شعر کہنی کا ذوق ہوا ہی تازہ
تازہ شوق ہوا ہی آغا عمین لکھنوی کو کلام دکھاتی ہین وہ شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

ہنسکی ہمجاتا ہون کرتی ہین جو کوئی ظلم	پیار آتا ہی مجھی اونکا لڑکپن دیکھکر
مرگئی صیاد سی کہکر قفس مین عندلیب	دفن کردینا مجھی ہو لونکا خزمین دیکھکر

زرہی یعقوب خان ولد مستجاب خان اٹھائیس ۲۸ برس کی عمر ہی تحصیل کتب درسیہ
فارسی مین شاگرد خواجہ محمد بشیر صاحب بشیر اور شعر گوئی مین شاگرد وزیر علیخان
وزیر ملازم سرکار ابدقرار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

ہین لب جانبخش کا کشتہ ہون میری نعش پر	ہان کہا گر اوسکا آنا خوبنہا ہو جائیگی
ہوتا ہی مگر اوس سی بگڑنا ہنین اچھا	بنتا ہی قسم کہا کی وہ سچا مری آگی
جو سر تری قدمونپہ ستمگر ہنین رکھتی	کچھ اور بلا رکھتی ہین وہ سر ہنین رکھتی

رسا میر احمد علی ابن سید امام الدین چھبین برس کی عمر ہی مزاج وارستہ طبیعت تیز
سخن شناس سخن آفرین شیخ علی بخش بیمار کی شاگرد ہین بہت کچھ کہا مگر
آزاد وضعی سی دیوان مرتب ہنین کیا کچھ کلام اپنا انتخاب کرکی دیا وہ لکھا گیا

ریختہ

ہائی نکلی وہ شرم سی آنکھین	اور حسرت سی دیکھنا سیدا
رہ گئی شرم فرشتونکی اوٹہائی نہ اوٹھا	یہ گرانبار مرا نامۂ اعمال ہوا

ملایا خاک مین تو نی سپہر خانہ خراب
وہ دل مرا جو متمنای یار کا گھر تھا

سنین گی وہ سفر دیری درد دل کا افسانہ
جگر تھامی ہوی بیٹھی ہین اہل انجمن اپنا

شب غم شام ہی سی میری جان پہنچی لب پر
جو مین تا سحر ہی جیتا نہ وہ شرمسار ہوتا

نہ رسا یہ نصیب ہوتا کبھی عنبر کو لطف رہ
پس مرگ اونکی رہ کا مین اگر غبار ہوتا

قسمت اوس کان ملاحت سی جدا کر دی
کون اب زخم جگر پر نمک افشان ہوگا

رنگ لای گی در اندازی خدنگ ناز کی
دل جگر کا اور جگر دل کا عدو ہو جای گا

دیکھنا سوت کیسکی میری قسمت مین ہنین
ہو گیا ہی آینہ سد سکندر کا جواب

وہ ہوی رخصت سحر آئی قیامت لیکی ساتہ
صور کا نالہ ہوا بعد اکیہ کا جواب

نہ انتظار کی تکلیف پوچھیی مجھسی
گذر گئی جو گذرنی تہی جان مضطر پر

ملتی جنسہ ہنین دل خانہ خراب کی
پوچھین نشان کسی سی کہان جستجو کرین

یارب یہ دل ہی جوش ہوس خاک مین ملے
کب تک ہر ایک بات کی ہم آرزو کرین

تیر نگاہ یار سی دونون کو عشق ہی
دل سا سنی کرین کہ جگر رو برو کرین

کھلا ہی ای رسا باب اجابت
مگر فرصت ہنین مجھکو دعا کی

فسردہ دل چمن روزگار مین آی
خزان کو ساتہ لیکی موسم بہار مین آی

رسا منشی انبا پرشاد ابن لالہ چندی پرشاد وطن انکا لکھنو ہی مگر سالہای دراز سی اسی دار الریاستہ مین رہتی ہین عہد جنت آرامگاہ طاب ثراہ سی ملازم سرکار دولتمدار ہین داستان گوئی مین مشہور روزگار ہین پچاس برس کی عمر ہی کبھی شعر کہنی کا بہی اتفاق ہوا تھا میرزا محمد تقی خان ہوس کو اپنا استاد بتاتی ہین یہ اونکا کلام ہی

مخمس بر شعر مرزا محمد تقی خان ہوس

ہنین ہی وہ کبھی کسی کی وہ جانین کیا رسم و راہ الفت
نہ دلبری کی ہی بات اونین نہ پاس یاری کچھ مروت

چمن زمانی سی ہی نرالی طرح کی ہی او چمن وحشت | ابھی جو راہی عدم کا پایا چلی خفا ہو کی وقت رخصت

نہ مڑ کی دیکھا نہ بات پوچھی نہ کی تسلی قریب آکر

مخمس بر اشعار میر دوست علی خلیل

نہ انسی نسبت ہی مہر کو کچھ نہ انسی لگا ہی کچھ قمر کو | شراب عشق و محبت انکی ہی زہر قاتل دل و جگر کو

جدھر یہ رہتی ہین دشمن جان نکالتی انسا کبھی ادھر کو | بلا ہی بانیہ ہی ان بتون کا خدا بچای ہر اک بشر کو

پری کو دیوانہ چشمکیون مین بناتی ہین یہ اوڑا اوڑا کر

ہوی ہین مست ہم دونون باہم خوشی ہو تو کو کلام کیجے | ہمین ہی کچھ نی محفل صحبت گلی مین ہاتھو کو ڈال دیجے

شراب گلگون بھری ہوی ہی شیشی مین دست رنگین مین جام لیجے | حجاب بیجا ہی وصل کی شب نقاب اولٹی شراب پیجے

ہماری تنہی کچھ اپنی کیسی لپٹی اب منہ سی منہ ملا کر

فنا ہی نقش و نگار ہستی یہانکی راحت ہی اک کہانی | ہی موت کا خوف خضر کو بھی اگرچہ ہی طول زندگانی

مسافر وہ دم نہ یہان تھم کر قبر قاتل ہی یہانکا پانی | بڑی ہی غفلت یہان ٹھہرنا طلسم باغ جہان ہے فانی

قیام ہستی چمن پہ جیسی صبح پھول ہنستی ہین کھل کھلا کر

رسا کی کچھ تو گمان غافل طلسم فانی ہی نقش ہستی | جسی بلندی سمجھتی ہین یہان جو غور کر تو ہی عین پستی

گئی جوانی بڑھاپا آیا نہین ہی اب وقت جوش مستی | بتان ہندوستان مین تو نی بہت سی کی سیر بت پرستی

خلیل کعبی مین چل کی یہان سی بس اب کچھی تو دن خدا خدا کر

رسوا تخلص صاحبزادہ سجاد علیخان ابن صاحبزادہ محمد سعید خان المرحوم کا ذکر حرف الف مین گذرا اٹھارہ برس کی عمر ہی محمد جان خان اخگر شاگرد حسن علیخان عاجز کی شاگرد ہین جو کلام اپنا اونہون نی بہجوایا اوس مین سی ایک شعر ریختہ بر مین آیا

ریختہ

یہ تو نی کسکی آنیکا صبا مژدہ سنایا ہی | کہ شور خندہ گل نی چمن سر پر اوٹھایا ہی

رضا صاحبزادہ علیم اللہ خان خلف صاحبزادہ امداد اللہ خان تاب جنکا ذکر حرف تا ی قرشت مین گذرا امیر احمد علی رسا کی شاگرد رشید ہین اکتالیس برس کی عمر ہی طبیعت اچھی فکر بلند ہی اشعار قابل دید ہین

مدح بندگان حضور پر نور

زہی وہ سرور عالی کہ جسکی اوج بخشا ہی
خوشا وہ شاد جسکی مدح سی بن ہی خاقانی

شہ کلب علیخان بہادر خسرو نامی
کہ جسکی در کی دارا جانتا ہی فخر دربانی

بہار گلشن خوبی ہی تازہ تیری مقدم سی
ہوا ہی نطق بلبل کا سبب تیری ثنا خوانی

بھلا بال ہما کیا ہی جو تیری فرق تک پہنچی
پر روح الامین کو چاہیی ہی یہان مگس رانی

نگین خاتم زیبا ہی روشن نام نامی سی
مزین اسم اعظم سی ہی یا مہر سلیمانی

شمیم معدلت پہنچی فلک پر کیا عجب ہی
کری خورشید گلشن مین جو شبنم کی نگہبانی

بھلا حاتم کو تیری بخشش و ہمت سی کیا نسبت
کہ تو ہی شاہ شاہان حاتم طی مرد دہقانی

کوئی لیتا نہین نام مسیحا عہد مین تیری
ہوئی ہی فرض صحت پر طبیعت کی نگہبانی

صفت تیغ

چمک ہی اسکی بجلی آب اسکی نوح کا طوفان
زہی قدرت خدا کی ایک جا ہی آگ اور پانی

یہ وہ بجلی ہی گر پڑ جای عکس اسکا سر میدان
نظر آنی لگی چار آئنی مین شکل حیرانی

صفت اسپ

یہ رہوار وہ نہین یکتا شہسوار وہ نہین ہی تو یکتا
نہ ہی تیرا کوئی ثانی نہ اس رہوار کا ثانی

اشعار غزل

اونکی وعدی کا اعتبار کیا
ہمنی خود دل کو بیقرار کیا

اب وہ نہین مجھسی کیا غرض ملنی
ایک دل تھا سو وہ نثار کیا

رضا تخلص مرزا رضا حسین خلف مرزا احمد حسین شہ زور نبیرہ و شاگرد

مولوی مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی آزردہ تخلص والد ماجد انکی لکھنو مین ملازم سرکار شاہی رہی زور و طاقت مین ضرب المثل تہی تواضع و انکسار مین بی بدل تہی یہ فرزند دلبند بہی اونکی قدم بقدم ہین اس صورت اس سیرت کے آدمی بہت کم ہین کئی برس سی اس سرکار فیض آثار مین نوکر ہین تیس برس کی عمر ہی وجاہت صوری اخلاق معنوی مین مشتہر ہین شعر کا بہی ذوق ہی اردو فارسی دونون زبانونکا شوق یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

تیر نگہ کا یارب دلپہ نہ وار ہوتا	بہتر تہا اس سی نیزہ سینی کی پار ہوتا
دن رات جو رہتا ہو رقیبونکی بغل مین	ملتی ہو رضا اوس سی حیا بہی نہین آتی

مدح بندگان حضور بزبان فارسی

سوای خرابات در دور تو	کسی را ندیدم بحال خراب

رضا تخلص غلام رضا ولد منشی انبا پرشاد رسا لکھنو انکا وطن ہی مگر تیس برس سی ہی دار الریاست مسکن ہی انکی باپ مدت سی اسی دولت کی تنخواہ دار ہین داستان گوئی مین ملازم سرکار ہین اب انکی عمر چالیس برس کی ہی سلسلہ تلمذ کا بواسطہ اپنی باپ کی میر تقی ہوس مرحوم تک پہنچتا ہی یہ ایک شعر اونکا ہی

ریختہ

لو مبارک ہو رضا کا مٹگیا نام و نشان	تم بہی رسوائی سی چھوٹی غیر بہی بی غم ہوا

رضا نام انکا معلوم نہین تذکرہ گلشن بیخار تالیف نواب محمد مصطفی خان شیفتہ مغفور مین اسیقدر لکہا ہی کہ دار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور انکا وطن ہی اور ایک ہی شعر اونکا لکہا تہا کہ اس تذکری مین نقل کیا

ریختہ

اب کوئی بخطی مین مجنون پہ بلا آتی ہی	جرس ناقہ لیلی کی صدا آتی ہی

رضا تخلص میر رضا علی ابن میر شتربان علی مرحوم پچاس برس کی عمر ہی کبھی کبھی سلام کہتی ہین میرزا قاسم علی بیگ متخلص بذوق شاگرد میان دلگیر سی تلمذ ہی یہ اونکا کلام ہی

از سلام

طوق ہی ڈالہ وگردن مین یہ کہتی تہی غل	بیڑیان ہتکڑی عابد کو پنہاتی آئی
ناریون نی نحیا نور خدا کا کچہ پاس	حمیہ سبط پیمبر کو جلاتی آئی

رفعت خلاق مضامین و معانی مولوی غلام جیلانی عالم باعمل معقول و منقول مین ضرب المثل جواہر اسرار و حقائق کی خازن سرآمد ارباب کشف و اصحاب باطن پدر بزرگوار آپ کی جناب مولوی احمد صاحب مرحوم گیلان سی کہ بغداد کی مضافات سی ہی روہیلکھنڈ مین تشریف لائی وہین مولوصاحب کی ولادت باسعادت ہوئی بعد برہمی ریاست حافظ رحمت خان پیلی بہیت سی اس دار الریاستہ مین آئی پہر یہین اقامت ہوئی علوم عقلی مولوی حسن صاحب سرور سی حاصل کیی چندی شاہ جہان آباد مین رہ کر علوم نقلی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سی پڑہی اوسی دار الخلافہ مین بعض امیرا نہونی کسب زبان فارسی کا اتفاق ہوا تالیفات آپکی کثیر ہین اونمین سی ایک مثنوی کہی ہی در منظوم کہ وہ جنگ نامہ جناب غفران مآب حضرت نواب غلام محمد خانصاحب بہادر انار اللہ برہانہ کا ہی اور ایک دیوان فارسی اور چند ورق گداختہ متفرق ریختہ کی ہیچمیرز کو ہاتہ آئی چند شعر دیوان فارسی اور اردو سی اور چند شعر اوس مثنوی سی انتخاب کر کی اس تذکری مین لکہی گئی مولوصاحب ممدوح سی بڑا فیض جاری ہوا مولوی حیدر علی صاحب اور مولوی خلیل الرحمن صاحب اور مولوی محمد صاحب اور مفتی محمد شرف الدین صاحب یہ سب شاگرد مولوی صاحب موصوف ہین کبیر خان تسلیم اور عنبر شاد خان عنبر

اور خلیفہ محمد غیاث الدین صاحب عزت تلمذ زبان فارسی مین معروف ہین قوت حافظہ
کی یہ کیفیت سنی گئی کہ بعد اتمام صحبت مشاعرہ اکثر شعرا کی غزلین مطلع سے مقطع تک
پڑھ دیتی تھی مولوی حب العلی صاحب کبیر خان تسلیم کی زبانی نقل کرتی ہین کہ ایکدن
مولوی صاحب فرماتی تھی کہ بتیس ہزار دیوان میری نظر سی گذری ہین اور اون
دواوین کی اشعار جن پر بنظر انتخاب میری صاد ہین میری بیاض پر مرقوم اور
مجھی یاد ہین ہشت خلد نام ایک مجموعہ اشعار اساتذہ جس مین اوصاف سراپای
معشوق ہین تالیف فرمایا ہی المختصر اسی برس کی عمر مولوی صاحب نی پائی
اور بارہ سو چونتیس ۱۲۳۴ ہجری مین دوشنبہ کی دن چاشت کی وقت ماہ ذیحجہ کی
ستائیسوین ۲۷ کو رحلت فرمائی تاریخ رحلت جو عنبر شاہ خان مرحوم نی موزون کی ہی
وہ یہان لکھی جاتی ہی

قطعہ تاریخ

چو از دنیا جناب پاک رفعت	گذشت از غم دلم اندوہگین شد
نہ تنہا جانم از مرگش طپان است	کہ جان عالم از فوتش حزین شد
زبان در سوگ او پیوست با ہم	بیان در ماتمش با غم قرین شد
وجود پاک او از نیک ذاتی	جنان را لیک ہر دم دلنشین شد
از آن بہر حساب سال فوتش	بتاریخش دل خلد برین شد ۱۲۳۴ھ

ریختہ

ہوں میں وہ مرغ چمن بعد اسیری جسکو	بال و پر توڑ کی کرتا نہین صیاد پسند
گرچہ پامال کیا تھا مجھی رفتار نی لیک	کر دیا عشق نی اوس قد کی مرا نام بلند
جوں شمع اگرچہ بی زبان تھی	پر سوز تمام کہہ گئی ہم
یہ بار غم فراق رفعت	اتنا تھا کہ جسکو سہہ گئی ہم

کچھ نہیں ہم ہیں بغیر از دل سوزان رفعت
مدت ہوئی کہ نالۂ موزون نہیں سنا

پیرہن صورت فانوس نظر آتا ہی
کوچی سی تیری حضرت رفعت کہ ہرگئی

بندہای واسوخت

کیا عجب دن تھی کہ وصل یار حاصل تھا ہمیں
سیر گل اور جام مل ہمہ بار حاصل تھا ہمیں

بی خلش اغیار کی دیدار حاصل تھا ہمیں
ساز عیش و نغمۂ سرشار حاصل تھا ہمیں

یاد آن روزیکہ در میخانہ منزل داشتیم
جام می بر دست و جانان در مقابل داشتیم

اب وہ صورت ہی جدائی اور تنہائی ہی آہ
مونس و غمخوار بھی اپنی ہوئی اک تباہ

پیش و پس کوئی نہیں ہی یہان بجز ذات الہ
اب نہیں آتا نظر کوئی جدھر کیجی نگاہ

آنکہ می سوزد بدرد من دلش جان من است
وانکہ می گرید بحالم چشم گریان من است

فارسی

جلوہ رنگ نزاکت بسکہ از ہر مصرع موزون
تبسم گرمی شد شمع راہ آن دہان رفعت
بر نمیدارد دماغم تاب حرف نازکی ان
بگلشن دیدہ ام ہر غنچہ را پیش دہان او
تماشا کردہ ام وقت عرق افشانی روی دوست
خیال ریزش خون کہ در دل کردہ ظالم
دیدہ بخشا کہ ہم طرفہ تماشا دارد
دست خود کوتہ نمی کرد از ستم زلف دراز
دلبر محجوب گستاخانہ چون آید بہ

شود رنگین ز اوراقش چو گلچینان اناملها
چو عنقا ہیچ کس ہرگز نمیدیدی نشانش را
چون صدف از گوہر خود سینہ در گوشہ ہا
ز خجلت بر نمی آید برون سر از گریبانها
کہ می گردند گرد ماہ رخسار تو اخترہا
کہ از ہر سو بکف دارند مژگان تو خنجرہا
گردش چشم بتان ساغرستان امشب
این زمان در دور خطش زیر پا افتادہ است
گر تبسم ہم لب خود از حیا بکشادہ بود

باز از در آن شوخ کافر کیش می آید
خدا حافظ تمکینش دل صد ریش می آید

شب که آن شوخ نگاهی بسوی ما می کرد
جنبش چشم ندانم که چه ایما می کرد

دست کوتاه کن ای شانه ازان زلف دراز
دلفگاران همه حلقه بپریشانی چند

هر برگ گل می طپد چون نبض بیمار از رخش
می رسد آواز در گوش از پریدنهای رنگ

مثنوی در منظوم

حمد

چو شد تیره وار جلالش سماک
سماک با بزره شد نهان زیر خاک

علم کهکشان ماه طاس زرش
ز گیسوی شب پرچمی بر سرش

مناجات

بیا ساقی از من جدا کن مرا
بدریای می آشنا کن مرا

بمیخانهٔ عشق احمد رسان
لبم بر لب جام سرمد رسان

جوش بهار

بهارست سودا چو سنبل دمید
بداغ جنون لاله و گل دمید

صبا گریهٔ غنچه را چاک زد
هوا گوهر ژاله بر خاک زد

کثرت لشکر ممدوح

ز جوشش خلایق دران پهن دشت
زمین سو جنبان همچو سیلاب گشت

زمین را دران منزل و مرحله
چو ارض نشاپور صد زلزله

ز جام سم اسپ در جا بجا
زمین داشت سرمستی بادها

نی نیزه ها چون نیستان شده
بیابان نیستان شیران شده

نباشد بعالم چنین نیستان
که گردد بدو شش هزبران روان

صفت خونریزی

ز امواج طوفان سیماب خون	چو کبریت احمر زمین لاله گون

رزم

کمان چنان ماند آن خدنگ اجل	خدنگ آفت جان بزنگ اجل
سپر دست و اعضای جسم درشت	به دریای خون ماهی و سنگ پشت
ز چشمان چیران آن کشتگان	زمین از نگین گشت چون آسمان
سنان همچو مژگان لیلی دراز	که شد غرق در خون اهل نیاز
تبرزین شبیه کف نوعروس	بخون سرخ چون شاخ تاج خروس
سپرهای رنگین در آن رزمگاه	برنگ گل لاله سرخ و سیاه
کمان شاخ گلبن در آن دار و گیر	شبیه سر غنچه پیکان تیر

تمهید

جهان چیست یک قلزم بیکران	پر از گوهر سود و موج زیان
یکی را گهر زینت فرق کرد	یکی را بموج خطر غرق کرد
یکی را بساحل دهد جام زر	یکی را بگرداب خون جگر
یکی را رساند بآب بقا	یکی را سپارد بخاک فنا
صدف را بکف داد در خوشاب	تهی ساخت از نقد مشت حباب

صفت سردار

سمندش بجالش چو باد بهار	کمندش به پیچش چو گیسوی یار

وصف ممدوح

بکرسی نشینان چنان تیغ راند	که حرف شجاعت بکرسی نشاند
در آورد بر شعله پوشان وبال	شفق پاره و پاره شد از تیغ هلال
بگردش صف دشمنان صد هزار	چو مژگان به پیرامن چشم یار

رزم

به تیغ و تفنگ در هم آویختند	بجای عرق خون دل ریختند

هندوستان

ثنا پرورش سعدی نوبهار	گلستان او صاف او در کنار
ملیک جهان و جهان بی نیاز	موافق نواز و منافق گداز
فلک افسر بندگان درش	زمین مسند شوکت چاکرش

اشعار قسمیه

به زلف چلیپای زاهد فریب	که گیرد ز قیس و رهبان شکیب
بموی کمر زیب زنار شان	گرشته مسلمین را کمند زیان
بروی که صبح است تفسیر او	بموی که شام است تعبیر او
بسپاره گل تا یابت رنگ	بنجوشخوانی بلبل خوش ترنگ
به نگینی غنچه لعل یار	بشیرینی بوسه آبدار
به پیشانی عشق و پای نگار	بدست تمنا بدامان یار
بشمشیر ابرو به تیر نگاه	به هندوی گیسو بخال سیاه
بناشک غم شام غمدیدگان	به آه صباح ستمدیدگان

ساقی نامه

بیا ساقی از باده جوی بیار	کدو گر نباشد سبوی بیار

صفت صبح

سحر گرد چون فوج شرقی هجوم	گریخت از فلک سر بی نجوم

صفت دریای شور

زمین آب و افلاک گردیده آب	جهانش نمودار وضع حباب

تلاطم نمودار تا آسمان   ز امواج آتش یکی کهکشان

صفت سرزمین عرب

خوشا نوبهار دیار عرب   گل افشان انوار رخسار عرب

هوا سایه دار دم عیسوی   زمین طینت جام کیخسروی

نسیمی که بر آب او بگذرد   بآب خضر موج راحت برد

سوادی چو مژگان لیلی دراز   سوادی چو زلفین سلمی دراز

سوادی دل افروز چشمان حور   سوادی ردای تجلی حور

سوادی زلال خضر در برش   سوادی سویدای دل چاکرش

سواد بهار خط دلربا   سواد دیار حبیب خدا

تمهید

دلی کز محبت بود می پرست   ز خار بیابان گل آرد بدست

بچشم ترش بوته خار زار   نماید چو طاوس رنگین بهار

صفت تابستان

هوا گرم خورشید و دشت فراخ   فلک شعله بار و زمین سنگلاخ

اعزاز نامه

بعزت گرفت و چو گل زد بسر   رسانیدش از بوسه مهر گر

مدح حضرت شاه ابو العلی قدس سره

سیادت ردای برودوش او   کرامت قبای هم آغوش او

شریعت بهار گل روی او   طریقت شکار دو گیسوی او

چو از داغ عشقش فروزان شود   دل کفر مشتاق ایمان شود

رقمت لاله رام دلار ولد لاله من بهاون لال قوم کایته ملازم سرکار دولتمند

چھتیس برس کی عمر صاحب عالم مرزا رحیم الدین حیا کی شاگرد ہین یہ اون کی دو شعر لکھی گئی

ریختہ

زندگی خضر و مسیحا کی نہ کیونکر ہوتی　　روگ الفت کا نہتا عشق کا آزار نہتا

آفت ہی گو کہ فتنۂ روز جزا مگر　　کیا سر اوٹھای گا تری ٹھوکر کی سامنی

رفیق میرزا علی حسین ابن میرزا علی نقی چھپن برس کی عمر مرد ذہین و ذکی مرثیہ و سلام مین میر ببر علی انیس سی مشورا ہی مرثیہ خوانی کا رنگ اونہین سی سیکھا ہی اور اقسام شعر مین ابتداءً مولوی محمد بخش شہید شاگرد شیخ امام بخش ناسخ کی شاگرد تہی اب شیخ امداد علی بحر سی تلمذ ہی یہ دو شعر اونکی ہی وہ لکھی گئی

ریختہ

کیونکر نہ اونکا مصحف رخسار چومتی　　آداب تہا ضرور کلام مجید کا

اپنی قسمت مین ہی جو تنہائی　　نیند ہی رات بہر نہین آتی

رقت مولوی حافظ حبیب الغنی مغفور ابن مولوی ضیاء الغنی مبرور حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی اولاد مین ہین مولوی غلام جیلانی رفعت کی شاگردون مین ممتاز و مشہور مولوی جمال اور مفتی محمد شرف الدین غفر اللہ لہما سی کتب درسیہ پڑہی ہین اور علم تفسیر و حدیث کی سند مولوی نور الاسلام مرحوم سی حاصل کی تہی پچپن برس کی عمر پائی چوتھی رجب کو بارہ سو اکسٹہ [۱۲۶۱] ہجری مین رحلت فرمائی دیوان انکا تلف ہو گیا چند غزلین ہاتہ آئین اونمین سی کچہ شعر لکھی گئی

ریختہ

مثل حباب کہولتی ہی آنکہ ہی فنا
ہمکو دم نخست دم واپسین ہوا

کر ہاتہ سی تو اپنی مجہی زہر کا دی جام
اوس جام کو مین ساغر کوثر سی نہ بدلون

کیا ظلم ہی اغیار مجہی آنکہین دکہائین
مین تیوری ہی ای یار تری ڈر سی نہ بدلون

آتی گر رو برو شب ہجران
صبح کر دینگی داغ روشن ہی

اپنی آہون سی یا نگہ سی تری
سینی مین پڑ گئی ہین روزن سی

شوق گردش جو ہو تجہی گردون
باندہ دامن ہماری دامن سی

خامشی غنچی کی ہی تعلیم بلبل کی لیی
یعنی چپ رہنا ہی بہتر ہی اثر فریاد سی

رگہناتہ جو بی رگہناتہ پرشاد تواری ابن جو بی ملدیو داس تواری چوبیس برس کی عمر علم انگریزی ہی حاصل کیا ہی کبہی کبہی کبت وغیرہ بہی موزون کرتی ہین بہاکا مین اپنی والد سی تلمذ ہی چنانچہ یہ کبت اونکا ہی

کبت دربیان حالت وصل

دم پت سہای اَت آنند سون سیج پر سکہ اُپجای راجین کام کیل گہہ مین
ایری لون لٹک آی جہوٹی سو بہا سسای کیس باندہبی کی کاج تیا لینی کر مین
کبت رگہناتہ سو تہ بہایو پیاری پتیم کو بامان سون کمت باٹ دیکہی چپ پر مین
بہاجی کام رنگین کہہ سای یا تی تن مین پری ہین یاسر عنین کرو جی پیاری کر مین

شرح دم عورت پت خاوند سہای اچہی اَت نہایت آنند سون خوشی سی سیج پر پلنگ پر سکہ اپجای عیش مین مست راجین راج کرتی ہین یعنی عشرت کرہی ہین کام کیل گہر مین خلوتخانی مین ایری لون ایڑی تک لٹک آی چہوٹی سو بہار سای کیس چہوٹی ہوی خوبصورتی سی بال باندہبی کی کاج باندہنی کی واسطی تیا اوسے عورت نی لینی کر مین لیی ہاتہ مین یعنی اوسکی بال جو بہت خوبصورتی کی ساتہ ایڑی تک لٹکی ہوی تہی تو اوسی باندہنی کی واسطی ہاتہ مین لیی کبت رگہناتہ تخلص شاعر

سونہ بہایا تو سوا اچھا نہ معلوم ہوا پیاری پیتم کو پیاری خاوند کو یا ماں سو کہت بات عورت سی کہنی لگا بات دیکھی جب پرین دیکہ کی خوبصورتی بہت یعنی خاوندنی جو اوسکو دیکھا کہ یہ بالونکو باندہنی کا ارادہ کرتی ہی تو اوسکو خوش نہ آیا بلکہ وہ لٹکی ہوی بال بہت اچھی معلوم ہوتی تہی تو اوسنی یہ بات کہی بہاجی کام رن ہین بہاگی لڑائی کی وقت یہ کنایہ ہی حالت وصل سی یعنی یہ بال تمہاری لڑائی کی وقت مین تمہاری پیچہی جا پڑی کہسانی یا تی من ہین شرمای جاتی ہین اسی سی اپنی دل مین پڑی ہین پانو پر پڑی ہین پاون کی پناہ ہین کروجی پیاری کر مین ای پیاری ان پر کرم کردیسی ان کو نہ باندہو کہ انہون نی ڈر کر اپنی بالکر تمہاری پیچہی پناہ لی ہی

فصل زای معجمہ

زخمی تخلص صاحبزادہ غلام حضرت خان ابن صاحبزادہ احمد یار خان افسر صاحب طبع سلیم و ذہن مستقیم اخوندزادہ احمد خان غفلت اور کرم خان کرم کی شاگرد رشید ہین نتایج فکر انکی قابل دید ہین پچہتر برس کی عمر پائی بارہسو اٹہتر ہجری ہین شعبان کی تیسری تاریخ رحلت فرمائی یہ شعر اونسی یادگار ہین

ریختہ

جھڑکی کا بھی اندیشہ ہی لو بسی کی ہی امید	گو یا لب جانان ہی محل خوف و رجا کا
اکڑی جب خار بیابان سی ہوی دامن کی	عذر خواہی کی لیی چاک گریبان آیا
نظم ابرو و نشہ خط پڑہتا ہی فرفر آئینہ	سب رسالہ حسن کا رکہتا ہی از بر آئینہ
کونسی شی ہی کہ مصر حسن ہین پیدا نہین	پر یہ حسرت ہی کہ اک جنس وفا نایاب ہی

فارسی

خیال کاکلش بگزید در دل جای سیدا نم	نخواہد دید روی صبح این شبہای تار من

رباعی

فرہاد نیم کہ سر بکہسار زنم	نی قیس صفت پا بہ سر خار زنم
زخمی جز این دگر ندارم ہوسی	تا دست رسد سرا در یار زنم

زکی میر محمد زکی سید غلام رضا انکی ولد ماجد کا نام ہی وطن قصبہ بلگرام ہی سراپا ذہین و زکا ہی اسم باسمی ہی مرزا دبیر لکھنوی کی شاگرد ہمین بڑی مشاق سلام اور مرثیہ کہنی مین طاق لکھنو اور عظیم آباد وغیرہ مین بڑی دہوم دہام کی مجلسونمین پڑہی اور خوب پہولی پہلی قصیدہ و غزل وغیرہ اور اقسام کی شعر کم کہتی ہی مگر جب کہتی ہی تو مضمون مین کسی سی کم نرہتی ہی عہد بندگان حضور مین برسون یہان نوکر رہی فیض دربار دُربار سی بہرہ ور رہی پہر دکن کو گئی کئی برس حیدرآباد مین رہی پہر وہان سی رخصت لی اور وطن پہنچکر شعبان کی بارہوین تاریخ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین حلت کی پچاس برس کی عمر ہی کلام اونکا آزادہ طبعی سی جمع ہوا یہان مدح بندگان حضور مین جو کچہ کہا تہا اوس مین سی کچہ انتخاب ہوا

قصیدہ مدح بندگان حضور

حرف غم صفحۂ خاطر سی ہوا ہی یون محو	واہمہ ڈہونڈہ کی کہتا ہی یہ تہا ہی نہین
ہمین دی کی ہی اس جشن نی دن پہیری	وہ ہوا ہمسر اروی یہ ہوا شہر ورین
دل مین کرتا ہون جو آنکہونکی چہرو کو ٹسی نگاہ	صاف آتی ہی نظر محفل عشرت آگین
بیش ازین داغ ہی اور اب ہین مرادونکی چراغ	پہلی خاک اڑتی ہی اور اب ہی بساط رنگین

مدح

ذی حشم کلب علیخان بہادر نامی	تا ہی یوسف وشایان ثنا و تحسین
جسکا تربت جاوید خوشا نقش و نگار	حاشیہ اسکا ہی فردوس یہ ہی متن متین
قالب مہر مین جہان کی بخشہ طور ہین جہاز	ہی تجلی شب شدر چراغان یہ نہین
آیئی کرتی ہین جو اہل نظر سی چشمک	گر بیا جلوۂ حسن در و دیوار ہبین

ربط و اخلاص کا دی حکم جو ہیبت تیری
ناف آہو کی ہوا در خون تن شیر عرین

آی برد او سلاما جو زبان پر تیری
نار سوزان مین ہو تاثیر انار یاسمین

صفت شمشیر

جنبش ابروی معشوق ہی جنبش اسکی
کاٹ ہی اسکی ہوا سیفی قاطع کا یقین

ہی یہی صاعقہ تمتہ ہی برق غضب
چرخ پر جا کی یہ کوندی تو لرز جای زمین

صفت اسپ

تیری گلگون صبا دم کی لکھون کیا اوصاف
خوش روش خوش قدم اعجوبہ پر زادہ حسین

یہ ستارہ و نکاہی جو مرکہ مرصع پاکھر
ہین رکابین مہ نو برج شرف خانۂ زین

ہی سن و سال مین ہا گند اداوی ہین جوان
تیز صرصر سی کہین برق سی چالاک کہین

یہ فلک سیر ہی مثل نظر صاحب کشف
اور کی سن لی خبر وحی جو دین روح امین

وہ ور آینہ کی لی آی یہ دم بہ مین خبر
اسکی راکب سی کوئی پوچھہ لی حال پسین

صفت فیل

کوہ سی نکلی ہین دو چشمۂ شفاف لطیف
اسکی دانتون کی نمایش سی یہ ہی ذہن نشین

مشک کا کوہ ہی کافور کی شمعین روشن
یا یہ دو غنچی ہین خرطوم ہی شاخ نسرین

لکہ ابر سی ہین دو مہ کامل نکلی
پردۂ شب سی نمودار ہین دو مہر مبین

رنگ مشک پہ ہی یا طور پہ آئی ہی ہماگ
آینہ سنہ پہ ہی یا لوح طلسم رنگین

شان ہین وصل کی شب اوج مین عرش اعظم
رنگ مین ثانی لیلی ہی ادا مین شیرین

طرفہ رو وار نمودار سبکتاز بجہول
وہ دل آویزی رفتار وہ حسن تمکین

دیگر در مدح

بہر دفع حسد کی چشم ارباب نظر
سر مئی اطلس کا کہینچا ہی فلک نی سایبان

کثرت سیلاب سی ہی آینہ روی زمین
ابر کی لکون سی ہی سوسن کا تختہ آسمان

وہ گرجنا رعد کا بارش کا وہ جوش و خروش
وہ حجاب مہر وہ جھپاکی برق جہان

اوٹھکی قبلی سی گھٹا دیتی ہی ستونکو صدا
وقت نوشا نوش ہی ہان صاحبان کیف پان

تخم سی ذرّون کی اوگتی ہین نہال یاسمن
زرد تھی کوہی جو ہوئین ہین کشت زعفران

سبز ہی مثل گیاہ تر خس و خاشاک بھی
پہاڑیان جنگل کی مہندی کی بنی ہین مٹھیان

سبزۂ رخسار جانان کی طرح ہوتا ہی سبز
خاک پر گر کھینچتی ہین خط برای امتحان

خوبی آب و ہوا سی عام ہی بالیدگی
طفل ہوا اس فصل مین پیدا تو فورا ہو جوان

خون بکر دوڑتا ہی رنگ ہر تصویر مین
صوت و معنی پہ صادق ہی مثال جسم و جان

رقص پر مائل ہین پر کھولی ہوی طاؤس مست
اودی اودی بادلونکو دیکھکر ہین شادمان

ہر گھڑی وہ کوکلا کی ہوک اور کویل کی کوک
وہ پپیہی کا بھی ساتھی بول اوٹھنا پی کہان

سرنگون ہین فرط بارش سی شجر مثل عروس
کر رہی ہین سجدۂ شکرانہ جھک کر ڈالیان

عین بارش مین نکل آتی ہی جب قوس قزح
صاف تنجاتی ہین نیرنگی گردون کی نشان

مدح

معدن خلق و مروت مخزن جود و کرم
نکتہ فہم و نکتہ رس شیرین زبان شیرین بیان

خسرو دوران فریدون فر سکندر منزلت
حسن مین یوسف حکومت مین سلیمان زمان

اپنی دزدیدہ نگاہی سی ہی معشوقونکو خوف
زخم بھی پانی چرا کر دمبدم ہی خونفشان

فتنہ خوابیدہ ہی شر معدوم ہی مفقود ظلم
مٹ گیا ہی صفحۂ ہستی سی بدعت کا نشان

پرچی سی اخبار کی اندیشۂ افشا جو ہی
چھپ نہین سکتا ہی دل مین ہی کوئی راز نہان

صفت تیغ

یون جماتی ہی یہ لالی اسکی دشمن کا لہو
جس طرح جمتی ہو لب معشوق پر سرخی پان

کوہ ہو یا کاہ ہو یکسان ہی اسکی سامنی
خود ہو یا سر ہو فولادی زرہ یا استخوان

بی کی صورت ہی جو یہ قائل تو ہی یمین رمز
دو ہی کرتی ہی مخالف کو بوقت امتحان

اسکی ہر شش سی قیامت سنگی ہر دی جو تنگ او تہمیز ‌ ‌ ہو لب تصویر سی پیدا صدای الامان

صفت اسپ

وہ دہانا وہ بھرا سینہ وہ گردن وہ کفل ‌ ‌ دُم ہی پروین بدر ہین سم زین مہر آسمان

کر رہی ہین شوخیان آنکھون کی بڑی بڑی غزال ‌ ‌ یال ہی یا حور کی گوندھی ہین اپنی چوٹیان

جلد نازک سی نظر آتی ہین یون اسکی رگین ‌ ‌ جسطرح ابر تنک سی چاند تاری ہون عیان

دیکھکر سایہ کو بل کرتا ہی یہ نازک مزاج ‌ ‌ برچھیون اوڑتا ہی ہوا سی ہی جو ہلتی ہی عنان

وصف اس صرصر شمیم کا کوئی لکھی یا پڑھی ‌ ‌ ذہن دوڑی صوت فرف چلی فرفر زبان

ہاتہ مین کاتب کی شوخی سی ورق اوڑنی لگی ‌ ‌ یک قلم ہون حرف ساکن بہی عبارت مین روان

فرش گل پر گر یہ دوڑی صورت باد صبا ‌ ‌ کیا سکت روی ہی نہ پیدا ہو کہین سم کا نشان

یہ وہ مرکب ہی کہ فوراً عرش پروازی کری ‌ ‌ دلمین راکب کی اگر آئی خیال لامکان

وہ اوٹھا کر آنکہ دیکھی جانب چرخ برین ‌ ‌ اور اوڑی یہ ثانی رفرف جماکر ٹاپیان

اتنی وقفی مین کہ بس جھپکی ادہر اوسکی پلک ‌ ‌ یہ ادہر جاکر وہان سو بار پھر آئی یہان

اشعار غزل

بُرا ہو نامرادی کا رُلایا ہی بہو برسون ‌ ‌ مری دلمین رہی ہی داغ نشتر آرزو برسون

اوٹھائی ہی گری کب خاطر نازک حسینون کی ‌ ‌ دیا بوسہ مگر برہم رہا وہ تندخو برسون

حبابونکو کیا محجوب ہمنی بارہا رو کر ‌ ‌ پھپولی دلکی پھوڑی ہین کنار آبجو برسون

گریبان عاشق بیکس کا ہی درویش کا دامن ‌ ‌ فلک کی ہاتہ سی رہتا ہی محتاج رفو برسون

ہوا تھا ایک شب ہمخواب وہ غنچہ دہن اگر ‌ ‌ نہ گئی پھولون کی آیا کی ہی گل تکیون سی بو برسون

مثل خزان بہار کا نقشہ نظر مین ہی ‌ ‌ لالی کی طرح داغ ہماری جگر مین ہی

عاشق کی جان زار بھی قاصد کی ساتہ ہی ‌ ‌ دل ہی کہ خط شوق کف نامہ بر مین ہی

اللہ ری اسیری بلبل کا اہتمام ‌ ‌ صیاد بات کون سی اسکی مشت پر مین ہی

لنگر جواب خط ابھی قاصد بھی آئی نہیں — ای چشم تر نہ رو کہ مسافر سفر میں ہی

قطعہ تاریخ عطای تمغای ستارۂ ہند بہ جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان

زہی خطاب نکونامی و خوش تمغا — کہ با نشان سعادت بود ستارۂ ہند

چنین عطیۂ عظمی سزد بہ ممدوحم — کنون گرفت فروغ ابد ستارۂ ہند

دبیر چرخ بتاریخ چون قلم برداشت — نوشت آب بخورشید زد ستارۂ ہند

تاریخ شادی صاحبزادۂ محمد حیدر علیخان بہادر

برای تہنیت در سلک نظم آرم چنان مطلع — کہ ہر حرفش کتابی باشد و ہر نقطہ دیوانی

ہزاران در ہزار است اندرین اصناف تالیفی — کہ در ہر صنف تاریخست و ہم نظم خوش ارکانی

باین تکثیر تالیفی شگون علم و دولت شد — پی یوسف علیخان و پی حیدر علیخانی

زکی در گوش دل پیہم رسد این مژدہ خوشتر — کہ میگوید سروش غیب با لبہای خندانی

زہی نوشہ زہی شادی زہی سامان زہی شانی — نکو صحبت نکو جشنی نکو جای نکو آنی

تاریخ در دولت کہ بندگان حضور تیار فرمودند

ساختہ دروازۂ رفعت نشان — حسن و نام آور و عرش احتشام

گفت چنین سال بنایش زکی — ہست در دولت باب السلام

۱۲۹۲ھ

بند ہای واسوخت

آفت جان ہیں طرحدار الہی توبہ — زہر ہی شربت دیدار الہی توبہ

آگ ہیں چاند سی رخسار الہی توبہ — تیغ ہی نازکی رفتار الہی توبہ

چوٹ لگتی ہی جگر پر وہ سخن ہے انکا

جسکو کہتی ہیں قیامت وہ چلن ہے انکا

وہ گلوری کا بنانا وہ کھلانا ہردم — بیٹھنا زانو بزانو وہ ہمیشہ باہم

راتدن عیش کی صحبت تھی نہ صدمہ تھا نہ غم
چٹکیان لیکی جگاتی تھی جو سو جاتی تھی ہم

ہمنس کی کہتی تھی تجھی کچھ بھی خبر ہوتی ہی
صبح ہوتی ہی کدھر شام کدھر ہوتی ہی

اشک آنکھون سی چلی آتی ہین بیتابانہ
چشم گریان سی چھلکتا ہی پڑا پیمانہ

راتدن عشق کا ہی وردِ زبان افسانہ
کوئی وحشی مجھی کہتا ہی کوئی دیوانہ

کھل گیا رازِ نہان روح ہی گھبراتی ہوئی
لبِ فریاد بھی آتی ہی تو شرماتی ہوئی

دہن تنگ کی اوصاف مین قاصر ہی زبان
نکتہ دان کہتی ہین گویا کہ ہی یہ سرِّ نہان

کبھی غنچہ تو وہ چپ ہی یہ ہی سرگرم بیان
گر کہو چشمۂ حیوان تو وہ پنہان یہ عیان

کب کسی اور پریرو مین کرامات ہی
دلمین ہی منہ سی نکلتی نہین وہ بات ہی

رنگ لیلی کا شاقی ہی وہ جعد مشکین
جو ہی ہمین وہ درازی شب محشر مین نہین

لوٹتا ہی جو سرِ خاک تو ہوتا ہی یقین
کہ پریزاد کا سایہ ہی یہ بالای زمین

ناگنی اسکے بہر اک پیچ پہ بل کھاتی ہی
کیچلی سانپ کی موباف سی شرماتی ہی

فصل سین مہملہ

ساقی تخلص راجہ رن دولس ولد نہمنشہ دولس محرر محکمہ صدر صاحب عالم مرزا رحیم الدین حیا تخلص سی تلمذ تھا زندگی نی وفا کی پچیس برس کی عمر ہوئی بارہ سو چھیاسی ہجری مین قضا کی ایک غزل ہی اوسمین سی ایک شعر انتخاب ہوا

ریختہ

عجب ہی چشم میگون مست اوس رشک مسیحا کی
حیا سی سرنگون ہی نرگس بیمار گلشن مین

ساکت ہدایت علیخان ولد نجف علیخان شیخ علی بخش بیمار کی شاگرد تہی رجب کے
چودہوین تاریخ بارہ سو اوناسی ۱۲۷۹ ہجری مین انتقال کیا یادگار کلام ہی

جسنی دیکہی وہ نرگس مخمور		زندگی بہر نہ ہوشیار ہوا

سالک اسمٰعیل شاہ خان ولد فتح شاہ خان تیئیس ۲۳ برس کی عمر وطن انکا شہر بریلی ہی دس برس کی سن سی اس دیار
مین رہتی ہین مذاق شعر ہی ہی مگر سوا نعت کی اور کچہ نہین کہتی ہین علم سیر و تاریخ مین
بہی مداخلت ہی روم و روس کی تاریخ اردو زبان مین لکہی ہی اور آجتک جو کچہ کہا ہے
منشی سید اسمٰعیل حسین منیر سی اوسپر اصلاح لی ہی یہ کلام اونکا بطور نمونہ لکہا جاتا ہی

ریختہ

گنہگاروں سی ملنی کی لیی خود مغفرت آئی		اگر ہو عید کو طالع ہلال اوسکی گریبان کا

مخمس فارسی بر شعر قدسی

گرچہ از نالہ کشی خود بجہان تنگدلم		شد آغشتہ مگر عشق تو در آب و گلم
زین جسارت عرق آلودہ و از بس خجلم		نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

ست پنڈت ست نراین ابن پنڈت جینی لال مولد انکا قصبہ گراولی ضلع مین پوری ہے
ابتدا مین بعض اہل فرنگ کو ناگری پڑہاتی رہی نوکر ہوی چندی انگریزی فوج مین اسکول
ماسٹر رہی اب اس سرکار فیض آثار مین ملازم ہین فن شاعری کو پنڈت ہرلال ساکن
ہاتہرس کی رہنی والی سی سیکہا سینتیس برس کی عمر ہی یہ اونکا کلام ہی

کبت مشعر تشریف فرما شدن بندگان حضور سمت حجاب

سنی شاہ روم پھر کہ ہند کی نواب پنیر کاپی کاج اوت لٹاوت اکوت دہن
باہن سباش کہان یان جہو سیوک دی کنہو ستمان لہیو آنند اودہاب من
جہان جہان جات سری نواب کلب علیخان ہوت ہی سلامی تہان سیوت گل جن

دئی داں دہن پر ہنن کو ماں داں بیر تا ادار تا بجھا پی جگ وہن وہن

شرح سنی شاہ روم نی سنا کہ ہند کی نواب بیر کہ ہند کی
نواب بہادر کا پی کاج آوت کبھی ہین اودای منا سا کج کی داکھلی آتی ہین لٹاوت
اکوت وہین لٹاتی ہوی پی تعداد دولت ماہین سواری اسباب رہنی کی جگہ اچھے
کھان پان کھانا پانی جمہو فوج سیوک نوکر چاکر دی کھنو دی کی سنمان تواضع کی بہیو بہانت
آنند خوش ہو کر اوہاں سن بہت دل ہین حاصل یہ کہ شاہ روم نی جب خبر سنی
تو یہ سب سامان مہمانداری کا خوش ہو کی کیا جہاں جہاں جات سری نواب کلب علیخان جس
جگہ جاتی ہین صاحب ملک جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر ہوت ہی سلامی
بہاں ہوتی ہی سلامی وہاں سیوت سکل جن تابع ہوئی ہی کل مخلوق دئی داں دہین
دیا دان یعنی خیرات غریبو نکو پر ہین گو ہنر والونکو ماں دان آبرو اور دولت بیر تا
بہادری ادار تا سخاوت بجھا پی جگ کہتا ہی تمام عالم دہین دہین واہ واہ

کبت

جو لون پی درس ناہین تو لون سواد رس ناہین برہین یا درس نلہین گھنی رس ناہین تی
وا کو اب رس ناہین نید ہیو بہاو رسنا ہین تیری جا و رس ناہین کھیلیو رس ناہین تی
کا پی کو سر رس ناہین بات ہیو سر رس ناہین ست آس رس ناہین کنیو رس ناہی تی
دی ہین دو رس ناہین جھنیون سو رس ناہین او ہنین بہاو رس ناہین رتن رس ناہین تی

شرح جو لون جب تاک پی عاشق کا درس ناہین دیدار ہنین تو لون تب تاک
سواد مزہ رس ناہین سنگار کا ہنین ہی برہین یا جکڑا ہنی ہی رس ناہین
محبت کا مزہ ہنین ہی گھنی رس گھنا ہی مزہ ناہین تی ہنین کرتی ہی واکو تاب رس ناہین
اوسکو یعنی اوس عاشق کو رس یعنی صبر کی طاقت ہنین ہی نید ہیو بند ہا ہی بہاو
محبت کی رسنا ہین رستی ہین تیری کہی جاہ رس ناہین ملنی کی خوشی ہنین کھیلیو

ظاہر ہو گیا رسنا ہین نی تیری باتون سی یہان سی بسبب نایکا کی انکار کرنی کی دوتی
یعنی دلالہ ذکر کرتی ہی کہ کاتی کس سی کو کون سی رس نا ہین زیادہ نہین ہی یعنی وہ بہی
جیسی کسی بات مین کم نہین بات ہو سرس نا ہین تیری بات ہی ملائم اور نرم نہین ہی
ست نام شاعر کا اس رس نا ہین امید محبت کی نہین کھو گئی یعنی زائل ہو گئی اور جاتی
رہی رس نا ہی نی محبت معشوق کی دلسی اب نایکا کہتی ہی دی ہین دیکی دو برس
نا ہین یہان دو برس کی یعنی دو شالی کی ہین یعنی جب تک دو شالہ وہ مجھکو
نہ دین گی جیہون جاونگی سو برس نا ہین سو برس نہین یعنی سو برس تک نہ جاؤن گی
او نہین بہا در رس نا ہین او نہین محبت اور چاہ کا مزہ نہین ہی رٹہین کہتی ہین رسنا ہین نی
زبان ہی سی یعنی صرف زبان ہی سی کہتی ہین اور محبت کا دعوی کرتی ہین در حقیقت محبت کا
مزہ او نہین نہین ہی

سحاب نصیر احمد خان ولد محمد سعید خان بائیس برس کی عمر ہی جوان خوشرو ہین
نیک خو ہین منشی سید اسمعیل حسین صاحب منیر سی تلمذ ہی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

قصر جنت کی طرف رخ نکرو ٹک تماشہ
دلمین اوس حور لقا کی جو مرا گھر ہوگا

گل ہی باغو مین وہ بت شمع ہی کاشانون مین
دیکھو ہم بلبلو مین شب کو ہین پروانون مین

سودا ہی کسکی زلف پریشان کا ای سحاب
پھرتی ہو ساری رات جو آشفتہ حال سی

دل ہی حاضر ہی جگر بھی آنکھ اوٹھا کر دیکھ تو
دو نشانی ہین ترے تیر نظر کی واسطی

نہین ہتی ہی خوشی دلمین تو حسرت ہی سہی
کس صورت سی یہ ویران گھر آباد رہی

ملتی ہین عاشقون سی وہ بیگانہ وار آج
اچھا ہوا کہ منصف نی نقشی بدل دیی

ہمت ناخدای عشق ہی دریای عالم مین
اسی کشتی کا بیڑا پار ہوتا ہی تباہی سی

سراج حاجی سراج الدین احمد خان نقشبندی ابن مولوی جلال الدین احمد خان

جلالی علوم حکمیہ اسی دار الریاست مین پڑہی علوم دینیہ بمبئی مین مستفید ہوی علم حدیث کی سند مدینہ منورہ مین پائے شاہد کمال نے اوس دار الجمال مین پہنچکر صورت دکہائی مرد خوش اوقات ہین بڑی عابد و زاہد صاحب ریاضات ہین نظم و نثر فارسی و اردو کی طرف بہی التفات ہے کچہ کلام اونکا ملاکر دہ انتخاب ہوا اور درج کتاب ہوا

ریختہ

موا ہون لذت شوق وصال دلبر مین	تڑپ رہا ہی ہما میری استخوان کی لیی

فارسی

یارب چنانکہ جان و دل من تمام سوخت	این روی آتشین تو سوزد نقاب را
جز خیال او نشکیبد دل ایجان برو	کاندرین اقلیم باشد کار عنقائی دگر

سرخوش محمد علیم الزمان خلف اوسط مولوی شیخ محمد وجیہ الزمان خان مغفور رحیق تخلص بائیس برس کی عمر کسب کمالات کا ولولہ ہی شعر گوئی کا بہی حوصلہ ہی پیکر رشتۂ اہلیت ہین سراپا سعادت ہین ابہی ابتدای شوق ہی نیا نیا ذوق ہی شعر مین راقم سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

گر دین سے گئے تو بھی ہمین صنم کو تلاش ہم	لین گی نہ جا کی کعبی مین احسان خلیل کا
قضا ہی ہو گئی مقتل مین مضطرب سرخوش	اگر نہ تھا تو نہین کو کچھ اضطراب نہ تھا
اگر اسیر دام ہوی ہم چمن کی پاس	تڑپ کر لیا صفائی جو پہنچی وطن کی پاس
وہ مشتاق شہادت ہون مری نبض مین دم رکتا	اگر دم بھر بھی رک جاتی کہین شمشیر قاتل کے
سراپا جرم ہی نفرت او نہین عفو جرائم سی	صفائی ہو تو کیا ہو میل ٹھہری تو کیا ٹھہری
ایک پہلو مین پری ایک مین وہ حور رہی	اک طرف نار رہی ایک طرف نور رہی

سروری نواب محمد کاظم علیخان صاحب بہادر خلف کوچک جناب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ طاب ثراہ ابن جناب عظمت آب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر برد اللہ مرقدہ جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا صفات جلیلہ آپ کی ظاہر ہین نزدیک و دور سب ماہر ہین فتوت و مروت مین یکتا سخاوت و ہمت مین بی ہمتا فضائل سی محلی رذائل سی معرا صاحب ذہن وقاد علوم متداولہ مین بہت ذی استعداد بارہ برس کی عمر شریف ہی کبھی کبھی نظم کی طرف بھی توجہ ماتی ہیں دو مادہ تاریخ اور ایک قطعہ فارسی نتیجۂ فکر عالی رونق تذکرہ کی واسطی لکھی جاتی ہین

مادہ تاریخ صحت جناب نواب محمد یوسف علیخانصاحب بہادر فردوس مکان طاب ثراہ از مرض سرطان

نکن از ظہر جناب نواب		سرطان دور و بفزای شفا

حل اس تاریخ کا یہ ہے کہ اعداد حروف ظہر جناب نواب سی کہ مجموعہ بارہ سو بیس ہوتی ہین اعداد لفظ سرطان کہ تین سو بیس ہین ساقط کیی جائین تو نو سو رہجائینگی اوس نو سو پر اعداد لفظ شفا کی کہ تین سو اکاسی ہین بڑہای جائین تو پوری بارہ سو اکاسی ہجری ہونگی

مادہ تاریخ تہنیت عید سعید بندگان حضور پرنور دام ملکہم و اقبالہم

ملفوظی و معنوی نوشتہ توام		ہشتاد و چہار و یکہزار و دو

قطعہ مشتمل بر تہنیت عید سعید منظومہ سرکار فیض آثار شعر رشید نخجہ چوب تن کہ اہم بہمین قوافی و بحر بود

قدر دانی ہای سلطان طرفہ مضمون آفرید		خار را گل کرد و خس را مثل طوبی بر گزید
برگ شد برگ گل خورشید و کاہی کہکشان		ہر ذرہ قطرہ گوہر گشت از بخت سعید
پارہ چوبی خشک و بی جوہر کہ گردم سلیس		از ذرہ جوہر شناسی تا بشادابی رسید
از ستایش قطعہ آمد چو باغ دلکشا		بہر قفل غنچۂ خاطر بدست آمد کلید

حبذا نظمی کہ اعجازست یا سحر حلال — گر سرایاش عذوبت ہا بکام جان چکید
خواندن آن در تن ہر کس کہ جان نو دہد — اتفاقاً گر بمیرد در تن ماند چون شہید
معنی او عرش پیوندست از قرب خدا — سلک نظم آبدارش رشتۂ حبل الورید
سطر سنبل نقطہ ریحان لفظ گل نقشش چمن — رفت چوب کہنہ وزان سو گلستانی رسید
مصرع ہر شعر در پہلوی مصراع دگر — ہم بغل چون مومنان بعد نماز روز عید
ہمچو بزم صوفیان قرطاس لبریز صفا — ہر بیاضش مطلع و ہر بیت باشد چون مرید
وہ چہ خط خوش کہ چشم دید اہل نظر — خوشتر و زیباست مثل قطعۂ آغا رشید
وقت نظارہ تماشای گلستان در نگاہ — خوشش ثمر آورد نخل آرزوی اہل دید
ہر کہ در بزمش ز راہ کبر زد لاف سخن — پردۂ گوشش سخن سنجان و حلق خود درید
پیش نظم عالیش آیا چہ باشد نظم غیر — آن ز حاتم نعمت و اینست توشہ از یزید
لنگ باشد اسپ طبعم پیش اسپ طبع او — در طریق شہسواری ہا عنان باید کشید
مختصر باید سخن کردن خبردار ای بیان — دست بالا کن کہ ہنگام دعایش در رسید
دوستانش سبز چون در خلد اصحاب حسین — دشمنانش کنج دوزخ چو یاران یزید

سرورش صاحبزادہ محمد عبد الوہاب خان بہادر ابن صاحبزادہ عبد الرحمن خان بہادر ابن جناب غفران مآب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ طباع و خلیق ہین متواضع و خلیق تر ہین باون برس کی عمر ہے. ابتدا مین مومن خان مرحوم دہلوی اور مرزا اسد اللہ خان غالب عرف مرزا نوشہ دہلوی سے تلمذ ہوا پھر خوشوقت علیخان خورشید شاگرد مرزا محمد رضا برق لکھنوی سے استفادہ رہا کچھ اشعار انکی لکھے جاتے ہین

ریختہ

شکل آئینہ جو خالق مجھی پیدا کرتا — وہ مجھی دیکھتی اور مین اونہین دیکھا کرتا

جھسی وہ آج بھی وعدہ اگر ایفا کرتا
ملک الموت ہی مین وعدہ فردا کرتا

تہا ستا دلکو کہ آنکہونکو نہ رونی دیتا
ایک مین جھگڑی ہزارون کمو کیا کرتا

قتل عالم کو کیا ایک نظر مین تونی
کون باقی ہی ستمگار جو قربان ہوگا

بزم سی تونی نہ اعدا کو نکالا ظالم
یہ ہی شاید کہ ہمارا کوئی ارمان ہوگا

دیکہی تار سی کرنا رفو تو میری دامن کو
لگا رکہ جیب مین ای بخیہ گر ٹکڑا گریبان کا

شورش نالون کی کہٹ راگ ہین تو رات کٹی
اوہیچ نزالی کوئی اب دم عیسی لینا

یار مجہکو ملا ہے ہر جائے
کیون نہ پہرچا ہو جا بجا میرا

سچ تو یہ ہی لاکہ سر مارا کرو ماتہا گہسو
کچہ کرو لکہا نہین مٹتا کبھی تقدیر کا

ہیہات بجلی سی وہ اب دلپہ ہاتہ ہی
رہتی ہی جسمین اونکی کلائی تمام شب

سرکا وسہ اپنا مری زانو پہ نہ رکہو
سو بہی رہو جا کر وہین جاگی ہو جہان رات

ہمکو جب دربان نی روکا در دلدار پر
دیکہو بیتابی تڑپ کر جا رہی دیوار پر

سعید محمد سعید اللہ خان پسر حبیب اللہ خان میان احمد علی رسا کی شاگرد ہین
چوبیس برس کی عمر ہی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

سعید اونکی غم مین ہوا دن بہ
خدا جانی اب کیا دکہا ئی گی رات

جگر پہ کس بت پردہ نشین کی کہائی چوٹ
جو دیکہتا ہون تو دیتی نہین دکہائی چوٹ

سلطان نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر ابن نواب محمد عبد اللہ خانصاحب بہادر قوم عاصی تخلص جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا عہد برکت مہد جناب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل مین چالیس ہزار روپی سال انکی مصارف کی واسطی مقرر تہی دو جوڑا کی لڑائی مین بہت دلیری سی جناب مستطاب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر طاب ثراہ کی ساتہ رہی جب معاملہ اوس جنگ کا برہم ہوا اور نواب آصف الدولہ

بہادر نی نواب احمد علیخان بہادر خلف نواب محمد علیخان بہادر کو مسند ریاست پر
بٹھایا بنظر اسکی کہ مسند نشین کی عمر نو برس کی تھی نواب آصف الدولہ بہادر نی
بمشورہ حکام انگریزی نواب نصر اللہ خان بہادر کو کہ لیاقت علمی بھی رکھتے تھی منصب
نیابت پر مقرر فرمایا پندرہ برس دس مہینی باختیار کلی ریاست کا کام کیا صفات
اونکی کیا بیان کیی جاوین نسخ مین خطاط بی بدل تھی نقاشی مین ضرب المثل تھی
صنعت زرگری اگرچہ دون مرتبہ تھی اوسمین بھی کمال حاصل تھا سخاوت مین مشہور
جوار و دیار تھی شجاعت مین محسود روزگار رہتی نواب عرش منزل فرماتی تھے
کہ حافظ رحمت خان کی لڑائی مین سوا انکی وقت سخت مین کسیکو مینی اپنی پہلو مین
نہین پایا اور دو جوڑا کی لڑائی مین عالیجناب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر
کی ایک پہلو مین یہ تھی اور ایک پہلو مین صاحبزادہ احمد یار خان تھی ایک بیتکلف
ادرسینی کہ نواب ممدوح الکن تھی اور فی الجملہ ثقل سماع بھی تھا مگر تمام عمر کسی پر ظاہر
نہوا کہ زبان کو لکنت ہی یا ثقل سماعت ہی جوان خوش رو تھی خوش خلق و خوشخو
تھی چونسٹہ برس کی عمر پائی شوال کی چھبیسوین تاریخ شنبہ کی دن بارہ سو پچیس ۱۲۲۵
ہجری مین رحلت فرمائی عنبر شاہ خان عنبر نی یہ تاریخ رحلت کہی ہی تاریخ

یک ہزار و دو صد و بیست و پنج		بود از ہجرت رسول گواہ
ماہ شوال بود بیست و ششم		کہ بجنت رسید نصر اللہ

دیوان تو ہاتہ نہ آیا مگر کچہ شعر ملی وہ لکھی گئی ۱۲ ۲۵

ریختہ

ہجر مین مجکو بہروسا نہین اپنی دمکا		کل گیا آج گیا صبح گیا شام گیا
ہاتہ وہ بہی نہ لگا اپنی کہ جسکی خاطر		دین و دنیا کا مری ہاتہ سی سب کام گیا
دل لب سی گیا لعل کا جب رنگ برا		دیکھا تو نہین اوسکی یہ پاسنگ برابر

بکام تیری دید کی آتی ہی آنکہ	مجکو اپنی اسیلی بہب اتی ہی آنکہ

سلیم تخلص شیخ سلیم الزمان ابن شاہ مجید الزمان ستئیس برس کی عمر ہی علاوہ اور علوم کی علم رمل مین بڑی دستگاہ ہی علم نجوم سی بہی کچہ طبیعت کو راہ ہی اس دار الریاستہ مین نوکر ہین قدردانی سرکار فلک اقتدار سی سرفراز و سوقر ہین راقم الحروف سی شورہ ہی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

جادو بھرا ہوا ہی تمہاری نگاہ مین	جسپر پڑی نگاہ وہ تسخیر ہو گیا
بیجرم قتل ہو گئی ہم اشتباہ مین	تحقیق کی کسی نہ ثابت کیا گناہ
اب دو سرا سماہین تکتا نگاہ مین	ہی اپنی آنکہ جلوہ وحدت سی آشنا

سوز سید حمید شاہ ابن سید حافظ محمد شاہ اٹہتیس برس کی عمر مولوی منصور علی متخلص بہ علی کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

سیری سینی سی نہ اپنا تیر کینچ	اک نشانی کا رہون ممنون مین
اب نہ دی سر اقیا شراب مجھی	چشم میگون کسی کی یاد آئی

فصل شین معجمہ

شاد تخلص میان فضل علی قوال ولد غلام مصطفی عرف میان ٹیٹو مرد ظریف الطبع خلیق نیک خوخیال گانی مین بی بدل خوش آوازی مین ضرب المثل اٹہارہ زبانون کا گانا گاتی ہی اناڑی کہلاڑی سب کو رجہاتی ہی اجداد انکی حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی سکہیا کار ہی شیخ شیر محمد اور اونکا بیٹا کبیر اور معین الدین جو عہد حضرت محمد شاہ انار اللہ برہانہ مین فن موسیقی مین کامل ہی جنکا حال تاریخ مرات آفتاب نما مین مندرج ہی وہ انہین کی شاگردی ہی ستثنائی

روزگار ہی میان غلام مصطفی کی والد راجی خان بعد خرابی دہلی عہد نواب شجاع الدولہ
مین وارد لکھنو ہوی بعد ایک زمانی کی والا جناب مستطاب نواب محمد سعید خان بہادر
جنت آرامگاہ نی میان فضل علی کو لکھنو سی طلب فرمایا مدت مدید تک یہین رہی
چوراسی برس کا سن ہوا شوال کی اُنیسوین کو بارہ سو بہتر ہجری مین مسلول ہو کر رحلت کی
میان دلگیر سی تلمذ تھا انگریزی فارسی ناگری مین بہی مداخلت ہتی اب کسو کی او نکی
سب ملازم سرکار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

سینی سی مری انس ولی رکہتا ہی ای شاد	ہر ناوک دلدوز مری سخت کمان کا
اتنو بیٹھ ہب ہی کشش میری دل بیتاب کی	تو بہی گہر پر مری وہ آی بہیا بانہ آج
بات کرتی ہو تیمون سی جو دانائی سی	چپکی بیٹھی ہوی نادان سی ہم دیکھتی ہین

ارسلام

جب قتل ہمین قاسمہ خورشید رو ہوا	سہری کی تار منہ پہ پڑی تہی کرن کی طرح

شاد نطیہ شاہجہان خلف غلام محمد خان ابتدای عمر مین مراد آباد گئی اور مولوی
کریم الدین آرزو کی شاگرد ہوی عربی فارسی کتابین اونہین سی پڑہین اور شعر مین بہی
اونہین سی اصلاح لی علم عروض و قافیہ مین بہی مداخلت پیدا کی سنا ہی کہ قصہ
لیلی مجنون فارسی مین نظم کیا ہی مگر چند اجاتی کیا ہوا کہین اوسکا پتا نہین ملتا آخر عمر مین
دہلی گئی اور زمرۂ شعرامین بادشاہ کی نوکر ہوی پہر بیمار ہو کر وہان سی اس
دار الریاستہ مین کہ وطن ہی تہا آی اور بارہ سو اکتالیس ہجری مین قضا کی یہ اونکا شعر ہی

فارسی

ای فلک تا چند سازی این جفا و جور ہا	روی او یکبار بنما باز جان ما بگیر

شادان حسین علیخان ابن زین العابدین خان عارف فارسی مین خیالی تخلص کرتی ہین

ذکر اونکا حرف خای معجمہ مین بتصریح گذرا یہان شعرا اردو لکھی جاتی ہین

ریختہ

ہین اہل بزم ہاتھ جگر پر دہرے ہوی / کچھ ذکر آگیا ہی جہان میری حال کا

ہین روز وعدہ کو بہی شب غم گنا کیا / چھایا یہ دود آہ دل نا امید کا

دل مضطرب بہی ہی پہلو مین قاتل / ذرا پاؤن سینے پہ رکھنا سنبہل کر

اوسنی پوچھا تو کیا بتاونگا / حسرتو نکا میری حساب نہین

الہی ناز کے بڑہجای اتنی / کہ اونکو ناز کرنا بہی گران ہو

شاغل آغا مرزا خلف مولوی تراب علی تئیس برس کی عمر ہی مرد ذہین ہین خلیق وطلیق شعر مین نواب مرزا خان داغ اپنی بڑی بہائی کی شاگرد ہین کہنا بہی خوب ہی پڑہنا بہی مرغوب ہی دہلی انکا وطن ہی مگر عرصی سی دار الریاست مسکن ہی سرکار دولتمدار کی وظیفہ خوار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

لاشی پہ دن کو دہوپ بڑی شب کو چاندنی / دو چادر ونکا ہمکو میسر کفن ہوا

نہ اوس گلی سی اوڑا ای صبا غبار مرا / کہ اسکا خاطر دلدار مین کبہی گہر تہا

نہو کیونکر گمان بتپہ پرائی دل چرانی کا / کہ عادت ہی بتین اکثر چرانی ہو بدن اپنا

چار پیسے گرہ مین ہون شاغل / اپنے بیگانے سب ملین گی آپ

جہان دیکھی صورت کوئی چلتی پہرتی / وہین گر پڑی حضرت دل بسمل کر

کہین اوٹہین گی اوٹہانی سی تیری شور شورش / چل اپنی راہ لی سوتی ہین کوئی یار ہین ہم

جو ایکدم کی لیی بخت خفتہ جاگ اوٹہی / تو ایسی سوہین کہ کروٹ نہ لین مزار مین ہم

کیا انفصال حشر کیا اک نگاہ مین / دیکہا جدہر کو جان تہی داد خواہ مین

دو حرف کن تہی باعث ایجاد دو جہان / دو حرف ہین مگر نہین تاثیر آہ مین

خوگر جو ایک عمر سی جور بتان کی ہین
انداز کچہ پسند ہمین آسمان کی ہین

وہی کوچہ وہی قاتل وہی دشمن وہی رشک
لیچلی کس طرف ای حضرت دل تم مجکو

نقش پا سی مری تربت پہ نشان کر جانا
چلتی پہرتی جو ادہر آو تو پتا دو ہمین

گر میان عشق کی سینی سی نہ باہر نکلین
دل مین گہٹ گہٹ کی اہی مری فریاد رہی

ملی جو ہمدم دیرینہ کوئی تو پوچہین
ہم اپنی دل پہ ہی رکہتی تہی اختیار کبہی

فارسی

بار ز غفلت بجا دارم کہ ہوش از مدعا
مست تر ہستم دلی گرد سبو افتادہ ام

کوہکن را کوہ و مجنون را سپار گرد دشت نجد
وحشتی دارم کہ در صحرای ہوا افتادہ ام

شاگرد میان نجیب شاہ خلف سید عطاء النبی ساکن قصبہ شاہ آباد شاگرد مولوی غلام محی الدین ہوش برادر مولوی کریم الدین آرزو نظم و نثر اردو اور فارسے دونون مین بصیرت رکہتی تہی بارہ سو اکتالیس ۱۲۴۱ ہجری مین قضا کی سنا ہی کہ رسالہ مجمع القواعد علم نحو مین بزبان فارسی انہین کی تالیفات سی ہی یہ انکا شعر ہی

فارسی

ای ورتہ لعل تو صد جان ناتوان
افتادہ است عمر ابد تا شود نصیب

شائق تخلص جانی صاحب خلف کپتان خانوم صاحب فنون سپاہگری مین طاق تہی ذکاوت طبع مین یگانہ آفاق تہی بھرت پور مین نوکر رہی آٹہ برس ہوی کہ وہین قضا کی اس تذکری مین انکا ذکر اس وجہ سی ہی کہ اس سرکار دولتمدار کے نمکخوار آبائی ہین والد انکی مدت تک یہان عہدۂ جلیلہ پر رہی یہین نشو و نما پائی یہ انکا کلام ہے

ریختہ

جور رقیب منت دربان و طنز غیر
کیا کیا جفائین ہمنی سہین تیری واسطی

شائق محمد عبد الرزاق خان ولد غلام اکبر خان عرف مولوی کلو خان تیس برس کی عمر ہی شیخ احمد علی صاحب احمد کی شاگرد رشید ہین فارسی کتابین بہی اونہین سی پڑہین شعر گوئی مین بہی اونہین سی مستفید ہین دو شعر انکی ملی وہ لکہی گئی

ریختہ

آتش شوق بھڑکتی ہی مری سینے مین | داغ لالی کی طرح دلمین نہان رکہتی ہین

فارسی

تشنگی دی خضر از آب بقا لب ہمہ گر | بودی از شربت لعل لب جانان تمکین

شائق سید وارث حسن عرف بڑی صاحب ولد سید محمد آشنا تخلص تخمیناً چالیس برس کی عمر ہی شاگرد میر ضامن علی جلال ہین ایک مدت سی بہی دار الریاست مسکن ہی مگر در اصل ساکن شہر لکہنو محلہ نخاس ہین

ریختہ

ہین جو کم سن تو مری رونی پر | ہنسی دیتی ہین لوٹی جاتی ہین

کون لیتا ہی یہ سر رکہی مری زانو پر | تو کہتی ہی محبت مین اثر کچہ بہی نہین

ایسی ہی حشر کو ہی وعدہ دیدار ای یار | وقت پر بہول نہ جانا یہ ذرا یاد رہی

شجاعت صاحبزادہ محمد شجاعت علی خان خلف صاحبزادہ محمد قاسم علی خان ابن جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل انار اللہ برہانہم جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا مولوی الہ داد عرف حافظ شیرازی طالب کی شاگرد تہی اکاون برس کی عمر مین اونتیسوین[٢٩] ماہ صفر کو بارہ سو تہتر[١٢٧٣] ہجری مین رحلت فرمائی ایک غزل انکی ہاتہ آئی اوسمین سی ایک شعر لکہا گیا سنا ہی کہ دیوان انکا مرتب تہا لیکن تلف ہو گیا

ریختہ

یہ کیکے ہی طاقت چہوی اوسکا دامن	ہمیں ہین جو بند قبا باندہتے ہین

شہر رمحمد یعقوب علیخان ابن حسن علیخان ابن محمد علیخان کہ وہ نواب احمد علیخان بہادر مرحوم کی مصاحبونمین بیٹہتی مشہور ہتی چونتیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

عاشق کی بعد مرگ بہی مٹی خراب ہی	پروانی کو نصیب نہ گور وکفن ہوا
تہا سوال مدعا تسکین خاطر کی لیی	دل ہوا بیچین سنکر اوس ستمگر کا جواب
نہ آو مگر کہہ تو دو آئینگے	اسی وہمیان مین کٹ تو جای گی رات

شہر رعبد الغفور خان ولد محمد نور خان تذکرہ سراپا سخن سی معلوم ہوا کہ دہلی انکا مولد و موطن ہی مگر رامپور مین رہی یہین پرورش پائی یہی سکن ہی آگی بندیل کہنڈ مین تحصیلدار ہی ساٹہ برس کی عمر پائی بارہ سو چہیاسی ۱۲۸۶ ہجری تہی کہ باندی مین رحلت کیے ایک غزل ملی اوسمین سی دو شعر درج تذکرہ ہوی

ریختہ

کہون کیا شب وصل کیونکر کٹی	وہ روٹہا کیا مین منایا کیا
ذبح ہونا خنجر قاتل سی مجہ ناشاد کا	ہوگیا مژدہ رقیبون کو مبارکباد کا

شرف محمد انعام اللہ خان ولد عنایت اللہ خان ستائیس ۲۷ برس کا سن ہی عربی فارسی کتابین مولوی محمد حسن پنجابی سی پڑہین شعر مین پہلی صادق حسین خان استاد تہی اب میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کیا حال شرف پوچہتی ہو تمسی کہون کیا	مشہور زمانی مین ہی بی طور جنبر آج
ناتوانی ستے ناتوانی سے	سانس دو دو پہر نہین آتی

شریف تخلص سید شریف احمد ولد سید محسن علی خواہرزادہ میان نظام شاہ نظام ہین بتیس برس کی عمر ہی سید احمد علی رسا کی فیض تلمذ سی نیکنام ہین کچہ کلام اونکا ملا اوسمین سی یہ بیتین انتخاب ہوئین

ریختہ

گلشن مین صبا جنبش شاخ گل تر سی	آتا ہی مجہی یاد لچکنا وہ کمر کا
بی تکلف راہ مین رہتی ہی اسمین جلوہ گر	دیدۂ مجنون مگر لیلی کا محمل ہوگیا

ششدر تخلص میر شرف الدین ابن سید غیاث الدین اخوندزادہ احمد خان غفلت کی شاگرد تہی ساٹہ برس کی عمر ہوئی پچیسوین ذیحجہ کو بارہ سو چوہتر ہجری مین قضا کی کلام اونکا تلف ہوگیا ایک شعر تذکرہ میان مصحفی مین تہا دیکہنی مین آیا

ریختہ

لیکی دل پوچہتے ہو نام مرا	اس تجاہل کو ہے سلام مرا

شعور تخلص اخوندزادی محمد سعد الدینخان ولد محمد اسلم خان فارسی اردو دونون زبانون کی شاعر ہین پہلی شاہد تخلص کرتی تہی اخوندزادی احمد خان غفلت کی شاگرد ہین چہتر برس کی عمر پائی ذیحجہ کی تیسری تاریخ بارہ سو چالیس ہجری مین قضا کی فتح علیخان اونکی پوتی سی کچہ اوراق پریشان ہاتہ آئی اونسی یہ کلام انتخاب ہوکر درج تذکرہ کیا گیا

ریختہ

گران ہی اپنی خاطر پر یہ بار زندگانی ہی	نپوچہو ہمسی تم عالم ہماری ناتوانی کا
لبان غنچہ دلتنگی سی خوش ہین	پتا ملتا ہی اوس گل کی دہن کا
کیون منفعل ہی نرگس شہلا چمن مین آج	شاید وہ عشوہ گر اسی آنکہین دکہا گیا
اے شمع زبان تیری اسواسطی کٹتی ہی	پوچہی ہی کبہی تو نی کچہ حالت پروانہ

فارسی

گر ہوس داری کہ بوسد دست و پای تو نگار		صرف خود در جبہہ سائی چون حنا باید ترا

شفا ابو الفتح سید محمد جعفر عرف میان جعفر شاہ خلف حضرت شاہ سید محی الدین بغدادی قدس سرہ العزیز حضرت محبوب سبحانی غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سی ہین وطن آبائی بغداد شریف ہی مگر یہ بزرگ یہین پیدا ہوی اب ترپن برس کی عمر ہی شیخ علی بخش بیمار مرحوم کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

پڑتا ہی جہان پاؤن سگ کوی صنم کا		اوٹھتا ہین سر وہان سی غزالان حرم کا

شفقت سید نجف علی نام ولد مولوی یار محمد جو شاہ درگاہی صاحب قدس سرہ العزیز کی خلیفہ ہی شاہ نصیر دہلوی انکی استاد ہین چہیاسٹہ برس کی عمر پائی گیارہوین ذیقعدہ کو بارہ سو اکتر ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کہاتی ہین ہم آپ سی جانی کی قسم اور		وہان سی کوئی جہوٹہون بہی منانی نہین آتا
دہن نجبای نافہ مشک چین کا		جو لون بوسہ مین زلف عنبر بین کا
الفت ہی مجکو اوسکی خط سبز فام سے		کہہ و سلام خضر علیہ السلام سی
مستونکی روح کو نہین خواہش گلاب کی		بہولون مین سیری چاہیی بوتل شراب کی

شفیق تخلص سید صفدر حسین عرف سید آغانی ابن سید علی حسن خواہر زادہ میر الہی بخش اگرچہ لکہنؤ انکا وطن ہی مگر سالہای درازسی یہی دار الریاستہ مسکن ہے پینتالیس برس کی عمر ہی شیخ امداد علی بحر کو کلام دکہاتی ہین یہ اونکی شعر لکہے جاتے ہین

ریختہ

کیا ہی ناتوان و زار ایسا تیری فرقت نی | جگر سی منہ تک اب نالہ بھی آتا ہی تو مشکل سی

شفیق آئینی مین زلف یار دیکھین گی | حلب مین شہر ختن کی بہار دیکھین گی

شمیم معظم علیخان ولد نواب محمود خان ولد نواب معین الدین خان عرف بہنبو خان ولد نواب ضابطہ خان ولد نواب نجیب الدولہ رئیس نجیب آباد وطن انکا نجیب آباد ہی مگر پرورش اسی دار الریاستہ مین پائی چھبیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین دیوان مختصر انکا ہاتہ آیا اوس مین سی چند شعر انتخاب کرکی لکھی گئی

ریختہ

نخر علاج دل لطف پای گا پھر کیا | نہو گا درد تو لذت اوٹھای گا پھر کیا

یار کو دیکھ لیا آج تو ناصح تمنے | اب بتاؤ کہ اوسی پیار کرون یا نکرون

شوق کہتا ہی جگا او سکو مین ڈرتا ہون شمیم | فتنہ حشر کو بیدار کرون یا نکرون

چل تو ہی امتیاز کہان عشق مین شمیم | یہ کیا کہ بی بلا ہی تو جانا نچاہیے

شوق مولوی قدرت اللہ ابن شیخ قبول محمد قصبہ موی مضافات سنبہل کی متوطن شیخ کرم اللہ شہید مغفور کی اولاد مین بڑی نیک باطن تاریخ جام جہان نما سی معلوم ہوا کہ علوم درسیہ مولوی غلام طیب ساکن صوبہ بہار سی حاصل کیی اور تذکرہ سعادت خان ناصر اور تذکرہ گلشن بیخار مولفہ نواب مصطفی خان شیفتہ سی دریافت ہوا کہ فن شعر مین قائم چاندپوری سے تلمیذ مرزا رفیع سودا کی شاگرد تہی رفتہ رفتہ ایسی اوستاد ہوی کہ صاحب ارشاد ہوی بہت سی آدمیون نی فیض اوٹھایا نقد طبع نامی ہاتہ آیا بارہ سو چوبیس ہجری مین قضا کی حکیم احمد خان فاخر نی تاریخ وفات کہی ہے وہ یہان لکھی جاتی ہے **تاریخ**

سفر کرد از جہان چون حضرت شوق | برآورد از زبان ہر یک بشر ہای

دلم تاریخ گفت از روی افسوس | سراج شاعری از بزم شد نہی

۱۲۲۴

ریختہ

کیا دل کا فر مرا مردود دیر و کعبہ ہی
نی بتون سی ربط اسکو نی خدا سی آشنا

رو لا کی اپنی سی لئے دل مرا نہ کہونا تھا
سمجھ تو اپنا ہی گھر کیا تجھی ڈبونا تھا

مغفرت ہاتہ باندہ کر آ گئی
دیکہ میری گناہ کی حشمت

راز دل میرا کیا آنکھون نی ور کر ہا ی فاش
غیر کو کیا دوس جب اپنی کرین غماز یان

مثل گل گو کہ رکھی پردون مین
بوی الفت چھپی نہین رہتی

تو بھی تو آ کی سیر دل داغ داغ کر
روشن کیا ہی گھر ترا لاکھون چراغ نی

اب کیا رہا ہی جب رقیبونکا ڈر گیا
ہم تو پردون کی جان کو پہلی ہی ڈر چکی

شوکت صاحبزادہ محمد محب علیخان بہادر ابن صاحبزادہ محمد مہدیعلیخان بہادر تخفیف تخلص خنکا ذکر حرف نون مین آئی گا بائیس برس کی عمر ہے جو ہر قابل ہین فتوت و مروت مین کامل ہین خوش فکر ہونا کلام سی ہیدا ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

ادا سے دیکہ لی اکبار اور بھی قاتل
جگر کو رشک ہوا ہی جو دل نی کہائی چوٹ

شوکت میرزا امام الدین ولد میرزا امام بخش یہ شخص صنائع زر گری مین متفرد روزگار تھا فن شعر مین میر حسین تسکین کی شاگردی سی مورد افتخار تھا اسی برس کی عمر ہوئی رمضان شریف کی انتیسوین تاریخ بارہ سو نواسی ہجری مین قضا کی آخر عمر تک ملازم سرکار فیض آثار رہا جو کچہ موزون کیا وہ سب تلف ہو گیا دو شعر تہی وہ لکھے گئے

ریختہ

کہتا ہے کون ہمسی کو کی دوستی گئی
ہان ہان نہین ہی ہم مین وفا پہر کسیکو کیا

دام مین آتی ہین کب مستی تنہو نگار ونکے		دیکھنی والی ہین ہم ہی ٹھگین عیار ونکی

شہاب تخلص شہاب الدینخان نام ولد حکیم نصیر الدینخان چالیس برس کی عمرہی ملازم سرکار ہین ٹپٹن مین حوالدار ہین میرزا اسداللہ خان غالب سی تلمذ ہی یہ ایک شعر اونکا لکھا جاتا ہے

ریختہ

فتنہ دھر ہو بیٹھی رہو		گرا وٹھوگے تو قیامت ہوگی

شہید کاظم خان خانزادی قوم خٹک مرد ولایتی ورع و تقوی مین بمثال تہی انسان فرشتہ خصال تہی سنا گیا کہ آپ نی ایک دختر صغیرہ کی پرورش کی تہی جب وہ عاقلہ بالغہ ہوئی تو لوگون نی چاہا کہ اوسکی ساتہ عقد کرلین آپ نی منظور رکھا اوس لڑکی کو ہی بنظر آپ کی دولتمندی کی ہی آرزو تہی ایک دن وہ آراستہ پیراستہ ہوکر مکان خلوت مین پاس آئی آپ مطلب اوسکا سمجہی اور اپنی اونگلی شمع کی لوپر رکہدی جب جلنی لگی تو ہاتہ کہینچ لیا اوسنی پوچہا کہ یہ کیا بات ہی آپ نی فرمایا کہ مینی اس امتحان کی واسطی شمع پر ہاتہ رکہا تہا کہ دیکہون تجہسی اس آگ کے برداشت ہوسکتی ہی یا نہین تو کیسطرح تحمل ہوسکا اور جب اس آگ کے حرارت کا ضبط نہوسکا تو نار دوزخ کہ اس آگ سی بمراتب زائد ہے اوسکا تحمل کیونکر ہوسکیگا اوسی روز اوسکا عقد ایک مرد صالح کی ساتہ کردیا سبحان اللہ ایسی نفوس مقدسہ کہان ہوتی ہین عمدہ جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل مین بہان بڑی جلالت وآبرو کی ساتہ ہزار روپیہ ماہانہ کی نوکر رہی جود و نوال مین دور دور تک مشتہر رہی انکی اسلاف بہی ذوی شوکت و ثروت تہی صاحب نقارہ و نوبت تہی

شعر زبان پشتو مین اکثر فرماتی تھی کبھی کبھی فارسی زبان مین بھی طبیعت آزماتی
تھی ہی ہی افغان تاریخ رحلت حضرت سویدسن اللہ جناب نواب علی محمد خانصاحب
بہادر طاب ثراہ ابنین کی نتیجہ فکر عالی ہی اور ہندوستان مین جب نادرشاہ
نی بجبر و قہر تسلط کیا تو غم عام اوس تسلط کی تاریخ کہی تذکرہ طبقات الشعرا مین
جو شعر آپ کی پای وہ ضبط تحریر مین آئی

فارسی

بسکہ شد از خویش رفتن گرمی جولان ما — آتشی افتد چو برق از دامنم در جان ما
لعلش تا می شود از گفتگوہا انجمن آرائی — بستان سر سد از پردہ یاقوت آوازی

شیدا شیخ احمد حسین ولد شیخ حفیظ اللہ انیس برس کی عمر ہی عدالت فوجداری
مین ملازم سرکار دولتمدار ہین منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر سی تلمذ ہی
اونکی یہ اشعار ہین

مدح بندگان حضور پرنور

مدحت حضرت والا نہین ممکن مجھسی — مہر تابان کی ثنا ذرہ کری کیا تحریر
ہاتہ آجای اگر خاک کف پای حضور — ہو نہ عالم مین ہوس کو تلاش اکسیر
تا ابد جب تلک گل آپ کو رکھی اللہ — محبس رنج و مصیبت ہو عدو کی جاگیر

اشعار غزل

شکار مرغ دل منظور در پردہ ہوا شاید — کہ پھیلایا ہی عنقا نی پر او نہون نی جال چلمن کا
دل بیتاب غم ہجر چمن سی رہنی نہین دیتا — خدا نی گھر بنایا ہی مری پہلو مین دشمن کا
کبھی ہر دو جبین کی ہاتہ کا کرتا ہی نظارہ — ستارہ آجکل تابان ہی بخت برہمن کا
تن بی سر کی صورت سرو استادہ ہین گلشن مین — نظر آیا ہی شاید قد بالا اوس ستمگر کا
موت ہی آئی تو ای شیدا ہوا پنی زندگی — نیند آتا تو شب غم مین خیال و خواب ہی

شیدا مولوی محمد حسن خان ولد محمد یوسف خان بارہ سو انتیس ۱۲۲۹ ہجری مین مولوی سید احمد مغفور کی
ہمراہ جہاد کو گئی وہان سی پلٹ کر حج کیا مدت تک مکہ معظمہ مین رہی پھر وطن کو آئے
بارہ سو بیاسی ۱۲۸۲ ہجری تک اسی دار الریاست مین رہی اوس زمانی سی مفقود الخبر
ہو گئی اگر زندہ ہونگی تو اسی برس کا سن ہوگا فضیلت اخوندزادی کی شاگرد ہین
اور مولوی حبیب الغنی رقت سی بھی تلمذ ہی چار بیتین اونکی مشہور ہین لوگ اکثر گاتی ہین
کلام اونکا تلف ہو گیا دو شعر ملے وہ لکھدیئے گئی

ریختہ

دیکھو اوس فتنہ گر کی عیاری	ہاتھ سے لیکی دل مکر ہی گیا
سوز جگر ہمین ہی اغیار کی بدولت	سب کچھ ملا ہی ہمکو سرکار کی بدولت

شیدا آغا محمد علی شیرازی ابن حاجی ملا محمد شیرازی شاگرد میرزا علی اکبر
شیرازی عارف تخلص چالیس برس ہوی کہ شیراز سی ہندوستان مین
آی چندی لکھنو مین شغل تجارت رہا عہد جناب مستطاب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر
جنت آرامگاہ طاب ثراہ سی اس سرکار مین کتابخانی کی عہدی پر نوکر ہوی
اب پچپن برس کی عمر ہی یہین قیام ہی یہ اونکا کلام ہے

فارسی

مست و مخمور دارم شب و روز	لب میگون و چشم جادو بیت
از کفم برد دل از نیم نگاہی کہ مپرس	پر فنی راہزنی چشم سیاہی کہ مپرس
جعد مشکین بت برخ یا قمر در عقرب است	یا نہفتہ صبح صادق در شب یلدا است

شیفتہ صاحبزادہ عزیز اللہ خان خلف صاحبزادہ حبیب اللہ خان فرحت جنکا ذکر
حرف فا مین آئیگا شیخ کرامت علی شہیدی بریلوی کی شاگرد تھی اڑتیس ۳۸
برس کی عمر ہوئی بارہ سو تہتر ۱۲۷۳ ہجری مین قضا کی سنا ہی کہ صاحبزادے

ایک دن سیوہ خوری کی واسطی چاقو ہاتہ مین لیی تہی اور اونکی والد ماجد نی کسی امر پر برہم ہوکر بنظر تادیب طپانچہ مارنی کو ہاتہ بڑہایا انہون نی اپنی بچاؤ کو جو ہاتہ اوٹہایا تو وہ ہاتہ اتفاق سی اونکی گردن پر پڑا اور شہ یان کٹ گئی تیسری دن اونہون نی اسی زخم سی قضا کی اور یہ جو لوگ مشہور کرتی ہین کہ عمداً یہ فعل انسی سرزد ہوا خلاف تحقیق ہی یہ اونکا کلام ہی

از قصیدہ

ہماری مندرہی او سوقت ہوگی صبا حسن کو	کیا جو جور اوٹہانی مین کچہ کمینی قصور
امید و یاس کو ہمین نہین جگہ مطلق	کسیکی غم نی کیا ہی یہ اپنی دل مین دخور
شفق مین جہپ ار شاک دست رنگین سی	خجل ہی پای حنائی سی تیری شعلہ طور

از غزل

نہ دی غیر کی کہنی سی خار مجہی کبہی شکل دکہائی نگار مجہی	ذرا شیفتہ کہکی پکارہ مجہی تجہی اپنی ہی نازو ادا کی قسم

فصل صاد مہملہ

صابر نصیر الدینخان ابن غلام حسین خان یہ بزرگ علم ادب مین بڑی ذی کمال علم معقول مین بی عدیل نثر عربی لکہنی مین بیمثال تہی ان فنون مین مولوی نور الاسلام صاحب انکی استاد ہین فارسی مین مولوی غلام جیلانی رفعت سی تلمذ تہا چوتن برس کے عمر پائی ذیحجہ کی ستائیسوین تاریخ بارہ سو چہیاسٹہ ہجری مین رحلت فرما گئے یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

آنا تو بصد منت آنا اسی کہتی ہین	جانا ہی تو دل لیکر جانا اسی کہتی ہین

فارسی

این چنین تا چند در وسہ بود اندر خم ما	دست ما را ساقیا بر گردن مینا ببند

زود باتا رنگہ شیرازہ دلہا مند		شد پریشان از تغافل خاطر عشقا

صاحب جارج فانتوم خلف کپتان برنارد فانتوم یہ اصل مین فرانسیسی
ہین باپ انکی چندی پوناچیری مین کہ دار الحکومتہ شاہ فرانس ہی رکن اول
کونسل تہی پہر نواب نظام الملک والی دکن کی سرکار مین فرانسیسی فوج کے
کپتان ہوی اور اس سبب سی کہ افسر اوس فوج کی جنرل موسی راموں صاحب
انکی عزیز تہی روز بروز ترقی کی جب وہانکا معاملہ میر عالم نائب نواب ممدوح کی
فساد سی برہم ہوگیا یہ کرنیل کارڈنر صاحب عرف گارن صاحب کی فوج مین
عہدہ کپتانی پر معتمد رہوی اوسکی بعد سرکار انگلسیہ مین جنرل اختر لونی صاحب
کی زیر حکم اوسی عہدی پر نوکر ہوی اٹہارہ سو چہ عیسوی مین پنشن لیکر بقیہ عمر
امرای ہندوستان کی معالجی مین بسر کی چنانچہ حسب اجازت گورنمنٹ نواب
احمد علیخان بہادر مرحوم کی علاج کو اس دار الریاستہ مین آی علاج مفید ہوا پہر
رسم آمد و رفت رہی اٹہارہ سو بیس عیسوی مین نواب ممدوح کی [illegible] رہوی اٹہارہ سو
سینتالیس عیسوی مین قضا کی یہان تک تو حال کپتان برنارد فانتوم کا ہوا
اب جارج فانتوم کا حال ضروری جنکا ذکر مقصود اصلی ہی لکہا جاتا ہی کہ اب
انکی عمر باون برس کی ہی حافظ شیرازی طالب اور مولوی محمد نور الاسلام
اور مولوی محمد حفظ اللہ سی فارسی اور عربی کی کتابین پڑہی ہین اور میر نجف علی شفقت سی
علم شعر سیکہا صاحب اور جارج جیس دونون ان کی تخلص ہین اور فارسی اردو
دونون زبانون مین شعر کہتی ہین چونکہ ان کو اس سرکار سی آبائی توسل ہی
اسواسطی نام انکا اس تذکری مین درج ہوا یہ انکا کلام ہی

ریختہ

کیون نہ بچشم نمین ہوا و بچ نگاہ		دیکہنی والی قد بالا کے ہین

یہ آرزو ہی تری آنی کی مجھی ای شوخ	کہ جھوٹی وعدو پہ بھی انتظار باقی ہی

فارسی

امید صبح وصال صنم نماند مرا	شب فراق بروز سیہ نشاند مرا

رباعی

گر دوست مرا دوست ندارد چکنم	بر حال من ار رحم نیارد چکنم
راضی برضای دوست باش ای جرجیس	تحریر ازل نمی شود رد چکنم

قطعہ

قبا چو جامہ خوش آب در تہ دریا	فتادہ است کہ کس ہیچ ازان ندارد یاد
قبا گلی کہ وسید بہت وکس ندید آن را	اگر بوی خوشش بو برانہ سید ہمہ برباد

صادق سید صادق شاہ خلف سید حسین شاہ مغفور ہین پچاس برس کی عمر ہے منشی سید سمعیل حسین صاحب منیری مشورہ ہے طبعیت مزی کی ہی مذاق اچھا ہی یہ مختصر کلام اونکا ہی

ریختہ

میری پہلو سی جو وہ رشک مسیحا اوٹھا	ہتام کردلکو کئی بار ہین بیٹھا اوٹھا
عیش کیا رنج بھی ہمنشین رہتا	ایک عالم ہمنشین زمانی کا
کچہ تو دیکھا ہی زخم نی ورنہ	کیا سبب اسکی مسکرانی کا
یون تو ہتین سب عیش زمانی کی ملین گی	پر چاہنی والا کوئی مجھسا نہ ملی گا
آنسو بہای جاون کہ آہ رسا کرون	چاہت کی جان کو جو نہ روون تو کیا کرون
صادق زبان و دل تو ہین قبضی مین یار کی	حیران ہون کہ وصل کی کیونکر دعا کرون
کیا دخت رز گئی ہی دولہن بنکی باغ مین	ہی بھینی بھینی آج نسیم سحر کی بو

صائم مولوی سید رمضان علی ولد مولوی محسن مرحوم مولوی غلام حسین

حسین تخلص ملقب بہ بحر سواج کی شاگرد تھی پچاس برس کی عمر ہوئی بارہ سو ساٹہ ہجری مین وفات کی ایک شعر اونکا علاوہ درج تذکرہ ہوا

ریختہ

یہ مانا حضرت دل آپ ہین بڑے طرار
جو اونکی سامنی بولین تو ہم سلام کرین

صبا منشی محمد صابر حسین سہسوانی خلف منشی محمد احتشام الدین شیخ صدیقی سینتیس برسکا سن ہی نظم ونثر کا مشغلہ راتدن ہی منشی محمد انوار حسین تسلیم اور مولوی محمد ایوب خان گلشن انکی استاد ہین تاریخ گوئی مین طاق فارسی اردو دونون زبانون مین مشاق صنائع بدائع مین صاحب ایجاد ہین ذہن رسا ہی خط شفیعہ اچھا ہی ملازم سرکار فیض آثار ہین کئی برس سی اس ریاست کی نمکخوار ہین پہلی شعر اردو حوالۂ قلم ہوتی ہین پھر کچھ شعر فارسی رقم ہوتی ہین

ریختہ

کسی کی یاد نی چٹکی وہ لی قیامت کی
کہ حشر تک مین تڑپتا تہ مزار رہا

بھولا نہیں ہون یاد ہین صحبت کی گرمیان
ابتک مزی زبان مین تمھاری باتکی ہین

نہ چھوڑی شکل عاشق حسن نی معشوق بھی خالی
گلون کی چاک دامن ہین ہین غنچون کی گریبان مین

صبا ہجر بتان مین اک نہ اک الجھن ہی تازہ
اگر دامن سی ہاتہ اوٹھا تو جا الجھا گریبان مین

غیر کو لیکی عیادت کو وہ آیا دیکھو
ساتہ لایا ملک الموت کو عیسی دیکھو

حلقۂ گیسو مین دلکو پھانس کر کہتی ہین وہ
اس پریشان بخت کو تاریک زندان چاہیی

شب وصلت بھی خلوت مین نہ غیر اپنی لقا ٹھہری
نہ اندیشہ رہی دلمین نہ آنکھون مین حیا ٹھہری

کسی کا چھیڑنا یاد آگیا ہی نزع مین مجھکو
ہٹا دون چٹکیان لیکر جو بالین پر قضا ٹھہری

قصیدہ فارسی در مدح بندگان حضور

لمعۂ خورشید راکی تیرہ سازد داغ سہ
جلوۂ ذاتت نہ بیند نعمت ہمتای تو

نشهٔ عهد تو یکی دارد خمار احتیاج — جام حاجت گم شد از بزم استغنای تو

مادر گیتی نزاده از سلف چون تو خلف — جوهرت شد آبروی گوهر آبای تو

اشعار غزل

خاکساری بچشم خلق نشاند — گرد ره گشته توتیا شده ام

پنبه در گوش نهد صوت مینای شراب — چون رود ذکر خرابم طرف گوش کسی

دست رنجه مکن قامت نازک مشکن — لطف خمیازه کشی هست در آغوش کسی

قطعه

سخت از رنجه جانکنی شده است — رشته عمر آهنی شده است

از تپاک دل است کار جهان — الفت دوست دشمنی شده است

صہبا منشی گوبند لال پسر منشی گوکل چند لکھنو کی متوطن ساٹھ برس کی قریب سن ہی معانی بیان عروض قافیہ معما حساب جبر و مقابلہ جغرافیہ تواریخ ساحت فلاحت مین دستگاہ نقاشی و مصوری و خط نستعلیق و ناگری و انگریزی و ناخن نگاری سی آگاہ سرکار شاہی و انگریزی مین نوکر رہی حسن سرانجام خدمت سے نامور رہی اب حضور پرنور کی نمکخوار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

رنگ ای گل پیرہن پھیکا ہی پڑتا ہی ترا — اوڑھا گر سادہ ہی تو رنگین دوپٹا ہو گیا

گریبان ذکر کی غنچہ ون ہی جلاتی ہین مجھی — مین مسلمان جلتی جی ہندو کا مردا ہو گیا

ذکر خال و خط ہی روی صفا جانان مین نہین — زاغ و طوطی کی حکایت اس گلستان مین نہین

شغل اونکا ہی ستارہ جو مجھسی بگاڑ ہی — در پردہ میری بلبلی کو یہ چھیڑ جا رہی

اشعار قصائد مدحیہ فارسی

سنان او چو فشارد بہ بیستون انگشت — برآورد غم شیرین ز سینهٔ فرهاد

ز فرط وسوسه بدخواه او بغم باشد ・ چنانکه مفلس مسکین ز کثرت اولاد
فروغ بخت ز سیمای او همی تابد ・ چنانکه نور عبادت ز جبههٔ عباد
نگو هلال که کرده است وا فلک لب عیش ・ بانواع صیام و بخنده مقدم عید
نگو هلال که از آب سیم کلک قضا ・ بصفحهٔ فلک این نون نفی غم بکشید
نگو هلال که از قدسیان عالم نور ・ بچرخ حلقهٔ بزم طرب عیان گردید
چه طرفه صبح که بر روی صاف روز ازل ・ ز خاک سعت رم خود غازهٔ طرب مالید
چه طرفه صبح که در چشم باز شام ابد ・ ز گرد دامن خود سرمهٔ سرور کشید
ز بس که نان پر خوشش نان آبدار بخت ・ تنور اوست که طوفان نوح ازان جوشید
چه نیشکر که در و بند شیرهٔ جان شد ・ دم ثناش نفس در گلو گره گردید
نمود توپ که بود آن رگ سیه ابری ・ که برق و ژاله همی ریخت و همی غرید
نمود توپ که خرطوم فیل گردون بود ・ که جای آب شرر میکشید و می پاشید
نمود توپ که اعجوبه کار قدرت بود ・ که سر به خورد و بگفتار شد بصوت شدید
نمود توپ که بازیگری سبکدستی ・ ببطن جهره نها و از دهن بکند بعید
نمود توپ مشعبد فنی شرر کاری ・ ز ناف شعله بخورد و از دهن برون بکشید
عیان شدند نشانهای تابناک بفضل ・ چنانکه بر فلک نیلگون مه و خورشید
لوا و ماهچه اش چون بدید خلق بگفت ・ قیامت است بیک نیزه آفتاب رسید
علم بماهچه بشکل ماهی آمده پیش ・ که ماهیش بمراتب ز ماه بود مزید
گر آب تیغ تو آرد بیاد در دم جنگ ・ شود حدید چو حدس حکیم طبع بلید
چو بی رضای تو قادر نشد بیک حرکت ・ نمود هیبت جسمیه فلک سعته گردید
موفق ازلیت خدا زهی توفیق ・ سوید ابدیت قضا همی تائید
ز جسم سطح شد از سطح خط ز خط نقطه ・ بدین مشابه تن دشمنت ز غم کاهید

چو ذکر عمر عدویت به بحر شعر کنند
اگر دمی بهوای ولیت رسد
قلم بگاه رقم خنجه دو دم گردد
بسی تیغ و رفیع است طارم قدرت
ز عدل او چو پذیرند اعتدال اصول
بجور دفتنه سم خوف عمر و چنان
و قارت ار گره چرخ را کند پامال
باستواری عهد تو گر پناه برد
تبارک الله ازان باد پای برق آهنگ
سمند دیگر دود بر لب مغنی اگر
نسیم عنبری گذرد بر طبائع اضداد
برون رود ز خود از تازیانه راکب
اگر دو بحر سخاوتش هجوم اهل سؤال
چو گشت گرم نواساز احتساب او
خامی سخاوتش گر بدل بخل جا کنند
بر عارض گشادگی همتش فلک
گر در دکان گرمی خویشش دمی هنند
معمور نیست بجاه او که ز عرصه‌اش عمارت
طول اهل طرفتش با عرض ملک او
حضرات پشت خصم چو تاسیس چون روی
سرهای دشمنان بسنانهای لشکرش

شود سریع و خفیف ار بود طویل و مدید
بشا به باز زند پنجه ناتوان عصفور
کنم دیگر صفات شجاعتت مسطور
بتاک و ز ثریاست خوشه انگور
بجور برد مساوی شوند جمله شهور
که رو ز حشر نگردد چو دیگران محشور
شود فشرده بدانسان که دانه انگور
زمین ز زلزله ایمن شود بروز نشور
که هست ساحت افلاک بهر سیرش تنگ
تغیری نرسد زان به پرده آهنگ
که را کمش بخند در ک ذوق شهد و شکر تنگ
بدان طریق که از ضرب زخمه نغمه ز چنگ
چو هند وان که کنند از دو جام بر لب تنگ
ز بیم نغمه نهان شد درون پرده چنگ
آماده تر بجود ز حاتم شود بخیل
از بهر دفع عین کمالست خال نیل
کافور اختیار کند طبع زنجبیل
دریای آن روان شد از چرخ رود نیل
تقصیر او معاف که احمق بود طویل
شد نوک رمح او بمیان صورت دخیل
نموده زیر نگر شجرستان نارجیل

دیوانه شد عدوش ز فرط غضب بخویش
صفرای او همیشه بسود است مستحیل

رفعت عالم جاهش چه بگویم که درو
آسمان همین پست زمین اول

رخش جولانگه عزمش بشمارد یک گام
تا بپایان ابد از سر میدان ازل

هلال عید عیان شد گذشت ماه صیام
ز فرط شور هم آهنگ زهره شد بهرام

نوای نغمه همان کار میکند امروز
که نفخ صور ربوبی کند بروز قیام

عجیب نیست که از انبعاث عیش و سرور
بصحن دیر نماید رقص اصنام

صلای عام زند محتسب بشرب و سماع
چو صوم عید درین روز توبه است حرام

ز فرط جوشش ترنم نگاه حرف زدن
کند بجنبش لبها سرود استقدام

ز بسکه جوش نشاطست در بطون بعینه
که در سماع درآیند اجنه در ارحام

ز فیض بخشش او گشت خود پر از زر کرد
چنین غنچه گل در مشیمه اکمام

سیاستش فتن از ارض هفت کشور برد
چنانکه خون بد از جسم فصد هفت اندام

عدوش زیر زمین شد بخواب سنگین دوش
چو شب گرانی حلمش بدید در احلام

کعبه روی خوشت چار مصلا دارد
چار از و شدنت ساخته این رمز عیان

گر کند پیروی سرعت سیر رخشش
علت مزمنه هرگز نپرد از سان

باشد از گلخن قهرش شرر نار جحیم
باشد از گلشن لطفش چمنی باغ جنان

حلم او گرد تد خیمه افلاک شود
باز ماند گرد چرخ چو قطب از دوران

نقطه قاف وقارش شود ار سر خط عرش
هرگز از جسم بجز سطح نیابد نشان

گر گرفتی الف از حکم روانش اثری
شدی او را حرکت خاصه جای الکان

نسیج در کارگه عزم درستش چو کنند
نشود شق ز اثر پرتو مهتاب کتان

چیست آن برق ابر پیره اهن
خود هلال و شفق افشان ز دهن

آب او منجمد ولے پر موج
آتشش پر دخان ولے روشن

باد او روح را زند آتش
در روانی چو نو جوان چست است
لاله خیزست همچو غنچه در دین
خصم او را ببطن مادر هست
داد و از رزم و بزم و روی و خوی
هشت بودند خلد در عالم
پیش کوه وقار او باشد
رفعت قدر و وسعت صدر رشش
ز تاب نشهٔ می سبکشان چنان سر ور
چنان بجوش هر گوشه ساز و برگ سرور
بگیرد از اثر شور صورت نغمه
گه مصافحهٔ گلچین بوسها کف و لب
مل از حضور قدح بر حیا فگند نقاب
نگاه جو دسویداش کار صغر کند
دراز دستی جودت نگر که در پیشش
بعدلت تو کسری کجاشد وهشنگ
بجا بنی کند از عزم حکم محکم تو
بلفظ عذب تو معنی چو شکر اندر سعه
رواج دین ز تو شد آنچنانکه از لب کفر
نفور آمد و دنیا ز خصم نامردت

آب او خاک را کند گلشن
گرچه قدش بود چو بیره کهن
برگ ریزست چون دی و بهمن
از رحم کور و ز مشیمه کهن
در زمین زمانه چار چمن
همین ساخت او ز خلق حسن
گرهٔ چرخ دانه ارزن
کوه طور است و وادی ایمن
که سالکان ز لقای تجلیات اله
گه رقص سکینه اندر حریم چشم نگاه
بدرد فرقت جانان کند چو عاشق آه
دم معانقه گلریز تهنیت افواه
گل از غنچه و فرح بر هوا فگند کلاه
چو هیچ بگذرد اندر دلت شود پنجاه
بود بوقت دهش دامن طمع کوتاه
که کوه را کنی از عدل هم تراز و کاه
بر آید از لب نقد بر صوت بسم الله
بقعر غور تو مضمون چو یوسف اندر چاه
ترا و داشهد ان لا اله الا الله
که قحبه می نکند میل با فقید الباه

اشعار غزل

سر مہ گین چشمت نہان با من سخنہا کردہ است
حیرتی دارم کہ چون شد سرمہ گویا کردہ است

نباشد ہم دہان و ہم کمر او را دگر باشد
سر موی دہان باشد رگ موی کمر باشد

رباعیات

قلنا شمس الضحی اہ دنا وجہک
خلنا بدر الدجی قصدنا وجہک
یاذا الاکرام والعطا یا والمجد
بل افضل منہما وجدنا وجہک

ای حق شرفت بنوع انسان داد است
صد فضل ز ہر جنس کمالت یاد است
در دہر عدیلت چو شد یک باری
کلی است ولی ممتنع الافراد است

حسنت ز تو خط کجا کاستہ شد
بل خوشتر ازین سنبل تو خاستہ شد
بر روی خوش تو این مثل صادق گشت
گل بود و بسبزہ نیز آراستہ شد

صغیر چھوٹی خان عرف چھٹن ابن محمود خان طفل سیزدہ سالہ متوطن لکھنو یہ لڑکا ذکاوت کی پوٹ ہی کسب کمالات پر لوٹے ہی ذہن ایسا مناسب ہی کہ کسی سی تلمذ نہین اور تصویر ایسی کھینچتا ہی کہ نقاش آفرین کہتی ہین قلم کی لاگ دیکھکر دیکھنی والی دنگ رہتی ہین حق تعالی چشم بد سی بچای سید افضل علی افضل خلف کوچک جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر سی شعر ہین تلمذ ہی منشی صاحب ممدوح کے ساتہ اکثر یہان رہنی کا اتفاق ہوتا ہی یہ کلام اوس کا ہے

ریختہ

ترا جلوہ کہان ہمنی نہ ای رشک قمر پایا
یہان دیکھا وہان دیکھا ادہر پایا ادہر پایا

کبھی برچھی کا پھل پایا کبھی تلوار کا ہی
محبت کا شجر بو کر یہ قاتل سی ثمر پایا

بنایا ہمنی محبوب اوسکو غیرت ان کی مژی لوٹی
لگایا نخل یہ ہمنی رقیبون نی ثمر پایا

گری نشانہ جو دہ ترک کجکلاہ ملے
جگر کی پار ہونا وک اگر نگاہ ملے

صفا آغا محمد احسن عرف نادر مرزا صاحب مخاطب بخطاب نورالدولہ ابن شاہ مرزا خان
صاحب نیشاپوری عجب جوہر قابل تھی خوشنویسی اور شاعری سب مین
کامل تھی فن شعر مین خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی سی تلمذ تھا بعد غدر جب وثیقہ
انکا سرکار انگریزی مین ضبط ہوگیا بندگان عالی نی بنظر قدردانی یاد فرمایا
کئی برس اس دارالریاست مین باعزاز رہی رخصت ہوکر لکھنو گئی تھی کہ وہین
شعبان کی نوین تاریخ بارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا ساٹھ برس کا سن ہوا
کلام انکا جمع نہوا ایک رباعی جو آغا برہان الدین حیدر اونکی بھائی کو یاد تھی بطور
نمونہ لکھی گئی

رباعی

ای حسرت وصل یار بس کر بس کر — وی صدمہ انتظار بس کر بس کر
اتنا نہ تڑپ کہ سینہ شق ہوجای — بس ای دل بیقرار بس کر بس کر

صفدر صاحبزادہ محمد صفدر علیخان بہادر خلف نواب محمد سعید خانصاحب بہادر
جنت آرامگاہ جنکا ذکر طبقہ والیان ملک مین لکھا گیا پچیس برس کی عمر ہی
نتایج افکار اس ہیچمدان کو دکھاتی ہین یہ چند شعر دیوان سی انتخاب کرکی زیب تذکرہ
کیی جاتی ہین

ریختہ

مبتلا پیش از ظہور جلوہ جانانہ تھا — شمع جب روشن نتھی محفل مین پروانہ تھا
کیا تو نی پامال کیون دل کو ظالم — اری تھا یہ نازونکا پالا کسیکا
کلیجا پکڑ کر انھی بیٹھ جاتی — سنا ہی نہین تمنی نالا کسیکا
شوخی کی ساتھ کچھ رہی پردہ حجاب کا — آغاز ہی ابھی تری حسن شباب کا
وا ای قسمت بیخودی مین کھو گئی تصویر یار — دل کی بہلانی کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا

گنی گئی جو قیامت کی دن گناہ مری
گھٹی ہی کہ نہین سکتی معاملہ دل کا
وصل کا آج اوس پری سی ہو گی سامان ہو گیا
ایک سیری قتل نی دو بوجہ رکھی دو طرف
وہ جوبن پر جو آئین لطف اوٹہی زندگانی کا
اومنگ پر آ کی محو زینت کبھی جو وہ گلعذار ہوگا
چھپا چرا اگر کبھی جو پی لی تو اس سی کیا فائدہ ہی قاضی
ذرا بزم سی اوٹہ کی خلوت مین سن لو
ہو گیا دل بہی اونہین کی جانب
لیا خواب مین جسنی چوری سی بوسہ
اونہی جب پوچھا کہ تو نی قتل عاشق کو کیا
لای گی نہ بوجہ مرہ محبوب کی جیب تک
ہر نگہ مین ہین سیکڑون ارمان
قصد تو روز قیامت تہا بہت فریاد کا
سب سی بڑہ کر ہی ہمین تیری نزاکت سی گلہ
چل ای تیغ دم لیگی گردن پہ میری
آنکہ اوسکی آنکہ سی تو زبان سی زبان لڑ گئی
عزیز احباب سب روتی ہین صفدر میری بالین پر
آئینہ رکھکی دیکہ لو کیا چاہتا ہی دل
فغان کو سن کی مری تو عبث بگڑتا ہی
قفس مین آ کی مری بال و پر گری تو گری

فقط یہ چھیڑ کی باتین ہتین کچہ حساب تہا
اکیلی بیٹھی کیا کرتی ہین گلہ دل کا
شرم ہو تیرا برا دونون کو ارمان رہ گیا
تیری سر پر خون میری سر پہ احسان رہ گیا
ابہی گہونگٹ مین چہرہ ہی عروس نوجوانی کا
پسین کی مہندی پہ دل گلو کی چمن مین خون بہا رہوگا
نہ سیکڑی مین جگہ ملیگی نہ سیکڑون مین شمار ہوگا
خدا جانی کیا مدعا ہی کسیکا
یہ بھی کمبخت ہمارا نہوا
کوئی اور ہو گا وہ صفدر نہو گی
غمزہ بولا وہ نزاکت تہی ادا تہی مین نہ تہا
دامن مین نہ چھوڑونگا نسیم سحری کا
کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا
پیار لیکن آ گیا نہ دیکھکر جلاد کا
دو قدم ساتہ جنازی کی بہی چلنی نہ دیا
ذرا دیکہ لینی دی قاتل کی صورت
صفدر رہی مزی کی لڑائی تمام رات
بدن سی روح جاتی ہی کہ ہوتی ہی دو دشمن رخصت
تم مجہسی پوچھتی ہو مرا مدعا عبث
مرا گلا ہی مرا اوسنہ مری زبان صیاد
بہری بہری رہین پہونگی ڈالیان صیاد

مینی کہا جو اوسی کہ شب کو یہین رہو
آنکھین جھکا کی بولی کہ کس اعتبار پر

صنم خانی کی اگلی صحبتین دلکش جو یاد آئین
بہت رویا مین رات آواز ناقوس برہمن پر

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ہر طرف دیکھا
بہت روئی تمنّا جسوقت ہم صفدر کی مدفن پر

حوصلی سی حوصلی تہی ولولی سی ولولی
آج وہ سب مٹ گئی گور غریبان دیکھکر

خبر آئی نہین مدت سی کچھ یاران رفتہ کی
ذرا ای بیکسی لیچل مجھی گور غریبان پر

ای موسم بہار تو اتنا قیام کر
حسرت نکال لی کوئی دیوانہ چند روز

شوق کہتا ہی شب وصل اوٹہا دو پردہ
ناز کہتا ہی کہ ٹوٹی نہ خبردار لحاظ

تونی پہنایا قید مین دیوانو نکو ای بیخودی
جاتی تہی گلشن کی طرف آنکلی زندان کی طرف

حوصلہ ہو جانی کا حنا کی بزم جانان تک
اسقدر ہی دلتنگی پس گئی ہین ارمان تک

لایا حنا کی مین کیون اسکو تو نی
بہت نازو نکا پالا ہتا مرا دل

جی بہر کی کرین گے دل کا ماتم
چہوٹی سی لحد بنائین گی ہم

ہی صبح شب وصل ہی کس لطف کی صحبت
ہم چہیڑ پر آمادہ وہ شرمائی ہوئی ہین

خلوت مین ہی اظہار تمنا نہین ممکن
انداز و ادا یار کی ساتہ آئی ہوئی ہین

نگہ کی یاد نی بخشا ہی ایسا ذوق خاموشی
کہ باتین کر رہی ہین ہم خدا کی روبرو ہوکر

نگہ کی ہمین یاد آتے ہے چال
کہو ہمنشین اب سنبہالی ہمین

گلی مین مری ہاتہ وہ ڈال کر
یہ کہتی ہین صفدر سنبہالی ہمین

وہ خنجر ہون جسمین ثمر نہین وہ صدف ہون جسمین گہر نہین
وہ سخن ہون جسمین اثر نہین وہ دہن ہون جسمین زبان نہین

بہت آشنا ہین زمانی مین لیکن
کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون

کہا مجھکو اجل نی دیکھکر مقتل مین قاتل سی
ہین حاضر اسکو جلدی آپ اب کچھ دیر کم کرتی ہین

جنون دینی کہان تک آئی کو اب کر و رخصت
ادہر بہی اک نظر ہم بہی تو تمکو پیار کرتی ہین

وہ میکش ہین کہ ای ساقی ہماری ہاتہ رہتی ہین
کبہی شیشی کی گردن مین کبہی ساقی کی گردن مین

کم سن ہین آئنہ ابہی پیش نظر نہین
اوٹہاؤ نہ کہی میری دلکو کرین آپ پائمال
نہین آرام اسکو ایکدم شل دل عاشق
شرم آنکہ مین ہی آنکہ ہی پنہان نقاب مین
ہم گشتۂ فراق آج ہی بزم یار مین
نہین آتی ہی شرم سی باہر
الفت مین تیری دونون گم ہوگئی ہین ایسی
کیا احتیاط ہی او نہین مجہسی وصال مین
وہ اور جواب سیری سوالونکا نامہ بر
دیکہکر در پہ خفا کیون ہو چباتا ہون
لحد مین بعد فنا بہکیون یہ کیا گذری
مین آوارہ و سودائی مین سرگردان وہ دیوانہ
خدا جانی کہ کیا لذت ملی دونونکو مقتل مین
نکلوا نام ایکا انجمن سی ہین تو جب جانون
تمنا ہی بٹہا کر سامنی دیکہا کرون ہر دم
جوانی کو حسینان جہان ہی پیار کرتی ہین
بہار گل مین توبہ کرکی کس حسرت سی تکتا ہون
احباب نی کی میری سفارش تو وہ بولی
سنکو دینگا کچہ جواب جب اونسی نہ بن پڑا
کہو نگہٹ اولٹ کی آدہی شب وصل یہ کہا
نہ ہو لونگا شب وصلت مین بوسہ مانگنا اپنا

کیا لین مری خبر او نہین اپنی خبر نہین
ہین دیکہون سینہ بہی یہ میرا جگر نہین
نگاہ ناز بہی ہی کیا تمہاری بیقرار نہین
رہتا ہی اب حجاب بہی اونکا حجاب مین
سوت خزان ہین آئی تہی پہول ہوئی بہار مین
یہ وہ نہین ہے کہ آرزو دل مین
دل ہمکو ڈہونڈہتا ہی ہم دلکو ڈہونڈہتی ہین
آتی ہین ساتہ لیکی کسیکو خیال مین
وہ بات کہہ کہ آئی کسیکی خیال مین
تہم گیا تہا دل میتاب کی تہرائی کو
مسافران عدم کی خبر نہین ہمکو
نہ کچہ دل کی خبر مجہکو نہ کچہ میری خبر دل کو
ادہر حیرت ہی بسمل کو ادہر تکتا ہی قاتل کو
ہٹا دو آئنی مین پاس سی اپنی مقابل کو
تری اس بہولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو
نگاہی رکہتی ہین چہاتی سی اپنی اپنی جوبن کو
کبہی ساقی کی چہری کو کبہی شیشی کی گردن کو
دشمن مری کیا کرنی لگین پیار کسیکو
گردن مین میری ڈالدیی مسکرا کی ہاتہ
کچہ تاب نہین کہتی مری دشمن حیا کی ہاتہ
بچا کر مسکرا کر منہ چہپانا اونکا آنچل سی

چمک کر آسمان پر ابر مین جب چھپ گئی بجلی
ذرا ای آفتاب حشر برقع ڈال کر آنا
ہوا یون لب بلب تو کیا مزہ ہوتا اگر ہوتی
یہ کہنا وصل مین اوس برق وش کا یاد ہی صفدر
وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہی
برنگ شمع جب مہمان اہل بزم ہوتا ہون
دم آخر تڑا بسمل نہین قاتل تڑپتا ہی
یہ سو سو بار کیون اوٹھتا ہی صفدر ماجرا کیا ہے
طلب جو آئنہ ہوتا ہے دیکھی لیکن
یون زیر قدم نہ دل کو پیسو
جوانی مین بہار حسن صورت آہی جاتی ہی
شباب آیا ترقی پر تو بوسونکی اجازت دی
غضب کی چیز ہی یہ حسن انسان لاکھ بچتا ہی
یہ دیکھا ہی طبیعت کی حسین کتنی ہی ٹھنڈی ہون
کوچے کا اوسکے صفدر ملتا نہین ٹھکانا
ستم ہی حجاب اونکا ہنگام بوسہ
دل تو پہلو مین وقت خواب نتھا
قضا تیغ دونون اوسکی طرف ہین
تری فرقت مین دل نی ساتھ چھوڑا
مرا دل تو بکتا تجھی جانتا ہے
مین جان ابھی نثار کردون تیغ یار پر

تمہارا اچھا لکھنا یاد آگیا پردی کی اوجھل ہی
اری ظالم خدا سی ڈر یہ وقت خود نمائی ہی
مری سینہ مین زبان تیری تری سینہ مین پان میری
بڑہاو طوق گردنکا اوتارو بجلیان میری
خدا جانی اب کیا ہوا چاہتا ہی
جلاتی ہین بجھاتی ہین اوٹھا دیتی ہین محفل سی
یہ رخصت ہو رہی ہی بیقراری تیری بسمل کی
خفا ہی دلربا کی طرح شاید درد ہی دل کی
حضور ہمسی ہی آنکھین ذرا ملای ہوی
پس جای نہ آرزو تمہاری
تم جسوقت گدرتا ہی رنگت آہی جاتی ہی
خدا دولت جو دیتا ہی تو ہمت آہی جاتی ہی
اگر دل کھنچ ہی جاتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی
ہوی دو چار جب عاشق شرارت آہی جاتی ہی
مین دل سی پوچھتا ہون دل مجھسی پوچھتا ہی
نہین کہکی منہ پھیر لینا ادا ہے
پھر تڑپ کر جگا دیا کسنی
یہ قاتل کی آگی وہ بسمل کی پیچھی
کہان اس بیمروت نی دغا کی
مگر اس مین آئینی گو گفتگو ہی
رہجای یہ گلی سی جو دم بھر لگی ہوئی

عجیب راحت سے سوی ہین ملی ہوی گور محبت الفت
کسیکی گردن کسیکا بازو کسیکا زانو کسیکا سر ہی

حورین کہڑی ہین ساغر کوثر لیے ہوی
تلوار کی تلی تری بسمل کی سامنی

بولی وہ نازسی ہنسکر اوکی مری میت کو
میری غافل کبہی غفلت کبہی ایسی تو نہتی

یاد ہی کہنا کسیکا سر جہکا کر وصل مین
اٹہو کچہ شکوہ نہین حسرت برآئی آپ کے

وہ شرمگین آنکہ اوسکی صفدر بچای آئینی سی بچنو نکر
گلا رسی ہاتہ مین ہی لیکن وہ روبرو ہی نہین گئی ہی

رباعی

ہم خوب سمجہتی ہین تمہاری باتین
دکہلائی کی ہین فقط یہ ساری باتین

منظور ہی جلوہ لن ترانی حیلہ
اللہ ری تمہاری پیاری پیاری باتین

رباعی

ہی خوی تواضع جو ہماری نگئی
منظور نہتی جسکی پاسداری نگئی

کپڑون مین ملا عطر تو مٹی کا ملا
زینت مین ہی اپنی خاکساری نگئی

صفدر صاحبزادہ صفدر علیخان ابن صاحبزادہ غلام عباس خان ابن صاحبزادہ احمد یار خان افسر پہلی امداد حسین ضمیر وزمراد آبادی کی شاگرد تہی پہر میان اللہ شاہ نظام کو کلام دکہایا جب سی اونہون نی رحلت کی میر احمد علی رسا سی تلمذ ہی اب بیس برس کی عمر ہی چند شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

مجہسی پہلو تہی جو کرتے ہین
یہ بہی اک طرز دلربائی ہی

رخصت ای آرزوی خلد برین
کوچہ یار تک رسائی ہی

صراحی مے گلگون بغل مین ہاتہ مین ساغر
خرام ناز کرتا ساقی مستانہ آتا ہی

صنعت میر ملہو تذکرہ طبقات الشعرا مین لکہا ہی کہ یہ در حقیقت شاہجہان آبادی ہین مگر آنولی مین نشو و نما پائی اور اسی دار الریاستہ مین رہی نہایت مرد صلاحیت

شعار حلیم الطبع بردبار بحبر یدکی عالم مین رہتی تہی کبہی کبہی شعر بہی کہتی تہی یہ اونکا کلام ہی

فارسی

اگر دیدیست امروز آن نگاہ می پرستش را
گر امشب محتسب با لغزش مستانہ می آید

پژمردہ شود عارضش از تاب نگاہم
این آئینہ از جلوہ پرستان گلہ دارد

وز غم زلف او سیہ پوش است
سوگوار مرا تماشا کن

صنعت شیخ کریم الدین ولد شیخ نتہو صنائع زرگری مین کامل ہتی اور ساتہ ان مشاغل کی عابد و زاہد و ذاکر و شاغل ہتی شاعر رنگین طبیعت و صاحب ذوق تھے شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق ہتی پچہتر برس کی عمر ہتی کہ تیسری محرم کو بارہ سو سینتیس ہجری مین انتقال کیا دیوان منتخب کر کی کچہ کلام لکہا گیا

ریختہ

دم تو کب کا نکل گیا ہوتا
ضعف سی تا لب نہین آتا

اور صنعت تو یاد ہے لیکن
اوسکی ملنی کا ڈہب نہین آتا

ہجر و وصال دونون مین کٹتی ہی شب ولی
یارب یہ کیسی شب ہی کہ جسکی سحر نہین

مجکو بلایا غیر کی گہر جا کر آپ نی
اسکو ستم کہون کہ مدارات کیا کہون

فریاد کو محشر مین سند کچہ نہین درکار
گل کہانی سی ہاتہ اپنی ہین محشر سی زیادہ

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن
ہمارا ہی دل لیکی دلدار ٹہہری

تو ہی بتلا دے یار صنعت کو
کیون بہلا تجہہ پیار آتا ہے

مخمس

ہر جگہ تیسی یہ مچلکر دل ہین جس لت کی لیے
کیا اچار انکا پڑیگا لیتی ہو جسکی لیے

بن دلاسا مین نہین دیتی کا تم جسکی لیے
کہتی ہو گہہ کو نہین جائیگا بن اسکی لیے

اور بہی للچای ہم کچہ سنعت کا دل دیکہکر

صوفی شیخ محمد عبدالخالق ولد شیخ خدابخش پچیس برس کا سن نیک خو نیک باطن فکر اچھی ہی طبیعت ذکی ہی شاہجہان آباد وطن اصلی ہی اب مدت سی اسی والیریاستہ مین رہتی ہین نواب مرزا خان داغ سی تلمذ کا افتخار ہی شعر خوب کہتی ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

کیون عدو کو متصل ہین کیا آپ نی بسمل
اوس طالع خفتہ سی یہ پوچھا نہ کسی نی
نہ وہ کرتی ہین جفا بخشی نہ ہمکو ذبح کرتی ہین
اوس بت کی تا کمر جو ہماری نظر گئی
ہجکر شکر کو شکوہ ہوی ہین جہان کی دشمن

کیا ہمکو تڑپنا تہ خنجر نہین آتا
نیند آتی ہی ظالم تجھی کیونکر شب فرقت
الہی کیا مصیبت ہی یہ جیتی ہین نہ مرتی ہین
بولا وہ نازکی سی کہ یارب کمر گئی
تاشش جب گلہ ٹھہری گلہ تجھی تو کیا ٹھہری

فصل ضاد معجمہ

ضابط احمد علیخان ابن نیاز علیخان ضبط تخلص پندرہ برس کا سن ہی لکھنی پڑھنی کا شغلہ راتدن ہی تازہ تازہ شعر کہنی کا بھی شوق ہوا ہی ابھی اس فن کی ابتدا ہی دو ایک غزلین جو موزون کین وہ اس ہیچمدان کو دکھائین دو شعر اونمین سی لکھی جاتی ہین

ریختہ

تشنہ دیدار ہون جی بہر کی دیکھونگا تجھی
رنج و غم درد و الم کیا ہین میسر جی نہین

شکر ہی قاتل روانی آب خنجر مین نہین
عشق کی کونسی نعمت ہی جو اس گھر مین نہین

ضبط نیاز علیخان ابن کریم اللہ خان پچپن برس کا سن ہی ملازم قدیم سرکار دولتمدار ہین آگی عدالت فوجداری مین سررشتہ دار تھی اب محکمہ عالیہ صدر مین عہدہ نظارت سی سورد افتخار ہین تاریخ کہنی کا بہت شوق ہی کار سرکار سے

فرصت نہین ہوتی ورنہ رنگینی طبیعت سی جملہ اقسام شعر کا ذوق ہی ابتدا مین مولوی عبد القادر خان غمگین سی تلمذ تھا اب اگر کبھی کچھ کہتی ہین وہ کلام ہیچمدان کو دکھاتی ہین یہ چند شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

کیا مین دیوانہ تھا جو لیتا بلائین چاند کی	اے قمر طلعت تری صورت کا دھوکا ہو گیا
اے ضبط اثر نالہ و افغان مین نہین کچھ	بیفائدہ غل ہمکو مچانا نہین آتا
رات گذری منتین کرتی ہمین	وصل کا بھی حوصلہ پورا ہوا
گریبان پھاڑ کر عالم ہوا ساتھ	چلی جسدم وہ دامن کو اوٹھا کر
لوگ آتی ہین یہان کیا دیکھنی	ضبط مرنا ہے تماشا کچھ نہین
عجب کچھ حال دیکھا ضبط کا اوس نے الفت مین	خدا محفوظ رکھی اس بلا سی ہر مسلمان کو
شب وصال کئی دل کو جرائتین کرتی	زبان ہلی نہ مری عرض مدعا کی لیے

ضیا سید حسین علیخان ابن سید فدا حسین خان وطن انکا اودہ آختہ نگر ہی مگر تھے دار الریاست سقر ہی چھبیس ٢٦ برس کی عمر ہی میر محسن علی خان عرف آغا مجو ہندی تخلص سی فن شعر مین فیض پایا ہی یہ اونکا کلام ہاتھ آیا ہی

ریختہ

فرقت کی یہ شب دیکھیی کس طرح سحر ہو	تاری بھی نہین گن کی جنھین رات بسر ہو
یہان ضعف سی نالہ بھی زبان تک نہین آتا	پھر یار کی دل مین ہو تو کس طرح اثر ہو

ضیا ممتحن الدولہ حکیم محمد علیخان پچاس برس کی عمر ہی خلف مہر الدولہ سید زکی علیخان رضوی مرحوم متخلص بہ حیات خاندان نواب اسد خان مرحوم کی یادگار آبا اور اجداد انکی مشہور جوار و دیار خود بھی طبیب نامور ہین کتب معقول سید محمد صاحب سی پڑھی ہی جو بلقب فخر العلما مشتہر ہین علم طب اپنی خاندان مین حکیم بندہ تقی خان

مرحوم سے حاصل کیا سالہای دراز اونکی مطب مین بیٹھکر اس فن کو کامل کیا فن شعر مین
میر وزیر علی صبای لکھنوی کی شاگرد ہین اب چند سال سے اس دار الریاست
مین ملازم سرکار فلک اقتدار ہین قدردانیون سے مسرور و افتخار ہین ایک
کتاب محامد و اصاف اسلام کرام و آبای عظام بندگان حضور مین بطور تاریخ
لکھی ہی یہ اشعار اونکی یادگار ہین

ریختہ

کہتا تہا مین یہ کہونگا یہ کہونگا شب وصل	جب ملاقات ہوئی کچہ نہ مجہی یاد رہا

مدح بندگان حضور بزبان فارسی

از کجا تا بکجا گر بستایم نسبش را	وز بنا تا بہ بنا بشمرمش آبا را
از گہر ریزی این رشتہ گرانمایہ کنم	دو دہ آدم و ہم سلسلہ حوا را

رباعی

ہیہات کہ ہمدمان و یاران رفتند	شیرین سخنان و گلعذاران رفتند
از کاسہ سر ہمین صدای پیداست	پیمانہ شکست و بادہ خواران رفتند

ضیغم میان اکرام الدین احمد مغفور ولد میان قطب الدین مبرور سلسلہ اون کے
نسب کا حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہے
میان احمد حسین راحت سے مشورہ تہا بارہ سو تین [١٢٠٣] ہجری سال ولادت ہی
اور بارہ سو اٹہاسی ہجری زمانہ رحلت ہی اس حساب سے پچاس برس کی عمر ہوئی
ایک شعر غزل کا مادہ لکھا گیا اور مثنوی جو کلا رانی اور کامروپ کی عشق مین لکھی ہی
اوس سے دو شعر منتخب ہوی وہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین	نکلی ہی عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ

مثنوی

دکھاتی تھی زیور کی اپنے بہین
جو اُس کی دریا مین تھی غوطہ زن
حنا سی ہوا دست و پا کا وہ رنگ
کہ یاقوت دیکھی تو ہو جای دنگ

فصل طای حطی

طالب مولوی اله داد عرف حافظ شبراتی عالم باعمل تقوی اور پرہیزگاری مین ضرب المثل تھی تہجد گزار شب بیدار لڑکپن مین چیچک سی آنکھین جاتی رہین اوسی عالم نابینائی مین سب درسیہ کتابین پڑہین ملا حسن مرحوم کی شاگردون مین نامور ہوی باوصف فقدان بصارت قوت بصیرت سی دور دور مشتہر ہوی خوش فکری ہر شعر سی ہویدا ہی اس فن مین مولوی قدرت الله شوق سی مشورہ تھا ستر برس کی عمر ہوی بارہ سو چھبیس ہجری مین اونتیسوین شوال کو انتقال کیا یہ چند شعر اونکی دیوان ریختہ سی انتخاب کرکی درج تذکرہ کیی گئی

ریختہ

ہر چند روسیہ مین بی نور و بی بصر تھا
لیکن برنگ سرمہ منظور ہر نظر تھا
جا بجا ٹنگتی ہی تکتی تری دیوانون کی
خاک اوڑاؤن مین کہان نام کو صحرا نہ رہا
جای خون سر می گل تھی اوس مین
چیر کر جب دل بلبل دیکھا
نہ اوٹھا شور قیامت سی مین
منتظر ہون تری ٹھکرانی کا
اور اچھا ہوا نظارہ دشمن سی بچی
رکھ دیا روزن دیوار مین پڑ ہکر کاغذ
فتنہ شور قیامت نہ کہین چونک پڑی
چاہیی تمکو بھی اتنا دم رفتار لحاظ
چیری بیضی کو نہ نکلی کبھی دل دلگیر کو
یہ بھی دو جا کہ ہین اور کیا کہا گیا مین تیر کو
سب ہمصفیر اوڑ گئی صیاد دام سی
پر ہم تھی اور ڈھب کی گرفتار رہ گئی
مین [illegible] ہجوم آرزو فشانی ہی
آپ سی ہر دم بہلا کیا اجازت چاہیی

اک حسرت جدائی اک شوق وصل جانان
دو چیزین لیکی ہم اے دوستو جہان سی

یہ ہجر کی صدمی وہ تری وصل کی وعدی
جلنی نہیں دیتی مجھی مرنی نہیں دیتی

اب تو یہ عزت ملی اس نالہ پرشور سے
دیکہکر مجہکو اوٹہا شور قیامت دور سی

کچہ خبط نہیں ہی مجھی وسواس نہیں ہی
وحشت کا یہ باعث ہی کہ تو پاس نہیں ہی

جنت ہی نہیں ملک خدا حضرت ناصح
آخر تو کہین ہم بھی گنہگار رہین گی

مرگی بھی ہمنے سبکو دیکہ لیا
کوئی مرتا نہیں کسیکے لیے

نفس عیسوی کا نکر ممنون ما
ہمکو دو دن کی زندگی کی لیے

آو عشق بتان بھی کر دیکھین
یہ بھی اک طبع آزمائی ہے

اشک امڈی ہین مری ابر کہیں ہی کوئی
آبرو چاہے تو ہٹ کر مری گھر سی برسی

رات بھر نالی کیے ہمنی تو دن بھر روئی
جسقدر شام سی گرجی تھی سحر سی برسی

تضمین

بکن شاد مانم ز بوس و کنار
بدہ کام دل یک زمان ای نگار

چو دی شد بفردا مبند از کار
ہمین اندکی شب غنیمت شمار

چہ می خسپی ای فتنہ روزگار
بیا و می لعل نوشین بیار

مثنوی

ای مظہر رحمت الہی
ای عین عنایت الہی

ای نور فزا ای چشم آدم
ای باعث ہستی دو عالم

ای ختم رسل شفیع محشر
ای مالک آب حوض کوثر

ای قبلہ دین و شاہ کونین
ای صدر نشین قاب قوسین

ای ابر کرم سحاب احسان
ای لطف خدا حبیب یزدان

ای عذر پذیر ای خطاپوش		با خلق کریم در کرم گوش
ای گوش نہ ندای طالب		مقبول ہو یہ دعای طالب

طالب تخلص عبد الرزاق خان ابن عبد العزیز خان ستائیس برس کی عمر ہی شیخ احمد علیصاحب احمد کی شاگرد رشید اونہین کی فیض صحبت سی مستفید یہ اونکی شعر ہین

ریختہ

خطا نیست کہ برگرد رخ یار بر آمد		دودی است کہ از آتش رخسار بر آمد
مژدہ ای طالب غمگین کہ بیاید حسرت		درہم داغ بکف بہر خریداری دل

طلعت محمد سعادت علیخان رسالدار ولد محمد سعد اللہ خان ابن بلند خان جو دوجوڑا کی معرکہ جنگ مین شہید ہوی یہ احمد خان غفلت مرحوم سی فن شعر مین مستفید ہوی باسٹھ برس کی عمر تھی کہ چودھوین صفر کو بارہ سو چہتر ہجری مین قضا کی چند شعر اون کی فرزند دلبند حشمت علیخان موجد سی ملی وہ لکھی گئی

ریختہ

سہد انداز و ناز اوس شوخ سی سیکھا ہی جو ان رنگ نے		نئی بات اوسمین جو پاتی ہی پریون نی اوڑا ہے
غضب ہے آپ ہی چھیڑو خفا ہو آپ ہی اولٹے		تمہاری بات بھی جو ہی زمانی سی نرالی ہی

طلوع شیخ شمس الدین ابن شیخ مقیم الدین اٹھارہ برس کی عمر ہی منشی سید اسمٰعیل حسین منیر کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

کیا کوئی آنکھین لڑا اسکو ہوا ہی موجود		آج کیون آنکی مژگان مین صف آرائی ہی
مٹ کی ٹھہرا ہون مین ای شوخ ترا نقش قدم		جان دیکر تری کوچی مین جگہ پائی ہی

فصل ظای معجمہ

ظریف صاحبزادہ محمد عبد اللہ خان بہادر ابن جناب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر

نور اللہ مرقدہ جنکا ذکر حیز طبقہ والیان ملک مین گذرا بڑی تنومند اور قوی القوی تہی
زور و طاقت مین یکتا تہی سنا ہی کہ ناؤون کی کناری بیاس ایک دریا ہی
وہان ایک کشتی بہی جاتی تہی ملاحون نی رسّی کناری پر پہینکی کوئی روکنی والا نتہا
انہون نی رسّی پر پاون رکہدیا پہر اوس کشتی کو جنبش نہوئی ستر برس کی عمر پائی
سیرٹہ مین تپ آئی ساتوین محرم کو بارہ سو چوہتر ہجری مین رحلت فرمائی درگاہ چشتی
پہلوان مین جگہ پائی کلام انکا ہاتہ نہ آیا کہ زیب افزای تذکرہ ہوتا اونکی پوتی
صاحبزادہ محمد رضا علیخان رضا کو ایک شعر اوس غزل کا جو اونہون نی مین پوری مین
سراسری موزون فرمائی تہی یاد تہا وہ تبرکا اس تذکری مین لکہا گیا

ریختہ

شہر بخشیر شفاعت ہی بہلا جائین کہان	ای شفیع عاصیان ہم تیرا دامان چہوڑکر

ظہیری عبد اللہ خان عرف بچا خان ولد غلام محی الدین خان چوالیس ۴۴ برس کی عمر ہی
ملازم سرکار دولتمدار ہین فارسی زبان کا شوق ہی جو کتابین درس مین ہین
وہ سب پڑہی پڑہائی ہین علاوہ درسیات کی اور کتابین بہی مطالعی مین آئی ہین
شطرنج کہیلنی مین بہی انکا ذہن رسا ہی کبہی کبہی فارسی شعر بہی موزون کرتی ہین محمد عظیم خان
عظیم سی مشورا ہی یہ کلام اونکا ہی

قصیدہ در نعت

آن شہنشاہی کہ ادنی بندہ درگاہ او	باج گیرد تاج از فرق سران روم و چین
آن شہنشاہی کہ عصفوری ز باغ ہمتش	عار دارد ہمسری با شہپر روح الامین
مرحبا ای ذات پاکت را کہ از نعلین تو	گوہر مقصود یابد دامن عرش برین
ای شفیع عاصیانی تو کہ آدم وقت یاس	سر خطای خویش خواندت یا شفیع المذنبین

از غزل

داد از دست بیگناہی ما	بہ قتل ما بہانہ می جوید

رباعی

چون دید بروی دوست حیران گشتہ	آئینہ چو روبروی جانان گشتہ
آئینہ بروی او نمایان گشتہ	زانسان کہ در آئینہ نماید رخ او

فصل عین مہملہ

عابد صاحبزادہ محمد زین العابدین خان عرف کلن خان ولد صاحبزادہ محمد اصغر علیخان اصغر جنکا حال مع سلسلہ نسب حرف الف مین مرقوم ہوا بیالیس برس کا سن ہی تلمذ کسی سی نہین بطور خود کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

تہا جو اوڑتا ہی ہوش کو بہی — بوی گیسوی عنبرین ہوتا

صد شکر ہجر یار نی دل سی مٹا دیا — کہٹکا سا لگ رہا تہا جو روز حساب کا

آیا خیال بوسہ کا اوس چشم مست کی — ساقی لگا دی منہ سی پیالہ شراب کا

ارمان نہ عرض حال کا رہجای آج تو — کچھ دن بڑہا دی اور بہی یارب حساب کا

روز وصال وہ ہی تو کیا خوف رستخیز — معراج سمجھی حشر کو دیوانہ آپ کا

تہا نہ کہلنا جو عقدہ دل کو — کاش ابرو کی تیری چین ہوتا

تری جہوٹی وعدی سی تہا وہ جواب صاف بہتر — نہ امید وصل ہوتی نہ یہ انتظار ہوتا

دل سی ہماری پوچھو مزہ ہجر یار کا — آنکہین لطف جانتی ہین انتظار کا

منہ دکہانی مین تمہین کونسی مجبوری ہی — حال دل تہا نہ ہمارا کہ دکہایا نہ گیا

نظر کعبی مین جو آیا اوسیکو دیر مین دیکہا — عبث جہگڑا ہی ای شیخ و برہمن گہر دو جہانکا

نہ میدان قیامت چھوڑ کر جاونگا جنت مین — مجہی یاد آگیا وحشت مین گہر بہر بیابانکا

ایکاش نکلین یہ ہی تو لخت جگر کی ساتہ — ارمان بہری جو دلمین ہماری ہزار ہین

کچھ بعد میری مرنی کی اونکو نہین ہی غم	افسوس اونکو یہ ہی کہ کیسے جفا کرون
کمبخت زبان تنگ ہین اونکو کہا کیون	اتنا ہی تو اب منہ سی وہ بولا کرین گے
غیرت تو کیون نہین ہی یہ مجبور دلسی مین	نبتی نہین ہی یار سی بی التجا کیے
واہ اچھی مہربانی ہی شب وصلت مین وہ	شام سی تا صبح میرا حال پوچھی جا مین گی
جینی ندی ہجر یار مرنی ندی انتظار	جان یوہین ہیقرار دیکھی کب تک رہی

عابد صاحبزادہ زین العابدین خان ولد صاحبزادہ احمد اللہ خان ولد نواب نصر اللہ خان صاحب بہادر سلطان تخلص جنکا ذکر حرف سین مہملہ مین گذرا میان غلام مرتضی سوزان تخلص کی شاگرد ہین باسٹھ برس کی عمر ہی یہ اونکا کلام ہی

از سلام

مجرائی جسی عشق حسین ابن علی ہی	حاصل اوسی دنیا مین سعادت ازلی ہی

عابد سید عابد حسین ابن میر احمد علی رسا سولہا برس کا سن ہی اپنی والد کے شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ای ابر برس گر کوئی طوفان بپا کر	وہ پوچھتی ہین حال مری دیدۂ تر کا
خورشید قیامت کا تماشا نظر آیا	آنچل جو دوپٹے کا رخ یار سی سرکا

عاجز حسن علیخان ولد نادر شاہ خان چھتیس برس کا سن حافظ قران شعر مین چندی صاحب عالم مرزا رحیم الدین حیا سی مشورہ رہا پھر میر احمد علی رسا کی شاگرد ہوی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

آئینہ سامنی رکہا ہوا دیکھا افسوس	ہم یہ سمجھی ہتی کہ خلوت مین وہ تنہا ہوگا
وہ ہم آغوش رہی تو بھی نہ نکلی ارمان	کسقدر مجکو رہا خوف سحر وصل کی شب

ہون شکست رنگ پر قربان کہ مجھسی میرا حال	پوچھتا ہی یار مجھکو جانکر بیگانہ آج
ایک اداسی تو زمانی کو ستا دیتی ہیں	پھر وہ کہتی ہین مجھی طرز ستم یاد نہین
کیون شور حشر نی ہمین ہشیار کردیا	بیخود پڑی ہوی تھی کسیکی خیال مین

عاشق خان بہادر خان خلف محمد ابراہیم خان شاگرد میر احمد علی رسا ہین بتیس برس کا سن ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

رفتار مین بجلی سی نشان کمر ملا	ثابت جو مسکرا نی سی اونکا دہن ہوا
نہ دل سی جاے گی ایذای غم کی کیفیت	کسی کی ملنی کا ارمان بن کی آئی چوٹ
کٹتا دن تڑپتے تری یاد مین	خدا جانی کیا رنگ لای گی رات
کہتی ہو تم کہ ہمینی تجھی کچھ نہین کہا	ظالم جگر مین زخم یہ کسکی زبان کی ہین

عاشق حاجی حافظ محمد اسمعیل خان ولد محمد ابراہیم خان شاگرد وزیر علیخان وزیر جوان صالح تھی زندگی نی وفا نکی اکیس برس کی عمر ہوئی نوین رمضان کو بارہ سو اٹھاسی ہجری مین نوجوان مرگئی یہ اونکی چند شعر ہین

ریختہ

لیگیا کون دلربا دل کو	دردہ پھرتا ہی ڈھونڈھتا دل کو
نہ منہ موڑونگا وقت ذبح ہرگز	اری قاتل مین اسماعیل خان ہون
تری خاطر عدو کی التجا کی	بہت اپنی سی ہمنی دلربا کے
یقین کیونکر ہو وعدی یہ اونکی	وہ کھاتی ہین قسم میری وفا کی

عاشق محمد عظیم خان ولد بہادر خان صاحب کمال تہی فارسی کتابین میرزا اسمٰعیل مرحوم سی پڑھی تھین کبھی کبھی اردو شعر بھی کہتی تہی پچاس برس کی عمر ہوئی رمضان شریف کی چوتھی تاریخ بارہ سو اکتالیس ہجری مین انتقال کیا

یہ شعر اونکا ہے

ریختہ

بوسہ اوس لعل شکر بار کا یارب ملجاے		مطلب اس عاشق بیمار کا یارب ملجاے

عاشق تخلص سید غیاث الدین خلف سید قطب الدین رضوی ایک شعر انکا تذکرہ مصحفی مرحوم سے لکہا گیا اس سے زیادہ کلام نہ ملا نہ کچہ حال معلوم ہوا

ریختہ

نہ لگا اوس سے ہی تو زنہار دل اپنا عاشق		سخت وہ شوخ دل آزار نظر آتا ہے

عاصی صاحبزادہ محمد مبارک علیخان بہادر ابن جناب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ نوراللہ مرقدہٗ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین زیب افزائے تذکرہ ہوا اکیس برس کی عمر ہی ذہن رسا ہی مذاق اچھا ہی پہلی مرزا محسن علیخان عرف آغا جو متخلص بہ ہندی کی شاگرد تھی پھر سید نظام شاہ نظام سی مشورہ ہوا یہ چند شعر اونکی کلام سے منتخب ہو کر لکھے گئے

ریختہ

یون بھی کوئی مکرتا ہے لیکر کسیکا دل		میری طرف تو اوس ستم ایجاد دیکھیا
یہان گنتی گنتی ہی ایک ایک گہڑی		وہان یاد بھی اپنا وعدہ نہین
ایسی مرجانی پہ عاصی کبھی سو جانین فدا		کر کی بسمل مجکو وہ محو تماشا ہو گئی
جفا وجور مین پائی ہین لذتین کیا کیا		تمہاری ظلم کا پوچھی کوئی مزا مجسی
حال دل اسلیئی اوس شوخ سی کہتا نہین		کہ ستم سی نہ کہین اپنی پشیمان ہو جای
ہمنی عاصی کہین تمہین دیکھا		کہل گئی قد رپارسائی کی
ابھی یہان آہ وزاری کی ہوس ہی		شب غم اورابی گردون ٹہر جای
جبین مین پڑ گئی چین ہای قسمت		گرہ جب کہل گئی بند قبا کی

ایک بوسی سی کسکی ہو تسکین		خواہشین ہین ہزار ہا دل کی

عاصی صاحبزادہ گوہر علیخان ولد صاحبزادہ نذر علیخان ولد صاحبزادہ قاسم علیخان ابن جناب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا پینتالیس برس کا سن ہی نیک باطن خمیر ہین تواضع وانکسار ہی طبیعت عجب باغ و بہار ہی اکثر نعت شعر فرماتی ہین اس ہیچمدان کو کلام دکہاتی ہین یہ چند شعر اونکی بطور یادگار لکھے جاتی ہین

ریختہ

مر گئے لوگ کیسے کیسے یہان		ہای دنیا مکان عبرت ہی

رباعی

سب عمر کٹی گناہ کرتی کرتے		اور خواہش نفس دل مین بھرتی بھرتے
کیا وعدہ کیا تہا اور کیا کیا عاصی		دہیان اسکا نہ آیا کبہی مرتی مرتے

عاصی شیخ محمد عنایت اللہ ولد شیخ محمد امام الدین ستائیس برس کی عمر ابتدا ہی شوق ہی نعت شریف کہنی کا ذوق ہے حافظ حسن علیخان عاجز کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

مری دل کی گرفتاری کو یارب		بنی زنجیر گیسوی محمد
ہلال عید سی کسکی ہو کیونکر		مین ہون مشتاق ابروی محمد
دکہا نا تہ بہ ہین عاصی کو یارب		شبیہ روی نیکوی محمد

عاصی محمد سراج الدینخان ولد مولوی جلال الدین خان نواب مرزا خان داغ کی شاگرد ہین بائیس برس کی عمر ہی کبہی کبہی تخلص حیران بھی کرتی ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

پیر گردون نی لگائی عینک خورشید مگر
پر نہ دیکہا اوسنی تیری روی انور کا جواب

عاصی تخلص نام انکا معلوم نہین تذکرہ گلشن بیخار مین صرف تخلص اور ایک شعر لکھا ہی وہین سی لکھا گیا

ریختہ

کمہلاتا ہی گرمی سی نگہ کی وہ گل اندام
اللہ رے کس لطف کی نازک بدنی ہی

عاقل صاحبزادہ محمد رضا علیخان ولد صاحبزادہ محمد اصغر علیخان اصغر پچیس برس کا سن ہی مرد نیک خصال ہین خلق و تہذیب مین بے ہمتا کمال ہین جو کچہ کہا میرزا قتہ باہلغی بیگ سالک شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی کو دکہایا مگر چند ہی روز یہ شغل رہا پہر چھوٹ گیا کچہ اشعار اوسنی ٹہ اودس مین سی دو شعر لکھی گئی

ریختہ

قتل کرتا ہے اک نگاہ مین وہ
اور ابہی دیکہنا نہین آتا

نیم محشر ہی خموشی نی ہماری کہویا
جانتی ہین کہ اسی طاقت گفتار نہین

عاقل میر مہدی حسین ولد میر بندہ حسین عالی تخلص لکہنوی بیالیس برس کی عمر ہی متوطن لکہنو ہین جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر سی تلمذ ہی اس زمانی مین یہان اکثر رہتی ہین طبیعت اچہی ہی شعر خوب کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

در مدح بندگان حضور پر نور

یہ چمن باغ مین افزایش زر گل ہی
کہ باغبان بہی ہی قارون کی طرح مالا مال

روش پہ بلغ کی رنگ حنا کری پیدا
برہنہ پا کوئی سبزہ اگر کری پامال

ترقیون پہ جو یہ ہین رہا چمن کا رنگ
عجب نہین ہی جو بلبل کی لال ہوون پروبال

کبھی فلک کی طرف رخ کرے جو اُنکا عزم | یقین ہے قطب روانہ ہو بہر استقبال
کرم سے آپ کے ایسا جہان ہے مستغنی | ہوا ہے دیدۂ سائل مین ارہ سی سوال
زمین کو رتبہ ملا نقش نعل توسن سے | فلک پہ ایک مہ نو زمین پہ چار ہلال

اشعار غزلیات

ہمارا وہ نام نکی بولی نہین ہے باور مجھے علاقے | تباہ اہل جہان کسے نے سنا ہے غافل ہے نام عاشق
رگ گردن دل ارباب صفا کعبہ و دیر | یار معلوم ہین سب تیرے ٹھکانے ہمکو
منہدی پہ دہ عاشق مین لہو رونے پہ غش ہون | تلوو لسے وہ اونکی یہ مری دلسے لگی ہے
یہ روز روز ترقی پہ حسن ہے اونکا | کہ صوت اونکی مجھے بھول بھول جاتی ہے

عالم تخلص حافظ محمد عالم شاہ خان ولد احمد شاہ خان تاجر چوب پچیس برس کی عمر ہے میان فضل احمد فضل کی شاگرد ہین اونکا یہ کلام ہے

ریختہ

مژدہ باد اے دل کہ وہ بلوا کے خلوت مین مجھے | سن رہے ہین حال میرا جانکر افسانہ آج

عباس تخلص مرزا عباس بیگ نام اصل وطن باپ بریلی ہے مرزا ذکی تخلص بہ ندیم کی اولاد مین تھے علم انگریزی سے آگاہ انشا نویسی مین مشہور رہے ایک مدت تک وابستہ دامن دولت ریاست رامپور رہے پھر لکھنو گئے خواجہ حید علی آتش کی شاگرد ہوے اونھون نے تخلص بدل دیا بجاے عباس نادر تجویز کیا وہان سے باندے گئے نواب کی سرکار مین نوکر ہوے چالیس برس کی عمر تھی کہ غدر ہوا اور وہین پھانسی پائی منجملہ تصنیفات ایک مثنوی اونکی ہے کہ فسانہ عجائب کو مثنوی لیلی و مجنون کی بحر مین موزون کیا ہے اور سنا گیا کہ دیوان بھی ترتیب دیا ہے مگر نہ دیوان کا پتا لگا نہ مثنوی کا نشان ملا متفرق چند شعر ملے وہ درج تذکرہ ہوے

ریختہ

گیسو ونکو وصل کی شب سنہ یہ تم آئی تو دو — شرط بدتا ہون قیامت تک سحر ہوتی نہین

پیتا نہین شراب کبھی بیوضو کبھی — قالب مین میری روح کسی پارسا کی ہی

باب قبول کہتی ہی جسکو تمام خلق — کہڑکی وہ ای صنم تری دولتسرا کی ہی

عباس عباسخان ولد کلو خان پینتیس برس کا سن ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا ایک شعر ہی

ریختہ

کل تلک تہا عشق مجنون کا زمانہ قصہ خوان — قابل تحریر ہی غم کا مری افسانہ آج

عباس تخلص عباسخان نام تذکرہ تکملۃ الشعرا تالیف مولوی قدرت اللہ شوق مین لکہا ہی کہ وطن اصلی انکا لاہور ہی مگر اس دار الریاستہ مین مدتون رہی شعر ریختہ بہی کہتی تہی اور قائم چاندپوری سی اصلاح لیتی تہی وہ کلام تو نہ ملا چند شعر پارسی جو اوس تذکری مین لکہی تہی وہ نقل کیی گیی

فارسی

خاک ما شد سرمۂ چشم فلک — حیرتی دارم غبار کیستم

زسر نوشت خود ای وای در تب و تابم — که نام من بخط غیر یار انشا کرد

عباس سید عباس علی خلف سید نادر علی مرادآبادی پہلی عدالت منصفی مرادآباد مین وکیل تہی پہر اس دار الریاستہ مین محکمہ رجسٹری کی محرر اول ہوی مولد شریف پڑہنی کی مشتاق ایسی محافل متبرکہ کی بہت مشتاق اسی ذوق مین کبہی کبہی نعتیہ شعر کہتی تہی مولوی محمد امین الدین امین اور مولوی کفایت علی کافی مرحوم سی تلمذ تہا پچپن برس کی عمر تہی کہ ہیضہ کر کی انیسوین جمادی الاولی کو بارہ سو چوراسی [۱۲۸۴] ہجری مین راہی ملک بقا ہوی یہ اونکا کلام ہی

در نعت

ای خالق ارض وسما دیدار احمد کا دکھا	ہردم یہ تجھسے ہی دعا دیدار احمد کا دکھا
درگاہ مین تیرے یہی ہی التجا عباس کی	ونرات ہر صبح ومسا دیدار احمد کا دکھا

عبرت حکیم میر ضیاء الدین ابن سید علاء الدین شاہجہان آباد انکا وطن آبائی ہی مگر انہون نی پرورش اسی دار الریاستہ مین پائی ہی مصطفی خان عرف بنجو خان مرحوم کی نوکر تہی فن شعر مین نواب محبت خان کی شاگردی سی بہرہ ور تہی کلام انکا اور ریختہ تو نہ ملا پدماوت کو جسقدر انہون نی اردو مین موزون کیا تہا اوسی انتخاب کر کی لکہا

ریختہ

بیتاب کوئی شی نہین سیماب کی مانند	پردہ ہی نہوگا دل بیتاب کی مانند
مین مثل کتان جیب کی دکہلاون تماشے	تو آئی سر بام جو مہتاب کی مانند

انتخاب مثنوی پدماوت

در حمد

کشش سی دل کی پنہان جو آہ نکلی	یہ شکل مد بسم اللہ نکلے
ہی وحدت پر دلیل اوسکی یہ کثرت	ہر اک سبزہ ہی انگشت شہادت

در نعت

محمد کا زبان پر نام آیا	قلم نی سر کو سجدی مین جہکایا
محمد سرور دنیا و دین ہی	محمد رحمۃ للعالمین ہی

در مدح اوستاد خود

بہ رنگ نغمہ جو مضمون رسا ہی	وہ اوسکی تار سطر مین چہپا ہی

در مدح جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ

اگر ہو باز خون لبط کے درپے	لبطا وسکی ہوشش اوڑادی جون لبط مے

در سبب تالیف

بدل شنگرف کی رنگ شفق ہو	گلستانکا نمونہ ہر ورق ہو
خموشش الفاظ ہون جون غنچہ گل	معانی مین چھپا ہو شور بلبل

در پیدایش پدماوت

جو پایا دائی نی عالم نرالا	بغل مین اوسکو دل کی طرح پالا
اوسی باد مخالف سی بچاتی	چراغ آسا تہ دامن چھپاتی
نظر سی چشم بد کی بسکہ ڈرتی	جدا آنکھون سی جون پتلی نکرتی

رفتن پدماوت بسیر باغ و غسل کردن در دریا

یہ کسکی غمزی نی مارا ہی شبخون	کہ ہی غنچی کی شاخ اگ بیتہ پر خون
سنی ہی کسکی مقدم کی خبر عام	سراپا چشم ہی ہر نخل بادام
چھلاوی سی کبھی یہان اور کبھی وہان	نگہ سا تہ اوسکی تہی افتان و خیزان

در صفت دریا

برنگ چشم عاشق حلقۂ آب	نمایان تہا رخ دریا پہ گرداب

در کیفیت غسل حسینان

فلک سی ماہ کرتا تہا اشاری	کہ برج حوت مین اوتری ہین تاری

در سراپای پدماوت و حسن آن

ذقن پر اوسکی ہی جو خوشنما تل	کسی عاشق کا جلکر رہ گیا دل

در مدح جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ

جہان خستہ صدا از زخمی او	کہ آب تیغ حلقش در گرفتہ
ہمای شوکت او آسمان را	لبان بیضہ زیر پر گرفتہ

صدف آسا ہمہ گوہر گرفت	گدا از فیض او در کاسۂ خود

عثمان سید عثمان علی ابن سید عبد الوہاب متوطن قصبہ بلاسپور سید غلام مرشد مرحوم کی شاگرد ہین نامور ہین سرکاری مدرسی مین مدرسی کی عہدی پر نوکر ہین بیالیس برس کی عمر ہی اونکا یہ کلام ہی

در مدح حضور پر نور

گہر رحمت سی بنجاتا ہی آنسو چشم گریان کا	نہین جاتا ہی ضایع ایک قطرہ رو برو اوسکی

از غزل

بند تعلق سی رہا ہو گیا	حلقہ گیسو مین پہنسا جو کوئی
حسن صورت پہ صفا لوٹ گئی	آئینے سے جو مقابل وہ ہوا

از سلام

اور جز دیدۂ پرآب نہ دیکہا پانی	غیر تسبیح نہ پایا کمین شہ نی دانہ

عجمی ہیرالال ولد لالہ چنی لال قوم کایتہ مولانا محمد غیاث الدین صاحب مرحوم کی شاگرد عربی و فارسی بہا کاشش کرتے اب نوکر نہین کامل ہی حساب کے فن مین ید طولی تاریخ گوئی مین کمال حاصل تہا پنیسٹہ برس کی عمر بارہ سو چہتر ہجری مین قضا کی یہ کلام اونکا ہے

در صفت قلم

راکبی نادر کہ میگردد بدوم مرکب سوار	طرفہ تر راحل کہ پا از سر نمودہ درتک ست
عاشق شیدا کہ دارد سینہ پیوستہ فگار	دلبر رعنا کہ گیسوش مسلسل زیر پاست

تاریخ

کشت امید جہان را داد آب	آنکہ از جود و سخا مثل سحاب
گفت دولتخانۂ عالیجناب ۱۲۶۳	سال تاریخ مکانش ہاتفے

انتخاب مثنوی جوگ بشست کہ ذو بحرین گفتہ

در حمد شاہد حقیقی

ساختہ شب سایۂ سویت سیاہ	تافتہ از جلوۂ روی تو ماہ

دیدنی و بینش و بینا توئے	ساقی و پیمانۂ و مینا توئی

در نعت

پردۂ میمی برخ انداختہ	از عرب احمد علم افراختہ

در صفت رقاصہ

راحت دل خندۂ دندان نما	آفت جان حلقہ زلف دوتا
ماہ دو ہفتہ خجل از روی او	سنبل تر منفعل از موی او

نصیحت پسر فرمودن

ای دُر از زینۂ درج جلال	اختر تابندۂ برج جمال
ہر کہ در اندیشۂ کارے بود	یادل او در کف یارے بود
کوشش او کاشف دلبستگی ست	محنت او ثمرۂ وارستگی ست

گلہ افلاس

آمد جانم بلب از بیکسے	ماندہ نانم بکف از مفلسی
آتش معدہ شدہ زانسان بلند	کز تب او سوختہ دل چون سپند

عجیب تخلص لالہ دامودر سین عرف ڈوری لال ولد لالہ کنور سین لذت وکیل عدالت فکر مضمون جستہ ہی طبیعت تیز ہی اکیس برس کا سن ہی کئی برس سی ضلع بریلی کی محکمہ اسسٹنٹی مین نائب سر رشتہ دار ہین افسر کارخانۂ آبپاشی اتہارہین یہان کی قیام تک راقم سی تلمذ تہا یہ چند شعر اونکی لکہی گئی

ریختہ

نہ بجھی پرنہ بجھی آگ ہماری دل کی	تیری چتونسی بہی کچہ ای مژہ تر نہو
خون جگر شراب ہی لخت جگر کباب	یہ ذایقہ کہان ہی کباب و شراب مین

ہی شام ہی سی ہاتہ جگر پر دہرا ہوا	کیونکر کٹی گی رات بغل مین صنم نہین
مری سینے پہ رکھو پای نازک	جگہ ہی یہ تمہاری نقش پا کی

عدیل میر عوض علی صاحب خوشنویس سید حسینی خلف میر چاند علی صاحب
حافظ ابراہیم صاحب ابن حافظ نور اللہ صاحب کی شاگرد نامور ہین بلکہ
بعضی باتون مین استاد سی بہتر ہین اہل بصیرت جانتی ہین کہ خط نستعلیق کو
انہون نی کیسی رونق دی ہی زور قلم نی کیا بات پیدا کی ہی برکت کا یہ حال
کہ جسنی چندی تلمذ اختیار کیا محروم نرہا بہت شاگرد خوشنویس کامل ہوگئی
کتب درسیہ مولوی سلامت اللہ صاحب سی پڑہین بعض رسائل جو انکی
تالیف مین نام اونکی لکھی جاتی ہین رسالہ سہل ممتنع املا کی بیان مین تحفۃ الملوک
طب مین دستور العمل تدبیر معاش مساکین مین طریق تقسیم مساکین رسالہ اصول
نستعلیق نا تمام مثنوی نان نعمت اصل وطن انکا ملیح آباد ہی جب جناب غفران مآب
نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ طاب ثراہ لکہنو مین تشریف
رکہتی تہی جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان انار اللہ
برہانہ کی تعلیم کی واسطی میر صاحب کو مقرر فرمایا تہا قدیمی تنخواہ ہین بندگان حضور
دام اقبالہم کو بہی اس فن مین تلمذ ہی نہایت مورد عنایات سرکار
و تنخواہ دار ہین اسّی برس کی عمر ہی سالہای دراز سی یہین رہتی ہین بطور
تفنن کبہی کبہی شعر بہی کہتی ہین یہ ان کی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

ابتو بار نفس نہین اوٹہتا	آہ کس درجہ ناتوان ہین ہم
اب مین ہین نہ آپ سی باہم	کچہ نہین جانتی کہان ہین ہم

قطعہ تاریخ جشن کتخدائی بندگان حضور پر نور دام ملکہم واقبالہم

مبارک ہو کلب علیخان کا بیاہ	جہان جب تلک ہو یہ نوشاہ ہو
ہوئی ایسی تاریخ کے جستجو	کہ مشہور ما ہے سے تا ماہ ہو
عجب سال مرزخ ملا ای عدیل	یہ نوشاہ یارب شہنشاہ ہو

۱۲۶۲ھ

اشعار مثنوی بزبان فارسی

ای توئی موجود باذات و صفات	از وجود تو وجود کائنات
از تو قندیل فلک روشن شدہ	صحن گردون غیرت گلشن شدہ
مشتری از نور تو معمور شد	روی زہرہ از تو رشک حور شد
ہر یکی را دین بر روی تو باز	ہر یکی با ناز تو دارد نیاز

در مدح

جناب کلب علیخان بہادر نواب	بہند باشرف حج چو دلنواز آمد
بطرز سال بخو فال گفت پیر خرد	بہار گلشن ہندوستان نیاز آمد

۱۲۸۹ھ

عروج منشی احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان مغفور مضافات لکھنؤ مین ایک قصبہ ہی آسیون وہان کی شیوخ مین نامی و مشہور رہین یہ فرخ آباد مین پیدا ہوی اور دہلی و لکھنؤ مین بہت رہی اب کانپور مین بود و باش ہی اور اس دار الریاستہ مین دو برس سی صورت معاش ہی سرکار فیض آثار کی وظیفہ خوار ہین قدر دانی بندگان حضور کی شکر گزار ہین چون برس کی عمر ہی فکر بلند ہی مذاق دلپسند ہی فرماتی ہین کہ دو ایک سلام شیخ امام بخش ناسخ مرحوم کو دکہائی تہی اور چند غزلین میر علی اوسط رشک مغفور کو دکہائی تہین دیوان مرتب نہین ہوا جو کچہ کلام اونکا ملا اوسمین سی یہ لکہا گیا

ریختہ

بدگمانی سی خیال آتی ہین کیا کیا والعیاذ	کوئی اس دوست سی بڑھکر نہین دشمن انکا
خدا نصیب کری زاہد ونکو جنت مین	مزہ جو رات کو یاران انجمن مین رہا
یہان تک بڑھا تیری دل مین غبار	کہ آخر لڑائی کا گھر ہوگیا
لگا دون اک آئینہ پہلو کی جانب	کہین پھیر لین منہ نہ کروٹ بدلکر
یہ سمجھا ہوا ہوگا نہ مجھسا عاشق صادق	زمانہ چرخ کھائیگا اگر پہربان برسون
وہ گلچین ہون ہمیشہ ہاتہ خالی باغ سی نکلا	وہ بلبل ہون کہ قسمت سی ہاتی آشیان برسون
منہ نہ پھیرا ہی نہ پھیرونگا تری تلوار سی	دم مین دم میری ہی جبتک اوستم ایجاد ہی
حال یہ اور داد رس کوئی نظر آتا نہین	یہ مصیبت سب سی بڑھکر قابل فریاد ہی
مر نکلی لبی اوس لب جانبخش سی کی راہ	جینی کو تو پروای مسیحا نہین کرتی
آپکے گھسکا ذکر کرتی ہین بڑی تعظیم سی	جسکو کہتی ہین عروج اک رند شاہد باز ہی
قبای گل جو بغلین جہانکتی ہے	یہ بو ہوتی ہے کسکی پیرہن سے

رباعی در مدح بندگان حضور

ہین نکتہ نواز آپ سردار وہین	دربار یہ ذرہ بار ہے دربار وہین
اقبال و حشم ہین جس طرح فدوی خاص	کیونکر نہ عروج ہون نمکخوار وہین

عزت تخلص مولوی محمد غیاث الدین صاحب قدس سرہ خلف الرشید مولوی جلال الدین صاحب اپنی والد کی شاگرد رشید تہی مولوی غلام جیلانی رفعت سی مستفید تہی تصنیفات کا شوق تہا تالیفات کا ذوق تہا غیاث اللغات منتخب العلوم جسمین چالیس رسالی چالیس علم مین ہین خلاصۃ الانشا رسالہ عروض و قافیہ افسانہ بلغ دبہار شرح مثنوی غنیمت شرح سکندرنامہ شرح ابو الفضل شرح گلگشتی شرح بدر چاچ مجربات غیاثی جواہر التحقیق ازالہ اغلاط الفاظ عربی و فارسی مین خواص الادویہ یہ سب ریختہ کلک

جواهر سالک موجود ہین اور سوا انکی اور بہی منشآت تہی کہ دستیاب
نہین ہوئی مفقود ہین جناب مستطاب نواب محمد یوسف علیخانصاحب بہادر
فردوس مکان طاب ثراہ اور بندگان والا دربان دام اقبالہم ملکہم
اونسی تلمذ ہی فن طب کی بہی خوب ماہر ورع و تقوی اونکا کالشمس فی رابعتہ
النہار ظاہر طب مین مولوی نور الاسلام نبیرہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی کے
شاگرد رشید ایسی ذات مجمع الصفات نہ دیدہ نہ شنیدہ عنبر شاہخان
اور کبیر خان سی بہی کچہ استفادہ فرمایا ہی بہت سی استادان
کامل سی فیض اوٹہایا ہی اٹہتر برس کی عمر ہی کہ بائیسوین ماہ ذیحجہ کو
بارہ سو اٹہتر ہجری مین اس جہان سی انتقال فرمایا چند شعر اونکی
ہاتہ آئی کہ رونق افزای تذکرہ ہوی

ریختہ

بیچین کر دیا مجہی اک دم مین اسطرح	آنکہونکو تیری کسنی یہ جادو بتا دیا
پہرتی ہو روٹہی ہمسی نہین مانتی ہو بات	ہم جانتی ہین تمکو کسینی سکہا دیا
زاہد ہی خانقاہ مین بدمست ہوگیا	کیفی کو میری نشئی مین سرشار دیکہکر
اتنی بہیری تو ای ماہ جبین خوب نہین	ہمسی ہر بات مین یہ تیری نہین خوب نہین

از قصیدہ فارسی

چون نہ بیند گوہر لطفش شود از فرط شرم	آب از در در آب و آب از دریا خراب

ایضاً از قصیدہ

چہرہ گل را ز شبنم غازہ می بخشد نسیم	مید ہد گیسوی سنبل را صبا صد پیچ و تاب
سبز شد چون شاخ نرگس کلک از جوش بہار	صورت سنبل سطر ا شد سطور اندر کتاب

از غزل

مردم آئینه به پیش نفسم میدارند
بسکه حیران شدم از جلوه تصویر کسی
برق در سینه من میجهد آندم عزت
یاد آید چو علم کردن شمشیر کسی

عزیز عبد الکریم خان ولد حضرت شاہجہان اٹھائیس برس کا سن ہی میان منصور علی تخلص به علی کی شاگرد ہین دو تین غزلین اونکی ملین وہ انتخاب کی گئین

ریختہ

واعظ اپنے حشر کی گفتگو
ہمیشہ اورون کا تو محشر ہو گیا
آج امتحان غیر ہی مقتل مین دیکھی
لی تو چلی ہین مجکو بہی وہ مسکرا کی ساتھ

فارسی

فارغ از چاک دامنم ای خار
من نہ آنم که پیرہن دارم

عشرت صاحبزادہ محمد عشرت علیخان ولد صاحبزادہ محمد انعام اللہ خان ولد صاحبزادہ عبید اللہ خان ہمدم جنکا ذکر حرف ہای ہوز مین آیگا انتیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کون ہی وہ کہ اوسنے یہ پوچھی
کبھی عشرت سی کب ملین گی آپ
نہ ای سپہر کبھی توڑنا دل دشمن
مری جگر کی لیی درد ہی پرائی چوٹ

عشرت میر غلام علی ابن میر معظم علی نواب نصر اللہ خان بہادر سلطان تخلص کی عہد مین یہان نوکر تہی مرزا علی لطف شاگرد مرزا رفیع سودا کی شاگرد ہمین نامور تہی پدماوت مثنوی جو میر ضیاء الدین عبرت سی ناتمام رہگئی تہی اوسکی تکمیل انہون نی کی ہی وہ چھپ گئی ہی گیارہ سو چھتیس ہجری مین انہون نی انتقال کیا مولوی عبد الملک ممتاز نی ہای میر عشرت مادہ تاریخ کہا
۱۱۳۶

یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

زلف سی کیون نہ دلکو ہوتا ربط — وہ پریشان ہتی یہ ابتر تہا

ہمنشین عزم سفر اوسکا سنا یا کیا — تو نی بیدرد یہ گہونسا مری دلپر مارا

یہ کون اونہگیا جسکی جانی سی عشرت — اوداسی برستی ہی دیوار و در پہ

سنتی ہین بیمار ہجر اب مر گیا — تم ہی چلکر سیر ماتم دیکہ لو

غرفی سی تو نی اگر دیکہا نہ کچہ تماشا — کیا لکہیا نہ روپ ہمنی تیری لیی نیا ہی

عنبرونسی ہینا وہ جو مری سانسی عشرت — کچہ بس نہ چلا دیکہ کی آنسو نکل آی

شب فراق ہین دلپہ قلق ابہی سی ہی — سحر ہی دور مرا رنگ فق ابہی سی ہی

ابہی لکہا ہی نہین حال دل اوسی قاصد — ہوای شوق مین اوڑتا ورق ابہی سی ہی

ہنوز دفن ہوا ہی نہین ترا بسمل — کہ زلزلی ہین زمین کا طبق ابہی سی ہی

کسینی شام کی آنیکو کیا کہا عشرت — کہ منہ پہ آپ کی پہولی شفق ابہی سی ہی

مثنوی

جوگی شدن رتن سین مع رفقا و دیدن کنیز پدم

جو ہین دیکہی وہ جوگی ماہ پیکر — ہوی آئینہ حیرت سر بسر

بچہا کر مرگ چہالا اپنا اپنا — جدہر دیکہو ہراک جوگی ہی بیٹہا

وہ حلقی کان مین عنبر تگر ہوش — دل عالم ہی جنکا حلقہ در گوش

سنہری اندہ وپان جس طرح بالی — زیادہ چاند سی جون نرالی

لباس اونکی ہتی رنگین کہربائی — برنگ کاہ ہمراہ اک حنائی

وہ سر سی پانون تک سوی پریشان — نہ ابر سیہ مہ درخشان

نامہ رتن بنام پدماوت

معلا کاغذ نارہ نہتا وہان
گیا خون دل و دیدہ سے افشان

رگ مژگان سی کی بدلی قلم کی
سواد چشم سی حالت رقم کی

گل باغ حیا و سرو قامت
رہو گلزار عالم مین سلامت

چراغ افروز بزم عاشق زار
سحر سیری ہی فرقت مین شب تار

وہان ای گل تو محو گشت گلزار
یہان مین مثل بلبل با دل زار

وہان سرخوش تو ای شمشاد قامت
یہان برپا ہی ہر روز اک قیامت

یہ غفلت تا کجا کہ ای خود آرا
ادھر بھی اک نگہ ای بت خدا را

در تعریف مکان

مقرر تھا مکان اک ہفت منزل
برنگ چرخ چرھنا جسپہ مشکل

برنگ آئینہ رخشندہ شفاف
جو دیکھی اوسکو دیکھی آپ کو صاف

تمامی بادلی کا جابجا فرش
رہی جس سی منور منزل عرش

حال صبح شب وصل

ہوا جب سرگریزان مثل سیماب
تو چمکا شعلۂ مہر جہانتاب

نکل کر بستر رتن و دولتسرا سے
گیا سوا ایک گوشی مین حیا سے

پدر کی پاس آئین محرم راز
شریر و شوخ چالاک او طناز

یہ دیکھا رنگ اوس آراستہ کا
گل باغ حیا نوخاستہ کا

عجب ہی شکل اوسکی ہو گئی ہی
کہ رنگ سرخ اوسکا چنپئی ہے

جو ملبوس عروسی زیب تن ہی
سو لیکر سر سی پا تک پر شکن ہی

کہین مسکی ہی انگیا بند ہین باز
نہ چولی ہی سلامت اور نہ پشواز

جبین پر ہی جو وہ افشان نمایان
ہوا ہی بستر خواب اوس سی افشان

نمود ہی لبو سی اوسکی ہونٹہ اور گال
برنگ غنچہ و مانند گل لال

غرض یون نازمین ہی سے سیٹاپا	کہ جیسی صبح گل جاتا ہی مرحبا

عشقی مولوی شیخ غلام محی الدین ابن مولوی جان محمد ولاہی اپنی والد کی تلمذ تہا نوی برس کی عمر ہوئی ماہ ذی حجہ کی اوننیسوین تاریخ بارہ سو اکتیس ہجری مین انتقال کیا ایک شعر انکا ہاتہ آیا وہ لکہا گیا

ریختہ

گسی ہی لسکی مری دلکو زلف یار پلٹ	کہ جیسی کاٹ کی جای سیاہ مار پلٹ

علی سید زین العابدین نام عرف سید منصور علی ابن سید السادات سید حسن حسنی مغفور پچاس برس کی عمر ہی میان رفیع الدرجات نزہت کی شاگرد رشید ہین اردو و فارسی دونون زبانون کی شاعر ہین کہین کہین منصور بہی تخلص کرتی ہین جو کلام متفرق اپنا اونہون نی دیا وہ منتخب کیا

ریختہ

رہبری خضر کی معلوم ہی اوس کوچی مین	میری وحشت مجہی لیجای تو کچہ دور نہین
چمن مین رنگ ہون بو ہون صبا ہون حسن گل ہون	بنفشہ ہون سمن ہون لالہ ہون نسرین ہون سنبل ہون
دلکو مری لگی ہی شراب و کباب کی	زاہد تجہی پڑی ہی عذاب و ثواب کے
میرا تو حشر بہی ہو یہان ہی یہی دعا	پروا ہی خلد کسکو تری گہر کی سامنی

رباعی

کسنی مجہی چین سی کیا ہی بیچین	اسنی مجہی چین سی کیا ہی بیچین
بیچین کرے اوسی بہی کوئی یارب	جسنی مجہی چین سی کیا ہی بیچین

تضمین

ایک معشوق مین تیری سی رنگت ہی نہ بو	منہ ہی جو تیری کف پا کی برابر ہو کہ تو

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری

فارسی

صد دل از بہر دو سہ جستن | عشقبازی و سیہ زائی ھا
بدامان و گریبانش ز چشم | اگر تار نظر بودی چہ بودی
بدیوارش چو بلبل می نشستم | مرا گر بال و پر بودی چہ بودی

علی تخلص محمد علی حسین خان نام ابن غلام حسین خان بیس برس کی عمر ہی ولی محمد خان بسمل انکی استاد ہین یہ تین شعر انکی لکھی گئی

فارسی

گل ز تبار اچاک کرد و غنچہ سر بر کف نہاد | در گلستان ای علی شاید کہ گلفام منست
بہار بیخودی در غنچہ دل | ز داغ لالہ رویان آفریدند
رسیدن از دل ما وام کردند | چو شوخی غزالان آفریدند

علیل محمد نصیر الدین خان ولد مولوی عبد الہادی خان پینتیس برس کی عمر ہے درسیہ کتابین اپنی باپ اور مولوی عبد القادر خان اپنی دادا سی پڑہین نوکریان سرکار انگلشیہ مین کین اب نجیب آباد کی تحصیلدار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

فریاد سی کیا کام تری کشتوں کو قاتل | بی بانگ درا قافلہ جاتا ہی عدم کا
سر تا بقدم شکل ہی وہ سر بسر اچھی | رخ اچھا قد اچھا دہن اچھا کمر اچھی
دیکھا اونہین تو زخم جگر پھر ہری ہوئی | اوٹھی بروز حشر و لیکن مری ہوئی

از مثنوی

ہے غنچے کو گفتگوی توحید | ہے پہول کو رنگ و بوی توحید

عمر تخلص مولانا شاہ محمد عمر صاحب خلف الرشید حضرت شاہ احمد سعید صاحب

قدس سرہ العزیز حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین
مین ہجرت فرمائی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کو تشریف لیگئی مکہ معظمہ مین
مین پینتالیس برس کی عمر شریف ہی بطور خود اردو فارسی دونون بانون مین
شعر فرماتی ہین کسی سے تلمذ کا اتفاق نہین ہوا یہ چند شعر اُنکی لکھی جاتی مین

ریختہ

سرسبز ہوئی نہ شاخ الفت ۔ پہل پائی نہ ہمنے عاشقی کے
سرشار ہون ہین نگہ سے اوسکی ۔ بیخود نہین کچھ شراب پی کی
زردی رخ مری الفت کی خبر دیتی ہے ۔ بن کی غماز یہ رسوا مجھی کر دیتی ہے
اب بھی گھبراکی اولٹ دیتی ہین اکثر وہ نقاب ۔ ناتوانی مین بھی آہ اتنا اثر دیتی ہی
توڑ کر بال و پر مرے صیاد ۔ مژدہ دیتا ہے اب رہائی ہی
کچھ جو بہاتا نہین ہے انروزن ۔ سچ کہو کسکی آن بھائی ہے
نہ کوئی حاجب نہ کوئی دربان اوسکا چہرہ نقاب ہین ہی ۔ نظر جو اپنی نہین پہنچتی سمجھتی ہین ہم حجاب ہر ہی

فارسی

فلک ہنر آموختہ شیوۂ تو ۔ کہ از کردۂ خود پشیمان نباشد
بود صد کو نہ بہتر سنگ زان دل ۔ کہ زخم تیر مژگانی ندارد
نباشد بیش از خار مغیلان ۔ خوش ست آنکس کہ دامانی ندارد
جلوہ مفت ست چو خورشید مگر ۔ حیف من تاب ندارم چکنم
بدہ ساقی چنان ساغر کہ از خود بیخبر گردم ۔ فشانم دست از ہستی ز عقل و ہوش برگردم

غنایت صاحبزادہ محمد عنایت علیخان بہادر ابن صاحبزادہ محمد عبد العلیخان بہادر ابن جنت
رضوان مآب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک
مین رونق افزای تذکرہ ہوا مرد کامل الوجود جوان خوش رو تھی زود و طبع

بدولت پہلوانون کی قوت بازو تہی خوشنویس بی بدل خط شکست و شفیعہ مین ضرب
المثل منشی حسین علی مہجور کی تلمیذ مولوی حیات علی مغفور کی شاگرد رشید الغرض
ایسی اہل کمال نہ دیدنہ شنید جناب مستطاب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر
جنت آرامگاہ کی عہد مین اپنی والد ماجد کی جگہ کار نیابت نظم و نسق ریاست مین
مصروف رہتی تہے اگرچہ سرانجام مہمات ملکی سی فرصت نہوتی تہی مگر بحکم ذوق
شعر بھی کہتی تہے آفرینش مضامین تازہ کی قوت ہر شعر سے پیدا ہی بدلہ سنجی
اور نازک خیالی کی کیفیت ہر مضمون سی ہویدا ہے مومن خان دہلوی سے
اس فن مین مشورہ تہا بمقتضای نزاکت خیال اونہین کا دم بھرتی تہے
دہلی مین ایک باورچی فی الدسابق سے کچھ عداوت رکھتا تہا بجام زہر ملا یا مرتبہ
شہادت پر پہنچایا چھتیس برس کی عمر تہی کہ چودہوین رمضان کو بارہ سو چونسٹھ
ہجری مین رحلت فرمائی درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز مین
جگہ پائی کلام انکا اگر سب ترتیب پاتا ایک دیوان ہو جاتا مگر اکثر ضائع ہوا
کمتر ملا اوسیکا انتخاب سے جو درج کتاب ہے

ریختہ

مجھسی آنکھین مری لیلو کہ یہ کام آئینگی
مین نہونگا تو بہت آپ کو رونا ہوگا

مرہی خط کہین پھر نامہ بر نہ لایا ہو
جواب نامہ جو ہوتا تو وا نہین ہوتا

جگہ عدو کی ہو کیونکر کہو مری دل مین
خیال بھی تو تمہاری سوا نہین آتا

غیر کو مجھسی ملاتی ہو مری خاطر سے
آپ اپنی لیے رہنی دین یہ احسان اپنا

دیکھون پھر ہوتی ہی آرائش گیسو کس طرح
تمکو دکھلاون اگر حال پریشان اپنا

اور اب آئی قیامت کہ مجھی یاد آیا
دیکھکر وادی محشر کو بیابان اپنا

خاک اوڑای کوئی وحشت مین تو اتنی تو اوڑا کے
نظر آتا نہین ہرگز تن عریان اپنا

یار سی کس کی عنایت نہین بگڑی ہوگی
تو وہ فرماتی ہین کیا آج لگی عشق کو دن
وصل کی شب بہی تو بہنی نہین دیکہی یارب
اک شور سا محشر مین ہوا تہا سو کوئی دم
کس شوق سی جاتا ہتا عنایت سوی مقتل
پہنا پوچہتا جو آی در تک
اوٹہا ای رنج رخصت وہ جو کوئی
سر شب اوٹہگیا تو انجمن سے
تری در تک ہی جانی کا ارادہ
اثر کے کان ہو رہے ہای قسمت
عنایت شام سی اتنا تڑپنا
ہوتی نہین مقبول کرین لاکہ دعا ہم
کیون ترک کرین بندگی بتکدہ واعظ
اگر کہون رحم نکرنا کبہی دستور تہا
تو نکالی بزم سی اپنی تو کیون نکلون نہ مین
ای عنایت تمکو بہی آخر وفا مشکل ہوئی
وہ کمر اشاک شادی دشمن
کب رولایا رقیب کو تمنی
غم غلط ہو خاک جب تک پیش نظر افلاک ہون
زندگی بہر تو کسی کروٹ نپایا ہمنی چین
چرخ نا انصاف وہ کرتا ہی جو لازم نہین

تو نے کیا حال بنایا ہی یہ نادان اپنا
کرتی ہی اہل جفا قدر وفا کونسی روز
پڑگیا گالیان کہانیکا مزا کونسی روز
دو دن بہی تری گشتی کا ماتم نہوا حیف
زندان سی نکلنی کا کبہی غم نہوا حیف
غضب ہی جای وہ دشمن کی گہر تک
رہی بیٹہا تری عزم سفر تک
جلایا شمع نی مجکو سحر تک
لٹانی کی لیی جاتا ہون گہر تک
مری فریاد گر پہنچی اثر تک
ترا احوال کیا ہوگا سحر تک
اللہ طلب کرتی ہین کیا جانیی کیا ہم
کبہی مین ہو جائین گی بندی سی خدا ہم
ہمسا بیدرد بہی تو کوئی نہتا کہتی ہین
تو ہو میری ساتہ تو مین اس سی بہی باہر نہین
ہم نہ کہتی تہی کہ یہ بیتابیان بہتر نہین
میری نظرون سی گر گئی آنسو
میری پوچہی کب آپ نی آنسو
دوست مسکش اسلیی کہتی ہین ابر تار کو
خاک مین کیا آسمان دیگا شکیبائی مجہی
حسن کی جلوی ادسی دیتا ہی رسوائی مجہی

پند گو اتنا تو دیوانہ نہین ہون مین مگر — کونسی دن بات میری ذہب کی سمجھائی مجھی

میری وحشت سی تو ہوتی میری مٹی بہی خراب — خاک مین ملنی کی لذت گور مین لائی مجھی

بیخودی گر ہو تو ہو پر طالع یاور کہان — مانتی باور کرون کیونکر کہ موت آئی مجھی

روی جانان پر پڑین ہی ہی نگاہین یاس کی — مرتی دم ظالم نی کیون شکل اپنی دکہلائی مجھی

دو نگاہ ہمیشہ آنکہونسی پانے بہشت کو — پر ای خدا مجھی کو مری چشم تر ملی

میری وفا مجھی کو سزا او ابو تباہی — بچتا اگر کوئی تجہی بیداد گر ملی

نالون نی آسمان تہ و بالا تو کر دیی — پیدا ہوا ہنو تو کہان سی اثر ملی

جاتا ہون اضطراب مین دیکہون تو جذب دل — آتا ہوا ادہر سی مرا نامہ بر ملے

لذت نہ پوچہ مجہسی دم ذبح کے کہون — احسنت سی زبان کو فرصت اگر ملے

مجہسا تو سچ ہی کوئی نہین خانمان خراب — پر مجہکو آپ کونسی دن اپنی گہر ملی

جو بام عرش سی رپٹا کسی بلا کا پاون — گری ہماری گہر ایسی کہ پاون ٹوٹ گئی

موت سی روز وعدی کرتا ہون — صاف کہدو اگر نہین آتی

ای اجل تو وصال مین آتی — اس طرح بی خبر نہین آتی

ای شب ہجر ہم تری ہاتہون — آج بچتی نظر نہین آتے

لب تلک آ اتے نہ نالو اپنے سی — نالۂ بے اثر نہین آتے

عنایت تخلص عنایت حسین خان نام ابن مولوی سیف اللہ خان بیٹی تہی کچہ عمر ہی میر علی اوسط صاحب رشک لکہنوی کی شاگرد ہین یہ کلام اونکا ہے

ریختہ

بعد مردن ای مرقد پر وہ ہیں پڑہ فاتحہ — اپنا تعویذ لحد ہی نقش ہی تسخیر کا

عنبر عنبر شاہجہان نام ہی زبان اردو پارسی دونون مین اونکا کلام ہے اردو مین آشفتہ تخلص تہا لہذا حرف الف مین حال اونکا مفصل مذکور ہوا ہی چونکہ فارسی مین عنبر تخلص کرتی ہین لہذا اس جگہ کلام فارسی مرقوم ہوتا ہی

صفت عدالت

نهیب معدلتش در حوالی ده و شهر | زبسکه راهزنان را کشید بر دار
نماند نام و نشانی ز قاطعان طریق | بجز نگاه بتان کو زند ره دل زار
عدالتش چو قوی افگند به پیش ضعیف | بپای مور فتد از سیاستش سر مار

صفت حسن ممدوح

درون هودج زرپیکر منور او | چو نور در دل خورشید گشت جلوه گزا
بهر زمین که دمد صبح چهرهٔ خوش او | سواد شام ازو سر نمیزند ز نها
بکشوری که رخ او نگشت خورشیدش | کسی ندید در و روی روز جز شب تا

در تشبیب

ز خار خارِ درون شد دل گرفتهٔ من | چو غنچه که شود از هجوم خار گره
بسان گوهر غلطان طبشت سینهٔ من | دل ست یا ز نفس هست بیقرار گره
بضبطِ آه بود بستگی کلفت دل | بگرد باد بود در هوا غبار گره

مدح

زهی بلند خیالی که مهر و مه شب و روز | بفکر سجدهٔ او بند غنچه وار گره
ز خجلت کف گوهر فشان آن قلمین | شد اندرون صدف در شاهوار گره
بیک اشارهٔ ابروی او کشاده شود | اگر بکار دو عالم فتد هزار گره
گره گشای ابروی او اگر ببیند | گریزد از سر گیسوی تابدار گره

صفت رفعت ایوان

ز کاوش خلش نوک قبه کاخش | سپهر ساختهٔ قالب تهی گشت دو تاه
حباب وار کشد در شکنجه اشس گردون | اگر ز لطمهٔ موج هوا برد پر کاه

صفت وقار

اگر بکوه فتد پارهٔ ز سایهٔ او
رود بتحت ثری همچو ماهیان بسیاه

در صفت جود و سخا

اگر کف تو کند میل گوهر افشانی
ز جوش شرم شود آب ابر نیسانی

شعاع مهر تو گر گل کند ز مطلع فیض
بذره خلعت صد آفتاب پوشانی

در هجو پشه ها

ز زخم پشه های خطهٔ کلکته هر سحری
بتن ها موج زن گشته ست از طوفان خون جوی

ز نسل پشه نمرود اگر جوید کسی جیشی
درین شهرش دو صد لشکر به پیش آید بهر کوی

رسند اصحاب فیل و حلقهٔ پیلان ز بیم او
نهد گر پشهٔ این شهر در دنبال شان روی

ز ترس پشه با شوق زفاف اندر شب شادی
نگیرد در بغل هرگز عروس خویش را شوی

ز میدان جهان بیرون جهد شور و فغان هر شب
رهد گر از دهان پشه اسپی دیا بوی

ز جوش خارش جسم و جراحت کاری ناخن
بهر جا قامت مردم پدید آورد ارژی

سیه بختی نگر کز بسکه خوردش پشه ها یکسر
ندارد غمبر شوربین از نام و نشان بوی

اشعار غزلها

هر که از من سبب چاک گریبان پرسید
او ندیده است مگر بر زده دامانی را

نسیم امروز می رقصد نگارش
مگر وا کرد گیسوی کسی را

از تغافل بچرخ یار ندیدن دو سه ماه
بحذر از پی تسخیر بتان خوش عمل است

جدا ز هجر او مردیم و او آگه نشد عنبر
خوش آن عاشق که یارش از حال او خبر باشد

یار چون آن شب بر زده دامان بکمر
چاک ما رفته بدنبال گریبانی چند

جهان ز من سبق آخر جنون گیرد
هنوز هست ز دیوانگی من آغاز

ببزمت چون روم میرم ز جوش بدگمانی ها
اگه هر کس نگرد سوی کسی سوی تو می دانم

چو یار چارهٔ دردم طلب کند ز طبیب
اگر ز درد بمیرم دگر چه چاره کنم

ازین سو گردش چشم و ازان سو جنبش کاکل ‏ عجب دور و تسلسل بود شب جایی که من بودم

ببین شان و شکوه من که جای کفش و دستاری ‏ زمین در زیر پای خویش و سر بر آسمان دارم

بده ور ساقی دریا دل خود خواهم ای مستی ‏ که از خمخانهٔ یار من برو بر دوش مدهوشم

هر نفس هست دلم شگفته ناز کسی ‏ بسمل تیغ کسی کشته انداز کسی

نخواهم از تو دم قتل غیر ازین که نخست ‏ رقیب را بکشی و بعد از و مرا بکشی

رباعی

هر چند ز زر سینه رشت شاداست ‏ ور جنس قماش خانه ات آباداست

چون غنچه مکن دل بحصول خرم ‏ کین مال برنگ زر گل بر باداست

رباعی

امروز شدم دو چار جانانهٔ خویش ‏ تنها به رهگذر خانهٔ خویش

گفتم که بیا بیا سوی کلبهٔ من ‏ گفتا که برو برو بکاشانهٔ خویش

رباعی

گفتم که خدنگ چیست گفتا نظرم ‏ گفتم چه بود برگ سمن گفت برم

گفتم که عدم چیست وجودش بنما ‏ گفتا که بیا ببین دهان کمرم

عیش میر سعادت علی ابن میر غلام علی عشرت متوطن بانس بریلی عہد نواب احمد علیخان بہادر مغفور مین یہان نوکر رہی اور عہد جناب نواب محمد سعید خان صاحب جنت آرامگاہ طاب ثراہ مین شاہ محمد خان کی پیشدستی اور محکمہ صدر کی نظارت پر مقرر رہی اب ضعف پیری کی سبب سی خانہ نشین ہین آدمی نہایت مہذب و متین ہین شعر مین اپنی والد سی تلمذ ہی یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

کفن مین چہرۂ عاشق تو کھولا
سنہ گلستان مین نہ کھولو مجھی ڈر ہی کہ کہین
گلچین کی دلمین خار خزان جب نظر پڑا
ہی فصل گل مین خانۂ صیاد کی ہوس
خاک چمن ہی موسم گل مین یہ عشق جنون
صیاد ایکدم کی لیے پر تو کھولدے
اب دام سوجھتا ہی نہ صیاد پر نگاہ
ہو لو نکا ڈھیر عیش ہی بلبل کی خاک پر

اگر برقع مین اپنا منہ چھپا کر
برق گلزار سنو جای بہار عارض
بلبل نی اپنی سینی کی اوسکو دکھای گل
ناساز عندلیب کو آئی ہوای گل
لالہ زمین سی اوگتا ہی سینی پہ کھای گل
بلبل ہزار جان سی ہوگی فدای گل
اللہری عندلیب کا شوق لقای گل
اب قبر عندلیب کہون یا مزار گل

فصل غین معجمہ

غالب اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ خلف مرزا عبد اللہ بیگ خان عرف
مرزا دولہا قوم انکی ایبک ہی اقوام ترک سی جد اعلی انکی ماوراء النہر سی ہندوستان
مین آی اور نواب نجف خان کی عہد مین منصب دار شاہی رہی جب
ریاست مغلیہ برہم ہوی ملازم مہاراجہ جیپور ہوی اور بود و باش
شہر آگرہ مین اختیار کی مرزا عبد اللہ بیگ خان انکی والد ماجد خواجہ
غلام حسین خان کمیدان متوطن شہر آگرہ کی یہان منسوب ہوی اور مرزا نوشہ
وہین پیدا ہوی اور تا سن شعور وہین مشغول تحصیل کتب درسیہ عربی و فارسی
رہی ابتدا مین شیخ معظم نامی ایک معلم سی کچھ تعلیم پائی پھر ایک ایرانی
آتش پرست سیاح سی جسکا نام آتش پرستی مین ہرمزد اور بعد قبول اسلام
عبد الصمد تھا تلمذ ہوا دو برس وہ انکی مکان پر مقیم رہا اور زبان فارسی سکھائی
جب سن تمیز کو پہنچی مرزا الہی بخش خان معروف دہلوی کی یہان منسوب ہوی
اور شہر دہلی مین توطن اختیار کیا معلومات انکی زبان فارسی مین کالشمس فی رابعة النہار

آشکار ہی نثر و نظم اردو کی چار دانگ ہندوستان مین پکار ہے تالیفات
و تصنیفات کی نام یہان لکھی جاتی ہین فارسی مین کلیات جسمین غزلین ردیف وار ہین
اور قطعات اور قصائد اور رباعیات اور مثنویان سب قسم کی اشعار ہین قادر نامہ
جو خالق باری کی طرز پر موزون کیا ہی مہر نیم روز اور ماہ نیم ماہ یہ نثر مین دو تاریخین ہین
تاریخ اول مین شاہ تیموری ہمایون تک حال لکھا ہی اور تاریخ ثانی مین عہد جلال الدین اکبر بادشاہ
سی بہادر شاہ کی عہد تک احوال ضبط کیا ہی دستنبو جسمین غدر کی واقعات ہین
قاطع برہان جسمین برہان قاطع کی بعض لغات پر خدشات ہین پنج آہنگ اسمین
فارسی زبان کی منشآت ہین اردو مین ایک دیوان اور اردوی معلی اور عود ہندی
ان دونون مین اردو زبان کی خطوط ہین الحاصل مرزا صاحب کی طباعی اور ذکاوت
اونکی نتایج افکار سی پیدا ہی بات سی بات پیدا کرنا تمام کلام سی ہویدا ہی اس سرکار
فیض آثار کی نمکخوار قدیم ہین جناب غفران مآب نواب محمد یوسف علی خانصاحب بہادر
فردوس مکان طاب ثراہ کو انسی تلمذ ہی اوس عہد مین بھی وظیفہ خوار رہی بندگان
ولی نعمت ابد اللہ ظلال اجلالہم کی عہد دولت مین بھی جب تک زندہ رہی مورد پرورش
بیشمار رہی چوہتر برس کی عمر پائی بارہ سو پچاسی ہجری مین ذیقعدہ کی دوسری تاریخ
وفات پائی سلطان نظام الدین حضرت محبوب الہی قدس سرہ العزیز کی درگاہ مین
دفن ہوی یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی جسکا ہر حرف لاجواب ہی

منقبت از دیوان ریختہ

کفر سوز اوسکا وہ جلوہ ہی کہ جس سی ٹوٹی	رنگ عاشق کی طرح رونق بتخانہ چین
تیری مدحت کی لیی ہین دل و جان کام و زبان	تیری تسلیم کو ہین لوح و قلم دست و جبین

از غزلہا

جذبۂ بی اختیار شوق دیکھا چاہیی	سینۂ شمشیر سی باہر ہی دم شمشیر کا

شوق ہر رنگ رقیب سر و سامان نکلا
قیس تصویر کی پردی مین بھی عریان نکلا

بوی گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سی نکلا سو پریشان نکلا

پکڑی جاتی ہین فرشتون کی لکھی پہ ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

تھا زندگی مین مرگ کا کھٹکا لگا ہوا
اوڑنی سی پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا

یہ لاش بی کفن اسد خستہ جان کی ہے
حق مغفرت کری عجب آزاد مرد تھا

یعنی چاہا تھا کہ اندوہ وفا سی چھوٹون
وہ ستمگر مری مرنی پہ بھی راضی نہوا

کی مری قتل کی بعد اوسنی جفا سی توبہ
ہای اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

حیف اوس چار گرہ کپڑی کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگی کیا
زخم کی بھرنی تلک ناخن نہ بڑھ جائینگی کیا

بی نیازی حد سی گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہینگی حال دل اور آپ فرمائینگی کیا

تری وعدی پر جیی ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سی مر نجاتی اگر اعتبار ہوتا

کوئی میری دل سی پوچھی تری تیر نیمکش کو
یہ خلش کہان سی ہوتی جو جگر کی پار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھی ہم ولی سمجھتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

سبکی دلمین ہی جگہ تیری جو تو راضی ہوا
مجھپہ گویا اک زمانہ مہربان ہوجایگا

وای گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو
ابتلک تو یہ توقع ہی کہ وہان ہوجایگا

جمع کرتی ہو کیون رقیبونکو
اک تماشا ہوا گلا نہوا

مین اور بزم می سی یون تشنہ کام آون
گر مینی کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

عرض نیاز عشق کی قابل نہین رہا
جس دل پہ ناز تھا مجھی وہ دل نہین رہا

مرنی کی ای دل اور ہی تدبیر کر کہ مین
شایان دست و بازوی قاتل نہین رہا

اب جفا سی بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ
اسقدر دشمن ارباب وفا ہو جانا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکی رہ گئی
صاحب کو دل نہ دینی پہ کتنا غرور تھا

کوئی ویرانے سے ویرانے ہے
ہمنی مجنون پہ لڑکپن مین اسد
سر پہوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا
جاتی ہوی کہتی ہو قیامت کو ملین گی
اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سی کہتا تہا
ہمنی مانا کہ تغافل نکروگی لیکن
مہربان ہوکی بلالو مجہی چاہو جسوقت
زہر ملتا ہی نہین مجکو ستمگر ورنہ
جان ہی بہای بوسہ ولی کیون کہی ابہی
کہتی ہین جیتی ہین امید پہ لوگ
قاصد کی آتی آتی خط اک اور لکہ رکہون
لاکہون لگاو ایک چرانا نگاہ کا
چہوڑا نہ رشک نی کہ تری گہر کا نام لون
وہ آئین گہر مین ہماری خدا کی قدرت ہے
نظر لگی نہ کہین اونکی دست و بازو کو
مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگی قیامت مین تمہین
نیند اوسکی ہی دماغ اوسکا ہی راتین اوسکی ہین
وہ نگاہین کیون ہوئی جاتی ہین یارب دلکی پار
وہان گیا ہی مین تو اونکی گالیون کا کیا جواب
رنج سی خوگر ہوا انسان تو مٹجاتا ہی رنج
دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سی بہر نہ آئی کیون

دشت کو دیکہ کی گہر یاد آیا
سنگ اوٹہایا تہا کہ سر یاد آیا
یاد آگیا مجہی تری دیوار دیکہکر
کیا خوب قیامت کا ہی گویا کوئی دن اور
کہ شق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
خاک ہوجائینگی ہم تمکو خبر ہوتی تک
مین گیا وقت نہین ہون کہ پہر آبہی نسکون
کیا قسم ہی تری ملنی کی کہ کہا بہی نسکون
غالب کو جانتا ہی کہ وہ نیم جان نہین
ہمکو جینی کی بہی امید نہین
مین جانتا ہون جو وہ لکہین گی جواب مین
لاکہون بناو ایک بگڑنا عتاب مین
ہر اک سی پوچہتا ہون کہ جاؤن کدہر کو مین
کبہی ہم اونکو کبہی اپنی گہر کو دیکہتی ہین
یہ لوگ کیون مری زخم جگر کو دیکہتی ہین
کس عونت سی وہ کہتی ہین کہ ہم حور نہین
تیری زلفین جسکی بازو پر پریشان ہوگئین
جو مری کوتاہی قسمت سی مژگان ہوگئین
یاد تہین جتنی دعائین صرف دربان ہوگئین
مشکلین مجہپر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین
رونی گی ہم ہزار بار کوئی ہمین ستای کیون

مینی کہا کہ بزم ناز چاہیی غیر سی تہی
سُن کی ستم ظریف نی مجھکو اوٹھا دیا کہ یون

لون وام بخت خفتہ سی اک خواب خوش ولی
غالب یہ خوف ہی کہ کہان سی ادا کرون

تری سرو قامت سی اک قد آدم
قیامت کی فتنی کو کم دیکھتی ہین

شوریدگی کی ہاتھ سی سر ہی وبال دوش
صحرا مین ای خدا کوئی دیوار ہی نہین

کم نہین وہ ہی خرابی مین پہ وسعت معلوم
دشت مین ہی مجھی وہ عیش کہ گھر یاد نہین

قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
تعجب سی وہ بولا یون بہی ہوتا ہی زمانی مین

ہون منحرف نہ کیون رہ و رسم ثواب سی
ٹیڑہا لگا ہی قط قلم سرنوشت کو

مرہم کی جستجو مین پہرا ہون جو دور دور
تن سی سوا فگار ہین اس خستہ تن کی پانو

وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پہوڑنا ٹہرا
تو پہر ای سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی
ہوی تم دوست جسکی اوسکا دشمن آسمان کیون ہو

می سی غرض نشاط ہی کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھی دن رات چاہیی

عاشق ہوی ہین آپ بہی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچہ تو مکافات چاہیی

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچہ نہین ہی تو عداوت ہی سہی

ہم بہی تسلیم کی خو ڈالینگے
بی نیازی تری عادت ہی سہی

زندگی اپنی جب اس شکل سی گذری غالب
ہم بہی کیا یاد کرینگی کہ خدا رکہتی تہی

غالب نہ تین کہو کہ ملیگا جواب کیا
مانا کہ تم کہا کئی اور وہ سنا کئی

مین نامراد دل کی تسلی کو کیا کرون
مانا کہ تیری رخ سی نگہ کامیاب ہی

گذرا اسد مسرت پیغام یار سی
قاصد پہ مجھکو رشک سوال و جواب ہی

گرچہ ہی کس کس برائی سی ولی باایں ہمہ
ذکر میرا مجھسی بہتر ہی کہ اوس محفل مین ہی

بس ہجوم ناامیدی خاک مین مل جائیگی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بی حاصل مین ہی

اپنی گلی مین مجھکو نہ کر دفن بعد قتل
میری پتی سی خلق کو کیون تیرا گھر ملی

آگی آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سی بیٹھین
بیخودی بی سبب نہین غالب
اونکی دیکھی سی جو آجاتی ہی رونق منہ پر
ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
ہوئی گر مری مرنی سی تسلی نسہی
ایک ہنگامی پہ موقوف ہی گھر کی رونق
نالہ جاتا ہتا پری عرش سی میرا اب
فتنہ ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
میری قسمت مین غم گر اتنا تھا
منحصر مرنی پہ ہو جسکی امید
دشمنی نی میری کھویا غیر کو
پلا دی اوک سی ساقی جو ہمسی نفرت ہی
گو ہاتہ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی
کرنی گئی ہتی اوس سی تغافل کا ہم گلہ
ڈری کیون میرا قاتل کیا رہی گا اوسکی گردن پہ
سیاہی جیسی گرجائی دم تحریر کاغذ پر
اک خونچکان کفن مین کرورون بناو ہین
واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
جی ڈھونڈھتا ہی پہر وہی فرصت کہ راتدن
بلا سی گر مژہ یار تشنہ خون ہے

اب کسی بات پر نہین آتی
اوس در پہ نہین بار تو کعبی ہی کو ہو آی
کچہ تو ہی جسکی پردہ داری ہی
وہ سمجھتی ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی
دلکی خوش رکھنی کو غالب یہ خیال اچھا ہی
امتحان اور ہی باقی ہو تو یہ بہی نسہی
نوحہ غم ہی سہی نغمہ شادی نسہی
لب تک آتا ہی جو ایسا ہی رسا ہوتا ہی
کاشکی تم مرے لیے ہوتے
دل بہی یارب کئی دیی ہوتے
نا امیدی اوسکی دیکھا چاہیی
کسقدر دشمن ہی دیکھا چاہیی
پیالہ گر نہین دیتا نہ دی شراب تو دی
رہنی دو ابہی ساغر و مینا مری آگی
کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئی
وہ خون جو چشم تر سی عمر بہر یون دمبدم نکلی
مری قسمت مین یون تصویر ہی شبہای ہجران کی
پڑتی ہی آنکہ تیری شہید و نپہ حور کی
کیا بات ہی تمہاری شراب طہور کی
بیٹھی رہین تصور جانان کیی ہوی
رکھون کچہ اپنی ہی مژگان خونفشان کی لیی

گدا سمجھکی وہ چپ تھا مری جو شامت آئی
اوٹھا اور اوٹھکی قدم مینی پاسبان کی لیی

رہی اوس شوخ سی آزردہ ہم چندی تکلف سی
تکلف برطرف تھا ایک انداز جنون وہ بہی

مری دلمین ہی غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کری جو اوس سی مین یہ بہی کہون وہ بہی

ہی باری اعتماد وفاداری اسقدر
غالب ہم اسمین خوش ہین کہ نامہربان ہی

دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچہ تجکو مزہ بہی مری آزار مین آئی

مرتی مرتی دیکھنی کی آرزو رہجائی گی
وائی ناکامی کہ اوس کافر کا خنجر تیز ہی

وعدہ آنیکا وفا کیجی یہ کیا انداز ہی
تمنی کیون سونپی ہی میری گھر کی دربانی مجھی

قطعہ

ہی جو صاحب کی کفدست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہی اسی جسقدر اچھا کہیی

خامہ انگشت بدندان کہ اسی کیا لکھیی
ناطقہ سربگریبان کہ اسی کیا کہیی

مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیی
حرز بازوی شگرفان خود آرا کہیی

مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیی
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیی

خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکھیی
سر پستان پریزاد سی مانا کہیی

اختر سوختہ قیس سی نسبت دیجی
خال مشکین رخ دلکش لیلا کہیی

حجر الاسود دیوار حرم کیجی فرض
نافہ آہوی بیابان ختن کا کہیی

وضع مین اسکو اگر سمجھیی قاف تریاق
رنگ مین سبزہ نوخیز مسیحا کہیی

صومعی مین اسی ٹھہرایی گر مہر نماز
میکدی مین اسی خشت خم صہبا کہیی

کیون اسی قفل در گنج محبت لکھیی
کیون اسی نقطہ پرکار تمنا کہیی

کیون اسی گوہر نایاب تصور کیجی
کیون اسی مردمک دیدہ عنقا کہیی

کیون اسی تکمہ پیراہن لیلا لکھیی
کیون اسی نقش پی ناقہ سلما کہیی

بندہ پرور کی کفدست کو دل کیجی فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیی

قطعہ

افطار صوم میں کچھ اگر دستگاہ ہو
اوس شخص کو ضرور ہی روزہ رکھا کری

جس پاس روزہ کھول کی کھانی کو کچھ نہو
روزہ اگر نکھائی تو ناچار کیا کری

قطعہ

سپہ کلیم ہوں لازم ہی کو ئی نام نہ لی
جہان میں جو کوئی فتح وظفر کا طالب ہے

ہوا نہ غلبہ میسر کبھی کسی پہ مجھے
کہ جو شریک ہو میرا شریک غالب ہے

قطعہ

گو ایک بادشاہ کی سب خانہ زاد ہیں
دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں

کانوں پہ ہاتھ دہرتی ہیں کرتی ہوی سلام
اس سی یہ ہی مراد کہ ہم آشنا نہیں

قصائد فارسی

در منقبت

آوارۂ غربت نتوان دید صنم را
خواہم کہ دگر تبکن سازند حرم را

در چشم شب و روز ندانم زچہ زشت است
خوش کردم اگر طرۂ رخسار صنم را

در نعت

در قاعدہ سجن سر از پا نشناسم
در روزہ زشوال ندانم رمضان را

گیرم کہ بنادم بود از سجن لبالب
ای وای گر از ناصیہ جویند نشان را

ایضاً در منقبت

چون لعل برگ ابر گداز جگر ستم
خونم ہمہ در دامن خود میچکد اما

گوئی مژۂ اشک فشانم کہ سراسر
برگنج گہر منزلم از ناز سر پا

ہر زمزمہ کز کام وزبانم بتر اود
جوید زرہ پردۂ گوشم بدلم جا

چون سیل کہ از بادیہ خیزد بہاران
بالد بزمین سینہ وگیرد رہ دریا

مدح

قطعه

نقش قدم مورچه پشت شب تار — چون جوهر آئینه ز آئینه هویدا

گویند که کوثر می ناب است سراسر — گویند که فردوس نگارست سراپا

آن چشمه ز ظرف قدحت رشحه باقی — وان سبزه ز بزم طربت خرده مینا

در مدح هارڈنگ صاحب بهادر

هوای انجمن آرائیم فتاد بسر — شراب خواره تنی چند خواهم از احباب

که می خورند و چو از باده رخ برافروزند — بسوز رشک دل حاسدان کنند کباب

توای ندیم و توای ساقی و توای مطرب — بسوز عود و بپیمای می و بساز رباب

به بزمگاه بیارید یک دو گلشن گل — بخاک راه بپاشید یک دو دجله گلاب

بخاک راه ز مستی می آنقدر ریزید — که تا ابد دمد از خاک لاله شاداب

در مدح شهنشاه انگلستان خلد الله ملکها

قطعه

همت نخواست باده ز انگور ساختن — در دور شه بسکه ز پروین فشار یافت

روزیکه زیر ران شهنشاه کامران — توسن شرف بجلوه سیر و شکار یافت

از گرد راه لیلی گیتی نقاب بست — وز خط جاده ناقه گردون مهار یافت

در مدح لارڈ الگن صاحب بهادر

خواست بهار از سحاب بهر نثارش متاع — رفت و ز رنج کفش مایه گوهر گرفت

ابر تنک مایه را شرم نیامد که هم — بر سر داور فشاند هر چه ز داور گرفت

در مدح ابو ظفر بهادر شاه بادشاه

عید ست و نشاط و طرب و زمزمه عام است — می نوش گنه بر من اگر باده حرام است

ایضاً در مدح

گفتم حدیث دوست بقرآن برابر است — نازم به کفر خود که بایمان برابر است

گر ماه نو بابروی جانان برابر است — گو جنبشی که گفته شود هان برابر است

در مدح ابو ظفر بهادر شاه بادشاه دهلی

در عهد وی آسیب جز این نیست که گویند — برگشتی درویش ز مدح کهسر آمد

یک شعله بود غم که از آن شعله بتقسیم — دود از دم و سوز از دل و داغ از جگر آمد

در مدح ولیم فریزر صاحب بهادر

نهی داد گستر که گر در حضورش — خسی داد از دست آذر بر آرد

کشد انتقام خس از شعلهٔ چندان — که دود از نهاد هر اخگر بر آرد

تهنیت عطای ملک بجناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بهادر فردوس مکان طاب ثراه

پاشند آب گر برهت بهر دفع گرد — هر قطره زان نمونهٔ در یتیم باد

هر صیغه که وضع وی از بهر امر تست — فارغ ز ننگ زحمت تقدیم سیم باد

چون غنچه که پهلوی گل بشگفد بباغ — ملک جدید شامل ملک قدیم باد

هر دم ترا بخلوت راز و ببزم انس — روح الامین مصاحب و غالب ندیم باد

تهنیت خلعت مرسلهٔ ملکهٔ معظمه بنام حضور پر نور خلد الله ملکهم و اقبالهم

تا چه نیرنگ است این کاندر جهان آورده اند — نو بهاری طرفه در فصل خزان آورده اند

در بهشت آن خود نباشد کز گذار اردی بهشت — رونقی کز بهر باغ و بوستان آورده اند

چون جواهر را شماری منت گوهر بجیب — حاصل صد ساله دریا و کان آورده اند

تا ز بخششهای شاهنشاه هند و انگلند — خلعت از بهر خدیو شه نشان آورده اند

از شعاع مهر تار از پرتو مهتاب پود — جامه های زرنگار و زرفشان آورده اند

در حمائل گر بگلوی سپهر یار آویخته اند — گوهر از پروین و تار از کهکشان آورده اند

آن زحل پیکر سپر گز بهر دفع تیغ تیز — از سواد شش جسیم را حرز امان آورده اند
ابر مانا پیل گز رعد شش صدا بخشیده اند — برق وش توسن کز ازبادش عنان آورده اند
دیگر آن زرین سلب خورشید منظر پالکی — کز نی خم داده توسنش در میان آورده اند
دولت و اقبال و فخر و عزت و جاه و جلال — کز فراوانی نگنجد در گمان آورده اند
شهر و اورا نوید دولت و دین داده اند — شهریان را مژده امن و امان آورده اند

در نعت

آن بلبلم که در چمنستان شاخسار — بود آشیان من شکن طرهٔ بهار
اکنون منم که رنگ بر و بیم نمی رسد — تا رخ نجون دیده نشویم هزار بار
چشمم گشوده اند بکردار های من — زاینده نا امیدم و از رفته شرمسار
داغی ببدل ز فرقت دهلی نهاده ام — کش غوطه داده ام بجبینم هزار بار
آیا بود که از اثر اتفاق بخت — دیوانه را بوادی یثرب فتد گذار
سایم بر آستان رسول کریم سر — جان را بفرق مرقد پاکش کنم نثار
آن ابتدای خلق که آدم درین نورد — همچون امام سبحه برون نشست از شمار

تهنیت غسل صحت جناب نواب فردوس مکان طاب ثراه

دائم شنیده که در اقصای مغربست — سرچشمه که خضر شد از وی بقا پذیر
جوی بریده اند و روان کرده اند آب — حمام را بحوض ازان فرسخ آبگیر
هنگام شب که زیر زمین باشد آفتاب — از تاب مهر گرم شد آن آب ناگزیر
حمام حوض بنگر و گلخانش آسمان — وان را سفید کرده فروغ مه منیر
آمد برای غسل بگرمابه اندرون — مانند مهی که دهد روی در ضمیر
اینک فراغ و اختر نیک و خجسته روز — پیداست زین سه لفظ سه تاریخ دلپذیر

در تهنیت مسند نشینی بندگان حضور پر نور دام ملکهم و اقبالهم

تجلی که ز موسی ربود هوش بطور — بشکل کلب علیخان دگر نمود ظهور

بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتار — ز بهر فاتحه آئی اگر بسوی قبور

جهان جان جهانی و جان جهان عجب نبود — که از ورود تو هر مرده [illegible] گور

توقعی ز حریم دل و من عظیم دوری به — مباد رنجه شوی از نظاره رنجور

در مدح شاهزاده فتح الملک

باد را گرد سپاه تو در آرد از پای — ابر را برق سنان تو گشاید قیفال

چون عطای تو بود پاک ز تحریم چه باک — می حرام ست ولی میخورم از وجه حلال

آنچه میخواهم ازین طوطیه دانی چه بود — گنجی از باغ و خمی از می و جامی ز سفال

در مدح جناب نواب فردوس مکان طاب ثراه

زهی شهسواری که گرد سمندش — پی سرمهٔ چشم خاقان فرستم

رود سام چون بهر پیکار سویش — عزا نامه سوی نریمان فرستم

کلیم از عصا ارمغانم فرستد — من آن ارمغان بهر دربان فرستم

در منقبت

بر جام گل ز دیدهٔ شبنم چکد نگاه — بر روی گل ز طرهٔ سنبل دود سخن

در منقبت

گوئی در اهتمام دل و دیده کرست — نهان بخون تپیدن و پیدا گریستن

در مدح مولوی صدر الدینخان صاحب

بسکه در بند گرانم تن ز هم پاشیده است — روز حشر از خاک خیزد فرد فرد اعضای من

آن فغانسنجم که هم در علم حق پیش از ظهور — خواب از چشم ملائک رفته از غوغای من

در مدح بهادر شاه بادشاه بتقریب تهنیت عید

ما همانیم و سیه مستی هر روزه همان — نه شب جمعه شناسیم و نه ماه رمضان

مستم اما نه ازان باده که آید ز فرنگ — مستم اما نه ازان باده که سازند مغان

صد ایاغی که درساغر من ریخته اند — می بیرنگ ز میخانهٔ بی نام و نشان

مست پیمانهٔ پیمان الستم بگزار — منکه مستم چه شناسم که چه هستم پیمان

در نعت

به لاغری کنم آسان قبول فیض سخن — که رشته زود رباید گهر ز همواری

مطاع آدم و عالم محمد عربی — وکیل مطلق و دستور حضرت باری

شهنشهی که دبیران دفتر جاهش — به جبرئیل نویسند عزت آثاری

در مدح حضور پر نور دام ملکهم و اقبالهم

زهی دو چشم تو در معرض سیه کاری — چو بخت یار تو و بخت بد بمردم آزاری

تنش هست لاغری من نگیرم عیسی من — که باشم و توام از حاضران نه انکاری

چو حمزه کش بتقاضا بین درشنیده فلک — بدام وام نفس میکشم بدشواری

تقاضت قرض و ستم حمزه و ز بهر سند — جمیل خلیفه تقاضاییان بازاری

ز زهر مهره نشد زهر حمزه به آن به — که نوشداروی نوشیروان بجنگ آری

اگر تفضل وی آیم برون ز بند بلا — چنانکه حمزه به تیزی پیرفته خاری

امیر کلب علیخان بهادر آنکه تو — عدیل حمزه در اسپهبدی و سالاری

بود پلارک افراسیابش در کف — که هیچگه نشود چون هلال زنگاری

چراغ دودهٔ سردار علی محمد خان — گزین [illegible]مال تمر در فن سپهداری

ز روی کلب علیخان همیشه روشن باد — چنانکه تا[illegible]ش مهر از سپهر زنگاری

اشعار غزلها

ببانگ دو شیوه ستم دل نمیشود خرسند — به مرگ من که ب[illegible] امان روزگار بیا

وداع و وصل جداگانه لذتی دارد — هزار بار برو صد هزار بار بیا

رسید نهای شکار هما را استخوان عجب
پس از عمری بیادم داد ریشم راه پیکان را

غمم نیست که می میرم و مردن نتوانم
در کشور بیداد تو فرمان قضا نیست

بخود بوقت ذبح تپیدن گناه من
دانسته دشنه تیز نکردن گناه کیست

در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن
اینکه من می میرم هم ز ناتوانیهاست

زهی شکوه تو کاندر نظر از صفوت تو
ز خود برآمدن صوفی آفرین پیداست

پهلو شگافند و نه بینید دلم را
تا چند بگوییم که چسان ست و چسان نیست

می صافی ز فرنگ آید و شاهد ز تتار
ما ندانیم که بغدادی و بسطامی ست

لطفت بشکوه از هوس بیشمار من
شوقم بناله از ستم بی قیاس کیست

گیرم که رسم عشق من آورده ام بهم
ظلم آفریده دل ناحق شناس کیست

چه عیش از وعده چون باور ز عنوانم نمی آید
بنوعی گفت می آیم که میدانم نمی آید

دوست دارم گرهی را که بکارم زده اند
کاین همان ست که پیوسته در ابروی تو بود

نگفته ام سخنم از جانب خداست ولی
خدا به عهد تو بر خلق مهربان نبود

نازم فریب صلح که غالب ز کوی تو
ناکام رفت و خاطرش امیدوار بود

غنیم چه بلا بر سر جیب و کفن آرد
دستگه بجز جامه دریدن نشناسم

دیگر از خویشم خبر نبود تکلف برطرف
اینقدر دانم که غالب نام یاری داشتم

زاهد از ما خوشه تاکی بچشم کم مبین
همی دانی که یک پیمانه نقصان کرده ایم

مرنج از وعده وصلی که با من در میان آری
که خواهد شد بذوق وعده دیگر فراموشم

بر نویدیست صد بار جان باید فشاند
مرا بامید وعده ات زنهار نتوان زیستن

دولت به غلط نبود از سعی پشیمان شو
کافر نتوانی شد ناچار مسلمان شو

آزادیم نخواهی و ترسم کزین نشاط
بالم بخود چنان که نگنجم به بند تو

بر هیچ کافر این همه سختی نمی رود
ای شب مرگ من که تو فردای کیستی

بندم نه زان طره که تابم نمانده است
رفت آنکه خویش را به بلا شاد کردمی

قطعه

فرصت اگر دست دهد مغتنم انگار
ساقی و مغنی و شرابی و سرودی

زنهار از آن قوم نباشی که فریبند
حق را بسجودی و نبی را بدرودی

قطعه

ساقی بزم آگهی روزی
راوقی ریخت در پیاله من

چون دماغم رسید زان صهبا
شدم از ترکتاز وهم ایمن

همرهان سرخوشی حریفانه
بی محابا گرفتمش دامن

گفتم ای محرم سرای سرور
از ادب دور نیست پرسیدن

اول از دعوی وجود بگو
گفت کفرست در طریقت من

گفتم آخر نمود اشیا چیست
گفت هی هی نمیتوان گفتن

گفتمش با مخالفان چه کنم
گفت طرح بنای صلح فگن

گفتم این حب جاه و منصب چیست
گفت دام فریب اهرمن

گفتمش چیست منشأ سفرم
گفت جور و جفای اهل وطن

گفتم اکنون بگو که دهلی چیست
گفت جانست و این جهانش تن

گفتمش چیست این بنارس گفت
شاهدی مست محو گل چیدن

گفتمش چون بود عظیم آباد
گفت رنگین تر از فضای چمن

حال کلکته باز جستم گفت
باید اقلیم هشتمش گفتن

گفتم آدم بهم رسد در وی
گفت از هر دیار و از هر فن

گفتم اینجا چه شغل سود دهد
گفت از هر که هست ترسیدن

گفتم اینجا چه کار باید کرد
گفت قطع نظر ز شعر و سخن

گفتم این ماہ پیکران چہ کس اند — گفت خوبان کشور لندن

گفتم اینان مگر دلے دارند — گفت دارند لیک از آہن

گفتم از بہر داد آمده ام — گفت بگریز ز سر بہ سنگ مزن

گفتم اکنون مرا چہ زیبد گفت — آستین بر دو عالم افشاندن

گفتمش باز گو طریق نجات — گفت غالب بکربلا رفتن

قطعہ در صفت گربہ

دارم بجہان گربۂ پاکیزہ نہادی — کز بال پریزاد بود موج رم او

سرمست اداچون بزمین باز خرامد — از خاک دمد غنچہ ز نقش قدم او

چون صورت آئینہ ز افراط لطافت — آید نظر بچہ او از شکم او

ہر شیر ژیانی کہ ببینی بہ نیستان — دارد سر دریوزهٔ غرّش ز دم او

گر جانوری مرده ببیند سر راہی — از پاکی طینت نخورد غیر غم او

ہر بچہ کہ گنجشک بوی باز سپارد — در پرورش او نخورد جز قسم او

آری بود از غیرت انداز خرامش — بر کبک و تدرو است اگر خود ستم او

جوش گل و بال مگس و موجہ رنگ است — دم لابہ کنان آمدن و سبدرم او

در عربده چون بند ز دم باز کشاید — لرزد و شکن طرهٔ خوبان ز خم او

تا مہره کش صفحۂ افلاک بود مہر — بادا کف دست من و پشت و شکم او

قطعہ

بہ آدم زن بہ شیطان طوق لعنت — سپردند از رهٔ تکریم و تذلیل

ولیکن در اسیری طوق آدم — گران تر آمد از طوق عزازیل

قطعہ بطور نوحہ

ای فلک شرم از ستم بر خاندان مصطفیٰ — داشتی زین پیش سر بر آستان مصطفیٰ

یا تو دانی مصطفی را فارغ از رنج حسین — یا تو خواهی زین مصیبت امتحان مصطفی
یا مگر گاهی ندیدی مصطفی را با حسین — یا مگر هرگز نبودی در زمان مصطفی

قطعه در گله درنگ راه یافتن در رسیدن خلعت از نواب وزیرالدوله بهادر رئیس ٹونک

گفتم بخرد بخلوت انس — کای شمع و چراغ هفت ایوان
آیا ز چه رو بود که نواب — ننوشت جواب نامه ام هان
آن گونه عریضه که دانی — درویش نوشته سوی سلطان
آن گونه قصیده که گوئی — از صفحه دمیده سنبلستان
این هردو رسید و نیست پیدا — زانسوی اثر بهیچ عنوان
رنجیده مگر ز مدح نواب — ای کاش نگشتمی ثنا خوان
هیهات چه گفته ام که باشم — از گفته خویشتن پشیمان
عقلم بجواب گفت غالب — زنهار مخور فریب شیطان
نواب بفکر ارمغان است — تا نامه فرستدت بسامان
وانها که بخاطرش گذشت است — زود آن همه جمع کرد نتوان
زود است که جمع نیز گردد — دیر است که داده است فرمان
تا راه روان بجد برگرد — آرند بکوشش فراوان
دیبا ز دمشق و مخمل از روم — الماس ز معدن و زر از کان
فیل از دکن و زمرد از کوه — توسن ز عراق و دُر ز عمان
فیروزه نغز از نشاپور — یاقوت گزیده از بدخشان
جمازه تیزرو ز بغداد — شمشیر برنج از صفاهان
پشمینه چینی ز کشمیر — زربفت گران بها ز ایران

باجمله درنگ چون ازین روست	بر رنج و ملال منیت برهان
چون پیر خرد بدل فریبی	گفت این همه رازهای پنهان
گشتم بدم امیدواری	مرهم نه زخم یاس وحرمان
گفتم که چو با من این کرم کرد	آن قبله وقبله گاه اعیان
ناچار ز راه حق گزاری	تاکرده شود تلافی آن
من نیز طلب کنم برایش	این خواهش اگرچه نیست آسان
آئینه و تاج از سکندر	انگشتر و تخت از سلیمان
از عالم غیب جام جمشید	از چشمهٔ خضر آب حیوان
عمر ابد و نشاط جاوید	نیروی دل و ثبات ایمان
توفیق جواب نامهٔ خویش	توقیع عطا و بذل و احسان

قطعه

گفتی بتان سیمتن گوهرین پرند	طاوس وار جلوه طرازند جابجا
آن روی و موی و سینه و ساعد ازان تو	پیرایه هرچه از گهر و زر بود مرا

قطعه

با خرد گفتم از تو فرمائی	شویم از دل خیال بادهٔ ناب
گفت صد آفرین ولی نتوان	شستن این خیال جز بشراب

از مثنوی موسوم به چراغ دیر

نفس با صور و مساز است امروز	خموشی محشر راز است امروز
در آتش از نوای ساز خویشم	کباب شعلهٔ آواز خویشم

در صفت بنارس

بنامیزد زهی حسن و جمالش	که در آئینه میرقصد مثالش

به گنگش عکس تا پرتو فگن شد	بنارس خود نظیر خویشتن شد

خطاب بنفس خود

الا ای غافل از کار اوفتاده	ز چشم یار و اغیار اوفتاده
ز خویش و آشنا بیگانه گشته	جنون گل کرده و دیوانه گشته
چو محشر سر زد از آب و گل تو	دریغا از تو و آه از دل تو
چه جوئی جلوه زین رنگین چمنها	بهشت خویش شو از خون شدنها
جنونت گر به نقش خود تمام است	ز کاشی تا بکاشان نیم گام است
شرار آسا فنا آماده برخیز	بیفشان دامن و آزاده برخیز
ز الا دم زن و تسلیم لا شو	بگو الله و برق ماسوا شو

از مثنوی موسوم به رنگ و بو

بود جوان دولتی از خسروان	غازه کش عارض هندوستان
بادهٔ سرمستی دل را خمی	از نم تردستی خود قلزمی
آئینهٔ صورت جود آمده	جود خود از وی بوجود آمده

در صفت گدای گلیم پوش

تیره سرانجام حریفی چو آه	گرد سیاهی ز در بارگاه
سر بسر آئینهٔ عرض شکست	کهنه گلیمی و کدوی بدست
شام بلا از رقمش گردهٔ	سایهٔ چند از اثرش پردهٔ

سوال گدا

گاهی شه آزاده گدا نیستم	طالب ایثار و عطا نیستم
شانه کش طرهٔ سودا استم	با تو فروشندهٔ کالا استم
شه پس از آن کز نفسش راز جست	داد بزر دلق و کدو باز جست

برد گلیم و زر زرش سایه داد	مهر به بیگانگی سایه داد

صفت شخص قوت که با خسرو جوان دولت برخورده در صنعت منقوطه

چین جبینش ز غضب تیغ زن	تیزی تیغش شغب بخت تن

صفت شخص همت خسرو جوان دولت

جلوه گری آفت نظاره	برق ز تمثال وی انگاره
رنگ گل آئینه و ید ار او	موج پری جوهر رفتار او
جلوه جنت ز غبارش رمی	چشمه کوثر ز محیطش نمی
نشئه ز صهبا و رسیدن از و	خون ز جگرها و دویدن از و
نشئه بود دولت و صهبا منم	قطره بود سطوت و دریا منم

از مثنوی موسوم بباد مخالف

کیستم دل شکسته غمزده	بیدلی خسته ستم زده
برق بیطاقتی بجان زده	آتش غم بخانمان زده
از کداز نفس تاب و تبی	در بیابان یاس تشنه لبی
در آگاهی فنا زده	همه بر خویش پشت پا زده
دارم آری ز هر زه لائی خویش	نوحه بر خویش و بینوائی خویش

حمد مثنوی ابر گهربار

بدل هر که سوزنده داغش نهاد	پری رخ به پیش چراغش نهاد
ربایند دل اما نه دلدادگان	گشد ناز لیکن ز افتادگان
بگردش در آرنده نه سپهر	بگردون بر آرنده ماه و مهر
برگ ابر را اشکباری از وست	دم برق را بیقراری از وست
دوتی بی کفن مرده در رهش	خودی داد گر شحنه درگهش

مناجاتیان پیش وی در نماز
خراباتیان راهد و چشم باز

اگر کافر اند زنهار کیش
دگر مومنان در پرستار کیش

بهر لب که جوئی نوای ازوست
بهر سر که بینی هوای ازوست

ز هر پرده پیدا نوا سازیی
بهر جلوه پنهان نظر بازیی

درین گونه گون آرزو خواستن
بود چون بنا بیست آراستن

ز هر پرده رنگی که گیرد کشاد
چنان دلکش افتد که بی او مباد

قلم در کف و تاج بر سر رسد
بهر جا رسد هر چه از در رسد

بکشور گشایان دم گیر و دار
بمسکین گدایان غم پود و تار

بشاهنشهیان بادهٔ بیغمی
بکیوانیان گونهٔ ساتیی

جهان چیست آیینهٔ آگهی
فضای نظرگاه وجه اللهی

نه هر سو که رو آوری سوی اوست
خود آن رو که آوردهٔ روی اوست

مناجات

چو پیدا تو باشی نهان هم توئی
اگر پرده باشد آنهم توئی

چه باشد چنین پرده ها ساختن
شگافی بهر پرده انداختن

بدین روی روشن نقاب ازچه رو
چو کس جز تو نبود حجاب ازچه رو

جمال ترا ذره از آفتاب
جلال ترا یوسف اندر نقاب

بروزی که مردم شوند انجمن
شود تازه پیوند جانها به تن

روانرا ببینکی نوازندگان
بسرمایهٔ خویش نازندگان

گهرهای شهوار ایش آورند
فرو هیده گرد ایش آورند

بهنگامه با این جگر گوشگان
در آینه مشتی جگر تو شگان

ز حسرت فرو برده دندان فشرد
زخجلت سر اندر گریبان خزد

در آن حلقه من باشم و سینه‌ای / ز غمهای ایام گنجینه‌ای
در آب و در آتش بسر برده‌ای / ز دشواری زیستن مرده‌ای
به بخشای برناکسی‌های من / تهیدستی و درمانده‌ام وای من
نگهدار سنجی سفرهای رنج / گرانباری درد و غمم سنج
اگر دیگران را بود گفت و گرد / مرا مایه عمر رنج ست و درد
فرو هل که حسرت خمیر من ست / دم سرد من زمهریر من ست
وگر همچنین ست فرجام کار / که می باید از کرده راندن شمار
مرا نیز یارای گفتار ده / چو گویم بر آن گفته زنهار ده
درین خستگی پوزش از من مجوی / بود بنده خسته گستاخ گوی
دل از غصه خون شد نهفتن چه سود / چو ناگفته دانی نه گفتن چه سود
همانا تو دانی که کافر نیم / پرستار خورشید و آذر نیم
نکشتم کسی را باهرمنی / نبردم ز کس مایه در رهزنی
مگر می که آتش بگورم از وست / بهنگامه پرواز سورم از وست
من اندوهگین و می اندهربای / چه می کردم ای بنده پرور خدای
حساب می و رامش و رنگ و بوی / ز جمشید و بهرام و پرویز جوی
که از باده تا چهره افروختند / دل دشمن و چشم بد سوختند
نه از من که از تاب می گاه گاه / بدریوزه رخ کرده باشم سیاه
نه بستانسرای نه میخانه / نه دستانسرای نه جانانه
نه رقص پری پیکران بر بساط / نه غوغای رامشگران در رباط
شبانگه به می رهنمونم شدی / سحرگه طلبگار خونم شدی
تمنای معشوقه باده نوش / تقاضای بیهوده می فروش

بهار و ز باران و شبهای نم
که بود دست بی می بچشم سیاه

افقها پر از ابر بهمن چهی
سفالینه جام من از می تهی

بهاران و من در غم برگ و ساز
در خانه از بینوائی فراز

جهان از گل و لاله پر بوی و رنگ
من و حجره و دامنی زیر سنگ

دم عیش جز رقص بسمل نبود
باندازهٔ خواهش دل نبود

اگر تافتم رشته گوهر گسست
وگر یافتم باده ساغر شکست

چه خواهی ز دلق می آلود من
ببین چشم خمیازه فرسود من

به بخشنده شاهی که بارم دهد
بهر بار زر سیل بارم دهد

که چون سیل زر انجا برانگیزمی
زرش بر گدایان فرو ریزمی

ز نازک نگاری که نازش کشم
بهر بوسه زلف درازش کشم

بدان عمر ناخوش که من داشتم
ز جان خار در پیرهن داشتم

هنوزم همان دل بجوش اندرست
ز دل بانگ خونم بگوش اندرست

چو آن نامرادی بیاد آیدم
بفردوس هم دل نیاسایدم

دلی را که گمته نجیبد بباغ
در آتش چه سوزی بسوزنده داغ

صبوحی خورم گر شراب طهور
کجا زهرهٔ صبح و جام بلور

دم شبر و هیهای مستانه کو
بهنگامه غوغای مستانه کو

در آن پاک میخانهٔ بی خروش
چه گنجائی شورش نای و نوش

اگر حور در دل خیالش که چه
غم هجر و ذوق وصالش که چه

گریزد دم بوسه انیش کجا
فریبد بسوگند دینش کجا

برد حکم و نبود لبش تلخ گوی
دهد کام و نبود دلش کامجوی

نظر بازی و ذوق دیدار کو
بفردوس روزن بدیوار کو

نه چشم آرزومند دلاله‌ء	نه دل تشنهٔ آه پرکاله‌ء
از آنها که پیوسته میخواست دل	هنوزم همان حسرت آلوده دل
بهر جرم کز روی دعوی رسد	ز من حسرتی در برابر رسد
بفرمای کاین داوری چون بود	اگر از جرم من حسرت افزون بود
بدین مویه در روز امید و بیم	بگریم بدانسان که عرش عظیم
شود از تو سیلاب را چاره‌جوی	تو بخشی بدان گریه‌ام آبروی
وگر خون حسرت هدر کردهٔ	ز پاداش قطع نظر کردهٔ
گذشتم ز حسرت امیدیم هست	سپید آب روی سپیدیم هست
که البته این رند ناپارسا	بگنج اندیشه گبر مسلمان‌نما
پرستار فرخنده منشور تست	هوادار فرزانه دستور تست
به بند امید استواری فرست	به غالب خط رستگاری فرست

نعت

محمد کز آئینه روی دوست	جز از نیش نه منت دانا که اوست
زهی روشن آئینهٔ ایزدی	که در وی نگنجیده زنگ خودی
تمنای دیرینهٔ کردگار	بوی ایزد از خویش امیدوار
بلندی ده کعبه بالای او	گرامی کن سجده سیمای او
مگس ران خوانش پر جبرئیل	بخوان گستری پیشکارش خلیل

صفت براق

ز ساقی و مینش گر بزم مدام	کنی ساز تشبیه مینا و جام
نباشد شگفت ار بدیدن رسد	که آن باده پیش از رسیدن رسد

غالب حکیم غلام محمد خان ولد محمد اعظم خان مرد خوش مذاق شاگرد غلام سبحان

مشتاق ستر برس کی عمر پائی رجب کی گیارہوین کو بارہ سو اناسی ہجری مین قضا کی یہ دو شعر اونکی اوستاد کو یاد تہی لکہے گئے

ریختہ

راز جب دلمین ہو کوئی نہین مانع ہوتا	سیکڑون ڈہب ہین اگر چاہین وہ آنکہین لڑتی
پہی کہینی اونکو پڑہائی تہی ایسی رات	بولی نہ پاس میری چہیر کہمٹ کی سوئی

غربت صاحبزادہ محمد ہدایت علیخان بہادر ابن صاحبزادہ محمد عبد العلیخان بہادر ابن جناب جلالت مآب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر انار اللہ برہانہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادی بڑی خوش صفات ہین جامع کمالات ہین اکثر فنون کا شوق ہے صنائع مین ایجاد کا ذوق ہی پہلی حکیم مومن خانصاحب دہلوی مومن کو کلام دکہاتی تہے پہر شیخ مہدی علی ذکی مرادآبادی سی تلمذ ہوا اتہارہ برس کی عمر ہے یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

سیکڑون سجدے کیے اوس در پہ تسکین ہوتی	گہس گئی ساری جبین جب دردسر کچھ کم ہوا
جلوہ دکہلا کی نہ تم بام سی اوترو صاحب	دیکہو دل اور ہمارا تہ و بالا ہوگا
شاید تری مریض کی ہاتہ آگئی تہی نبض	عرش بریں پہ آج دماغ حکیم تہا
کیون کاوشین تو ناخن تدبیر نے بہت	عقدہ نہ ایک بہی مری مشکل کا وا ہوا
غرور حسن کا نشہ کبہی جو رخصت ہی	تو اپنی بیخبری کی بہی کچھ خبر لینا
ثابت رہا نہ عالم وحشت مین پیرہن	دامن سیا جو ہمنے گریبان نکل گیا
گل کی کہانیکا جو فسانہ نہ سنتا مجہسے	ہاتہ کا اپنی وہ چہلا نہ نشانی دیتا
تن ہوا سوکہ کی کانٹا تو ہوا کیا غم ہی	خوش ہون اب بہی نہ ترا گوشہ دامن چہوٹا
بسمل غم ہون مگر ہی مری صحبت دلچسپ	داغ سی میری نہ پہاہا کسی عنوان چہوٹا

کیا کہون ہوگی گرفتار جو پایا ہی مزہ	مرہی جاونگا اگر خانۂ زندان چھوٹا
اگر وہ نصف شب ہو جلوہ فرما ماہتابی پر	شب تاریک مین ہو یک بیک نور سحر پیدا

غریب الہی بخش نام ولد شیخ خیر الدین صدیقی جو تیس برس کی عمر ہی سرکار دولتمدار مین ملازم جوہر قابل ہین نسخ و نستعلیق دونون خوشنویس کامل ہین خط نستعلیق جناب میر عوض علی صاحب عایل سی حاصل کیا اور خط نسخ آغا غلام رسول صاحب کشمیری سی مشق کرکی کامل کیا کلام اس ہیچمدان کو دکھاتی ہین یہ اونکی شعر لکھی جاتی ہین

ریختہ

عرش تک کب مرا گذر نہوا	نہوا اوسکی دل مین گہر نہوا
صیاد دیکھ حسرت بلبل کہ دام مین	کرتی ہی کس نظر سی تماشای دی گل
چاہیی لب پہ مری نالہ نہو آہ نہو	تاکوئی اور تری حسن سی آگاہ نہو

فارسی

تمام دیدن او پردۂ خودیست حجاب	برآ ز خویش و ببین جلوۂ خدائی را
گدای عشق تو ای شاہ حسن از ہمت	بجام جم ندہد کاسۂ گدائی را
کنیم دست ہوا و ہوس ز خود کوتاہ	علاج نیست ازین بہ شکستہ پائی را
بخیال سر زلف کہ دلم رفت بخواب	کہ سحرگاہ چو برخاست پریشان برخاست
باز فصل گل رسید باز جوشی زد جنون	باز چاک از دست وحشت پیرہن خواہد شدن
چہ آفتہا کند بر پا ندانم در فراق او	دلم کز نالہ در حالش کند ہنگامہ آرائی
غریب از اختلاط اہل دنیا سیر گردیدم	ندیدم چون وفا درس گزیدم کنج تنہائی

غفلت تخلص اخوندزادی احمد خان مغفور ولد برہان الدینخان مبرور شاگرد رشید مولوی قدرت اللہ شوق ہتی بڑی مضمون آفرین بڑی صاحب ذوق ہتی

نعلی بضا مین سی سرزمین سخن کو آسمان بنایا مدح و قدح دونون مین شعرای
سلف کا رنگ دکھایا اکثر وطن مین رہی چندی لکھنؤ تشریف لیگئی تہی وہان کے
مشاعرون مین بہی شریک ہوی تہی شیخ غلام ہمدانی مصحفی مغفور نی بہی اپنی تذکری
مین انکی مدح لکہی ہی سخنوری اور سخن شناسی کی تعریف کی ہی چونسٹہ برس کی
عمر پائی بارہ سو اونسٹہ ہجری مین یکم ذیحجہ کو رحلت فرمائی مسودہ دیوانکا
اونہین کی ہاتہ کا لکہا ہوا ہاتہ آیا وقت مطالعہ ہر رنگ مین اون کی
طبع رسا کو قادر پایا چند شعر انتخاب کیی اور بطور نمونہ اس تذکری مین لکہی گئی

در تعلی خود

ہون وہ روشن طبع گر ہو مجہسی پرتو کش آفتاب	چرخ نظرون سی گرا دی صورت تیر شہاب
ماہ کا دوران سر خورشید کا رعشہ ہو دور	آئی گر سوی طبابت اپنی رای باصواب
گرم جولان ہی جہان میرا سمند فکر وہان	اوڑتی ہی گرد بخت رنگ ماہ و آفتاب

قطعہ در صفت فیل ممدوح

حسن خوبی اوسکی ہاتہی کی بیان کیا کیجیی	مائل رفتار ہو جسوقت وہ رفعت مآب
دیکھکر مستونکو آئی ابر تیرہ کا خیال	گوشہ مغرب مین جای شب سمجہکر آفتاب

در مدح

اوٹھای گر کرہ خاک بار حلم ترا	تو شاخ گاو زمین حوت کانپی قلاب

در نعت

زہی دیار مدینہ کہ جس مین آکر حور	نکالتی ہی بہشت برین مین لاکہ قصور
غبار دشت کا اوسکی بیان ہو کیا عالم	مشام مشک سمجہتا ہی اور نگہ کافور
شعاع مہر درگ ابر مین ہو تو نشتر	سحاب کا اگر اوسکی ہوا مین ہو مرور
جو وہان کا قطرہ آب زلال لال یمنی	اگر وہ شرق مین بولی تو پہنچی غرب مین شور

بشکل کاسۂ مجنون پیالہ توڑی جسم — جو نقش پا کا تری ناقی کی سنی مذکور

صفت فیل

علوی شان تری ہاتھی کی ہو رقم کیونکر — ہنو دارض و سماوات ہی یہ جسکی حضور
گر اوسپہ چیڑہ کی تل دیکھیی تو آی نظر — فرشتہ شکل عصافیر آدمی جون سور

در شکایت زمانہ

جہان مین ہو نہ تنک مایہ کامیاب کبھی — گری نہ دانہ شبنم کو سبز ابر مطیر
سوای لقمۂ آتش نہ دی فلک اوسکو — جو کوئی کھولی دہن لاگہ بار جون کفگیر

در مدح مولوی قدرت احمد

اگر وہ جانب دریا نگاہ فیض کری — ہوا سی پای ترقی حباب کی تعمیر

در تمہید

ایک کشتی ہر مہینی مین اوچلتی ہی یہان — ہو چکی ہین غرق اسکی ہاتہ سی اتنی قمر

در مدح

رتبۂ عالی تجہی بخشا خدا نی اسقدر — دیکھتا ہی مہر ہی دستار اپنی تہام کر

در مدح

خوان انعام ترا مہر اگر سر پہ اوٹھائی — نان تہ کردہ کی صورت ہو وہ تا اوسکی کمر

تمہید

وہ عدم سی آئی ہستی سی گیا اسنی سحر — تھی صباح رحلت فرہاد گویا جوی شیر

صفت عدل

ہی عدل و داد کا جب سی تری جہانمین دور — میان ظالم و مظلوم ہی یہ راز و نیاز
کہ بچہ خانۂ گنجشک مین جو ہو پیدا — تو رقص قبلہ نما کی طرح کری شہباز

در نعت

زمانہ رنگ بدلتا ہی کیا عجب ہی اگر	کبھی سمن ہو کبھی گل کہ ارغوان نرگس
کبھی نہ عیب و ہنر تاکہ اہل ہستی کا	عدم مین اسلیی چھوڑ آئی ہی زبان نرگس
اگر بڑہائی بکھتانی پر آئی طبیع تری	تو مہر قطرہ شبنم ہو آسمان نرگس

در مدح

ہوی تری کف زر بخش سی جو زر ریزے	زبان ناطقہ ہو کیون نہ اوسکی وصف مین لال
کہ آشیانہ کنجشک مین بجز تعیش	جو ڈہونڈہیی تو نہ نکلی برای خلال

در حمد

شغل صہبا ذکر قلقل نشہ حالت وجد دو	ہی خیال ماسوی اللہ پنبہ مینای دل

در مدح مولوی مفتی شرف الدین صاحب مرحوم

بسمل ہو زاغ جہل میان سواد شام	پہینکی جو سوی روم وہ تیر کمان علم

در مدح جود و سخا

جو آستان سی تری بحر فیض جاری ہی	یہ کچھ گدائی فراہم کیی ہین درہم و دام
اگر ہلائی وہ گدڑی تو یون گری دولت	فلک سی ریزش انجم ہو جیسی روز قیام

در تمہید

ہی سیاہ مستی بلبل سی پوچھتا ہون	گلشن میان گل ہی یا گل میان گلشن

تمہید

ہی یہ ضد گردون کو سایہ اپنی کہ مانند بخیل	لقمہ دیتا ہی ہمین جب چاک کرتا ہی شکم

در تمہید

سلوک آفاق مین جو ہر کسی کون کرتا ہے	نہین دیکھا کہ دی شمشیر جو مین کو کوئی پانی
کرون گر پیروی الیاس کی وہ راہ گم کر دی	جو بیٹھون نوح کی کشتی مین تو ہو جای طوفانی
فغان ہی بخت بد سی ایک تو بیمار خوبان ہون	تناتی ہین اطبای زمانہ اوسپہ جوبانی

در نعت

اگر یہ جانتا شیطان کہ ہی آدم مین نور اوسکا
جھکاتا بھر سجن سب سی اول اپنی پیشانی

اگر اوسکی زبان سی نکل عیسی حرف قم نکلی
عدم سی آئین سب غیر شریک ذات ربانی

ترا کیا عظم شان کیجی بیان جب تیری امت سے
کہی کوئی انا الحق اور بولی کوئی سبحانی

اشعار غزلہا

عجب راحت سی کٹتی عمر اگر مانند آئینہ
کوئی معشوق ہوتا بر مین کوئی رو برو ہوتا

ایکدم ٹھہرا نہ اس آئینہ خانی مین کوئی
عکس کی صورت ادہر آیا اودہر جا رہا

تری چہری کی آگی شمع کس شب کٹ نہین جاتی
یہ حیرت ہی کہ آئینی کی چہاتی پہٹ نہین جاتی

سوزن سی ہو سکا نہ رفو اپنی زخم کا
پایا ہی کسنی فائدہ اپنی کمال سی

منہہ جس مین ہی تمام آفاق ہی
زلف ہی یا لام استغراق ہی

اوسی مین دل ہی تہی اس دل حزین مین ہی
مکان مین ہی مکین اور مکان مکین مین ہی

قطعہ

آیا سوا دخند سی جو کوئی اس طرف
مینی کہا کہ جیتس کی کیا کیان نشان ہے

کہنی لگا کہ لپٹی ہوی برگ بید سی
چون تار عنکبوت کئی استخوان ہے

مثنوی دربیان شدت وبا

کثرت امراض ہی اب اسقدر
آسمان کو ہو گیا دوران سر

ہی کوئی بیمار بالای سپہر
صبح قارورہ جو لیجاتا ہی مہر

قطرۂ شبنم نہین وقت سحر
تپ اوچہلی ہی گلون کی جسم پر

کانپتا جو مہر پر انوار ہی
آگ پانی کا اوسی آزار ہی

ہی عدم مین ہی مگر رنج و محن
سرسی باندہی ہی غنچہ آتا ہے کفن

بحر مین گرداب ماری صید گیر
جای ماہی مردہ ہو جای اسیر

مثنوی در ہجو جراح

ایک ہی جراح ہلاک عجم — لیتی ہین قصاب سب اوسکی قدم
گر کہین بارود سی کوئی جلی — توڑ کی مکڑی کی آنڈے ملے
اکڑی کی بدلی یہ پہنچای ہات — گہاو مین گہس جای سلائی کی سات

مثنوی در ہجو قاضی

مرد سی بولے کہ نکر دو نکاح — زن سی کہی چار ہین شوہر مباح
بیاہ اگر کوئی جہان مین کری — مہر سی دونا یہ نکاحانہ لے
کوڑی کوئی ہات پہ اسکی دہری — نوح کی کشتی مین یہ رخنہ کری
دی کوئی ہندو گر اسی ایک دام — گائی مسلمان پہ یہ کردی حرام

مثنوی دربیان شدت سرما

بروسی گم ہین سماعت کی بہی ہوش — دیکھیی اب جسکو ہی پنبہ بگوش
اپنی اپنی گہر مین اب پیر و جوان — آگ روشن کرکی بیٹہی غنچہ سان
شمع سی ہی انس پروانہ غلط — سینکنی کو ہات آتا ہے فقط
بسکہ ہی آتش سی ہر طائر کو ساز — پشہ اور جگنو مین کب ہو امتیاز
آگ پر گرتا ہی عالم اس طرح — شمع پر دوڑی پتنگا جس طرح

مثنوی دربیان شدت برف باری

گرم جو حمام تہا شکل شعلہ — گرد یا سردی نی اوسکو زمہریر
صورت کافور آب سرد ہی — بادہ مین تاثیر بار الورد ہی
ہو گیا گہد ست ٹہنڈا آفتاب — جس طرح سی گنجفی کا آفتاب
برف نی یکسان کیی یاقوت و سنگ — ایک سا سرخاب بگلی کا ہی رنگ
پیر و برنا کا کہلی کس طرح بہید — برف سی دونون کی ہی داڑہی سفید
برف مین ہی شکل عالم آشکار — کیچلی مین جون نظر آتا ہی مار

مثنوی دربیان شدت باد تند

ہی یہ امسال شدت صرصر
اوڑگئی جس سی ہوش جن و بشر

اب محل یون ہوا مین جاتا ہے
برج جیسے کوئی اوڑاتا ہے

مردم دیدہ کی یہ ہی حالت
پتلیان ناچتے ہین جس صورت

کیا مین دیوالون کی کرون تقریر
وہ پتنگ اور ڈور ہی زنجیر

کیونکہ ہو فرق آہو و شہباز
سب کی اوج ہوا پہ ہی پرواز

راہرو سی ہی قول نقش قدم
دیکھین چلتا ہی آگی تو یا ہم

اسی ہی بیدم کیی صغیر و کبیر
نہین صرصر اجل کی ہی شمشیر

گر کوئی بوسہ دیگا اب
شکل گلگیر پر ہو خاک سی لب

گر اطبا سی کوئی پوچھے دوا
اوسکو بتلائین اب یہ خاک شفا

غمگین میر عبد اللہ ابن میر حسین تسکین دہلوی میان عملہ عدالت مین برسون نوکر رہی اپنی والد سی تلمذ تھا تیس برس کی عمر ہوئی ساتوین ذی حجہ کو بارہ سو چھیاسٹہ ہجری قضا کی مقبرہ نواب احمد علیخان بہادر مین مدفون ہوی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

امت نوح پہ طوفان ہی آیا یارو
شکر یہ ہی کہ مرا دین خونبار نہ تھا

لگی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب
کچھ اور ہی مجھی مژگان خونفشان کی لگی

اب آیون ہی مری سینی سی لگ جا
گرہ وا ہو چکی بند قبا کی

مجھی تو روز ہجران کی مصیبت یاد ہی واعظ
کچھ ایسا ہو کہ تیری لسی دہڑکا حشر کا نکلی

کیا منکر نکیر یہ منتے ہے دیکھیے
ہمراہ میری گور مین تصویر یار ہی

غمگین مولوی عبد القادر خان صدر الصدور خلف مرزا محمد کرم آشنا مغفور ساتہ علم و فضل کی شوخ طبیعت مزاج مین مزاح و ظرافت چودہ برکی

سن مین تحصیل کتب درسیہ سی فارغ ہوکر دستار فضیلت زیب سر کی
مدتون عالم سیاحت مین بسر کی سرکار انگلسیہ مین عمدہ نوکریان پائین
مقتدر رہی آخر عمر مین بطلب جناب نواب غفران مآب نواب محمد سعید خان
صاحب بہادر جنت آرامگاہ نور اللہ مرقدہ دہلی سی آکر عہدہ جلیلہ فصل خصومات
مامور ہوکر بہت موقر رہی بقیہ زندگی باعزاز و آبرو یہین بسر فرمائی
پینسٹھ برس کی عمر پائی بارہ سو ینٹھ ہجری مین رجب کی ساتوین تاریخ زیر خاک آرام کیا
بہت اچھی طرح زمانہ حیات کو تمام کیا کہتی ہین کہ عربی فارسی اردو بہاکا
مرہٹی سب زبانون مین شعر کہتی تہی کلیات انکا گم ہوگیا مگر اردو اور فارسی کچہ شعر ملی
کہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

کیونکر نکرون پیری مین ہین سر جہاگی	قطعہ	دن ڈہلتی ہی ہوتا ہی تماشا گذری کا
حرم مین برہمن رکہا نام میرا		گیا دیر مین تو مسلمان ٹہہرا
پر اوس بت کی نزدیک کیا جانی عمگین		ہوا کفر ثابت کہ ایمان ٹہہرا
یہی تہی قیمت کی خوبی وکہ اوسی میری جنازی پر		نمازی یہان تلک ہمکی کہ اک تکبیر کم کردی
گگکی جتون نی مجکو مارا ہے		اپنی آنکہونکا جو دم سارا ہی

فارسی

جام را در کف دست تو نشست دگراست	ید بیضا دگر و دست تو دست دگراست
زنج در گور شدن بہ زتن خستہ خویش	بار بر گردن یاران جہان نگذارم

عمگین حکیم عطاء اللہ قریشی انکی باپ حکیم غلام رسول کشمیری نبیرہ محمد محسن فانی
پہلی نواب غازی الدینخان فیروز جنگ کی مصاحب تہی پہر جناب نواب
محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل کی سرکار مین ملازم ہوی

اور یہین رہی یہین پرورش پائی نہایت خوش خلق و حلیم الطبع وطالب العلم مستعد تہی رحلت کو قریب ساٹہ برس کی ہوی فارسی اور ہندی دونون زبانون مین شعر کہتی تہی ایک شعر اردو ہاتہ آیا اور فارسی کلام جو کچہہ تذکرہ مولوی قدرت اللہ شوق مین پایا اوسمین سی چند شعر انتخاب کیی اور اس تذکری مین لکہی

ریختہ

نالی کا میری دلپہ نہین اوسکی کچہہ اثر	پتہر کی دلمین کوئی بہلا راہ کیا کری

فارسی

مارا بپاس خاطر غم آفرین اند	چون شمع بہر سوختنم آفرین اند
دوشش پرسیدم کہ یار کیستی	خندہ کرد و گفت یار کیستم

رباعی

احمد کہ بمعراج طرہ بناک گذشت	در لحظہ چنان باجسد پاک گذشت
چون نور ز ہفت پردہ چشم عمین	در چشم زدن ز ہفت افلاک گذشت

عمین تخلص میرزا معین الدین حیدر نام ابن میرزا تاج الدین حیدر پچاس برس کی عمر ہی متوطن لکہنو ہین یہان سرکار دولتمدار کی وظیفہ خواری سی سرفراز ہین اپنی چچا میر اکلب حسین خان عرف میرزا خانی نوازش کی شاگردونمین ممتاز ہین جو کلام اپنی دیوان سی انتخاب کرکی اونہون نی دیا وہ درج تذکرہ ہوا

قصیدہ در توصیف جشن باغ بی نظیر

وہ بہار آئی ہی عالم مین کہ ہو عود شباب	رونق باغ بنی حسن زلیخا کا جواب
قصر افلاک مین گونجی جو صدا قرنا کی	غنچہ گوشش کیا گنبد گردون نی سحاب

صفت آتشبازی

چکر ایسی کہ فلک دیکہ کی چکر مین ہی	صورت آئینہ دریا مین ہو ساکن گرداب

مدح بندگان حضور

چشم مخمور کا گر عکس پڑی دریا مین	ساغر بادۂ گلرنگ نظر آئین حباب

ایضاً در مدح

نگاہ گرم سی دانی انار کی ہون شرر	شرار سنگ کرم سی ہون وانہای انار
ہلال عید جو دیکہی جبین نور آگین	تو ایک سال مین نکلی فلک پہ سو بار

صفت اسپ

سمند خاص دکہا ہی جو برق جولانی	ہلال عید کی ہو نقش نعل مین تنویر

در صفت عدل

یہ عدل ہی کہ جو مرتا ہی کوئی پروانہ	قصاص بزم مین لیتا ہی شمع سی گلگیر

اشعار غزلہا

بہیڑ مین لڑ گئی تقدیر مری عید کی دن	یار سی عنبر کی وہو کی مین گلی مل آیا
سیہ کارون ہی کی خاطر ہی رحمت خاص ای ہمراز	کہ ہی ظلمات کی قسمت مین چشمہ آب حیوان کا
کیا زندگی خضر کا طالب ہون جہان مین	ای آب بقا تجکو بہی اک روز فنا ہی
ہاتہ اک خون سی مری لال ہی اک مہندی سی	شوخ ان دونون مین ہی دیکہئی رنگت کسکی
فرقت دلبر کا صدمہ اوٹہا نہین سکتا غنی	زندگی بی لطف کی ہی موت کی تاخیر نی

فارسی

ننگ و ناموس را گذاشتہ ام	من و عشق تو ہر چہ بادا باد

غنی آغا علی نقی ابن آغا غنی لکہنوی بیس برس کی عمر مین خوشگوئی کا عالم دکہایا اچہا پڑہتی ہین گویائی کا سن اور بڑہا یا بڑی ذکی و ذہین ہین بڑی مضمون آفرین ہین نثر و نظم سب مین قوت ایجاد ہی طبیعت مین حسن خداداد ہی منشی اسمعیل حسین

منیر کو اپنی نتائج افکار دکھاتی ہین اونکی فیض صحبت سی لطف اوٹھاتے ہین ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ اشعار اونکی یادگار ہین

در مدح حضور پرنور

کرون ہین اوسکی سخاوتکا وصف اگر تحریر
زبان خشک قلم آب زر سی ہو سیراب

اوسکی ابر کرم کی گہر فشانی سے
بنی ہی آبروی خلق موتیونکی آب

پھر اوسکی ابر کرم سی ہو نفیض کی سائل
فلک سی بڑہ کی ہون پہلی پیالہ ہای سراب

ایضا

سجن جو کر گیا در دولت پہ آفتاب
مشہور ہو گیا ہی شہ خاور آفتاب

ذری جو رامپور کی اسکو نہ منہ لگائین
حربا کی آنکہ مین بہی نہ پای گہر آفتاب

خوبان رامپور سی کرکی مقابلہ
ٹہرا چراغ صبح سی بہی کمتر آفتاب

دیکہا کری بیاض علوم حضور کو
عینک لگا کی تا سحر محشر آفتاب

صفت اسپ

چوگان و گوی زر کا تماشا نظر پڑی
اس تیز رو کی کہای اگر ٹہوکر آفتاب

ٹہہری ہوای دامن زین سی نہ ایک جا
مثل شرر ہو دستخوش صرصر آفتاب

اس اسپ تیز رو کی جو سم سی مثال دوان
دم بہر مین دور چرخ سی ہو باہر آفتاب

مدح

دریا ہی آب زر جو فلک تک ہے جوش زن
رہتا ہی صورت گل نیلوفر آفتاب

اس عہد مین علاج مریضان فقر کو
لکہتا ہی روز نسخہ قرص زر آفتاب

سن لی حضور کی جو مسافر نوازیان
اس شہر سی عنہ کری دم بہر آفتاب

باب شکوہ اپنی تعلی اگر دکہای
کہا جای سنگ در سی ابہی ٹکر آفتاب

تمہید قصیدہ مدح

رو زو نکی جھلکتی ہی نظر آئی ضیای عید
کیا ماہ نو ہی ناخن عقدہ کشای عید

شبنم نی کی گلاب فشانی جو صبحدم
ڈوبا ہوا ہی عطر مین فرش فضای عید

ہر سیکدی مین قلقل مینا کا شور ہی
شکر فشان ہی طوطی جادو نوای عید

مستون سی اور چلی جو کھین شیشی کی پری
پھندی مین پھانس لای کمند ہوای عید

مدح

تیغ کف حضور کو دی آنکھون پر جگہ
ابرو سمجھکی دلبر رنگین ادای عید

صفت اسپ

گدڑی سی سمجھی کمر سحر عیش کی قبا
برگستوان توسن والا جو پای عید

سایہ جو پڑگیا فرس تیز گام کا
گیتی نورد دم مین ہوا بادپای عید

تمہید قصیدہ مدح

لوٹتی ہی بلبل مجروح گلہای نشاط
جھولیون مین بھر رہی ہین زخم دامندار پھول

سردہی چشم بتان مین گرمی بازار عشق
کسطرف پہنچیگی جاکر آہ آتشبار پھول

مدح

دیکھتی پائین جو شب کو محفل سرکار پھول
شمع کی گل کو سمجھ لین طرۂ دستار پھول

جبہ سائی کا جو پائین حکم محفل مین جبین
باغ قالی سی چرالی گلشن رخسار پھول

اوسکی باغ فیض کی خواہان ہین بیماران فقر
بیچتی ہین سونی چاندی کی یہان عطار پھول

احتساب عدل حضرت سی جو ہونگی منحرف
خون ہی ہو تو کینگی بیکر بادہ پندار پھول

ہوگئی تجی کو بھی محتاج بدخواہ حضور
ہر سپر کی کاٹتی ہی آنکی تلوار پھول

قطعہ

باغ مین ہونا وک انداز ہی اگر مد نظر
نذر دی زاغ کمان کو بلبل گلزار پھول

ہر کلی ہو غنچہ پیکان رنگین کی مرید
دل سی ہو ہمشنی مین شاگرد لب سوفار پھول

صفت اسپ

مشل گلچین ہی رکاب خاص مین باد بہار — نقش پا سی بانٹتا ہی توسن رہوار پہول

گنبد مینا کا دورہ کرلی دم بہر مین ہلال — سو کہلی اسکی رکابون کی جو مینا کار پہول

صفت فیل

بڑہ گئی ہین قدر مین گل بوٹی اسکی جہول کی — رکہتی ہین اپنی قبا مین دامن کہسار پہول

مدح حضور پرنور

صبا چلی جو تری دست زرفشان کی طرح — اوگی چمن مین گل اشرفی قدم بقدم

بیعت ہوئی جو شاہ اقبال کی نصیب — رکہتا ہی دست جور سی انکار آئینہ

نسبت ہو کس طرح دل دریا نوال سی — قطرہ ہی پیش بحر زخار آئینہ

کیا دیکہلی ہی اسنی تجلی نقش پا — صورت سی اپنی آپ ہی بیزار آئینہ

شب زندہ دارون پر جو ہی الطاف کی نگاہ — ہر وقت اپنی گہر مین ہی بیدار آئینہ

صفت اسپ

احوال غیب چشم تحیر کی آگئی آئی — صیقل ہو گرد سم سی جو اکبار آئینہ

سرعت سی اسکا عکس نہو جلوہ گر کہین — ارض و سما جو ہون دم رفتار آئینہ

صفت فیل

کیا اسکی نقش پا کی کرین قدر مہر و ماہ — اندہا ہوگی گہر مین کیون نہو بیکار آئینہ

مدح حضور پرنور

جو بحر شور مین پہنچا جہاز سلطانی — ہوا یہ شور کہ آیا سکندر ثانی

وہ عدل ہی کہ ہو سیماب کی لیی شعلہ — ہوا ہی سمندر مین پیراہن مستانی

کتان کی چاندنی ہو فرش محفل مہتاب — تو ماہیوں کی سمندر کی گہر مین مہمانی

بجا ہی پیرہن آفتاب ہو شبنم — سحاب ہو پی عریان گلیم بارانی

مدح حضور پرنور

کسری کا طاق یون در دولت سی ہی خجل — بتخانہ جیسی کعبہ داور کی سامنی
جوہر عدو کی تیغ کی اس تیغ کی حضور — شبنم کی بوندین مہر منور کی سامنی

صفت اسپ

گر وہ نبض قیس کی مانند موج برق — آئی جو پائی تیری تگاور کی سامنی
ہل جای بیستون دل فرہاد کی طرح — آئی جو اس سمند کی ٹھوکر کی سامنی

صفت عدل

ہو جای خشک خون اجل خوف عدل سی — رکھدی اگر گلا کوئی خنجر کی سامنی

صفت قصر

سن لی جو صحن قصر معلی کا تذکرہ — آئینہ جیب جای سکندر کی سامنی

اشعار غزلہا

ضعف سی پہنچانہ اونکی کان تک احوال زار — بزم جانان مین ہمارا ذکر چلکر رہگیا
سامنی اغیار کی اوس بت نی انگڑائی جو لی — دل مرادو ہاتہ سینی مین اوچہل کر رہگیا
تری پاس بہیجدیا خط شوق سیری ہاتہون — دل بدگمان کو سینہ اگر اعتبار ہوتا
رو داد کی دیکہ لو خود پوچہتی ہو کیا — اندہا نہین ہی آئینہ عاشق کی حال کا
کیا تمہاری نازاوٹہانی کی شکایت کیجئی — ناتوانی نی ہی اپنا بوجہ ہمپر رکہدیا
ہنسکی آپسمین دہان زخم بہلاتی ہی دل — ہای کس بیدردنی پہاہا جگر پر رکہدیا
دیکہتی ہین دل پسند آتا ہی تمکو یا جگر — ایک اوٹہالو ہمنی دونوکو برابر رکہدیا
کچہ خبر ہی خیر ہی تہا اونکی ساتہ ای بیخودی — ہمنی سر کیا جانی کسکی قدم پر رکہدیا
ہماری دل سی اکدم کی نظارہ کا مزہ پوچہو — نہ دیکہا گو کہ آئینی نی تمکو عمر بہر دیکہا
کبہی زن ہوئی کشتی تو قاتل سی یہ پوچہینگی — سبب کیا تہا کفن سی تونی کیون منہ کہولکر دیکہا

بیٹھیی تن کر نہ خلوت مین ہماری پاس سی
قتل کا بیڑا اوٹھاتی ہی جو سرخی پان کی
تغافل کا نہونا اونہین ہوتی سی زیادہ ہی
ہاتہ رکھتا ہی محبت سی کوئی سینے پر
ایک مدت سی مری خونکا پیاسا تہا
صبر کرتا ہی جو ثابت قدمی کا دعوی
بلاتی ہی تو اپنی کلبہ احزان مین ڈرتا ہون
بہار آئی ہی کچہ ایسی چمن کی پاون نکلی ہین
کسکی تیغ کا احسان لیکر ہاتہ آیا ہی
ہمت بلند چاہیی خالی ہون لاکہ ہاتہ
پہر جائیون سی اڑ گئی ہی تیر نگاہ یار
مانا کہ نہ بیمار محبت کو شفا ہو
کیا جانی حباب لب جو لذت گریہ
اجل فرقت مین آجای تو جی جائین
کیا کیا مزی لیی مری دلنی بگاڑ مین
مانگی کبھی شراب تو شیشہ پٹک دیا
نہ نقاب ہی آنکھین چراکی لوٹ لیا
کہاں کی عید برابر ہی نامرادونکو
ایک گوشی مین اسی گہر کی پڑی ہین کونین
پہر تیر لگا و زخم دل پر
داغ بیکار رہین محبت کے

ہاتہ گستاخی پر آجا مین نہ جوبن دیکہکر
کیا لب جانبخش مین رنگ مسیحائی نہین
بہت تاثیر ہی پہر بہی نہین ہی میری نالی مین
ہای اسوقت بغل مین دل بیتاب نہین
دل ہی خنجر نہ اہی کھینچ کہ سیراب نہین
شوق کہتا ہی کہ مجہسا کوئی بیتاب نہین
کدہر تمکو بہاونگا جو مر یاس حسرت ہین
کہ نکہت پہاندتی پہرتی ہی دیوار گلستان کو
اوٹہا رکھین خوشی کی دنکی خاطر زخم خندان کو
دنیا مین دست غیب ہو دست خیر ہو
ای گردگار گوشہ نشینو کی خیر ہو
آخر وہ مرض کیا ہی کہ تم جسکی دوا ہو
اوس آنکہ سی پوچہو جسی رونی کا مزا ہو
اگر تم زہر دو آب بقا ہو
اوس دلکو دیکہیی کہ جہی جس سی میل ہی
دل توڑنا حضور کی نزدیک کہیل ہی
خدا نخواستہ دل کہو کر نگاہ ملے
پہری گلی سی ملی یا تری نگاہ ملے
دل سی غم نکلی تو پہر کونسی عالم مین رہی
طالب ہی یہ آنکہ پہر نظر کی
پہول سہری کی ہین نہ تربت کی

غیرت تو محبت مین ذرا بھی نہین آتی	مرجانی کی جا ہی کہ قضا بھی نہین آتی
کیا جاتی تری بام پہ ایجان ہی کیا لطف	جاتی ہی تو پھر آہ رسا بھی نہین آتی
دل سا متحمل نہین دیکھا نہین دیکھا	سو مرتبہ ٹوٹی تو صدا بھی نہین آتی
بی صبر یون ہی گریہ وزاری نہین ایجان	رونا تو یہ ہی ہمکو حیا بھی نہین آتی

فصل فا

فاخر حکیم احمد خان ولد حکیم محمد ناصر خان طبیب کامل ہی نظم و نثر کی طرف مائل ہی قدیم سی سرکار مین سرفراز رہی اپنی ہمچشمون مین ممتاز رہی فن طب مین دو کتابین کہ ایک کا نام طب سعیدی اور دوسری کا نام نوطرز حکمت ہی اونسی یادگار ہین فی الحقیقۃ یہ تالیفات بہت نافع روزگار ہین نظم مین مولوی قدرت اللہ شوق کی شاگرد تھی نوی برس کی عمر ہوئی جمعی کی دن صفر کی چودھوین تاریخ بارہ سو نوی ۱۲۹۰ ہجری مین رحلت کی یہ کلام اون کی دیوان سی انتخاب ہی

ریختہ

تیری ہونٹھون سی غنچون نی گویا	رنگ اوڑایا ہے مسکرانی کا
کچھ نہ کی سیر باغ ہستی کی	ہون گنہگار آنے جانی کا

مدح حضور پر نور بزبان فارسی

ابر رحمت کان بخشش کوہ تمکین و وقار	چرخ رفعت بحر احسان معدن حلم و حیا
در فشانی کرد چون در کوچہ و بازارہا	در دکانہا ہر گدا بنشست مثل جوہری

فاخر تخلص حکیم محمد فاخر الدین ولد مولوی محمد ناصر خان مرحوم ناصر تخلص اٹھاون برس کی عمر انکو اپنی والد ماجد سی تلمذ ہی برسون ریاست بھوپال مین نوکر رہی برسون لکھنو مین نام آور رہی شاعر بی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

بام پر آجا کبھی تو ای بت خورشید رو — دیکھ لین مشتاق جلوہ چاندسی رخسار کا

اسیر دام الفت پر ستم صیاد کرتی ہین — قفس مین تو رکھکر بازو اوسی آزاد کرتی ہین

فائق محمد میرزا ولد مولوی عبد الاحد چوبیس برس کی عمر ہی سرکار انگریزی مین نوکر ہین الہ آباد مین سب انسپکٹر ہین درسیہ کتابین مولوی مفتی محمد سعد اللہ صاحب سے پڑہین فارسی زبان مین جب طبیعت آزماتی ہین شیخ احمد علی کو کلام دکہاتی ہین یہ اونکی اشعار ہین

در نعت خواجہ ہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مرحبا مرتبہ احمد عالی مقدار — درۃ التاج رسل شاہ بزم اسرار

حسن یوسف تھا فریبندہ فقط انسان کا — ہی ترا حسن فریبندہ رب دادار

افسر عرش برین ہی تری قدکی زین — سرمہ چشم ملائک ہی تری در کا غبار

مہر تابان ہی شمسہ تری ایوان کا — ہی حجاب در دولت فلک زرین کا

از غزل

نہ چھوڑا ضعف مین اوس شہسوار حسن کا دامن — جہان وہ آی ہم لپٹی ہوی شکل غبار آئی

در مدح حضور بزبان فارسی

پیش تو آمد چو بہر گدیہ چرخ کوژ پشت — کاسۂ خود را پر از دینار اختر یافتہ

ذرہ بہر آستان بوسی چو آمد از فنا — افسر تابندہ خورشید بر سر یافتہ

از غزل نعت

ای از قدمت فخر بر افلاک زمین را — ساید بدرت صبح و مسا مہر جبین را

از مثنوی

نقاب شب را ز عارض بر کشادم — بآغوش نگاہی جہانی دادم

فائق تخلص لالہ بلاقی رام ولد لالہ نند کشور ستائیس برس کا سن ہی

شیخ احمد علی کی شاگرد ہین کسب کمالات کا ذوق ہی فارسی اردو دونون زبانونکا شوق ہی یہ چند شعر اونکی سے ملے وہ لکھے گئے

ریختہ

تری عارض سی ہین شہر سخن ای سیمین ذقن بانکھون — گل و آئینہ و خورشید و ماہ و نسترن بانکھون

نہ کہ فائق قدم کوئی محبت مین کہن رہزن ہین — لب و دندان و خال و خط و زلف پرشکن بانکھون

فارسی

داغ بر دل خوردن از ہجر نگار آموختم — طرفہ از فصل خزان طرز بہار آموختم

طاقت جنبش چو نقش پا ندیدارم مگر — دامن دلبر گرفتن از غبار آموختم

زحسنش شمع شد پروانہ و پروانہ شد بلبل — چہ گلروی بہ محفل بود شب جای کہ من بودم

فدا صاحبزادہ محمد فدا علیخان بہادر خلف نواب محمد کاظم علیخان صاحب بہادر سروری ہی جنکا ذکر حرف سین حلقہ مین گذرا یہ صاحبزادہ ابتدا مین نواب مرزا خان داغ دہلوی کے شاگرد تھی پھر مرزا اسد اللہ خان غالب مرحوم کی تلمذ سی فیضیاب ہوئی اب اٹھتیس برس کی عمر ہی مشغلہ اس فن کا کم رہتا ہے یہ چند شعر اونکی ہاتھ آئی کہ لکھے گئے

صفت بہا

تازگی ہی یہ ہوا مین کہ برنگ تنبول — سبز ہو جای جو گلشن مین گری دانۂ فیل

در مدح حضور پرنور

شرف افزای جہان صاحب تخت و اکلیل — حکم کی جسکے فلک کو بھی ہی واجب تعمیل

ریختہ

یاد آتی ہی جب کاوش مژگان مری دلکو — دیتا ہی تسلی ترا پیکان مری دلکو

فدا شیخ محمود علی ابن شیخ مظہر علی پچیس برس کی عمر ہی وطن انکا نواح لکھنؤ مین

قصبہ اچھی ہی مگر بعض وجوہ سی اکثر یہان رہتی ہین راقم سی مشورہ ہی طبیعت اچھی ہی مذاق اچھا ہی شعر اردو کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ہان ہو سوال وصل پہ یا جانجان نہین	منتو کچھ ایسی چپ ہو گہ گویا زبان نہین
ای درد ڈہونڈہتا ہی کسی اوٹہکی یا یار	دلکا تو مدتو نسی بغل مین نشان نہین
دلمین تو بی حجاب چلی آؤ جان من	یہ تو خدا کا گہر ہی فدا کا مکان نہین
تو سہی ایسی گرانجانی کی جو ہہ دکہلاؤن	تو بہ کر داؤن دم قتل مین جلاد ولنسی
تیری قامت کی لغزش کا جو ہوتا ہی گمان	ہم الف کہینچتی پہ لڑتی ہین آزاد ولنسی
آفت تازہ ہوا گہٹ کی دہوان آہ ہو نکا	شب ہجر اور سیہ ہو گئی فریاد ولنسی
کشتہ ناز کو تم اپنی پکار و تو سہی	ابہی لبیک کی مرقد سی صدا آتی ہی
بی محابانہ رقیبون سی گلی ملتی ہو	مجہسی آنکہین ہی ملانی مین حیا آتی ہی

فدا تخلص سید فدا علی ابن میر احمد علی رسا بیس برس کی عمر ہی اپنی پدر بزرگوار سی تلمذ رکہتی ہین یہ اونکا ایک شعر ہی

ریختہ

عرض حال دوستی مینی کیا یہ کیا کیا	اور بہی دشمن فدا وہ دشمن جان ہو گیا

فرحت صاحبزادہ محمد حبیب اللہ خان خلف صاحبزادہ محمد کفایت اللہ خان کفایت تخلص جنکا ذکر حرف کاف تازی مین آئی گا مرد خوش وضع ظریف الطبع شیخ محمد سعید العنبی شہرت سی اصلاح لیتی ہتی چونتیس برس کی عمر ہوئی دسوین جمادی الآخرہ کو بارہ سو تریپن ۱۲۵۳ ہجری مین اپنی بیسٹی عزیز اللہ خان شیفتہ کی ہاتہ سی ہلاک ہوئی توضیح اوسکی باب شین معجمہ مین گذری یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

سیری جانب سی کسی شخص نی ہین کان بہری		روز غصی مین جو رہتی ہو مرجان بہری

فرحت حکیم نصیر الدینخان ولد حکیم عبد الرحمن خان مرد متواضع دمنکسر تہی ذوق طبیعت سی شعر گوئی پر قادر تہی تلمذ انکا کسی سی ثابت نہین بطور خود موزون کرتی تہے ستر برس کی عمر پائی جمادی الاولی کی چہبیسوین کو بارہ سو اسی ہجری مین قضا کی ایک شعر اونکا علاوہ لکہا گیا

ریختہ

سینی کو دیکہی تو وہ نازک سمن سی ہے		اور دلکو دیکہی تو وہ پتہر سی کم نہین

فرحت تخلص اکبر شاہخان ولد ملا لوک حاجی گل محمد خان کی شاگرد تہی پچہتر برس کی عمر ہوئی بارہ سو چونسٹہ ہجری مین ماہ ذیقعدہ کی نوین تاریخ رحلت کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

گو رکہی مجہکو سدا گردش ایام مین چرخ		ہو نہین فرحت کبہی غم پاس نہین آنی کا
جز کو رغم یہان نہین ممکن یہ جہان مین		اپدل جو کہین کنج فراغت نظر آئی

فرحت میر محمد حسین ابن میر سعادت علی عیش انکا وطن پاس بریلی ہی مگر جنت آرامگاہ کی عہد مین یہان نوکر رہی دربار دُربار مین معزز و موقر رہی اپنی والد سی انکو تلمذ ہی اب مدت سی وطن مین رہتی ہین شعر خوب کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

قصیدہ در حمد و نعت

ٹہنڈی ٹہنڈی ہی ہوا جہوم رہی ہین بادل		آئی برسات تر و تازہ ہین باغ اور جنگل
فرش گسترده خیابان چمن مین ہے سو		کہین سبزی کی ہی اطلس کہین گل کی مخمل
چشم بد دور رہی پہولون سی اس گلشن کی		آنکہ مین اپنی نرگس نی لگایا کاجل
شعر خوانی مین ہین مرغان گلستان مصروف		کوئی پڑہتا رباعی کوئی پڑہتا ہی غزل

زمزمہ سنج ہین مرغان چمن ای فرحت
تو بھی کچھ کہو کہ نہین ہی یہ خموشی کا محل

حمد

وہی قائم وہی دائم وہی دانای نہان
سب سی آخر ہی وہی اور وہی سب سی اول

سی کرتا ہی وہ ہر ایک اپاہج کی قبول
کھولتا ہی وہی ہر عقدۂ مالاینحل

نعت

مقصد کن جسکون ناسخ ادیان و ملل
ادب آموز جہان جوہر عقل اول

مقطع نظم ابد مطلع دیوان ازل
کائنات دو جہان مین ہین وہ بیتا اول

میان سی نکلی وہ شمشیر اگر روز مصاف
ہفت اقلیم کی کفار مین ڈالی یہ خلل

صاف آجای نظر شکل قضای مبرم
شرق سی غرب تلک روی زمین ہو مقتل

شیر دریا مین گرین دشت مین آجائین نہنگ
بحر اسی مین ہو بیابان او بنین دریا جنگل

کس سی ہو سکتی ہی اصحاب نبی کی تعریف
جن سی راضی ہی خدا شاد نبی مرسل

عابد و زاہد و دیندار و مجاہد غازی
صاحب حلم و حیا جود و سخا علم و عمل

عرض حاجت کا ارادہ ہے اگر ای فرحت
عرض کر خالق اکبر سی کہ یا عز و جل

بطفیل نبی ہاشمی مطلبی
میرا آقا ہو تری حفظ و امان مین ہر پل

کون وہ کلب علیخان بہادر نواب
دین و دنیا مین نپہنچی اوسی نقصان و خلل

ریختہ

نہ ڈراؤ مجھے بگڑنے سے
کچھ مین عاشق نہین نیا دشت کا

روبرو عنبر کی وہ زلف کھلی تھی شب کو
مینی بیوجہ نہین خواب پریشان دیکھا

زاہد خشک کا رونا دیکھو
گھر مین خاک اوڑتی ہی باہر برسات

دم رخصت یہ دل کہنی لگا اوس حسرت سی
ذرا دم لو ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی ساتھ چلتی ہین

کس دل جلی کی زخم کا انگور پھٹ گیا
بوی کباب آتی ہی ساقی شراب مین

دانہ ہای اشک عاشق گوہر نایاب ہین ڈال لوان موتیونکو بہی گلی کی ہار مین

ڈر یہ تہا دہنا نہ عریانی لگا جای کہین تیرا دیوانہ نہ بیٹہا سایہ دیوار مین

تم بہی اولٹ دو منہ سی مرجان نقاب کو کہل کہل کی گل دکہاتی جوبن بہار مین

گو نہ کرو نہ دست تمنا کو وصل مین فرحت گلی مین یار کی ڈالو بڑہا کی ہاتہ

قبر عاشق پر چڑہاو تازہ ہو جای گی روح آپ کی پہولونکی بدہی اتہو باسی ہوگئی

در مدح حضور بزبان فارسی

زہی رفعت شان کلب علیخان افلاک زیر فرمان کلب علیخان

سکندر بجای وشیش چون ننازد کہ دارا است دربان کلب علیخان

بعلم و بفضل و بفہم و بدانش فلاطون سبق خوان کلب علیخان

سمند فلک سیر اقبال و دولت بماندہ ران کلب علیخان

بہنگام تقریر گلہا ببارد خوشا لعل خندان کلب علیخان

شب قدر گردون دعا می نماید کہ روشن شبستان کلب علیخان

بہر جا کہ باشد الہی تو باشی معین و نگہبان کلب علیخان

ز آبا و اجداد دارم توسل بسرکار ذی شان کلب علیخان

درین دہر فرحت بکس رو ندارم من و دست و دامان کلب علیخان

فرقت مولوی محمد قیام الدین ابن مولوی محمد حیات نبیرہ مولوی برہان الدین مغفور کہ وہ عہد برکت مہد جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل مین مشاہیر علما سی تہی ساٹہ برس کی عمر ہی فارسی اردو دونون بانو شعر کہتی ہین اردو مین اخوندزادہ احمد خان غفلت سی اور فارسی مین مولوی تاج الدین سہسوانی و شیخ احمد علی سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

مزاج مین اپنی بدگمانی زبسکہ رکھتی ہین ہم ناز دہ	یہی دعا ہی کہ تا بہ محشر نہ کبھی یابی نقاب تجکو

فارسی در مدح حضور

چون برانگیزی سمند خویش بر قتل غنیم	نصرت از ہر سو دہد صد بوسہ بر پای رکاب

از غزل

نیرنگے اوست در ہمہ رنگ	یک جان بہزار قالب آمد
وعن مقدم او نیست کم از وصل کہ من	بتمنای کسی انجمن آرای خودم

مخمس بر سعۂ ناصر علی

رمز وحدت و کثرت درس رہنمائی ہاست	قطرہ گر شود دریا فیض کبریائی ہاست
سیر ماسوی کردن عین ژاژ خائی ہاست	دیدن و زخود رفتن طرز آشنائی ہاست

پیش آن صنم بودن عالم جدائی ہاست

فصیح مولوی محمد فصیح الزمانخان صدیقی خلف کوچک مولوی محمد وجیہ الزمان خان صدیقی مرحوم رحیق تخلص متوطن و رئیس قصبہ فتح آباد عرف چلاوان ضلع بجنور صوبہ اودہ جنکا ذکر حرف رای مہملہ مین گذرا ملازم سرکار فیض آثار ہین ایک مدت سی وظیفہ خوار ہین انکا مولد بانس بریلی ہی عمر انیس برس کی ہی زمانہ طفلی مین تو انکا دل لکھنی پڑہنی کی طرف مائل ہوا جب مکتب مین بہلائی گئے ادب آموز کا مقصود حاصل ہوا دسوین گیارہوین برس دفعۃً سعادت ازلے نے جوش مارا ذوق معرفت الہی غالب ہوا دل سوختہ خدا آگہی کا طالب ہوا اس دہن مین کہانا پانی چھوٹ گیا رشتہ تعلقات ٹوٹ گیا تصوف کی کتابون سی کام لکھنا سونا وغیرہ

ضروریات برای نام اس ضمن مین بہت سی کتابین فقہ وحدیث
وتفسیر وعقائد کی زیر نظر رہین اکثر مسائل علیہ کی علماسی
تحقیق کی جواہر اسرار الہیہ صوفیہ کرام کی صحبت سی لی
بیشتر معضلات فنون مختلفہ کی اپنی مطالعی سے حل کیے کتب
صرف ونحو کے بھے سیر کی نظم ونثر فارسی کی طرف بھے
توجہ رہے طرح طرح کی کتابین پیش نظر رہنے لگین طبیعت کو
قوت کلی حاصل ہوی چشمۂ طبع سی تالیفات کی نہرین بہنی لگین
مگر وارستہ مزاجے اور آزادہ طبعی کے بدولت اکثر تالیفین
تمام نہین ہوئین جو تمام ہوئین اونکا مسودہ ہے رہا صاف
ہوکر سفیدا نام نہین ہوئین انکی پیر ومرشد کا نام سید شاہ علی تقی
قادری اسینی بنگر ہوی قدس سرہ ہی جوکچہ حاصل ہی حضرت ہی
کی بارگاہ سی حاصل ہی طبع رسا مجاہدات وریاضات کی طرح آفرینش مضامین جدیدہ
مین بھے کامل ہے فارسے دیوان باعتبار جمعیت اقسام شعر
پورا ہے لیکن کمی التفات سی ابھے مرتب نہین ہوا ہے
اردو مین جوکچہ کہا محض شرکت مشاعرہ کی لیے کہا
بحکم طبع موزون فارسے اردو جوکچہ زبانپہ لاتی ہین بمقتضای
خصوصیت برادرانہ فقیر مولف کو دکہاتے ہین یہ چند شعر
اونکی نتائج فکر لکہی جاتی ہین

ریختہ

ہون وہ بلبل کہ قفس مین جو چمن یاد آیا	ڈالیان پہولونکی لیکر وہین صیاد آیا
آنکہ یوسف کی بہی پڑتی ہی تو للچائی ہوئی	تیری ہی چہی ہین عجب حسن خداداد آیا

آگیا دھیان غم عشق کی تنہائی کا
مرتی مرتی ہی دکھا دل تری شیدائی کا

لیگئی حیرت نظارہ اوسی ایسی جگہ
کہ پتا آنکھ کو ملتا نہین مینانے کا

لالچ سی می کی کچھ نہین جام و سبو پسند
واعظ یہ سوندہی سوندہی سی مٹی کی بو پسند

اچھی ہوئی ظروف بلورین سی کام کیا
مینی کا جام ہی تو مٹی کا سبو پسند

قائل ہم اوس طلب کی ہین ای طالبان دوست
منزل پہ بھی پہنچکی رہی جستجو پسند

کوئی روتا ہی کسیکا حال ابتر دیکھکر
آپ ہنستی ہین ہماری چشم تر دیکھکر

خون دلکا کر چکی تجھکو ستمگر دیکھکر
کیا جگر پر ہی چہری پہیرین تجھ کمر دیکھکر

خوب لوٹین گی شہادت کی مزی اہل نیاز
آج مقتل مین وہ بستی ناز آتی ہین

اکیلی آتی ہو کیا میری مرقد کی زیارت کو
خرام ناز سی ہمرہ لگا لائی قیامت کو

اجل در پر کھڑی ہی تجکو ٹلوا کی بیٹھی ہی
جو آنا ہو تو آئین جلد وہ میری عیادت کو

اسدری فسردگی دل شب وصال
یہ شمع بجھکی مجلس شاہی مین رہگئی

صدقی ہوئی فدا ہوئی جلکر فنا ہوئی
کیا پوچھتی ہی شمع کہ پروانی کیا ہوئی

صحبت تمام عمر رہی اہل درد سی
دل ناصحون کی تب بھی نہ درد آشنا ہوئی

آئی بہار جان گل و لالہ مین پڑے
تہالی چمن کی چشمہ آب بقا ہوئی

موسی و برق طور اونہین کی ہین دونون نام
خود بین ہوئی آنکھین وہ کہین خود نما ہوئی

لذت بڑی ہوئی می الا کی ہی شیخ
کافر عبث قدح کش صہبای لا ہوئی

فارسی

سرم بنود چو اہل کفر پامال خمار لا
برنگ عارفان باشم خراب بادہ الا

قدح نوشان شوق بادہ شیراز در دہا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

عصمتش شمع فروزد چو بکاشانہ ما
بال جبریل شود شہپر پروانہ ما

صد مکان و یک مکان نبود مرا
صد نشان و یک نشان نبود مرا

ور دشنه بیز بانم همچو زخمم ... کار با آه و فغان نبود مرا

که مینازد بخود یارب ز آزار دلم امشب ... که از شادی همی بالد غم من کمبدم امشب

چراغ دودمان جلوهٔ حسن ... فروغ حیرت اهل تماشاست

از روی دیدبهر اقم نشان عبث ... آئینه نمایدم اشک روان عبث

باید بچشم حیرتیان سیر این چمن ... داری بدل خیال بهار و خزان عبث

زهی دردیکه در دل دیر ماند ... بلذت میرسد چون می کهن شد

گر عزم وفاست روی بنما ... ور قصد جفاست خنجر آور

یا باش چو دل به پهلوی من ... یا مهر خود از دلم بر آور

روی این خاکیان چو می نگرم ... گرد آلوده میشود نظرم

برنگ جلوه پرستان ما و من نروم ... ازین جهان نروم تا ز خویشتن نروم

خراب نیست ز یک باده عارف و عامی ... میان بتکده همکیش برهمن نروم

به بزم شعله رویان شمع آسا ... توانگر آمدم درویش رفتم

چسان روم بتماشای بوستان بیتو ... کجاست رنگ طرب زیر آسمان بیتو

قدح لبغبارهٔ و چمن ز سنگ شد مینا ... ز بیکسی همه بزم مست سرگران بیتو

نه بوت گل نه خوبیت خار دارد ... چمن پیدای یکتائی کجائی

قطعه متضمن عرض حال پر ملال بحضور بندگان عالی حضرت ولی نعمت دام ملکهم و اقبالهم

دادگر کلب علیخان بهادر ناسورا ... ما در گیتی نزاده چو تو صاحب تمکنتی

در حضور تو چسان رانم سخن بی اذن تو ... حسب حال خود بگویم از بیانم رخصتی

میخلد در پای جانم خار اندوه نوی ... هر زمان هر لحظه هر دم هر نفس هر ساعتی

من نمی خواهم که باشم بادشاه بحر و بر ... من نمی خواهم که نبود همچو من ذی دولتی

اینقدر خواہسم کہ از بند الم رہا نیم	فارغ از درد و غم آسایم بکنج خلوتی

فصیح محمد عبد الرحیم خان ابن حافظ عبد الحمید خان ابہی چوبیسوان سال ہی طبیعت مائل کسب کمال ہی خط نستعلیق مین مولوی الہی بخش غریب کہ جنکا ذکر خیر حرف غین معجمہ مین گذرا شاگرد رشید ہین نہایت اہلبیت شعار و سعید ہین باوجود خوشنویسی کی تیز دست ایسی ہین کہ ایک ایک جلسی مین ایک ایک جزو لکہ لیتی ہین اخوندزادہ عبد العزیز خان سی فارسی کتابین پڑہنی کا اتفاق ہوا ہی شعر بہی کبہی کبہی کہتی ہین ہیچمدان سی مشورا ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

میںنی مانا کہ وہ بی صبر مجہی کہتی ہین	خیر جس طرح کہ مذکور رہا خوب ہوا
حوصلہ صبر کا ہی تمکو دکہاتی اک روز	کیا کرین بس مین ہماری دل بیتاب نہین

فضل تخلص شیخ فضل احمد خلف پیرزادہ شیخ غلام احمد نبیرہ حضرت خواجہ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز بائیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا جنکا ذکر حرف رای مہملہ مین گذرا اونکی شاگردی سی مورد افتخار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

ہون پشیمان ای شکایت ہو ترا خانہ خراب	وہ سر محفل دم تقریر قائل ہوگیا
سر شام آنی کو کہتی ہین وہ	نہ صورت مجہی اب دکہائیگی رات
باغ کی سیر کو وہ گل نہ کہین آیا ہو	چاک پیراہن گل سی ہی تو ہم مجکو

فضل حق افضل الفضلا اکمل الکملا فضائل دستگاہ فواضل پناہ جناب مولانا مولوی محمد فضل حق صاحب فاروقی برد اللہ مضجعہ وطن اصلی آپکا خیرآباد فنون حکمیہ مین مرتبہ اجتہاد بڑی ادیب بڑی منطقی نہایت ذہین نہایت ذکی طلیق و ذلیق انتہا کی صاحب تدقیق و تحقیق اپنی والد ماجد مولانا مولوی فضل امام

غفرلہ اللہ المنعام کی شاگرد رشید تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ سب مین جناب مرحوم کی
خدمت سراپا برکت سی مستفید تلامذہ مولوی صاحب کی حساب سی باہر ہین
کتب مفصلہ ذیل آپ کی تصنیفات سی مشہور ہین شرح تہذیب الکلام تحقیق حقیقۃ
الاجسام حاشیہ قاضی مبارک حاشیہ افق المبین حاشیہ تلخیص الشفا
ہدیہ سعیدیہ فی حکمت الطبیعیہ روض المجود فی تحقیق حقیقۃ الوجود رسالہ بحث قاطیغوریاس
رسالہ تحقیق علم و معلوم تاریخ احوال ایام غدر اور ان تصنیفات کی علاوہ
خطب اور قصائد عربی شمار مین سو سی زائد ہین کہ اون سب مین گوناگون مضامین
و مقاصد ہین جس شہر مین رونق افروز ہوی صدہا آدمی بہرہ اندوز ہوی
شاہجہان آباد مین اگرچہ عدالتین کی سررشتہ دار ہتی مگر بڑی ذی اقتدار
و صاحب اختیار ہتی جہجہر مین شاہ مرہ جلیلہ پر نوکر رہی الور اور سہارنپور
اور ٹونک سب جگہ معزز و موقر رہی لکہنو مین صدر الصدور ہتی اور
اس دار الریاستہ مین پہلی محکمہ نظامت اور پہر مرافعہ عدالتین پر مامور ہتی جناب
مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان انار اللہ برہانہم
کو بہی آپ سی تلمذ رہا ہی اور بندگان حضور پر نور دام ملکہم و اقبالہم نی بہی
کچہ پڑہا ہی آٹہ برس بہت اعزاز و اکرام کی ساتہ رہی پہر یہان سی تشریف
لیگئی بارہ سو بارہ ہجری سال ولادت ہی اور بارہ سو اٹہتر ہجری سال
رحلت ہی اس حساب سی چہیاسٹہ برس کی عمر پائی غدر کی بعد انقلاب
زمانہ غدار سی جزیرہ انڈمن مین قضا فرمائی زبان عربی مین چونکہ
تخلص کا معمول نہین لہذا اسم مبارک آپکا بجای تخلص حرف فا مین لکہا گیا
اور کچہ کلام برکت التئام درج تذکرہ ہوا

قصیدہ

لا تصبغ بهوى بيض ما البلد
رنگین ہو عشق مین عیند روپان نرم اندام کی

فاخر الموت في اجفانها السود
کہ موت شدید اونکی مژگان سیاہ مین ہی

في غمز الحاظها فتانة الاسود
اونکی کن انکھیونکی اشارہ مین شیرونکا صید ہے

حاكين ريم الفلا بالطرف والجيد
اگرچہ مشابہ ہین ساتھ آہوان صحرا کی چشم و گردن مین

قد خاب من غازل الغزلان ما ملها
تحقیق نا امید ہوا وہ شخص کہ مقابلہ کیا معشوقوں سی حالیکہ امید رکھتا ہی

وباد من رام انس الريم في البيد
اور ہلاک ہوا وہ شخص کہ آہو کی محبت کا قصد کیا جنگلون مین

دع المراشف واستعذ بهن فعي
ترک کر جو سنا لبونکا اور اونکی شیرینی کا پس

بلت العذاب عذاب غير مردود
اس شیرینی مین ایسا عذاب ہی کہ اوس سی بچاؤ نہین ہوتی

فلا يروقنك لين في معاطفها
پس خوش نہ آئی تجکو انکی حرکات کی نرمی

ان القلوب لمن اقسى الجلاميد
ہر آینہ ان کی دل سخت پتھر ہین

تبكي المشوق بعبرات مورّدة
رولاتی ہی عاشق کو آنسوہای گلگون یعنی لہو کی آنسو

ما في مباسمها من حسن توريد
وہ کیفیت جو انکی تبسم مین ہی حسن گلگون سی

ایضاً

فؤادي هائم والدمع هامي
دل میرا سرگشتہ ہی اور اشک جاری ہین

وسهدي دائم والجفن دامي
اور بیداری میری ہمیشہ ہی اور پلکین خون آلودہ ہین

وقلب ما فتى يجوى ولوع
اور ایک دل ہی ساتھ شورش اور سوزش عشق کی

ولوع في اضطراب واضطرام
اور سوزش ہی بے قراری اور پھڑکنی مین

ودمع بل دم صرف جرى من
اور آنسو ہین بلکہ نرا خون کہ جاری ہی

نياطي ساجما اى انسجام
رگ دل سی دران حالیکہ نہایت بہتا ہے

وطرف ارمد يؤذيه غمض
اور آنکھ دردمند ہی کہ ایذا دیتا ہی اوسکو بند کرنا

وليل سرمد ساجي الظلام
اور رات ہی بہت بڑی نہایت سیاہ

طویلٌ لا یقاسُ بهٖ زمانُ
ایسی بڑی رات ہے کہ نہین قیاس کیا جاتا ساتھ اوسکی کوئی زمانہ

فساعتهٗ کشهرٍ بل کعامِ
پس ایک گھڑی اوسکی مثل ایک مہینی کی بلکہ مانند ایک برس کی

حمامی حاضرٌ والوجدُ بادٍ
موت میری حاضر ہی اور مستی [illegible]

وجسمی ذابلٌ والشوقُ نامی
اور جسم میرا کمھلنی والا ہی اور شوق بڑہنی والا ہے

ایضا

ان لم تصب نظرةٌ من اعینٍ نعسٍ
اگر نہین نظر لگی چشم ہای غنودہ سے

فمن نفی النوم من عینیک فی الغلسِ
تو کس چیز نی کھوئی نیند تیری آنکھونسی پچھلی راتون کو

من استنام الیها سهّدتهٗ وکم
جو مائل ہوا اونکی طرف بیدار کردیا اونہون نی اوسکو

ممن انامتهٗ من یقظان محترسِ
اور بہت لوگ وہ ہین کہ سلا دیا اونکو ہوشیار اور آنکو نگاہ رکہنی والی آنکھ نی

سکّنّ وسنتهٗ فازددن فی سنتهٖ
لی لی اونہون نی گرانی خواب اوسکی پس بڑہ گئی اونکی گرانی خواب

وغضنه مرا فازداد فی الهوسِ
اور عوض خواب کی اونکو ناتوانی دی پس زیادہ ہوگئی اونکی ہوس

فلا یذرن بمن یعشقن من رمقٍ
پس تہوڑی ہی ذرا جان اوسکی جسکو ذرا دیکھا

ولا یدعن بذی نفسٍ سوی نفسِ
اور نچھوڑا اونہون نی کسی ذی نفس مین کچھ باقی سوا سانس کی

ولا شفاء له الا الشفاهُ اذا
اور نہین شفا ہی اوسکی واسطی مگر جسوقت لب اونکی

سقینه عسلاً یشتار من لعسِ
پلا دین اوسکو شہد کہ نچوڑا جاتا ہی خوش رنگی لب سی

قد بغّض الصبّ ما یخفون من صلفٍ
ہر آئینہ بغض ڈالدیا [illegible] جو اونکی کبر نی پایا اسکو وہ چھپاتی ہین

وحبّب الغیة ما یبدین من شوسِ
اور دوست کردیا معشوقونکو اونکی نگاہ تکبر انکی

قد حسّن الحسن منها کل سیئةٍ
ہر آئینہ خوب کردیا اونکی حسن نی سب برائیونکو

حتی الجفاء وسوء الخلق والشرسِ
یہان تک کہ ظلم اور بد خلقی اور تند خوئی کو

ایضاً

هو اوّل النور السنی تبلجت
بضیائهٖ فی العالم الاضواءُ

وہ پہلا نور روشن اور شوخ کہ چمک گئی ہین

هُوَ اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ آخِرُهُمْ بِهِ

اوسکی روشنی سی عالم مین تمام روشنیان

خَتَمَ النُّبُوَّةَ وَابْتَدَءَ الْاِبْدَاءُ

وہ پہلا نبی ہی اور آخر انبیا ہے

قَدْ خَصَّهُ الْبَارِي بِاَوْصَافٍ عُلًى

اوسی پر تمام ہوئی نبوت اور اوسی سی شروع ہوئی

لَمْ يُعْطِهَا الْاَحْدَاثُ وَالْقُدَمَاءُ

خاص کیا اوسکو اللہ تعالی نی ساتھ بڑی وصفون کے

اَعْطَاهُ فَضْلًا لَيْسَ يُمْكِنُ اَنْ يَكُو

کہ نہین دیے وہ اوصاف پچھلون اور اگلون کو

نَ لَهُ شَرِيكٌ فِيهِ اَوْ شُرَكَاءُ

اوسنی بخشی ایسی بزرگی کہ نہین ہو سکتا

اَسْمَاهُ اِذْ اَسْمَاهُ بِالْحُسْنَى فَمِنْ

اوس بزرگی مین ایک اوسکا شریک یا بہت سی

اَسْمَاءِ خَالِقِهِ لَهُ اَسْمَاءُ

بلند کیا اوسکی ہستی کو جب کہ اوسکی نام بہت اچھی رکھی

بَرٌّ رَحِيمٌ مُفْضِلٌ ذُو قُوَّةٍ

اسواسطی کہ بعض نام اوسکی وہ ہین جو خالق کی نام ہین

هَادٍ رَؤُفٌ مُحْسِنٌ مِعْطَاءُ

نیکو کار بڑا بخشنی والا بڑا مہربان صاحب قوة

راہ دکھانی والا مہربان احسان کرنیوالا بہت دینی والا

فقیر تخلص سید شاہ عبد الرزاق ابن سید دوست علی ترسٹھ برس کی عمر ہی شاگرد شیخ کرامت علی شہیدی ہین موزونی طبع کا یہ حال ہی کہ کیسی ہی سنگلاخ زمین ہو اونکی سمند فکر کی آگی پامال ہی وقت کہنی کی ڈالی اور کبھی ایک مصرع لکھا نہین پھر جب پڑھا ہی مطلع سی مقطع تک پڑھ دین یہ دوسرا کمال ہی یہ چند شعر اونکی درج تذکرہ ہوتی ہین

ریختہ

وہ جو پہلو سی اوٹھی درد کلیجا اوٹھا
تھام کر دل کو کئی بار مین بیٹھا اوٹھا

مار ڈالا مجھی تو نی تو ادا سے اپنے
اور کسی کی لیے نام قضا کا رکھا

ناامیدی ہی برستی گل تربت پہ مری
دیکھی وہ جس نی نہ دیکھی ہون کبھی یاس کی پھول

مٹاتی نہین داغ دل کو ہم اپنی
یہ بخشی ہوئی ہی نشانی تمہاری

فصیحہ مولوی فصیح الدین خلف الرشید مولانا مولوی شاہ جمال الدین صاحب قدس سرہٗ
صورت و سیرت دونون مین یکتا تہی عربی فارسی اردو تینون زبانون مین گویا تہے
قوت حافظہ کا یہ حال تہا کہ سات برس کی عمر مین قران شریف حفظ کیا اور بانکو
تمام سال دور کا اتفاق نہوا مگر رمضان شریف مین حفاظ کو سنایا حکیم عطار کا
فارسی قصیدہ ایکبار سنکر مطلع سے مقطع تک اپنی کلام کی طرح پڑہ دیا شعر کا شوق بہت تہا
اپنی مکان پر بہی شاعری کرتی تہی پینتیس برس کی عمر پائی صفر کی دوسری تاریخ دوشنبہ کی
دن بارہ سو چالیس ہجری مین رحلت فرمائی کلام بہت کچہ تہا مگر سب تلف ہوگیا
ایک شعر فارسی اور ایک شعر اردو علاوہ تبرکاً لکہا گیا

ریختہ

تمہاری مصحف رخ پر نظر تو کی سوبار	مگر نہ سورۂ اخلاص کا پتا نکلا

فارسی

بہ پنجہ جانان گر دست	شوخی رنگ حنا را دیدی

فہیم تخلص میرزا محمد فہیم الدین خلف اکبر صاحب عالم میرزا رحیم الدین حیا دہلوی کی
انیس برس کی عمر اپنی والد ماجد سے تلمذ ہی اگرچہ وطن آبائی انکا شاہجہان آباد ہی
مگر انکی والد ماجد کو مدت سے اس دار الریاست مین علاقہ ہی یہین صورت معاش ہی
یہین بود و باش ہی دو غزلین اونکی ملین انمین سے دو شعر لکہی گئی

ریختہ

کوئی مونس ای فہیم اب شب ہجر مین نہین ہی	دل زار آج ہوتا تو وہ غمگسار ہوتا
روز ہجر انکا تصور جو فہیم آکی بندہا	رونی ہی گذری مجہی چار پہر وصل کی شب

فیاض محمد فیاض خان ولد مولوی عبد الصمد خان ساکن بلاسپور یہ بزرگ حافظ
قران قاری خوشخوان تہی نہایت نیک نہاد بڑی ہی استعداد و ضبط اوقات سی

زمرہ اہل اللہ مین داخل طب مین دستگاہ کامل سید مولوی محمد علی متوطن ٹونک سی تلمذ تھا پینتالیس برس کی عمر ہوئی پچیسوین رجب کو چارشنبہ کی دن بارہ سو تیتر ہجری مین رحلت کی کچھ کلام انکا ملا کہ وہ درج تذکرہ ہوا

درمدح بزبان فارسی

وجاہت رخ تابان او خزان بہار	شعاع جلوۂ رخشان او شرار چمن
بہ از دو باد بہار ریاض عزت و جاہ	بلند شام و سحر پنجہ چنار چمن

از مثنوی

شگفتہ ہر طرف گلہای رنگین	گر از رنگین شود داماں گلچین
بصدر معرفت والا تباری	بمیدان حقیقت شہسواری
دماند گل بجای خار عدلش	دہد صد گنج جای مار عدلش
الہی تا جوان دارد جوانی	جوان دارش بعز و شادمانی

فصل قاف معجمہ

قادر صاحبزادہ عبدالقادر خان ولد صاحبزادہ کفایت اللہ خان کفایت جنکا ذکر حرف کاف مین مع سلسلۂ نسب مذکور ہوگا کسب کمالات کا شوق تھا خط نسخ کی خوشنویس تھی اور بانک پٹی وغیرہ فنون شریفہ سپاہگری کا بھی ذوق تھا اکثر اسی طرح کی شغل رہتی تھی کبھی کبھی شعر بھی کہتی تھی خوندزادی احمد خان غفلت کہ فن شعر مین بڑی ذی استعداد تھی وہ انکی استاد تھی چالیس برس کی عمر پائی بارہ سو تریسٹھ ہجری مین بائیسوین شوال کو رحلت فرمائی دیوان کی کچھ پرزی آب رسیدہ گداختہ و بوسیدہ انکی صاحبزادہ محمد منور علیخان کی ہاتھ آئی جو شعرا و سمین سی پائی علیحدہ لکھوائی اور انتخاب کر کی چند بیتین درج تذکرہ کین

ریختہ

خاک تربت سی ہی اپنی گل سوسن پیدا	داغ ماتم ہی ہمارا پس مردن پیدا
منع کرتی تہی محبت سی ہمین یار و رقیب	کسکی آگئی جاتین کس مُنہ سی کرین فریاد و فغان
مشاتے یہ حین تم نڈ ا لو	کہتا تو ہون بر سہ خطا ہون

قادری سید شاہ غلام جیلانی خلف سید شاہ حقیقۃ اللہ عرف بہوری میان قدس سرہما قصبہ بلاسیور کی متوطن بڑی مرد مرتاض انتہا کی صاف باطن مدت تک ٹونک مین رونق افروز رہی نواب وزیر الدولہ والی ٹونک اور بہت سی وہان کی لوگ حضرت کی فیض سی بہرہ اندوز رہی گاہ گاہ بطور خود شعر بہی موزون فرماتی تہی ابتدا مین معلم تخلص تہا ستسٹہ برس کی عمر پائی محرم کی اٹہارہوین تاریخ بارہ سوتہتر ہجری مین وفات فرمائی ایک شعر حضرت کا پایا وہ تیمناً ضبط تحریر مین آیا

از جنگ نامہ امام حسین علیہ السلام

نور چشم و قرۃ العین محمد مصطفیٰ	راکب دوش پیمبر سبط خیر المرسلین

قاسم تخلص حافظ قاسم علیخان ولد الہ یار خان تیئس برس کی عمر ہی حافظ حسن علیخان عاجز کی شاگرد رشید ہین نعت شریف کہنی کا بہت ذوق ہے سبحان اللہ کیا اچہا شوق ہی یہ اونکا کلام ہی

در نعت

شہید عشق ہون ہین غازہ روی شفق ہوگا	بگولا آسمان پر جاکی میری خاک مرقد کا
ازل مین کہنچ گیا جبدم شبیہ پاک کا نقشہ	مرقع نور آگین ہوگیا نقش قدرت کا

عاشقانہ

تو غضب آیا وہ اور کو وہ تماشائی ہین نگاہ	فتنہ گر اب اور بہی یہ آسمان ہو جائیگا

قاصر حافظ علی احسن ابن حکیم سید محمد قوم مغل اڑھتالیس برس کی عمر فن طب مین مہارت ہی فنون ستداوله صرف و نحو مین مزاولت ہی شعر بھی کہتی ہین سرکار فیض آثار کی مداح رہتی ہین تحصیل کتب درسیہ مین خلیفہ مولوی محمد غیاث الدین صاحب عزت مغفور اور مولوی محمد نور اور مولوی عبد الشکور سی فیض اوٹھایا اردو مین اخوندزادہ احمد خان عظمت کو کلام دکھایا فارسی مین پہلی مولوی نصیر الدین خان صابر سی تلمذ ہوا پہر مولوی امام بخش صہبائی دہلوی سی مشورہ رہا یہ اونکا کلام قابل درج تذکرہ ہوا

ریختہ

زیست بیماری ہی تری ہجر مین قاصر کی صنم	اے کاش آجاتی اجل درد کا درمان ہوتا

در مدح بندگان حضور بزبان فارسی

خداوند جہان کلب علیخان صاحب شوکت	جم و جمشید و کیکاوس و کی بر خط فرمانش
بچشمش معدن گوہر بپیشش ریگ صحرا	بود مہر جو اہرتاب یک آویزہ از کاخش
ہزاران آتش از ین صاحب شکوہان بودہ اندر	کجا بخشش کجا فیضش کجا قدرش کجا شانش
نسیم خرمی تا بشگفاند غنچہ خاطر	گلستان جہان خندان بود از بار احسانش

قاصر تخلص سید عبد القادر ولد سید مہدی چھبیس برس کی عمر مولد انکا جزیرہ بحرین مگر مسکن بوشہر ہی وہین میرزا عبد الکریم فانی شیرازی سی تلمذ ہوا تلاش معاش مین ہندوستان کو آئی اس دار الریاستہ مین سرکار دولتمدار کی ملازم ہوی یہ انکا کلام ہی

در مدح حضور پرنور

روز ہیجا چو بر سمند ظفر	نصرت آسا بہ پشت زین باشد
یک طرف نصرتش دوان زیسار	یک طرف فتحش از یمین باشد

دیگر در مدح

نبالیس تخت را پایه لوائش فتح را مایه ... زمانرا عهد او دایه جهانرا مهد او بستر
ازل را عهد او مطلع ابد را دور او مقطع ... کرم را فیض او منبع سخا را دست او مظهر
توئی بر بادشاهان شه توئی شاه فلک خرگه ... توئی دارای جم درگه توئی همتای اسکندر
سعادت را توئی سید شرافت را توئی منشا ... جلالت را توئی زیبا نجابت را توئی زیور
ترا زیبد شهنشاهی ترا شاید فلک جاهی ... بحشمت ماه تا ماهی با مرت شاه تا چاکر
منم قاهر بر اعدایت دعاگوی احبایت ... زکان طبع بر پایت نثار آورده ام گوهر

دیگر در مدح

چه شد گذشته چو جادوی راهزن نرگس ... نگر ز چشم تو آموخت مکر و فن نرگس
ز عشوه تو همانا کرشمه برده است ... که میکند ز نگه مست مرد و زن نرگس
زند بسیر چمن لاف یوسفی تا چند ... بجلوه آ که شود چاک پیرهن نرگس
هر آنکه چشم سیاه تو دیده می داند ... که از کرشمات آموخت این فتن نرگس

دیگر در مدح

فلک ز روی مباهات با خرد می گفت ... که من بسطح حضیضش برابری دارم
خرد بخاک درش سر نهاد و گفت که من ... بسجده درش امید سروری دارم

دیگر در مدح

سرو من از خوی رخسان لولوی لالا ریخته ... وز نطره نافه سنبلستان بر ورد حمرا ریخته
یوسف حسن شیرین وشی شیرین لبی مجنون کشی ... کز عشق جانسوز آتشی بر جان لیلا ریخته
ناگه بسحر آمد ز در چونانکه اندر هاله خور ... گیسوی مشکین از دو بر ژولیده یکجا ریخته
چون کبک مست اندر خرام بر دست گل یکدسته جام ... وز نرگس مستش مدام در کام جانها ریخته
دارای اسکندر خدم کلب علیخان کز حشم ... بر باد داده جاه جم هم قدر کسری ریخته
عرش برین خرگاه تو باغ ارم درگاه تو ... ایزد بطور جاه تو نور تجلی ریخته

خورشید باد اجام تو خوش ریاست ایام تو — عیش جہان در کام تو ایزد تعالی رکھیو

از غزل

قاہر از وہم سبر ظن کہ شدم پردہ کشای — در پس پردہ بسی راز نہانست ہنوز

قائم شیخ قیام الدین متوطن چاند پور ضلع مراد آباد تھی شاگرد میرزا رفیع سودا
سخن آفرینی مین یکتا پہلی بادشاہی توپخانی مین نوکر رہی پہر صاحبزادہ
محمد یار خان بہادر امیر کی سرکار مین معزز اور موقر رہی بارہ سو دس
ہجری مین رحلت کی صاحبزادہ محمد یار خان مرحوم کی مقبرہ مین جو فی الحال پرانا مدرسہ
مشہور ہی اور وہین نواب محمد علیخان بہادر بہی مدفون ہین دفن ہوی جمیع اقسام
شعر گوئی پر قادر تھی فارسی اور ریختہ دونون زبانون سی بخوبی ماہر تھی فارسی کلام
انکا جسقدر طبقات الشعرا تذکرہ فارسی مولوی قدرت اللہ شوق مین پایا وہ لکہنی مین
آیا اور اردو دیوان جسکی آخر مین چہوٹی چہوٹی دو ایک مثنویان ہیتین وہی انتخاب کر کی
لکہا لیکن کلیات انکا دستیاب نہوا یہ دیوان جو راقم کی نظر سی گذرا اس کے
صورت سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ منتخب ہی کلیات انکا اور یہی خدا جانی مصنف نی منتخب کیا
یا کسی نی بعد انکی مرتب کیا

در مدح

جدھر ہو دام تری لطف کا اودہر مانی — بنای طائر تصویر کی نہ سدہی پر بال

در مدح

نا مایل بیداد تری تیغ جفا ہی یا — جو زخم کہلا اُس پہ وہ دست دعا ہی
جب سی کہ ترا عہد ہی مژگان بتان نی — دیکہا جو کوئی خستہ تو منہ پہیر لیا ہی

اشعار غزل

ناپختگی کا اپنی سبب اوس ثمر سی پوچہ — جلدی سی باغبان کی جو خام رہ گیا

قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہی جا کر کہاں کمند
کچھ دور اپنی ہاتھ سی جب بام رہگیا

لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہتا

درد دل کچھ کہا نہین جاتا
آہ چپ بھی رہا نہین جاتا

ہر دم آنی سی مین بھی ہون نادم
کیا کرون پر رہا نہین جاتا

غیر سی ملنا تمہارا سنکی گو ہم چپ رہی
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نی کیا کہا

تا بفلک نالہ تو پہنچا تھا رات
مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا

فہرست مین خوبان وفادار کی پیارے جی
دیکھا تو کہین اوسمین ترا نام نپایا

فلک جو دی تو خدائی بھی لی نہ اب قائم
وہ دن گئی کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

ہو گر ایسی ہی مری شکل سی بیزار بہت
تم سلامت رہو بندی کی خریدار بہت

ہمکو گر جب خفگی آی تو جھگڑا کیا ہی
تمکو خواہندہ بہت ہمکو خریدار بہت

قائم آتا ہی مجھی رحم جوانی پہ تری
مرچکی ہین اسی آزار سی بیمار بہت

مشق بلبل نی ایک مدت کی
پر نہ آئی مری فغان کی طرح

مَی کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
بی طلب اب بھی جو ملجای تو انکار نہین

آج قائم کی شعر ہمنی سنی
ہان اک انداز تو نکلتا ہی

شیخ جی آیا نہ مسجد مین وہ کافر ورنہ ہم
پوچھتی اوس سی کہ اب وہ پارسائی کیا ہوئی

کسی بلا مین ہمینسی قید ہوی جان سی جی
ہر آدمی کو خدا بچایہ مبتلا نکری

در صفت ہولی

ہی لبریز سی چمن یہان تلک
کہ نرگس کی گردن گئی ہی ڈہلک

کھلا رہگیا ہی دہان صدف
لب جو سی جاری ہی کشتی مین کف

نہ اک زہرہ ہی محو خنیاگری
بجاتا ہی مریخ بہی خنجری

جہان گھر سی باہر ہو مہر منیر
ئی صبح چہرہ ہی کو اوسکی عبیر

نہ مشرق کا گوشہ شفق سی ہی لال	ہی جھولی مین افلاک کی یہ گلال

در صفت سرما

سردی اب کی برس ہی اتنی شدید	صبح نکلی ہی کانپتا خورشید
پانی پر جس جگہ کہ کائی ہے	سبزہ وہ شال کی رضائی ہی
رعد سردی کی ماری گرم خروش	ابر دوش ہوا پہ بالا پوش
لپٹی رہتی ہین روئی مین مجبور	جس طرح ناشپاتی و انگور

اشعار فارسی

ہنوز جنس من از دست دادنی قائم	زمانہ قدر ندانست مفت باخت مرا
آنکس کہ بزلف تو سری داشتہ باشد	از روز سیاہم خبری داشتہ باشد
شب کہ اندازہم آغوشی او یاد کنم	خویش را تنگ ببر گیرم و فریاد کنم
نباشد رہین فصل نو بہاران برگ و بار من	کہ نخل خشکم و در سوختن باشد بہار من
دلم از شیون بلبل بجا کی خون فتاد آخر	نمیگفتم کہ ظالم گل میفشان بر مزار من
خس افتادہ دریلم چہ می پرسی ز احوالم	بدست دیگری باشد عنان اختیار من

قدیر غلام حسین خان ولد غلام قادر خان تیس برس کا سن نہایت نیک باطن انکی والد ہی خوشنویس تہی یہ بہی خوشنویس ہین جناب میر عوض علی صاحب سی تلمذ ہی کتب طبیہ حکیم علی نقی لکہنوی سی پڑہی ہین کبہی کبہی شعر ہی کہہ اوٹہتی ہین تو اس ہیچمدان کو سنا لیتی ہین یہ دو شعر اونکی لکہی گئی

ریختہ

ہمنشانی جان آفت ہین محبت کرکی خوبونسی	انکہیان نادان دلکی دوستی مین کام دشمن کا
جلایا جو پروانہ سان اوسنی مجہکو	کہا مینی ہی شمعہ واوسکو جل کر

قربانعلی سید رضوی خلف سید محب علی مفلس تخلص کی جگہ پورا نام موزون کرتی تہی

ترسیٹھ برس کی عمر ہوئی ربیع الآخرہ کی نوین تاریخ بارہ سو ستر ہجری مین قضا کی
کسی سی تلمذ نہتا بطور خود سلام اور مرثیہ کہتی ہتی یہ اونکا کلام ہی

از سلام

جہاز اہل حرم جو ڈوبا عین خشکی مین		تلاطم مین ہی غم سی آجتک پانی سمندر کا
جو اوچہلا مثل فوارہ لہو اکبر کی سینی سی		اوبل کر آگیا خون دل شبیر آنکہون مین

قربت تخلص حافظ غلام نبی خان ولد عمران خان عم زادہ و شاگرد مستقیم خان
متخلص بہ وسعت چون برس کی عمر ہوئی شعبان کی نوین تاریخ بارہ سو چھپن ہجری مین
قضا کی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

دیکہا نہ کچہ ای گردش افلاک جہان مین		آتی ہی عدم سی ہوی ہم خاک جہان مین
جوشش وحشت کا جو ہر بار نظر آتا ہے		کیا گریبان مین کوئی تار نظر آتا ہی

قلندر تخلص عبد الرحمن عرف رند علی شاہ درویش حسین شاہی ولد محمد جمال الدینخان
خراسانی پچاس برس کی عمر مرد وارستہ مزاج آزاد طبیعت حضرت
حسین علی شاہ درویش سیرہ سی خاندان قادریہ مین بیعت ہی سر زمین
خراسان وطن ہی مگر تیس برس ہوی کہ سیاحانہ اقالیم کی سیر و سیاحت مین
بسر ہوتی ہی تجرد کی عالم مین بڑی مزی سی گذر ہوتی ہی بطور تفنن شعر ہی کہتی ہین
منصور علیخان منصور خراسانی کی شاگرد ہین اس زمانی مین یہین ہتی چند
شعر جو اونسی ہاتہ آی وہ لکہی گئی

در مدح بندگان حضور

نشست جبہہ خورشید چون شفق در خون		بخاک درگہت از بسکہ سود پیشانی
	اشعار غزل	

قلاش زرہ عشق بغفلت نتوان رفت
ہشدار کہ این مرحلہ دارد خطری چند

گہ دل از عشق بتان گہ جگرم میسوزد
عشق ہر لحظہ بداغ دگرم میسوزد

آنکہ در راہ وفا پا نہ نہاد دست توئی
وانکہ از تیغ جفا سر نکشید دست ستم

آنکہ حرفی ز وفا گوش نکرد دست توئی
وانکہ در عشق نصیحت نشنید دست ستم

رسیدن آرسیدن ایشان باز پس دیدن
باین شوخی و گستاخی ندیدم ہیچ آہوئی

قلق خواجہ ارشد علیخان عرف خواجہ اسد ابن خواجہ بہادر حسین متخلص بفراق شعر گوئی مین مشہور آفاق حضرت واجد علی شاہ پادشاہ اودہ کے مصاحب خاص ملازمین سعزز مین بڑی صاحب اختصاص تہی شیخ ناسخ مرحوم و خواجہ وزیر مغفور کی شاگرد رشید ہین انکی مثنوی اور دیوان قابل دید ہین سرکار شاہی سی یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ خطاب پایا یہان حضور پر نور کی شرف ملازمت سی اعزاز ہاتہ آیا چہیاسٹہ برس کی قریب سن ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ظلم سی تیری یہ تنگ اوستم ایجاد آیا
نالہ لب پر مری کرتا ہوا فریاد آیا

یار کا نشتر مژگان جو مجہی یاد آیا
ہر رگ وپی سی اوٹہا شور کہ فصاد آیا

مین وہ بیکس ہون قلق بزم عزا مین میری
اور کوئی نہ بجز نالہ و فریاد آیا

کیونکر کہون شباب کا سیری ہین غم نہین
مجحوب کرتی کو مری آئینہ کم نہین

سیر کرتی او ہنین دیکہا ہی جو بازار نہین
مشتری ہوتی ہین یوسف کی خریدار نہین

کیا کہون کیا سراپا رنج ہین ناشاد ہون
آرزوی قیس ہون یا حسرت فرہاد ہون

محفل مین دوستونکی آنکہین ڈہونڈہتی ہین
روتی ہین جنکی دم سی وہ لوگ اب کہان ہین

اکس سرزمین پہ جاؤن انکی ستم سی بچکر
مین اک غریب تنہا اور سات آسمان ہین

فرماتی ہین کہ مرضی پہچاننا ہی مشکل
کوئی مجہ غمزدہ سی پوچہی اُس چاہت کی لذت
دنیا ہی اور نگارش کوئی حبیب ہو
نہین تم روز راتوکو ہمین چہپ چہپ کی جاتی ہو
قلق وحشت مین ہی مد نظر تمکو نفاست ہی
سنا کچہ ایسا کانٹون کی زبانی
لحد پر سی لاتا کون وہ پہول
جو اونکی حسن کی کرتا ہون تعریف
نہ اوہی مرکی ہی کوئی صنم سی
گلی تمسے کرین کیا ہم جفا کی
ہوئی جاتے ہین دل پامال انداز
کیا زخم گلوئی پیار کچہ کیا
صبا نی کہہ دیا کیا کان مین کچہ
ہوئی بعد اپنی شہرت تو ہمین کیا
آج جانباز ونکی مقتل مین وہ کثرت ہوگی
سر محفل مری جانب سی شکایت نکرو
پوچہتا پہرتا ہون ایک ایک سی یہ دن جب
شام وصلت سی تو دہڑکا ہی مجہی فرقت کا
ہمتو یار و نہین یہ نہ بیٹہین تو ہمین چین نہ آئی
دل دکہاتی ہین ہو نکی آہ کی تاثیر کی
پہر جائی گی اک آن مین مجہ بہگیاہ سی

تم بہی یہ جانتی ہو ہم بہی مزاج دان ہین
کلیجی سی لگا رکہا ہی اوسکی درد الفت کو
جنت کی گر ہوس ہو تو دوزخ نصیب ہو
چاپلوس چپ ہو کیون جہوٹی جہوٹی قسمین کہاتی ہو
گل داغ جنون مین رخت عریانی بناتی ہو
بہر آیا آبلون کی منہ مین پانی
چراغ قبر نی کی گلفشانی
تو کہتی ہین تمہاری قدردانی
بڑی کام آئی اپنی ناتوانی
کہ یہ سب ہین تصور اپنی وفا کی
یہ عالم ہین تمہاری نقش پا کی
گلی سے تیغ قاتل کو لگا کے
یہ غنچی رہ گئی کیون مسکرا کے
قلق قربان ہم ایسی وفا کی
تیغ قاتل کو نہ دم لینی کی مہلت ہوگی
شرم آئی گی مجہی اونکو ندامت ہوگی
زندگی مین مری صبح شب فرقت ہوگی
صبح ہوگی تو کہو کیا مری نوبت ہوگی
حضرت خضر کو کیا زیست کی لذت ہوگی
پی کمان اکثر کیا ہی توڑ اپنی تیر نی
یہ چشم اشت تہی نہ تمہاری نگاہ سی

دل کی کشش تو لاہی چکی تھی اونہین مگر / قسمت کی طرح پھر گئی وہ آکی راہ سی
دامن تلک تری جو نہ پہنچا مرا غبار / رویا لپٹ لپٹ کی تری گرد راہ سی
حسرت ہی دیکہ لو پھر اوسی طرح اک نظر / کشتہ کیا تھا پہلی مجھی جس نگاہ سی

قمر محمد احمد ابن امیر احمد جامع تذکرہ ابھی دسوان سال ہی پیشانی رشد وسعادت پر دال ہی ذکاوت اصل فطرت ہی تہذیب وشالیستگی خمیر طینت ہی تحصیل علم کا حوصلہ کسب کمالات کا مشغلہ موزونی طبع سی کبھی کبھی کچھ موزون بھی کرتا ہین یہ چند شعر اونکی حوصلہ بڑہنی کی لیی درج تذکرہ ہوی

ریختہ

آپ تو مجھسی گلہ کرتی ہین رسوائی کا / مین کہون کس سی کہ کسنی مجھی بدنام کیا
دلکو پوچھا تو ہنسکی فرمایا / ساتہ مہندی کی پس گیا ہوگا
دلکی دل ہی مین رہی حسرت پرواز چمن / ابھی کلیان بھی نہ پھوٹی تھین کہ صیاد آیا
کفر کی راہ مین ایمان سی ملاقات ہوئی / جو بت ایسی اوٹھای کہ خدا یاد آیا
کسی ہیتی مین اگر دستہ صندل دیکھا / یاد کیا کیا ہمین درد سر فرہاد آیا
بلبلین دیکھکی حسن رخ گل ہونگی حلال / موسم گل ہنین آیا کوئی جلاد آیا
دل ہی نازک اوٹھا سکوگی نہ غم / مجھسی پوچھو نہ ماجرا دل کا
تمتو کہتی تھی کہ بیرحم ہون مین / غنچہ پر رحم کہان سے آیا
وہ جس گہر مین گئی بولی در وبام / یہ مہمان کاش صاحب خانہ ہوتا
ہون وہ بیمار کہ فرقت مین مری پاس اجل / آئی ہی اوڑہ کی برقع شب تنہائی کا
کیون نہ بدہوش رہون بادۂ عرفان سی قمر / ہون مین فرزند امیر احمد مینائی کا
اشک دامن سی یار نے پوچھے / کچہ تو آنسو تھمی ہمارے آج
ڈہونڈہتی ڈہونڈہتی مکان اونکا / بڑہ گیا لامکان سی قاصد

کہتی ہی جان دل سی کہ اوآرزو پسند
کب دوست دیکھتا ہی بھلا عیب دوست کا
ای دل مری تری نہ بنی گی کسی طرح
معشوقونکی پسند مین ہی کسقدر ہی فرق
آئنی مین اپنی مژگان پر ہوا عاشق وہ شوخ
کیا میری دل سی ہین تری نوک سنان کی ناز
کیا مینی نظر آئی جو انگڑائی مین وہ عارض
جم و دارا سی عبرت پوچھ آتی ہی مزارونمین
بہار آئی گڑی ستونکی خیمی سبزہ زارونمین
بھری ہین حسرتین دل مین خیال وصل کیونکر آئی
رحم کرنا تو جفاکارونکا دستور نہین
آزردہ ہون مین ہی جو تو مجھسی خفا ہو
کیا آئی جو بو اوس گل خندان کی نہ لائی
گھبرا گئی وہ بولی جو سنا شور قیامت
ہی صاف قہر ولطف سی تم مین خدا کی شان
سائی ہین اوس بلند قامت کی
ای جنون سب یہ حلقہ زنجیر
مہر و مہ دونون ای پری پیکر
آپ ملتی نہین ہین گھر مین کبھی
غیر کا نام لیا اوسنی مگر ہنسکی کہا
رات بھر رنجش رہی گو وصل مین

کرتا ہی کیا سمجھ کی اس آفت کو تو پسند
اللہ کو کلیم کی تھی گفتگو پسند
مجکو پسند یاس تجھی آرزو پسند
مہندی دولہن کو تیغ کو میرا لہو پسند
تیرا دلت کرچکا کیا یہ تیر انداز پر
مجنون سی کر رہی ہی یہ لیلی بلا کی ناز
تماشا ہی کہ دو چاند آگئی ہین ایک ہالی مین
مجھکو کیسی بسر ہوتی ہی ان تاریک غارونمین
ہوا ہی جشن جمشیدی کا سامان بادہ خوارونمین
خوشی کا کام کیا ماتم زدونمین سوگوارونمین
ہان اگر درد ہو پیدا سا تو کچھ دور نہین
پردانشین کچھ تم نہ پیمبر نہ خدا ہو
ای باد صبا چل میری آگئی سی ہوا ہو
دیکھیو مری عاشق کا جنازہ نہ اوتہا ہو
یار و نہین یار غار ہو غیر و نہین غیر ہو
سو رہی فتنی سب قیامت کی
ہیہ ہین وحشیون کی قسمت کی
بگڑی نقشی ہین تیری صورت کی
کہتی ہین خاندان خدا اب مجھی
تیری ہی سر کی قسم اوس ہی مجھی نفرت ہے
پرمزہ دونا اوٹھا تکرار سے

مر دہ ہی بعیر ار تری بعیر ارکا — مرنی پہ ہی تڑپ دل ہاہی میں کہنی
میری تو یہ ہی ہبلا ہی کوئی تو بہ ساقی — دیکھون بدلی تو بدل جاتی طبیعت میری
بجلیونکی جو چمک ابر مین دیکھی تو کہا — ہو نہو سیکہ گئی ہی یہ شرارت میری

فارسی

آب سازم جگر خویش چکیدن ندہم — اشک نم رنگ برخسار دویدن ندہم

قیاس لالہ بلاسرای نام ابن لالہ او دی رام چوالیس برس کی عمر ہی پہلی شاہزادہ میرزا رحیم الدین صاحب عالم تخلص بہ حیا سی مشورہ وتہا اب منشی سید اسمٰعیل حسین منیر کی شاگردون مین داخل ہین یہ چند شعر اونکی دیوان ہی منتخب تذکری مین شامل ہین

ریختہ

ای مسیحا چشم پوشی کی اگر تو نی تو کیا — موت کردی کی علاج اپنی دل رنجور کا
بہار باغ جہان لوٹ لیگئی احباب — مین بی نصیب یہان موسم خزان مین ہا

قیام محمد شاہ خان ولد حافظ محمد حسن خان ستائیس برس کی عمر ہی مولوی شیخ احمد علی صاحب احمد کی شاگرد ہین کچہ کلام انکا علاوہ منتخب کرکی لکہا گیا

ریختہ

قاصد سی کیا گلہ ہی شکایت ہی اوس سی کیا — لکہا نصیب کا جو نہ اوسنی لکہا جواب
مین نام اپنا بہول گیا ضعف اسے مین — دشمن سمجہ کی اوسنی لکہا خط جواب مین

قیامت لالہ چیت لعل خلف لالہ دولارای قوم کایتہ ستاون برس کی عمر ہی پہلی میر قنبر علی صاحب مرحوم اور مولوی محمد غیاث الدین صاحب عزت تخلص سی تعلیم پائی پہر لالہ ہیرالال عجمی کی فیض صحبت نی استعداد بڑہائی نظم و نثر دونون مین خوب مہارت تاریخ گوئی مین بہت مزاولت فکر بلند وقت پسند اکثر صنائع پر قادر طبیعت بہت حاضر جناب نواب محمد سعید خان بہادر جنت آرامگاہ کی عہد مین

دس برس پنچایت کی محکمی مین سررشتہ دار رہی پھر گوالیار گئی وہان صدر عدالت دیوانی و فوجداری مین بھی یہی عہدہ پایا اتبک وہ تعلق باقی ہی مگر اس دور مین کہ یہ ریاست مرجع اہل ہنر ہی جمعیت ارباب کمال مین نامور ہی وہ بھی یہین آگئی ہین سرکار دولتمدار کی مداح رہتی ہین یہ چند شعر اونکی انتخاب ہوکر درج کتاب ہوی

در مدح بندگان حضور پرنور

شبی کہ باطن او از تراکم انوار	صفا سرشت چو آئینہ دل ابرار
سرور در دل عالم برنگ نشہ بمل	نشاط در دل گیتی چو نغمہ اندر تار
شبی کہ مہ بتمنای عالمش در بر	شبی کہ ماہ مراد زمانہ اش بکنار
اگر ز چشم غضب سوی او کنی نگہی	شرر ز موجۂ دریا جہد چو شاخ چنار
وگر ز گرز گرانت بکوہ سایہ فتد	عجب کہ نشکند از ہم چو گیسوی دلدار
نمانز از کثرت تنگی و پریشانی	بغیر از دہن یار و طرۂ طرار

در صنعت ذو بحرین

خیر اندیش تو گل چین ز بستان مرام	حاسد جاہ تو وخستہ شد از خار زوال
باد پیوستہ کمر بستہ علمدار تو مہر	ہمرہ فوج تو ہموارہ کماندار ہلال

ایضاً در مدح

قلزم بخشش تو گر نزدی موج باوج	پر نکردی فلک از گوہر انجم دامان
گر ز عدل تو نسیمی نوزد در سوزد	غنچۂ نسترن از آتش گل در بستان
آنچنان رنگ بخود بستہ نفاذ امرت	کہ نروید بگلستان جہان نافرمان
آب شمشیر ہنر افشان تو تا دید نہنگ	گشتہ در بحر بزیر زرہ موج نہان

ایضاً در مدح

ای جدا از تیغ تیزت سرکشان را در زمن	مغفر از سر سر ز گردن گردن از بالای تن

سیرو دیرون زرشک نغمۂ اخلاق تو	بو زشک و مشک آہو از دشت ختن
دشمن جاہ ترا از ہیبت صمصام تو	بر طرف شد دل ز راحت راحت از جان و بدن
در زمان کامبخشیہای تو دارد کنار	غم ز بلبل بلبل از فریاد و فریاد از چمن
بسکہ در عالم رواج زہد و تقوی داد	نشئہ از می می ز جام و جام رفت از انجمن
برکران باشد بعہد عدل و اکرامت مدام	خاطر از غم غم ز دہر و دہر از آشوب و فتن

از غزل

خورشید رو بروی دل داغدار ما	مثل گل چراغ بود در بہار صبح
تا پردہ برفگندۂ از روی تابناک	خندید نیست بر رخ خورشید کار صبح

قیس مولوی محمد عثمان خان بہادر مغفور ابن حافظ غلام شاہ خان مسبرور
ابن شرف الدینخان قوم باجوڑی سیاق و سباق نظم و نثر سب مین
ضرب المثل خلیفہ محمد غیاث الدین صاحب عشرت کی شاگرد و اجل فنون متداولہ
مین بڑی صاحب دستگاہ بلکہ بعض علوم غیر متداولہ سی بہی آگاہ مقاصد
بدرچاچ کی شرح دو ضخیم جلدون مین جو لکہی ہی اوسکی مطالعی سی معلوم ہوتا ہی
کہ فنون کثیرہ پر نظر ہی منجملہ تالیفات ایک اور رسالہ قواعد فارسی مین مسمیٰ
بہ گلبن اکبر ہی وہ شرح اور یہ رسالہ دونون مطبوع ہوکر مطبوع خلائق ہوچکی ہین
نظم کی طرف التفات کم تہا اور کبہی کبہی جو اتفاق ہوتا تہا تو بی توجہی سی اوسے
جمع نہین کرتی ہتی عہد ولیعہدی بندگان حضور سی مورد پرورش و عنایت
رہی آٹہ برس چار مہینی عہد ریاست مین عمدہ اہلکار ریاست رہی
بارہ سو نوی ہجری [۱۲۹۰] مین ربیع الاول کی گیارہوین تاریخ مسجد جامع مین محفل میلاد
شریف کا انتظام کر رہی ہتی کہ ایک ناخدا ترس نی بضرب کارد مجروح کیا
دوسری دن انتقال کیا میان حبیب الدین احمد سوزان دہلوی نی تاریخ کہی ہی قطعہ

بیداد گر بسینه عثمان چو کار دراند | ز انسان که درد دل و جگرش ناپدید شد
در خلق عالم از سر درد و بکا دگر | آوازه در فتاد که عثمان شهید شد

تینتالیس برس کی عمر پائی جناب قبلہ و کعبہ حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ العزیز کے جوار مین جہان اکثر اولیا کی مزار ہین استراحت فرمائی کلام اونکا اونکو کچھ ہاتہ نہ آیا ایک قصیدہ دیباچہ عثمان خانی شرح قصائد بدر چاچ مین پایا اوسکو انتخاب کر کی لکھا

در مدح بندگان حضور پرنور

خہی عالی جنابی کامیابی شاہ ذیجاہی | کہ اونی چاکر او باج گیر از حاکم تبت
رہی سلطان با رفعت قضا ہیبت قدر صولت | فلک نسخت زمین وسعت ملک فضیلت بشر صورت
ملایک ذکر او گویان فلک از حکم او پویان | قضا مرضی او جویان قدر حاضر پی خدمت
الہی تا ز خورشید است شہر کور و مہ روشن | ہوا خواہت چو خور تابان حسودت باد در ظلمت
الہی تا بود دوران و در دوران بود انسان | ق | بانسان تا بود ایمان و در ایمان بود رحمت
حسودت باد در دوران نکی انسان نی ایمان | نہ انسان بلکہ چون شیطان بقید حلقہ لعنت

فصل کاف تازی

کاوش محمد شاہخان ولد مبارک شاہخان بیس برس کی عمر ہی میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی کی شاگردونمین داخل ہین فکر رسا ہی جو ہر قابل ہین یہ شعر اونکی منتخب ہو کر لکھی گئی

ریختہ

فرقت مین آج ڈہنگ دل بیقرار کا | دیتا ہی مژدہ وصل مبارک ہو یار کا
نہ ہوتی گدگدی کس طرح دلمین | تصور چلبلی کا چلبلا تھا
نہایت جستجو کی ہمنے لیکن | نہین ملتا مزاج اوس مہربان کا

صفت گرنی لگا کوئی جو سیری ضبط گریہ کی
تو کہا کیا مسکراتا لب پہ حرف آفرین آیا

جسکی لگی بجھی نہ شب وصل یار مین
وہ خانماں خراب جسنے مین جای دل

خود ہی لگاوٹ مین کرو خود ہی شکایتین
آنی مدو تو کا ہیکو عاشق کا آ ہی دل

بیتاب رہتی وی ابہی اسیر نہ رحم کر
اپنی کیہی کی پار سزا کچھ تو پای دل

حسین دامن اوٹھا کر چلتی ہین پہنچ نہین سکتی
لپٹ پڑنی کی خو ہی مرنی والو نکی غبار ونین

بیرخی صبح شب وصل یہ اللہ اللہ
یاد کچھ رات کی ہی راز و نیاز آتی ہین

دل عاشق سی ہی اوس پردہ نشین کو یہ گلہ
کہ خبر کر گئی تو ای بندہ نواز آتی ہین

دل پر ضعف سی ہونٹون تک اگر تھک گئی ہوگی
تم ای نالو ٹہر جاو ہمین کچھ دیر دم لیلو

عاشق ہوی جبدن سی پہری رہتی ہی ہمسی
یہ آنکہ تمہاری ہی کہ تقدیر ہماری

آرزومند جفا کی ہین وفا کی بدلی
درد ہم مانگتی ہین ملتی دوا کی بدلی

جگر کا زخم تو نا مہربانی کی نشانی ہی
کوی داغ اور اگر دو گی تمہاری مہربانی ہی

وہ سٹتا ہی ہزارون کو شاکر
یہی پہچان ہی اوس نقش پا کی

ضعف لاکر تری کوچی مین بٹہاتا ہی مجھی
اب بہلا دیکہون تو کون آکی اوٹہاتا ہی مجھی

کرامت تخلص صاحبزادہ کرامت علیخان خلف صاحبزادہ قاسم علیخان ولد جناب غفران مآب نواب محمد فیض اللہ خان بہادر عرش منزل جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا یہ بزرگ میرزا کہو عرف کرم خان متخلص بہ کرم کلام دکہاتی تہی طبیعت اچہی تہی خوب فرماتی تہی اٹہتر برس کی عمر پائی رمضان کی تیسری تاریخ بارہ سو نواسی ہجری مین رحلت فرمائی وقت تالیف تذکرہ اونکی نتایج فکر کی جستجو کی تو چند اوراق اول آخر سی ناتمام کرم خوردہ آب رسیدہ گداختہ و بوسیدہ ہاتہ آی جو شگفتہ تاحال اوسمین پڑہی گئی چند بیتین اونمین سی منتخب کین اور اس تذکری مین لکہین

ریختہ

کی آہ شرربار جو بلبل نی چمن مین — گل بولی ہری پر جلانا نہین اچھا

آپ تو پاون مین مہندی وہ لگا بیٹھی ہین — اور آفی کا کرامت سی گلا کرتے ہین

اپنی گلگیر و یہ اب تو پڑتے ہین — ای کرامت ہزار کی آنکھین

کرم تخلص میرزا لکھو عرف کرم خان مرد معصوم صفت تیز طبیعت صاحب ذوق شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق اپنی عہد مین بڑی نامور تھی دور دور تک مشتہر تھی اکسٹہ برس کی عمر پائی مرض ضیق سی تنگ آکر ساتوین ماہ ذیحجہ کو دوشنبہ کی دن وقت ظہر بارہ سو تریپن ہجری مین رحلت فرمائی آخوندزادی احمد خان غفلت نی اون کی تاریخ وفات موزون کی ہی **تاریخ**

شاعر کامل وذی حوصلہ ماموں صاحب — جن کو استاد کرم خان کہی اعلی ادنی

متخلص بہ کرم نام کریم اللہ خان — مجمع خوبی و اہل ہنر و شرم و حیا

ایک اوستاد کی شاگرد تھی ہم وہ دونون — تھا اس آفاق مین دونو کا برابر شہرا

مرض ضیق کی تکلیف اوٹھائی دو سال — شصت و یکسال تلک کہائی ہوای دنیا

آخر اوسکو ہی نہ خوش بہا نکی اقامت آئی — تا ابد کوئی جہان مین نہ رہی گا زندہ

سوی اقلیم بقا ملک فنا سی جبدم — وہ سخن فہم جہان رخت سفر باندہ اوٹھا

ظہر دوشنبہ و ہفتم ذی الحجہ کی تھی — کہتی تھا گن تھی اوسی ہند مین پیر و برنا

طلب اوس جنر وثانی نی کیا سال وصال — آئی ہاتف کی یہ آواز کہ خوش فکر موا

المختصر یہ چند شعرا اونکی دیوان سی منتخب کر کی اس تذکری مین لکھی گئی

ریختہ

آنکھین ذرا اوٹھا ہی اوپر کو ای کرم — شب جسجگہ کہ آپ تھی کیا ہین وہان تھا

مرتی تو ہین پر ایک نظر دیکھ لین اوسکو — ای زندگی ہمسی کوئی دم اور وفا کر

باتین بہری ہین دل مین ولی بند ہی زبان	ناگفتہ ہی رہا مرا افسانہ اب تلک
ہمنی لیا شگون اور آیا وہ شنگ تو	ہوتی ہین کیا بہرا ور نجومی کی سرپہ پینک
منکر ہین جان و دل کو جو اگر مری سیم	کاکل تو تل کی رد پر و کاکل کی مُنہ پہ تل
یار نی آکی دم نزع جو کی پرسش حال	بات ہی مُنہ سی نہ نکلی کہ زبان بند ہوئی
چرخ کجباز کی حق مین یہ مثل سید ہی ہی	اونٹ رہی اونٹ تری کونسی کل سید ہی ہی

اشعار در ہجو آب کوٹہ

ہین گر حضر اگر پیا سا تکا پانی	تو پہر آخر ہی عمر جاودانی
بہشتی پیاس کی کرتی ہین بڑا فخر	کہ پانی سے بیچتے ہین گہول کر زہر
بجہاتین پیاس کی پانی مین جو تلوار	نمائی اوس کا مارا آب زہنا

کریم تخلص محمد کریم اللہ خان ابن محمد امیر خان تینتالیس برس کی عمر ہی خط نستعلیق میر عوض علی صاحب عدیل سی اور کتب درسیہ مین جناب مولوی محمد سعد اللہ صاحب سی اور نظم و نثر مین سید عبد الرشید صاحب سی تلمذ ہی خوشنویسون مین ملازم سرکار ہین انکی باپ بہی نوکر ہتی سور وپی تنخواہ ہین گاہ گاہ قطعہ لکہنی کی ضرورت سی کچہ موزون کرنیکا اتفاق ہوتا ہی اوسی کلام سی یہ شعر لکہی گئی

فارسی

باد نار سا ارض و سما زیر و زبر دارم	شود محشر بپا از راز دل گر پردہ بر دارم
ز تاثیر ہوای عشق آن رشک بہارستان	شگفتہ لالہ زار از داغ سوزان جگر دارم

قطعہ دعائیہ

تا مہ و مہر ہست شمع فلک	تا زمین و زمان قرار کنند
یا الہی بصدق اقبالت	نقد انجم فلک نثار کنند

گلشتہ تخلص شیخ رحیم بخش ولد شیخ کریم بخش تینتالیس برس کی عمر نواب مرزا خان

واغ کی شاگرد ہین مذاق اچھا ہی ذہن رسا ہی یہ چند شعر اپنی کلام سی انتخاب
کرکی اونہون نی دیی کہ درج تذکرہ کیی گئی

ریختہ

آرزدہ کرین گی نہ کبھی خاطر وحشت
بخشو نکو دل کی ویرانی کو رونہین راندن شستہ
خاک مین رشک ملای گا مجھی روز جزا
ہم اور دعوی خون روز جزا اللہ کی اگر
حشر کی دن وعدہ دیدار ہی
مجھ بی گنہ کا خون نہ کس طرح ہو حلال

دل چاک نکرین گی جو گریبان نرہی گا
کہ یہ وہ گھر ہی جس گھر مین رہی ہی آرزو برسون
فتنی اوٹھکر جو تری چال پہ قربان ہون گی
گوارا یہ نہین نیچی ہو گردن اپنی قاتل کی
یہ اگر سچ ہی تو کیا دشوار ہی
جب تیری مُہر ہو سر محضر لگی ہوئی

کشور تخلص جو بی کشور داس تواری ولد جی سنگہ تواری وطن قدیمی انکا اکبر آباد ہی
قصبہ شاہ آباد مین کہ اس دار الریاستہ کا علاقہ ہی گیارہ سو چھتیس ہجری مین اگر
اقامت اختیار کی سہ ومن کیشہ جو عہد شاہجہان بادشاہ مین پایہ تخت کا ملازم
ور مشہور تہا وہ انکی اسلاف مین ہی بیس برس شاہ آباد مین زندہ رہے
بارہ سو چھپن ہجری مین مر گئی یہ اونکا کبت ہی

کبت در صفت حسن

آنن اوپ اجانے نیے ذرک کان لون جہلکین پرتا رہین
کشور کہان لون کہے نہ ملے جب کو کل ہو کلتا ہین
ملیسی جہو دت راد ہکا انگ نہ تیسی انگ ہو کی بنتا ہین
سندر تا ہین نہ سندہ شتا ہین نہ ہیم لتا ہین نہ ہی ترنتا ہین

شرح آنن اوپ اوجا سی کسی چہری کی حسن کی چمک اچھی معلوم ہوتی ہی ورک کان لون
جہلکین پرتا ہین آنکھین کانون تک جہلک رہی ہین اوس چہری مین اور کشور کہان لون کہ

کشور تخلص شاعرہ کی جب کوئی ہو گلنا مین نہین پانی ہی آبرو گوکلا ہی تو اپنی مین جیسی
پھو دت راد ہکا انگ جیسی کچہ خوبصورتی راد ہکا کی بدن مین ہی نہ ویسی انگ ہو گی
بنتا مین نہین ہی ویسی تن کام دیو کی بدن مین ہی سندرتا مین نہ سندہ ستا مین
خوبصورتی مین یہ ولغیر ہی کہ نہ سمندر کی بیٹی یعنی لچہمی مین یہ کیفیت ہی نہ ہیم
لتا مین نہ ہی ترو تا مین نہ سونیکی بیل مین یہ حسن ہی نہ بجلی مین یہ تڑپ ہی

کفایت صاحبزادہ کفایت اللہ خان ابن نواب محمد نصر اللہ خان بہادر سلطان
تخلص جنکا حال حرف سین مین گذرا سبزہ رنگ حسین ذکی ذہین ہر طرحکی
صاحب استعداد بڑی فیاض وجواد اردو اور فارسی دونون زبانون کی
شاعر تھی زندگی نی نوجوانی مین دغا دی چھبیس برس کی عمر مین قضا کی صفہ کی
پچیسوین تاریخ بارہ سو اٹھائیس ہجری زمانہ انتقال ہی عنبر شاہجہان
عنبر کی کہی ہوئی یہ تاریخ ارتحال ہی **قطعہ تاریخ** جو زیب صدر ریاست کفایت اللہ خان

وداع کرد جہان دل بجوش عشرت رفت	بیک ہزار و دو صد سال ہجر بیست و ہشت
بہشت دیدم ماہ صفر بجنت رفت	بجسہ شنبہ بامہ آی کہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

صاف طینت ہی کہین ہوتی ہین یار خاک	صبح کب حشر کی ہوتی ہی غبار خاطر
مرنیکو تو سبب ہی مرین گی آخر سوت کفایت	اس مرض مین کیا ہی مرہ جو جیتی جی مرجاتی ہین
غم فراق مین ہم بیقرار بیٹھی ہین	شکستہ دل تری کوچی مین یار بیٹھی ہین
ہی نہ کچہ درد نہ وحشت ہی دل آوارہ ہی	اک پریزاد کی آنکھون نی مجھی مارا ہی
زردی ہی رنگ کی تو نظاہر ہوا تھا عشق	اس چشم اشکبار نی رسوا کیا مجھی

فارسی

ہمیشہ عذر طلبہای عذر خواہ کنیم	بلذت کرمش رغبت گناہ کنیم

صفای حسن عمل نیست در جریدہ ما	بگر مشق گنہ نامہ سیاہ کنیم
تمام بر سر گوشش کفایت از سر شوق	تمام عمر بامید یک نگاہ کنیم

کیفی تخلص ایوب خان ولد انور خان فارسی شیخ احمد علی احمد تخلص سی پڑہی اور فن شعر مین بہی اونہین سی اصلاح لی اشعار اساتذہ کی بکثرت یاد ہین مجید الدین احمد خان عرف مجو میان مراد آبادی کی مختار ہی بارہ سو چہتر ہجری مین جب مجو میان نی پہانسی پائی نہ بجرم مختاری مقید ہوکر جزیرہ انڈمان کو بہیجی گئی اور محبوس دائمی ہوی ابتک وہین ہین ستر برس کی عمر ہی کلام اونکا زمانہ غدر مین سب تلف ہو گیا بطور یادگار دو شعر اردو اور ایک قطعہ تاریخ لکہا جاتا ہے

ریختہ

سو باف سبز چوٹی مین بخت بدل گیا	اندہیر ہی کہ سانپ زمرد نگل گیا
کیفی بت فراق مین جینی سی یاس تہی	گہر سی پہر احداکی گراکی سنبہل گیا

قطعہ فارسی رحلت گچہیا مطربہ مخاطب بہ امتیاز محل زوجہ نواب احمد علیخان بہادر مرحوم

چون رسیدش زخم مضراب قضا	ماند چنگ قد او بی تار ہا
خواستم تاریخ گو ہم ناگہان	گفت زہرہ ارغنون شد بی نوا

۱۲۵۰

اس تاریخ مین تخرجہ ہی اعداد ارغنون سی کہ تیرہ سو سات ہوتی ہین اعداد لفظ نوا کی کہ ستاون ہین نکال ڈالیی تو بارہ سو پچاس رہتی ہین اور یہی سال رحلت ہی

فصل کاف فارسی

گرم محمد مظفر خان ولد محمد خان طبیعت بہت گرم ہی شیخ ابراہیم ذوق دہلوی کی شاگرد ہیں ساٹہ برس کی عمر ہوئی جمادی الآخرہ کی دسوین تاریخ بارہ سو چہیاسی

ہجری مین قضا کی جیپور مین ہتی وہین دفن ہوی یہ چند شعر اونکی نسخہ زبدہ فتحیاب خان اخگر سی پای وہ تحریر مین آ ئی

ریختہ

واعظ کا روزہ اور مرا ہجر ایک ہی
ہم دونون پوچھتی ہین کہ دن کسقدر رہا

ہی یہ شیوہ دہن تنگ و کمر کو زیبا
کہین نظرون سی مری تم نہ نہان ہوجانا

تہہ بانی مین دلستانی ہی
ہمت کرتے تو کیا اٹھانا ہتا

اندھیر ہی تو یون بہی سہی ای شب فراق
ہو غیر پر عذاب مری اشتباہ مین

آج اک ہدف پہ اوسنی لگای ہین خوب تیر
ای گرم لی جنبہ کہین تیرا جگر ہنو

یہ نیچی پانچی جاروب کش ہین اتنی لیی
کہ نقش پا کو کوئی سجدہ گاہ بہی نکری

آنکھین ڈورونکو اور دانت ہین مسّی کو بہت
پھر ہین حیران ہم ان کہ شادی سی ہم افزون کیون ہی

مرجائین روز ہجر شب وصل جی اوٹھین
گر موت و زندگی پہ خدا اختیار دی

ای گرم ہم نہ کہتی ہتی ہی عشق بد بلا
آئینہ لیکی دیکہ وہ صورت کدہر گئی

بخیہ ہنستا ہی چاک جیب مرا
شرم ای بخیہ گر نہین آتی

گلزار تخلص بہار الدولہ خطاب سید حسن جعفر نام خلف الصدق سید احمد علی خان مرعشی سینتالیس برس کا سن لکھنو کی متوطن اب مدت سی اسی دار الریاست مین بود و باش ہی سرکار فیض آثار مین نوکر ہین یہین سامان معاش ہی شعر مین میر وزیر علی صبا ای لکھنوی کو اپنا استاد بتاتی ہین یہ چند شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

گلزار گر رہین گی یہی بت پرستیان
صدمہ نہ دی خدا کی لیی میری روح کو

پہر روز حشر دو گی خدا کو جواب کیا
جلاد قتل کر کی مجھی شرمگین نہو

گوال گوال رای کبیشر ولد رای سیوارام قدیم بندرابن کی رہنی والی تہی بعد ازان متہرا کی
اگرا اقامت اختیار کی آغاز سن شعور مین کسب علوم کی واسطی بنارس گئی خوشحال رای
کبیشر ساکن بریلی سی کہ وہان وارد تہی ملاقات ہوئی بعض کتابین اونسی پڑہین اور حسن
خدمات سی اوستاد کو اپنی طرف التفات متوجہ کرلیا کہ اونکو بہت محبت ہوگئی ایکدن
ایک فقیر مست وہان آیا پانی مانگا خوشحال رای نی پانی پلایا فقیر نی خوش ہوکر کہا
بابا مانگ کیا مانگتا ہی اوسنی کہا کہ مجہی اس لڑکی کی کبیشر ہونی کی بڑی آرزو ہی
فقیر خاموش ہوکر چلا گیا بعد چند روز کی پہر آیا اور پہر وہی کلمہ زبان پر لایا
پہر خوشحال رای نی وہی سوال کیا پہر فقیر وہان سی چلا گیا تیسری بار پہر اوسی فقیر کا
گذر ہوا اور وہی حرف زبان پر آیا خوشحال رای نی اوسی سوال کا اعادہ کیا فقیر نی
گوال رای کو اپنی پاس بلایا اور ایک تنکا زمین سی اوٹہا کر گوال رای کی زبان پر
کچہ لکہدیا پہر تین بار سر پر ہاتہ پہیر کر کہا جا بابا تو کبیشر ہوگیا اوسی وقت سی ذہن کی
تیزی حافظی کی قوت ایک سی ہزار ہوگئی بعد چند روز کی پنجاب جاکر مہاراجہ
رنجیت سنگہ کی سرکار مین نوکر ہوی پانچ روپی روز مقرر ہوی جب رنجیت سنگہ نی
اس جہان سی کوچ کیا مہاراجہ شیر سنگہ کی پاس رہی جاگیر پائی اور یہ امر حاصل کی
کہ مہاراج کی سامنی اونکی خاص عزیزونکی ساتہ برابر کرسی پر بیٹہتی تہی جب راجہ
شیر سنگہ مارے گئی گوال رای اپنی وطن کو آی اور مرفہ الحال بسر کرتی رہی صاحبزادہ
امداد اللہ خان تاب جنکا ذکر حرف تای قرشت مین گذرا انکی شاگرد تہی ایک زمانی مین
صاحبزادہ موصوف متہرا گئی ہوی تہی کہ اونکی خلف اکبر صاحبزادہ سعید اللہ خان اطلم
اپنی والد کی پاس گئی گوال رای سی ملاقات ہوئی صاحبزادہ سعید اللہ خان نی
اوسی معرفت سابقہ کی اعتبار سی نواب فردوس مکان طاب ثراہ کی حضور مین
انکا ذکر کیا نواب ممدوح نی اونکی معرفت انکو بلایا بحکم مہمان نوازی مدارات سی

مورد عنایت فرمایا نوکری اونہون نی منظور نہ کی سات مہینی کی بعد رخصت
ہوی جب بندگان عالی دام اقبالہ نی صدر ریاست پر جلوس فرمایا دور جمعیت
ارباب کمال آیا پہر گوال رای کو طلب فرمایا ہرچند ضعیف مبصارت سی جو مبلغ نقل و حرکت کا
باقی تہا مگر شہرہ قدر افزای بندگان حضور کا جو سنا بلا تامل آی اور قدردانی کی
ہوی اونہای سرور دی شاہی سرفراز فرمایا ایک سال نو مہینی یہ تعلق رہا
پینسٹہ برس کی عمر تہی کہ جمادی الاول کی نوین تاریخ بارہ سو چوراسی ہجری مین راہی ملک
عدم ہوی چودہ پوتہیان بڑی بڑی اونکی تالیف ہین جنہین جملہ اقسام شعر مندرج
ہین کہتی ہین کہ بعد پدماکر کی کہ گوالیار مین ایک بڑا کبیشر گذرا ہی گوال رای کی سوا
جامع کمالات ایسا دوسرا نہین ہوا چند کبت اونکی بطور نمونہ درج تذکرہ ہوی

کبت در تعریف سرما

بار یان محل کی نہ ہلکی بندی ہین جہان راس پر تنکی انگیٹہیان انل کی
باتین سوم ہنکی سیج مخمل کی جو پیالیان انگی چنگیرین ہین نقل کی
گوال کب تنکی تیجی ہی لنگ سیہون سیم ہنکی پر ہیا ہین جہلا جہل کی
بیرت لگی کہی کو بات کل کی سنبالی ہیت جنکی دوسالی مین اوجہل کی

شرح باریان کہڑکیان محل کی نہ ہلکی بندی ہین یعنی خوب چست اور مضبوط بند ہین
جہان جس جگہ راس ڈہیر پر تنکی خوشبو کی انگیٹہیان انل کی آگ حاصل یہی
کہ کہڑکیان مضبوط بند ہین اور خوشبو کی ڈہیر ہین اور انگیٹہیون مین آگ دہک
رہی ہی باتین بتیان سوم ہنکی اچہی سوم کی سیج مخمل کی عمدہ سیج مخمل کی جو پیالیان
انل کی انل شراب چنگیرین ہین نقل کی نقل کی چنگیرین ہین یعنی اچہی سوم کے
بتیان روشن ہین اور نفیس مخمل کی بچہونے بچہے ہین اور پیالیون مین شراب
بہری ہی اور چنگیرون مین نقل ہین گوال کب نام شاعر تنکی عورتین ہین کی

سچی سی کنک بلکی سچی اندر کی رانی کو کہتی ہین لنک یعنی کمر اور بل یعنی قوت کی ہی یعنی
اندر کی رانی کی مانند کمر کی قوی سپہول سم ہلکی نازک پہول کی مانند ہلکی یہ دوسری
صفت ہی عورت کی پربہا مین روشنی مین جہلا جہل کی خوب چمک دمک حاصل
یہ ہی کہ گوال کب کہتا ہی کہ عورت تو زمین کی ہی مگر اندر کی رانی کی مانند کہ وہ عورت
ہی آسمان کی کمر کی قوی ہی اور پہول کی مانند سبک ہی اور اوسکی چمک دمک سی
روشنی ہو رہی ہی بپریت اصطلاح مین ہنگام وصل جب عورت مرد کی اوپر ہو
تو اوسکو بپریت کہتی ہین للکی چاہت کی کہی کو بات کل کی یعنی کل کی بات کون کہی
یہ حال تہا کہ سبالی جب جہلکی اچہی بالی جو کانو مین پڑی تہی وہ جہلک رہی تہی
دوسالی مین اوجہلکی اور دوشالی کی اندر سی حرکت نمایان تہی حاصل معنی یہ ہین کہ
کہ عورت جو مست ہو کر بالای مرد سہ گرم اختلاط ہوئی تو اس مزی کی بات کون بیان
کری اور کیونکر کہی کہ اوسکی کان کی بالی اس حرکت مین کس خوبصورتی سی اوچہلتی تہی
اور دوشالی کی اندر جو وہ حرکت کرتی تہی اوسکی کیفیت کون کہہ سکی

کبت دربیان شدت سرما

کنیان کی بہیٹوا اہوت پوت مجبوت تہاپا ہی آہوت دہوت پن مین آریو رہی
بادہ بادہ دیت ہی سماذ داور ذہ ریتن کی رنگن اگاذہ آذہ بیاذہن ہبہ پوری
گوال کب کہی پرذ ہرگا اپرذ ہر تہرتہر کانپی توہوینک نہ ذریو زہنی
انیسو سینت پر بل نرکہ رب ڈرگرہتہ پر ذہاہنی ذہنن لگر پر یو رہی

شرح کنیان کی کنیان ہندی مین برج سنبلہ کو کہتی ہین بہیٹو ہوا ہی اہوت نا سندی
پوت بیٹا مجبوت مضبوط تہاڑا یعنی کنیان جو برج سنبلہ ہی اوسکی ایک لڑکا
ہوا ہی بڑا مضبوط کہ عبارت ہی جاڑی سی کیونکہ جب اس برج مین آفتاب آتا ہی
تب جاڑی کا ظہور ہوتا ہی تو شاعر نی جاڑی کو سنبلہ کا بیٹا کہا اور اوسکی کیفیت

اور حقیقت بیان کرنا شروع کی کہ وہ لڑکا بڑا زبردست پیدا ہوا ابل ہی فوت ہے
ہوت عجیب دھوت پن مین شہد پن مین اریو رہی اڑار ہتا ہی یعنی وہ لڑکا ہی
شرارت سی باز نہین آتا ہی بادہ بادہ توڑتوڑ دیت ہی دیتا ہی سمادہ دھیان اور تصو
اور وہ ریتین کی اور وہ ریتین بڑی وہ جوگی جو ریاضت مین آٹھ پہر مشغول رہا
کرتی ہین اور دھیان جمای رہتی ہین یہ لڑکا اونکی دھیان توڑ توڑ دیتا ہی رنگین
مفلس اگاوہ بہت آوہ دل کی بیماری بیاد ہن بیادہ جسم کی بیماری بھر پور رہے
بھر دیتا ہی یعنی اور یہ لڑکا کیا کرتا ہی مفلس اور غریب کو بیماری ظاہری اور باطنی
سی بھر دیتا ہی یعنی نہ دل اوسکا قابو مین رہتا ہی نہ ہاتھ پاون اختیار مین
رہتی ہین گوال گب نام شاعر کا کہی کہتا ہی پردھر پرند کا کیا ایہ دھہ چار پای
تھر تھر کانپی ہتہ ہتہ کانپتی ہین تو ہوت بی نہ نک ذرا نہ ڈیو رہی نہین ڈرتا ہی
یعنی باوجو دیکہ پرند اور چار پای سب کانپ رہی ہین مگر یہ لڑکا ذرا ہی خوف نہین
رکھتا ہی ایسوا ایسیت جاڑا پربل زبردست نرگہ دیکہ کی رب آفتاب ڈر کر
ہر برجلدی سی کہبہ اکر دہای دوڑ کر دہن عورت کی مکر فریب مین پر یو رہی
پڑا ہی حاصل یہ ہی کہ ایسی زبردست جاڑی کو دیکھکر آفتاب ہی خائف وترسان
دوڑ کر عورت کی فریب مین پڑ گیا ہی اور یہ اشارہ ہی اس بات کی طرف
کہ دہن اور مکر دونون برج ہین جنکو قوس اور جدی کہتی ہین جب آفتاب
ان برجون مین ہوتا ہی تو جاڑا جوشش پہ ہوا کرتا ہی اور دن بہت چھوٹا ہو جاتا ہی
کہ آفتاب طلوع کر کی جلد غروب ہوا کرتا ہی تو یہ جلدی سی غروب ہونا
آفتاب کا گویا جاڑی کی خوف سی ہی اور چونکہ دہن یعنی عورت کی اور مکر یعنی
فریب کی بہی ہی تو اوسکو شاعر نی یون تعبیر کیا کہ آفتاب عورت کی فریب مین
پڑ گیا ہی یعنی وہ اوسی کو غنیمت جانتا ہی تاکہ سردی سی محفوظ رہی

کبت دربیان شدت گرما

پُورَن پرچنڈ مارتنڈ کی مَیُوکھین تِنڈ جارِن برہمنڈ انڈ ڈارین نَنگہ دھ ہے
لُوہین تَن چھوین بن ڈہوین کی اَگن تاہین جوین سِنید بَند ڈہون ڈہارین اَنسر ہے
گوال کب جیٹھہ ماس کی جلاکن تہین پیاس کی سلاکن تہین ایسی جِت ار ہے
کنڈ پین کوپ پین سر پین ندپین سمندہ پین ہیم پین پونو ڈلے کر ہے

شرح پورن پرچنڈ مارتنڈ کی میوکھین سنڈ جارن برہمنڈ پورن یعنی معمور پرچنڈ
تیزی مارتنڈ آفتاب میوکھین شعاعین سنڈ بکثرت جارین جلاتی ہین برہمنڈ یعنی
زمین و آسمان و ما فیہا کو حاصل یہ کہ تیزی مین بھری ہوی آفتاب کی شعاعین
بکثرت جلای دیتی ہین تمام عالم کو انڈ ڈارین نَنگہ دھ ہے انڈ بمعنی بیضہ و ڈارین بمعنی الیز
ہین ننگہ دھ ہے کنایہ ہے چیلون سی یعنی گرمی کی شدت سی چیلین انڈا چہوڑتی ہین
لوہین تن چہوین گرم ہوا ئین بدن کو چہوتی ہین بن ڈہوین کی اگن گویا آتش بید ڈوہین
تاہین جوین سید بند او ہمین سی ٹپکتی ہین پسینی کی بوندین ڈہون ڈہارین انسرتی
بدن کی دونون طرف یعنی راست و چپ سی جاری ہوتی ہین گوال کب جیٹھہ
جیٹھہ ماس کی جلاکن ہین ای گوال کب بڑی جیٹھہ کی مہینی کی گرمی سی پیاس کے
سلاکن ہین پیاس کی شدت سی ایسی جت ارتی یہ جی چاہتا ہی کنڈ پین حوض
پی لین کوپ پین کنوین پی لین سر پین تالاب پی لین ند پین دریا پی جائین سمندہ پین
سمندر پی جائین ہیم پین برف پین پونو ڈلی کر پی ہی چلی جائین

کبت در شوق مہکتی

چھیتی جات تاری پتی اول انگور ہوین منہہ کی منداون ڈہنگ ننگ ہساری لی
مہر لوکا لوک کی لگاتی کی بہتی بہرون بہا نکی اگن دس تار تار بہار تی لے
گوال کب نہوم بستگا مین کھینچون سر اگرم ہونون دیون برف تجپاری لے

سر بہرون کوب بہرون دیرگ دریا و بہرون چندر مانگی پیالی سون پیون سنگ پیاری کی
شرح جیتنی جیتنی جگ عالم مین تارہی ستاری دی تی اوتنی اول صاف انگور ہوین
انگور ہوین تیہہ کی بناون آسمان کی بناون دیگ یعنی خاص یکیک ہسیاری کی
جلدی ہوشیاری کر کی سیر لوکالوک کی لگای کی بہٹی میر اوس پہاڑ کو کہتی ہین کہ وہ
زمین سی آسمان تک محیط ہی اور لوکالوک اوس پہاڑ کو کہتی ہین جو گرد عالم کی ہی
یعنی ان دونون پہاڑونکی کی بہٹی لگاکی بہرون بہانگی اگن بہان آفتاب اگن اگ
یعنی اوس بہٹی مین آفتاب کی آگ بہرون سسمار کہکشان کی نار بہاری کی نار
یعنی نال یہ کنایہ ہی اوس نال سی جو بہکی مین لگاتی ہین گوال کب نام شاعر کا بہوم
زمین بہکا مین بہپکا اوس ظرف کو کہتی ہین جسمین شراب کہنچتی ہی کہنچون سرا
تند طرب گرم ہنون دیون گرم ہوئی دون برف پچاری لی یعنی برف کی پچاری دی دیکر
زمین کی بہکی مین تند شراب کہینچون سر بہرون تالاب بہرون کوب بہرون کہرون
بہرون دیرگ دریا و بہرون بڑی بڑی دریا بہرون چندر مانگی پیالی سون پیون جا
پیالی مین وہ شراب پیون سنگ پیاری لی معشوق کو سات لیکر

در تعریف نی

دیہن سی بالا دیپ مالا مین دیہن ہین رات کہی ہی دکہیا جنین بری ہین کہ بری
تاہی سمی تیتی بر دی کا کچب کیوا کی کہون نند ہونی یہ کہال کرے دین
گوال کب گوپن کی گاون ہنس تا ہین پہونکی تینی بتی مین اگ پہونک دہری ہین
چونک پرین چک پرین تنک پرین جک پرین بک پرین تہنک پرین مور چہت پرین
شرح دیہن سی چراغ کی مانند بالا عورتین دیپ مالا مین چراغونکی روشنی مین
واضح ہو کہ گوبردہن ایک پہاڑ ہی متہرا سی چہ کوس کی فاصلی پر وہان
کنہیا کی وقت سی ہرسال دوالی کی رات کو میلا ہوتا ہی اور سیکڑون من گہی جلتا ہی

اور تمام رات بڑی روشنی ہوتی ہی اوس روشنی کو ہندی زبان مین دیپ مالا
کہتی ہین دمین ہین رات چمک رہی تہین رات کو کہی ہی کہتی تہی دکہیا دیکہنی والی
جہنین جنکو نری ہین عورتین ہین کہ پری ہین کہ پریان ہین یعنی چراغون مین جو عورتین
شمع کی مانند رات کو چمک رہی تہین جنکو دیکہنی والی دیکہ کی یہ دہوکا کہاتی ہی
کہ یارب یہ عورتین انسان ہین یا پریان ہین تا ہی ہمی اوسیوقت مین ٹہیٹی تونی
نزدیکی آای برجسم یہ کنایہ ہی کنہیا سی کا تعجب کیو کیا غضب کیا آسکے کہون
پہلی کہبی نند ہوتی نند نام ہی کنہیا کی باپ کا یعنی کہبی نند نی بہی یہ کچال کری ہین
ایسی کہوٹی چالین کی ہین یعنی ایسی بدروشی تیری بزرگون سی بہی کبہی ہوتی ہی اب
اوس چال کا بیان کرتا ہی کوالکب تخلص شاعر گوپن کی گاون ہنس تا مین عورتونکی
گاتی اور ہنسنی کی وقت پہونکی مین ہنسی پہونک دی توتی بانسلی مین آگ پہونک
دہری ہین یا کام دیو کی آگ اوسمین پہونک دی ہی یعنی ایسی وقت مین توتی بانسلی
بجائی یا بانسلی مین آگ بہر کر پہونک دی جس سی یہ حال ہوگیا کہ چونک پڑین چونک
پڑین یعنی کچہ عورتین چونک گئین کہ یہ کس غضب کی آواز آئی جاک پڑین کچہ متحیر ہوگئین
تک پڑین کچہ دیکہ کر گر پڑین جاک پڑین بیہوش ہوگئین تک پڑین کچہ بدحواس
ہوکر بجنی لگین تہاک پڑین کچہ تہک گئین یعنی بیحس وحرکت ہوگئین چوٹ جہپٹ پڑی ہین
کچہ غش کہا کر گر پڑی ہین حاصل یہ ہی کہ بانسلی کی آواز سنتی ہی سب کا حال متغیر ہوگیا

کبت در تعریف نی

اور طہ جبنی متی پران کی ہیتا موت بنسی کی گرہ ہی کی کہو جاتی نہ انہہ ہی
سنتی ہی انیک شنک رُوم رُوم تج جای جوم جاز ڈاری ہاری بیکلی گہمہ ہی
گوال کب لال تو سُون جو رکر تو جہت ہون ساخ کہند کچہ جو بی سو بہ مہہ ہی
بانس مین کہ بنیدہ مین کہ ہونٹہ مین کہ ہونٹ مین کہ انگری کی داب مین کہ دہمن مین جہر ہی

شرح اور بکہ یعنی زہر جتنی جتنی ہین لیتی اوتنی پر ان کی جان کی ہر یا ہوت لینی والی
ہوتی ہین یعنی کی بانسلی کی گرہ ہی کی نکلی ہوی زہر کی کبھو کبھی جاتی نہ لہر ہی
لہر ہین جاتی ہی یعنی اور زہر عالم مین سب جان لینی والی ہین کہ جس پر اونکا اثر ہوا
مار ڈالا مگر بانسلی سی جو زہر نکلا ہی یعنی اوسکی آواز ایسا زہر ہی کہ اوسکی لہر
یعنی کیفیت اور تاثیر دلسی کبھی نہین جاتی سنتی ہی سبھی ظاہر ہین ایک
سنگ دفعۃ روم روم روئین رو مین مین رچ جاتی پھیل جاتی جو جم یعنی زعم
پندار جار ڈار ہی جلا ڈالی یا رہی ڈالی نکلی بھیدا رہی گہرہی سخت یعنی بسی کی
سا ہی روئین روئین مین اثر اوس زہر کا پھیل جاتا ہی پندار اور خودداری کو
جلا ڈالتا ہی اور سخت بھیدار کر دیتا ہی کوال کب نام شاعر لال معشوق
یعنی ای معشوق تو سون تجھسی جوڑ کر ہاتھ جوڑ کر پوچھت ہون پوچھتا ہون سانچ
سچ کہدے بچو جو پی سو پر ہیر ہی موپر مجھپر مہر لطف یعنی ای معشوق مین ہاتھ
جوڑ کر پوچھتا ہون سچ بتا دی اگر مجھپر نگاہ لطف ہی کہ بانس مین یعنی سرنے مین
کہ ہیندہ مین یا سوراخ نی مین کہ ہونٹہ مین یا لبون مین کہ پھونک مین یا دم مین
کہ انگری کی داب مین یا انگلی کی دباؤ مین کہ دہن مین یا راگ مین جہر ہی زہر ہی
یعنی ان سب چیزون مین سی کس چیز مین یہ زہر ہی جسکا ایسا اثر ہی

کبت در تعریف نی

گود ہین کی پوچھی کو گوپی جو کہا ہی بات سُنیئین چہا گن ہین بہار ہیر کی کہین جات سر کی
پانی جنیب جہا نجھن کی ہوت جھنکارین جیسی بنسی کا گکارین گسنت پرنت پنچ گیند کی
کوال کب تینون ہی کان بانسری بجا ہی مین بنسیری اُو ماشہ چلی نماک انک ہیر کی
پھر ہرین جہتر ہرین بہر ہرین گر ہرین اونچی ہرین نیچی ہرین نیچی ہرین رگ ہرے کی
شرح گود ہین کی پوچھی کو گود ہین دوالی کی صبح کو کہتی ہین کہ اوس دن عورتین

مٹھائی اور کھانی کی تھال سر پر رکھکر گوبردھن جو ایک پہاڑ ہی متھرا کی پاس
اوسپر چڑھ جاتی ہین اور وہ کھانا اور مٹھائی اوس پہاڑ پر رکھکر پوجا کرتی
ہین تو شاعر کہتا ہی کہ گودھن کی پوجبی کو گوپی عورتین چڑھی ہی جاتی ہتین چڑہی
جاتی ہتین جہا گن ہین تھار بہری کھانی کی چینہ ون سی تھال بہری کھین جات
بہر کی سر پر رکھی ہوی یعنی عورتین کھانی کی تھال سر پر رکھی ہوی گوبردہن
پہاڑ پر گودہن کی پوجبی کو چڑھی جاتی ہتین پاہی جیب جہانجھن کی پازیب اور
جہانجھن کی ہوتی ہوتی ہتین جھنکارین آوازین جیسی جس طرح کی تیسی ویسی ہی کلکارین
آوازین گیت راگ تہین محبت بیچ کثرت گھر کی ایک جا ہو کی یعنی پانون کی زیورون کی
جیسی آوازین نکلتی ہتین ویسی ہی آوازین محبت کی راگ کی بہی پیدا ہوتی ہتین کہ
ایک جا اور باہم ملکر بکثرت گاتی ہتین گوال کب نام شاعر ہیون ہی اوس وقت
کان کنہیائی بانسری بانسلی بجائی سنی ظاہر ہین سن سنکر انسری آنسو
اومگ چلی امنڈ چلی انگ انگ عضو عضو تہر تہراکی یعنی ای گوال کب
اوسیدم جو کنہیائی بانسلی بجائی تو اوسکی سنتی ہی سب کی آنسو امنڈ آئی
اور عضو عضو مین تہرتہری پڑگئی اور یہ حال ہوا کہ پہر پرین کچہ اولٹ پڑین چہرپرین
کچہ ایک دوسری سی الگ ہوگئین بہر پرین کچہ آپس مین ملگئین اور سمٹ کر
ایک جگہ ہوگئین گرپرین کچہ گرگئین اوچی پرین کچہ پہاڑ کی اوپر گر کر بیہوش ہوگئین
بیچی پرین کچہ بیچ ہی مین ازخود رفتہ ہوکر رہگئین نیچی پرین کچہ آکر نیچی گرین گرکے
پہاڑ کی یعنی بانسلی کی آواز نی سب کو ایسا ازخود رفتہ کردیا کہ پہاڑ کی اوپر اور نیچی
اور بیچ مین سب بیخود ہوکر رہگئین

کبت در بیان گرجنے ابر

پیاری آو چہات پی پہار نئی گونک اہی گہن کی گہنا ٹرن گہابی نہہ مین نہ ٹہورہین

ٹیڑھی سوندھی گول اوچو کھونٹی یہ کون باری گھاٹی لگی کھلی سندھی گرین دورادور ہین
گوال کب کاری دھوری دھمراری دھوراری دھر باری برسای جھکی طوراطور ہین
یہ آئین وہ آئین یہ گئین وہ گئین اور یہ آئین اوہی آوت دی اور ہین
شرح پیاری اوجھات پی ای پیاری کوٹھی پر آونہار دیکھ نی کوتاک ای نئی ہے
تماشی گھن کی گھٹائین گھمنگ گھور گھٹاؤن سی گھاٹی خالی نہیہ ہین آسمان ہین یہ ٹھور
ہین جگہ ہنین ہی یعنی ایسی امنڈ امنڈ کی گھٹائین آئی ہین کہ آسمان پر جگہ خالی نہین
رہی ہی ٹیڑھی کج سوندھی سیدھی گول مدور اوچو کھونٹی او مربع یہ کون باری بہت سے
گوشون والی گھاٹی خالی یعنی پی اب لگی بھری ہوئی یعنی لبریز آب کھلی ظاہر
سندی جیسی کرین دوراد ور ہین چکر لگا رہی ہین گوال کب تخلص شاعر کاری
سیاہ دھوری سفید دھمراری دھوان دھار دھوراری سفیدی مائل دھر باری
برسنی کی آثار دکھائی والی برساری برسنی والی جھکی طوراطور ہین طرح طرح کے
گھٹائین چھائی ہوئی ہین یہ آئین وہ آئین یہ گئین وہ گئین یہ آئین وہ آئین ادھر گئین
اودھر گئین اور یہ آئین اوہی آوت وی اور ہین یعنی طرح طرح کی بادل جوش مین
ہین اور امنڈی چلی آتی ہین ای معشوق تو بھی چھت پر آکی تماشا دیکھ

کبت در تعریف غازہ کشیدن معشوق

جگاجوت جیسی شمعدان کی چاردوار تیوہی جواھر کو ہوی رہو اوجاسا ہی
پیاروگر ہل جھونا پی پراجی بال لال لگ رہی جو ہنسار ہی تازہ آساہی
گوال کب آب جھاہی وہ ایک بار شوخ کمار جھیو موتی ہباب بہاسا ہی
اوچند بیچ مین سی چہرہ چمکاؤ نیچ ہمیشہ جسبہ گیہو یہ عجب تماشا ہی
شرح جگاجوت جیسی شمعدان کی چاردوار روشنی جس طرح شمعدانو کی
چاردن طرف ہی تیوہی جواھر کو ہوی رہو ادجا سا ہی ادسی طرح

جواهر کی روشنی ہو رہی ہی یعنی محبوبہ جو جواہر پہنی ہی اوسکی چمک ایسی ہو رہی ہی
جیسی شمعوں کی چار طرف روشنی ہی بیار دگر انکا کھانا کھائی عل بچھونا پی سیند بستر پر راجی بال بیٹھی ہی
محبوبہ لال ای کنہیا لگ رہی ہی جو تماری نین رہی جو تماری تاہ اوسکو آسا ہی
امید ہی یعنی تماری آنی کی جو امید اوسی بندہ رہی ہی اور انتظار مین بستر پر
رات کا کھانا کھا کر بیٹھی ہی گوال کب تخلص شاعر اب جمہای وہ ایک بار اِ
اوسنی ایکبار جماہی لی سمو سکہ یار سنو ای کنہیا جیسو موی بہاب بہا سا ہی جیسا مضمون مجھی
سوجھا ہی یعنی ای کنہیا مینی جو اوسکو جماہی لیتی دیکھا تو مجھی یہ مضمون سوجھا ہی
مانو چند بیچ مین سی پہٹ گویا چاند بیچ سی شق ہو کی چمکائی بیچ چمکا کی بجلی پھیر جرگیو
پھر جر گیا یہ عجب تماسا ہی یہ عجب تماشا ہی یعنی اوسنی جو جماہی لی تو یہ معلوم
ہوا کہ چاند بیچ سی شق ہو گیا اور اوسمین سی بجلی چمکی یہ دانتوں کی چمک سی کنایہ ہے
اور پھر دونوں ٹکڑی چاند کی آپس مین ملگئی یہ عجب سیر اور طرفہ تماشا ہے
یہ بات دوتی یعنی دلالہ کنہیا سی کہہ رہی ہی اور معشوقہ کا حسن اور انتظار بیان
کرکی آمادہ وصل کرتی ہی

کبت در حسن عروس

کمول مکہ دلہی کو نند نی بجنک سانہی جو بہی کو جتنی کو جر نو جوٹ بیسا ہے
سا تہنی تین دا ہنی بین بائین تین بلو کین سب بیچ مکہ دینی بی ۔ واکو نکہ دونا ہی
گوال کب آپس بین مان کی اچمبو کہین جا بی کو طلسمات کو بی بکہ بیسا ہے
ایسی جای جا ی پھر آبین نو چہین سا سل بین سیسا کی ہو ہی کہ ہو کو مینو بیسا ہے
شرح کمول مکہ سنہ کو کمول کی دلہی کو دولہن کو نندنی بجنک بیٹھی نند یعنی اوسکی
شوہر کی بہن اپنی پاس لیکی بیٹھی جو بہی کو دیکھنی کو جتنی کو دولہن کی جبر یہ
بک جا ہوی جوش گروہ بیسا ہی بہت ہین یعنی جب دولہن کو اوسکی نند

اپنی پاس لیکر بیٹھی تو اوسکی دیکھنی کو بہت سی گروہ عورتون کی جمع ہوکر سامنی تین
سامنے سے داہنے تین داہنے سے بائین تین بائین سے ہوکین
سب دیکھتے ہین سب کچھ مگر اپنا منہ دیکھے دکھائی دیتا ہے
تنے نہ واکو مگر نہین منہ اوس کا دیا ہے دکھائی
دیتا ہی یعنی سب عورتین چار طرف سی جمع ہوکر جو دولہن کا منہ دیکھنا چاہتی ہین تو
اوسکا منہ کسیکو دکھائی نہین دیتا بلکہ جو دیکھتا ہی اوسی اپنا ہی منہ نظر آتا ہی
گوال کب نام مشاعرہ آپسمین مان کی اچنبو باہم تعجب کر کی کہتی ہین جانی
کون جانی طلسمات کونی یہ طلسمات کسنی بخشیا ہی بخشا ہی یعنی سب باہم متعجب ہوکر
کہتی ہین کہ خدا جانی یہ طلسم اس عورت کو کسنی عطا کیا ہی کہ اوسکی صورت
نظر نہین آتی ہی اور سبکو اپنا منہ اوسکی منہ مین دکھائی دیتا ہی ایسی جای جای
پھر آتی ہین اسی طرح جا جا کی پہ آتی ہین پوچھین ساسل تین پوچھتی ہین ساس کی
سیا کی بہو ہی یہ بہو تیری شیشی کی ہی کہ بہو کو بینو سیا ہی کہ بہو کا شیشا بنا ہی
یعنی سب حیران ہوکر اوسکی ساس سی پوچھتی ہین کہ تیری بہو شیشی کی ہی یا شیشا
تیری بہو کا بنا ہی

کبت در کیفیت رنگ بازی بتقریب ہولی

چاہین کر آو زری تاش کی لباس چاہین سادی باس دہار درنگ ڈارہین پی وارہین
چاہین جای کنس پی پکار دیا پکار وست تہا گن کی گارین تو گارہین پی گارہین
گوال کب چاہی بھلی مانو یا نمانو من ہی نہ برسا تو آنگی پھار ہین پی پھار ہین
بہو گمت چرو کین جہاک جہاکی ہوا نو کین جو کہین دہوکین دی گلال مٹھی مار ہین پی مار ہین
شرح چاہین کر آو چاہو ہین آو زری تاس کی لباس زرتار پوشاک چاہین سادی
باس دہار د چاہو سادی کپڑی پہنو رنگ ڈارہین پی ڈارہین رنگ ڈالدیگی

پر ڈالیں گی یعنی تم چاہو زرتار پوشاک پہنو چاہو سادی لیکن ہم تمپر رنگ ضرور
ہے ڈالیں گے چاہین جای کنس پی پکار و چاہو جا کر کنس کی پاس کہ نام راجہ کا ہے
پکارو یعنی فریاد کرو یا پکار و ست یعنی چاہو نہ فریاد کرو پھاگن کی گارن تو گاوہی ہمین
پی گا رہین پھاگن یعنی ہولی کی گالیان تو دین گی پر دین گی یعنی بہر حال تم چاہو کہ گالیان
نہ پڑین اور پھاگ نہ کھیلا جای یہ ہنوگا ہم ضرور گالیان دین گی گوال کب
چاہی بھلی مانو یا نہ مانو من ای گوال کب چاہی تمکو اچھا معلوم ہو یا نہ اچھا معلوم ہو
دلین ہی نہ برسانو یہ برسانا نہین برسانا نام ہی اوس مقام کا جہان گوپنین
اور رادھکا رہتی ہین انگی پہار رہین پی پہار رہین انگیا پہاڑین گی پر پہاڑین گے
یعنی ای گوال کب تمہاری دلکو اچھا معلوم ہو یا نہ اچھا معلوم ہو یہ جگہ برسانا
نہین ہی جسکا لحاظ کرین یہان ہم ضرور انگیا پہاڑین گی گھونگھٹ چہرو کین گھونگھٹ کے
چہرو کو نین جھلک جھانکی ہوا تو کین چو کہین جھلک کے جھانکو گی اچھی طرح جسی دہو کین د
گلال مٹھی مار رہین پی مار رہین دہو کی دیکر گلال کی مٹھی مارین گی پر مارین گی یعنی تم جو انوکھی
یعنی نئی اداسی اپنی چہرہ و کی مین منہ ڈالکر جھانکو گی تو ہم ضرور گلال کی مٹھی دہو کی
دیکر مارین گی

گوہر محمد مجتبی خان ولد محمد عبد اللہ خان کہ وہ اس دار الریاست مین اہلکار ہین
مطمح انظار عنایات سرکار ہین انکو ابتدا مین شعر گوئی کا شوق ہوا سخن آوری کا
ذوق ہوا جو دو چار شعر کبھی کبھی وزیر علیخان وزیر کو دکھای اب چھبیس برس کا
سن ہی ابھی مشق قلیل ہین دو بار جس سے مشرف ہوی بالفعل شاعری کا شغلہ نہین ہی
کچھ کلام انکا ایک شعر منتخب موا وہ لکھا گیا

ریختہ

نازنینون سے کے ناز بے اوٹھے		ناتوانی سے ناتوانی ہے

گوہر تخلص لالہ جوالا پرشاد ولد لالہ زور آور سنگھ قوم کایتھ شاگرد شیخ احمد علی احمد انتیس برس کی عمر ہی مدت سی ملازم سرکار دولتمدار ہین فارسی اردو دونون زبانونکا شوق ہی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

فتنہ و حشر و غضب سب تو بھری ہی ظالم	اک مروت ہی تری چشم فسونگر مین نہین
کیا زندگی جو ایسی ہو درد و بلا کی ساتھ	اوچارہ ساز زہر پلادی دوا کی ساتھ

فارسی

بجز جفا و ستم نیست بامنش کاری	بحیرتم کہ باغیار چون وفا دارد

فصل لام

لائق لالہ گنجہاری لال ابن منشی بانکی بہاری لال بہت نیک خو بڑی نیک خصال تیئسوان سال ہی شوق کسب کمال ہی قدیم سی یہی دار الریاستہ وطن ہی شوق ہر علم و فن ہی دس برس کی عمر مین اپنی باپ کی ہمراہ لکھنو گئی لکھنی پڑھنی مین مصروف رہی اب صاحبزادہ محمد حیدر علیخان بہادر کی سرکار مین نوکر ہین قدردانی سی معزز و ممتاز ہین کبھی کبھی کچھ موزون بھی کرتی ہین راقم سی تلمذ ہی یہ اونکا کلام ہی

فارسی

مبارکباد ای دلدادہ دلجوی تو می آید	چراغ خانہ دولت بکوی تو می آید
کوی تو بہشت را ز چشم انداخت	روی تو بہشت را ز چشم انداخت
خوی تو مرا ابرو زنخ انداختہ است	بوی تو بہشت را ز چشم انداخت
نی ساختہ است انجمن را مدہوش	می ساختہ است انجمن را مدہوش
این جملہ غلط اگر ز من می پرسی	وی ساختہ است انجمن را مدہوش

[illegible] لالہ کنور سین ابن لالہ ہر پرشاد چھبیس برس کی عمر ہی مولوی

محمد غیاث الدین صاحب عزت اور مولوی شیخ احمد علی احمد کی فیض تلمذ سی بہرہ یاب ہین یہ اشعار اونکی دیوان سی انتخاب ہین

فارسی

قدش را باسہی شمشاد و طوبی چون دہم نسبت	کہ دائی مثل پیدا کرد آن سرو خرامان را
بسکہ از تیغ جفایت خوردہ بر دل زخمہا	از گلستان ہست کمتر سینۂ افگار ما
از غنیم شکایتی نہ ارزم	دل دشمن جان ماست یار را

لطافت تخلص سید لطافت علی ابن سید ظہور علی چوبیس برس کی عمر ہی فرمایت شعار ہین صاحبزادہ محمد حیدر علیخان بہادر کی سرکار مین کارگزار ہین کبھی کبھی جو شعر کہتی ہین راقم سی اصلاح لیتی ہین یہ اونکا کلام ہی

در نعت

جو حورین ہین کنیزین مصطفی کی	تو غلمان ہین غلامان محمد

لکنت تخلص محمد بشیر خان ولد محمد معصوم خان شاگرد و عم زادہ مستقیم خان وسعت چونکہ زبان مین لکنت تہی اس سبب سی لکنت تخلص کرتی تہی چہیاسٹہ برس کی عمر پائی ماہ ذیحجہ کی تیسری تاریخ بارہ سو ترسٹہ ہجری مین قضا کی یہ شعر اون سی یادگار ہین

ریختہ

فدا جب سی ہوی اوس گلبدن پر	ہزارون ہمنی گل کہای بدن پر
ہمارا دل تہا ہم مالک تہی چاہا دیدیا جسکو	ہمین جو منع کرتی ہین بہلا وہ کون ہوتی ہین

فصل میم

ماہر تخلص غلام محمد خان ولد محمد ناصر خان شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق پچیس برس کی عمر ہوی بارہ سو پچیس ہجری مین رحلت کی دو شعر اوسکی درج تذکرہ ہوی

پانوکی آہٹ مری پہچان کر	سو رہی شب تم دو پٹا تان کر
شمع تک کا ہیکو ہوتا گذر پروانہ	تہی وبال سر پروانہ پر پروانہ

بائل سید عبد الرزاق ولد سید عبد اللہ شاہ بائیس برس کی عمر ہی میر احمد علے رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

دم چاک پیرہن کیون مرا بانہ رد کا تاگ	یہی تہی بہار اسکی کہ یہ تار تار رہوتا

بائل سید قدرت علی ولد سید سعادت علی بائیس برس کی عمر شیخ فضل احمد فضل تخلص سی مشورہ ہی دو شعر اونکی درج تذکرہ ہوی

ریختہ

دست رنگین کو وہ رکہتی ہین مری سینی پر	رنگ لائی کا مرا داغ جگر وصل کی شب
کس سی محرومی قسمت کی شکایت کیجی	شام ہوتی ہی نظر آئی سحر وصل کی شب

مبارک تخلص مبارک شاہجہان ولد انور شاہجہان اکبر شاہجہان فرحت کی شاگرد تہی تریسٹھ برس کی عمر ہوئی بیسوین ذیقعدہ کو بارہ سو بیاسی ہجری مین قضا کی کچہ کلام اونکا ہاتہ آیا اوسمین سی ایک شعر لکہا گیا

ریختہ

آئینہ پانی پانی ہو جس سی	تیری چہرہ کی وہ صفائی ہی

مبارک مبارک شاہجہان ولد شرف شاہ تیس برس کی عمر ہی میان منصور علی سی اصلاح لیتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

نہ خوش ہو سی کی گریبانکا چاک ای ناصح	ابہی ہی زخم جگر کا مری رفو باقی

مجروح مولوی حافظ حمید النبی ولد مولوی حبیب النبی رفعت اپنی بڑی بہائی مولوی

رشید الدین سی کسب کمال کیا دسوین شوال کو بارہ سو اسی ہجری مین انتقال کیا اونکی دو شعر ہین

ریختہ

نور افزای چمن جب وہ رخ روشن ہوا ‖ پتا پتا رشک نخل وادی ایمن ہوا
نالہ آتش فشان لایا لب بام آپ کو ‖ برق خرمن سی چراغ زندگی روشن ہوا

محب میر مجاور علی ابن میر مرتضی بالفعل چالیس برس کی عمر ہی ملازم سرکار دولتمدار ہین نستعلیق خط حاصل کرنی مین میان رحیم اللہ خوشنویس کی شاگرد ہین شعر گوئی مین میر احمد علی رسا سی تلمذ ہی اونکی یہ اشعار ہین

ریختہ

مجھسی خط غیر کو وہ لکھوا تین ‖ یہ بہی لکھا مری مقدر کا
اور روٹھی وہ روٹھنی یہ مری ‖ ہین یہ سمجھا تہا وہ منائین گی
رات بہر خواب مین سویا ہون لپٹ کر تجکو ‖ خوبرو تو ہی دی اس خواب کی تعبیر مجھی
تیری سینی مین لب معشوق اگر ہوتا کوئی ‖ شوق سی بوسی لیا کرتی لب سوفار کی

محب تخلص حکیم عبد الکریم خان ولد مولوی غلام اکبر خان عرف مولوی کلو خان چالیس برس کی عمر ہی بڑی ذی استعداد نہایت نیک نہاد فن طب مین کامل نامی طبیبون مین شامل ہین علوم عربیہ جناب افادت دستگاہ مولوی مفتی محمد سعد اللہ صاحب سی پڑہی شعر گوئی کی طرف جو توجہ ہوئی مولوی شیخ احمد علی احمد کی شاگرد ہوئی ایک شعر اونکا علاوہ لکھا گیا

فارسی

صبا چون بوی زلف عنبرین یار بمن آورد ‖ بگفتم از خطا مشک ختن شاید کہ می آید

محمود تخلص محمود خان ولد حاجی نیک محمد خان بیس برس کی عمر ہی حافظ حسن علیخان

عاجز سی اصلاح لیتی ہین اونکا یہ کلام ہی

ریختہ

ہو جاوگی معدوم نشان بہی نہ ملیگا	ای حضرت دل نام نہ لو اونکی کمر کا
یہ گمان ہوتا ہی مجکو ہی پری شیشی مین بند	دل کی آئینی مین عکس روی روشن دلبر

محنت نام و نشان انکا کچہ معلوم ہوا صرف دو شعر ہاتہ آئی کہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

قبر پر اوسکی چڑہا ہی تو اب ہار کی پہول	آج ای رشک چمن ہین تری بیمار کی پہول
ہمتو بس مرہی گئی ہای ترٹپ کر محنت	دیکہکر کانون مین اوس شوخ طرحدار کی پہول

محو محمد مجتبی خان خلف محمد ضیاخان یاس تخلص جنکا ذکر حرف یای تحتانی مین آئیگا جوان خوش رو خوشخصال نیک خو ہین چالیس برس کی عمر ہی عنفوان شباب مین شعر گوئی کا شوق ہوا شیخ علی بخش بیمار سی مشورہ رہا یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حسرت رہی تڑپنی کی قاتل کی یادوٗنگ	ایسا گرا کہ خاک سی بسمل نہ اوٹہسکا
کیون شب وصل عدو نیند نہ آئی یارب	بخت دشمن تو نہین تہا کہ مین بیدار رہا

محو آغا یوسف علیخان ابن فیض اللہ خان بحرینی انکی جد امجد یوسف خان بحرینی نادر شاہ کی طرف سی کابل مین قلعہ بالا حصار کی حاکم تہی بعد اونکی انکی باپ بہی اوسی منصب پر رہی یہ بزرگ کابل مین پیدا ہوی وہین پرورش پائی شعرگوئی کی طرف جو طبیعت آئی حاجی شکور کابلی عاشق تخلص سی مستفید ہوی اسقدر محنت کی کہ شاگرد رشید ہوی اب مدت سی ہندوستان مین ہین اور اس سرکار مین نواب احمد علیخان بہادر کی عہد سی عہدہ کتابخانی پر ملازم ہوی اجتک بدستور

وظیفہ خوار ہین اب سترہ برس کی عمر ہی یہ اونکی دیوان سی منتخب چند اشعار ہین

فارسی

ترسم نہ دہند داد دلم روز جزا ہم — افتد چو نظر بر رخ خوب تو خدا را

از بہر عیادت سر بالین من زار — ہمراہ رقیب آمدنش کار دگر کرد

حرف وفا و مہر و محبت ز نہ تقصیر — چون بیندم ز دور سخن مختصر کند

خو کن بہ تجبر یار و بدرد و الم بساز — محوی ہمیشہ وصل میسر نمی شود

حرفی بہ ازین در حق او نیست کہ گویم — عاشق مشو د آنکس کہ مرا از تو جدا کرد

تو ندیدی زیبا سوی این حسن ہمہ شب — ہیچو آئینہ برخسار تو حیران بودم

محتاج میر مظہر الدین محمد خلف میر عوض علی صاحب عدیل کیا مرد ذکی تھی جامع صفات مرومی تھی خوشنویسی اور شاعری دونوں مین اپنی والد ماجد کی شاگرد و البتہ مرثیہ و سلام مین میرزا دبیر صاحب سی اصلاح لیتی تھی فن تصویر کشی سی بھی طبیعت کو مناسبت تھی تصویر خوب کھینچتی تھی عہد سلطانی مین ملازم و مصاحب سرکار فیض آثار تھی افسوس ہی کہ عمر نی وفا نہ کی چالیس برس کا سن تھا کہ محرم کی چھبیسوین تاریخ بارہ سو بیاسی ہجری مین اس دار فانی سی رحلت کی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

ہمارا دل ہی گلشن داغہای سوز ہجران کا — ہمین دوزخ سی حاصل ہی تماشا باغ رضوان کا

آنکی قاتل نی قسم پر یہ کہا — آج وعدہ وفا کیا ہمنی

دل نہ پہلو مین سے نہ سینی مین — نہین معلوم کیا کیا ہمنی

ترجیع بند بزبان فارسی

دیدہ دل وا کن و بنگر بہ نیرنگ جہان — ہیشود در دم زمن گاہی ہمین گاہی چنان

ہست این دنیای دون جای تحیر بیگمان — نیست حالش را قراری از مکین و از مکان

بہر کجا استادہ ہی خشت در و دیوار شد	
ہست شرح دفتر احوال صاحب خانہ	

مخلص خلیفہ احمد یار خان ولد محمد یار خان مغفور پچپن برس کی عمر مولوی محمد عنایت الدین صاحب عزت قدس سرہ العزیز کی شاگرد ونمین مشہور ہین یہ شعر اونسی یادگار ہی

در مدح استاد خود بزبان فارسی

پی تحریر شرحی گر قلم را در بنان گیرد	دبیر چرخ را انگشت حیرت در دہان بینی

مرتضیٰ سید محمد مرتضیٰ ابن سید قاری حافظ علی حسن صاحب خوشنویس زبردست میر عوض علی صاحب عدیل کی شاگردون مین تردست ہین فارسی اردو دونون زبانونکا شوق ہی فارسی خواجہ محمد بشیر صاحب کو اردو اس ہیچمیرز کو دکہاتی ہین چالیس برس کی عمر ہی یہ چند شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

اور تکلیف کوئی سخت اوٹہائی ہوتی	اوس ستمگر پہ طبیعت مری آئی ہوتی
ہوگیا تیغ تغافل سی مرا کام تمام	ورنہ برچہی نگہ یار کی کہائی ہوتی

در مدح بندگان حضور پرنور

نسبتش نیست بحاتم کہ خلاف عقل است	آن یہ طی بود سخی این بجہان ہست شہیر
آن خذف این در و آن قطرہ و این بحر محیط	آن بود کافر و این دین ہی را ست ظہیر

مرتضیٰ تخلص مرتضیٰ خان ولد مصطفیٰ خان شیخ احمد علی احمد کی شاگرد ہین چوبیس برس کی عمر ہی نعت شریف کہنی کا شوق ہی یہی مشغلہ ہی یہی ذوق ہی یہ اونکا کلام ہے

نعت بزبان ریختہ

نام پیغمبر نقش ہی دل پر وصف نبی ہی سبکی زبان پر	ورد یہی ہی سب کا برابر صلی اللہ علیہ وسلم

فارسی

غریبم بینوایم خاکسارم یا رسول اللہ ۔۔ فقیرم دردمندم دلفگارم یا رسول اللہ

مرشد حضرت محمد مرشد ابن حضرت محمد ارشد ابن حضرت محمد فرخ ابن خازن الرحمت حضرت محمد سعید ابن حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہم عہد نواب محمد نصر اللہ خان بہادر سلطان مین سرہند سی تشریف لای اور آخر عمر تک یہین رونق افروز رہی طبقۂ اولیا مین آپ کا شمار ہی شاعری دون مرتبہ ذات برکت آثار ہی چوراسی برس کی عمر پائی بارہ سو ایک ہجری مین رحلت فرمائی ایک شعر نتیجہ فکر عالی طلاوہ تبرکا لکھا گیا

فارسی

عشق آنست کز و نام و نشانم باقیست ۔۔ اگرچہ فانی شدہ ام ذکر بیانم باقیست

مرشد سید غلام مرشد بلاسپوری ابن مولوی غلام جیلانی قدس سرہما مولوی سید محمد علی مغفور متوطن ٹونک کی شاگرد رشید ہین کلام انکا قابل دید ہی اٹھائیس برس کی عمر پائی بارہ سو چوراسی ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکا کلام ہی

مخمس در مدح نواب وزیر الدولہ محمد وزیر خان بہادر والی ٹونک

ثریا شل سنبل خوشہ چین ہی اوسکی خرمن کا ۔۔ قبای چرخ اطلس ایک گوشہ اوسکی دامن کا
فروغ ماہ تابان عکس اوسکی روی روشن کا ۔۔ بہار ہشت جنت ایک بوٹا اوسکی گلشن کا

ضیای نور سی اوسکی منور شمس اکبر ہی

مرشد صاحبزادہ غلام مرشد خان خلف صاحبزادہ احمد یار خان افسر صاحب استعداد تہی فارسی دانی مین استاد تہی مولوی نتہو خان کی شاگرد ساٹہ برس کی عمر پائی ماہ ذیحجہ کی ستائیسوین تاریخ بارہ سو پچہتر ہجری مین رحلت فرمائی یہ دو شعر صاحبزادہ اصغر علیخان انکا راونکی برادر حقیقی سی ہاتہ آی کہ وہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

دکہایا عشق نی وہ کعبہ و کنشت مجہی	کہ ایک سا نظر آتا ہی خوب و زشت مجہی
پہر گئی جب سی آنکہ اوس بت کی	ہمسی برگشتہ سب خدائی ہی

مسکین تخلص مولوی غلام قادر ولد مولوی فخر الدین مولوی قدرت اللہ شوق کے شاگرد تہی پچہتر برس کی عمر ہوئی تیرہوین رمضان کو بارہ سو سولہا ہجری مین رحلت کی یہ ایک شعر اونکی ایک عزیز سی ہاتہ آیا وہ درج تذکرہ ہوا

ریختہ

کیونکر نہو سینہ چاک میرا	غنچہ ون سی ملا ہوا کہڑا ہی

مشتاق غلام رسول خان ولد مصاحب جنگ خان ابتدا مین اخوندزادی احمد خان غفلت کو کلام دکہایا جب سی یہ ہیچمدان اس دار الریاستہ مین آیا تب سی جب کبہی کچہ کہتی ہین راقم کو سنا لیتی ہین اب اسی برس کی عمر ہی بصارت مین ضعف آگیا ہی دو شعر اونکی لکہی گئی

ریختہ

خانۂ دل مین کوئی اور نہ مہمان ہوگا	ہان جو ہوگا تو تری تیر کا پیکان ہوگا
کیا نگیر تا بہتا ترا او فلک مینائی	اگر مری خاک کو خشت خم صہبا کرتا

مضطر تخلص مولوی عبد النبی ولد مولوی غلام رسول شیخ صدیقی پچاس برس کی عمر ہی مولوی نصیر الدین خان صابر کی تلمذ سی مورد افتخار ہین ایک قصیدہ مدح بندگان حضور مین اونکا ملا اوسکی یہ اشعار ہین

قصیدہ در مدح بزبان فارسی

مسرت بخش دلہای حزین فصل بہار آمد	زمان انبساط و وقت سیر لالہ زار آمد
غم و رنج از جہان عنقا صفت یکبار پنہان شد	برای خلق وقت عیش و عشرت آشکار آمد
شہ دین دار امیر المومنین کلب علیخان است	کہ ذات اوسراسر رحمت پروردگار آمد

بیک بذلی گدای بینوا را بادشہ کردن — ز کمتر بخشش آن خسرو عالی وقار آمد

مضطر تخلص مولوی غلام حضرت خان ابن غلام جیلانی خان ساٹھ برس کی عمر ہی آغا یوسف علیخان محوی کی شاگرد صاحب دیوان ہین مسودہ اونکی دیوان کا ملا اوس سے انتخاب کر کی یہ کلام لکھا گیا

فارسی

بوصل خویشتن از وعدہ شادم کنی لیکن — نمی آید یقین ہرگز دل امیدوارم را

ای بیوفا نگفتہ تو اعتبار نیست — صد عہد کردۂ و یکی استوار نیست

ہر کہ مجروح شود بخیہ علاجش باشد — خود بگو زخمی انداز ترا چارہ کند

در غم ہجر تو ای شوخ کسی نیست کہ او — دید حال من غمدیدہ و فریاد نکرد

باز میخواہم کہ در فصل بہار ای ہمنشین — تازہ می و لب ہی رنگین را امید کنم

مضطر احمد یار خان ولد محمد سعید خان شاگرد میر ضامن علی جلال پچیس برس کی عمر جوان رعنا ہین صاحب طبع رسا ہین فنون سپاہگری کا بہی شوق ہی شاعری کا بہی ذوق ہی یہ چند شعر اونکی کلام سی انتخاب ہوی

ریختہ

بیخودی عشق اسی کہتی ہین محویت اسی — ہمکو آگاہی نہین اور دم نکل کر رہ گیا

چشم ساقی سی ملی تہی آنکہ مضطر رات کو — مست ہو کر گر چلا تہا پر سنبہلکر رہ گیا

ہوی آثار سحر کی جو عیان ای مضطر — ہچکیان لینی لگا درد جگر وصل کی شب

کیا عشق ہی مجہسی کہ نہ پس مرگ لحد مین — مردیکو ہی چہاتی سی لگا ہی شب فرقت

مظلوم سید جمال شاہ ولد سید قطب شاہ مغفور شاگرد سید رفیع الدرجات نزہت اسّی برس کا سن ہی نہایت مرد مقدس ہین یاد الٰہی کا مشغلہ رات دن ہی گاہ گاہ شعر بہی فرماتی ہین یہ چند شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

کیا بتائیں ہو دوستو اُس دردکا — سانس لینا ہی مجھی دشوار ہی
جس کے رہتے ہے جستجو ہمکو — وہی جانان ہی اور وہی جان ہی

مظہر امداد حسین ولد محمد حسین تحصیل پر سکاسن ہی میر احمد علی رسا سی اصلاح لیتی ہین یہ اونکا شعر ہی

ریختہ

دیکھیے کیا مآل ہو اُس کا — اوٹھنی ھم جا کی اب ملین گی آپ

مظہر شیخ مظہر حق خلف حکیم محمد حسن اجداد انکی فن طب مین کامل ہین یہ خود بہی جوان صالح اہلیت سی عزیز ہر دل ہین مدرسہ عالیہ سرکاری مین شرح سلم تک تحصیل کتب درسیہ کرکی گوالیار گئی وہان اپنی والد کی ذریعہ سی سات برس سیر منشی رہی اب یہین ہین سنتیس برس کی عمر ہی پہلی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہتی اب نواب مرزا خان داغ دہلوی کو کلام دکھاتی ہین یہ چند شعر اپنی جو اونہون نی دیی دہ لکھی جاتی ہین

ریختہ

جلوہ حسن کی سوسی ہی سی کچہ ہتی تخصیص — یا کوئی اور ترا طالب دیدار نہتا
مجھی ہی شوق عرض مدعا کا — خدا جانے مآل کار کیا ہو
پلادے بی طلب ساقی نی مجکو — سخی کا دین و دنیا مین بہلا ہو
تسلی دل کو دون مین یا جگر کو — تری ناوک نی دونون سی خطا کی

معصوم عارف معارف ربانی واقف اسرار پنہانی حضرت شاہ محمد معصوم صاحب سلمہ اللہ الواہب خلف الرشید یگانہ درگاہ صمدیت مقرب بساط احدیت حضرت مولانا محمد عبد الرشید صاحب قدس سرہ العزیز خاندان عالیشان حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد مین انتخاب ہی

گویا آفتاب ہی کوئی ماہتاب ہی چنانچہ حضرت جنکا ذکر خیر یہان منظور ہی ذات بابرکات
اونکی مجمع کمالات سو فور ہی سبحان اللہ حسن صورت حسن معنی پر دال ہی جمال پاک آئینہ
شان جمال ہی انتیس برس کا سن ہی شغل و ذکر کا مشغلہ رات دن ہی ابتدائی عمر سی کسب
کمالات صوری و معنوی کا حوصلہ ہوا قرآن شریف حفظ کرنی کی بعد کتب درسیہ
معقول و منقول پڑہنی کا ولولہ ہوا اپنی والد ماجد اور مولوی محمد عبد الغنی صاحب اور ملا
نواب صاحب سی فارغ التحصیل ہوی پہر راہ سلوک مین قدم رکہا شوق رہبر تہا
سفر دلیل رہا بہت جلد صاحب تکمیل ہوی اپنی جد امجد سی بیعت فرمائی اونسی نعمت سلوک
ہاتہ آئی بعد اونکی انتقال کی اپنی والد ماجد سی کسب دقائق فن طریقت فرمایا خاندان
نقشبندیہ مجددیہ بلکہ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ سب مین مرتبہ خلافت پایا حرمین شریفین
زادہما اللہ شرفا مین اکثر اقامت کا اتفاق ہوتا ہی کبہی کبہی نشر روائح فیض کی واسطی
یہان تشریف لاتی ہین اس زمانی مین یہین رونق افروز ہین مسترشدین
فیض ارشاد سی بہرہ اندوز ہین خاکسار کو بہی زیارت سی شرف ہاتہ آیا اوصاف
حمیدہ آپ کی جیسی سنی تہی اوس سی زیادہ متصف بصفات جمیلہ پایا بڑی مہذب
و متین نہایت ذکی و ذہین متواضع و خلیق خوش بیان و طلیق حق تعالی عمر مین
برکت دی شاعری اگرچہ دون مرتبہ ہی مگر کبہی بطور تفنن فارسی اردو دونون زبانونمین
موزون فرماتی ہین یہ چند شعر تیمنا و تبرکا لکہی جاتی ہین

ریختہ

جنکو رتبہ تو نی اپنی قاتل شہادت کا دیا
ناصحا کنکو ہے خوف محشر
تصور تیری پری رویونکی دیوانہ بنایا ہی
نیا ظلم و ستم کیا یاد آیا

سچ بتا شوخ اسقدر رنگ حنا کیونکر ہوا
اتنے ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
نہ جی لگتا ہی صحرا مین نہ دل لگتا ہی گلشن مین
جو تمنے اغدونون مجہے وفا کی

حال میرا دیکھکر رونی لگے	ناصحون کو بھی نصیحت ہوگئے

فارسی

شکایت چون کنم از غیر ہمدم	کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد

معین مرزا معین الدین حسن خان ابن اشرف الدولہ قدرت اللہ بیگ خان انکی جد اعلی عہد شاہ عالم مین بخارا سی دہلی آی جب سی وہین بود و باش ہی اس عہد راحت مہد مین یہین رہتی ہین کہ سرکار فیض آثار مین بحکم قدردانی تعلق معاش ہی ابتدای عمر مین فنون سپاہگری کا شوق ہوا پہر علم طب کا ذوق ہوا مرزا زین العابدین خان عارف دہلوی کی فیض صحبت سی شعر کی طرف توجہ رہی جب سی وہ صحبت برہم ہوئی یہ شغل چہوٹ گیا کبہی کبہی تاریخ گوئی کا اتفاق ہوتا ہی ساٹہ برس کی عمر ہی آدمی نہایت سنجیدہ و متین ہین بہت ذکی و ذہین ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

خزان نے باغ ہستی کو مٹایا	چلے روتے ہوئے بلبل چمن سے
شور محشر کا یون ہے غوغا ہی	ایک دن رے دو دو پکاری ہے
بیخودی لبکہ ستاتی ہی معین فرقت مین	جذبہ دل سی ہی امید اثر ٹوٹ گئی

مغلوب سید افتخار الدین ولد سید کفایت اللہ میرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی اور میر احمد علی رسا دونون سی تلمذ تہا اٹہائیس برس کی عمر ہوئی بارہ سو اکانوی ہجری مین قضا کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کونسی نازکا مغلوب ہی بسمل قاتل	جسکی ہچکی مین بہی آواز ہی قاتل قاتل
ایک مغلوب کا جہگڑا تہا سو وہ مرہی گیا	جس سی جی چاہی ترا اوس سی تو اب مل قاتل
کسکی عارض کا تصور دل نادان ہی مجہی	آئینہ کسنی دکہایا ہی کہ حیرانی ہے

تم اگر ایک ہو صورت مین تو وہ الفت مین	تم جو یکتا ہو تو مغلوب ہی لاثانی ہی

معموم تخلص علی محمد خان عرف کلن خان ولد غالب علیخان مرحوم بخشی سردار خان کی اولاد مین ہین پچاس برس کی عمر ہی موروثی تنخواہ سرکار دولتمدار ہین دو ایک غزلین راقم کو بہی دکہائی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

بی نقاب آج جو رخسار تمہارا چمکا	مین یہ سمجہا کہ مقدر کا ستارا چمکا
سوزش فرقت سی ایسی جلتی ہین آنکہین مری	جو گرا اشک آنکہ سی دامن پہ انگہر ہو گیا
ہوا جن ہمسفر وونکی لیی دل جلکی خاک سیہ	وہ اب میری غبار راہ ہی دامن جہٹکتی ہین

قطعہ فارسی

گفتم آن شوخ را کہ ای بد عہد	با من با وفا جفا کاری
گفت خاموش بیش ازین مخروش	دعوی عشق و شکوہ یاری

مفتون تخلص صاحبزادہ فصیح اللہ خان خلف نواب نصر اللہ خان بہادر متخلص بہ سلطان ستر برس کی عمر ہوئی ربیع الاولی کی ستائیسوین تاریخ بارہ سو اناسی ہجری مین قضا کی تذکرہ مصحفی مرحوم مین لکہا ہی کہ یہ صاحبزادہ اخوندزادہ احمد خان عظمت کی شاگرد تہی لکہنو مین کبہی میر صدر الدین کو اور کبہی مجکو بہی کلام دکہایا ہی اونکا وہ کلام لکہا جاتا ہی جو ہاتہ آیا ہی

ریختہ

جب کہا دل نی یہ دیوانہ ہوا مین کیا کرون	یون لگی کہنی مری جانی بلا مین کیا کرون
عشاق کی شبخون کا اراوہ ہی کہ مفتون	کسی پہ لکہوٹا ہی جمایا ہی کسی نی

مفتون سید احمد شاہ ولد میان سید شاہ نواب مرزا خان داغ دہلوی کی شاگرد تہی چہبیس برس کی عمر ہوئی ساتوین شعبان کو بارہ سو اوناسی ہجری مین

رحلت کی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

تری خرام سی برپا ہی شور و شر کیسا — اوٹھا ہی فتنہ قیامت سی پیشتر کیسا

تری تو برش تیغ نگہ کا کیا کہنا — ہمین تو دیکہ کہ رکہتی ہین ہم جگر کیسا

ابہی وہ سنکی مرا حال بدحواس ہوا — لکہی گا یار سے کیا نامہ بر نہین معلوم

مفلس تخلص میر محب علی ابن میر روشن علی مولوی قدرت اللہ شوق کی شاگرد تھے بہتر برس کی عمر ہوئی بارہ سو تئیس ہجری مین رحلت کی جو کلام اونکا ہاتہ آیا لکہا گیا

ریختہ

دربدر اور کوبکو جو چاہی اپنی چاہ کا — بات تو تہوڑی ہی تہی پر ہا ہی افسانہ بنا

تمنی ہمسی کیا کنارہ ہا ہی — لگ گئی گور کے کناری ہم

اک ذرا ہوتی ہی کم وحشت دل ہوتی ہی — ہی سزا اور جو ہو دین گریبان نازان

جاؤن مین لاکہ بار جو دربان یار کی — مفلس سمجہ کی مجکو نہ بی آبرو کرین

آ پہنسون مین تجہ نگی دام مین یون — یہ ہی مفلس خدا کی قدرت ہی

یہ کیا تجہپہ مفلس مصیبت پڑی — کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہی

قطعہ

مین جو مر جاؤن تو دنیا سی ناب سی غسل — تا نہ خاک مری روح بہی مخمور رہی

اتنا کہنا تو مرا اور بہی کرنا ساقی — میری تربت پہ سدا سایۂ انگور رہی

اکبر احمد نور خان ولد محمد حمید خان میان نظام شاہ مرحوم کی شاگرد ہین ستئیس برس کی عمر ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کیا چاہیی کیا ہو تری بیمار کی حالت — گذری جو اسی طور سی دو چار پہر آج

جھپکی آلہی آنکھ کہین اضطراب مین | جاگین مری نصیب جو آئین وہ خواب مین

ممتاز محمد مہدی علیخان ولد بلند خان ملازم سرکار دولتمدار چونتیس برس کی عمر ہی نہایت سعادتمند بڑی اہلیت شعار کبھی کبھی شعر بھی کہتی ہین راقم ہی کی صحبت مین رہتی ہین اس تذکرہ لکھنی مین راقم کی ساتھ اونھون نی بڑی محنت کی دنیا سے مستغنی ہین یہ چند شعر اونکی لکھی گئی

ریختہ

درد ہے کا جسی مزا ہوا | ہے برابر وہ دل ہوا نہوا

خواب ہی کیا خیال بہتا اونکا | کہ شب غم مین آشنا تہوا

آہی جاتا کبھی اس قاتل بیدرد کو رحم | بسملون کو نہ شمشیر پڑا رہنا تہا

یہ دفعتہ ادہر آیا ادہر گیا ممتاز | بہار رنگ کوئی جہونکا تہا یہ شباب نہ تہا

شام وصال آتی ہی آتی سحر ہوئی | نوبت ہی آسکی نہ سوال و جواب کی

بڑہا ہی اس بلا درد سی ممتاز روز ازل | کہ تڑپ بجای تڑپ اپنی جو درد دل ذرا ٹہر دی

منت تخلص احمد علی نام مولوی حبیب النبی صاحب رفت سے مشورہ تہا اور کچہ حال انکا معلوم نہوا ایک غزل ملی وہ منتخب کر کی لکھی گئی

ریختہ

سنا ہی ہمنی کہ دار الشفا ہی تیری گلی | سو لائی ہین دل بیمار کو شفا کی لیی

نمانا اوسنی کسی ڈہب سی ہمنی ای منت | ہزار منتین کین اپنی مدعا کی لیی

منعم قاضی سید نور الحق مغفور عرف قاضی منعم ولد قاضی سید معصوم مبرور اس دار الریاست سی متعلق ایک قصبہ ہی کہاتا وہان کی رہنی والی تھی ترسٹھ برس کی عمر ہوئی بارہ سو تیئیس ہجری مین رحلت کی وہین دفن ہوئی یہ بزرگ بڑی ذی کمال تہی علم و ہنر مین بی مثال تہی تذکرہ نشتر عشق مین لکھا ہی کہ ایک تفسیر

کلام الله جناب نواب محمد فیض الله خان صاحب بهادر عرش منزل انار الله برهانه کی فرمایش سی لکهی تهی اور تذکرهٔ طبقات الشعرا سی معلوم هوا که چار دیوان اور کئی مثنویان اونکی نتیجه فکر رسا تهین مگر وقت تحریر تذکره صرف ایک مثنوی مسمی به سرود جان نواز ناتمام ملی اور کچه کلام متفرق هاته آیا اوسمین سی یه کلام انتخاب هوا اور درج کتاب هوا

در نعت

جز نام تو حرف دگرم در زبان نیست	جز نقش خیال تو بلوح دل و جان نیست
با دست تهی آمده ام بکیسم بین	نومید شدن از در پاک تو گمان نیست

در نعت

کشتی مدعای من رخت بورطه می کشد	باد مراد چون توئی زود رسان سوی کنار
از تو نوازش و کرم منعم تازه بخشش و نعم	خواجه و بنده پروری بنده و عجزه و احسان

در مدح منورالدوله

ببوی عدل تو از بسکه شد معطر خلق	بغیر عطر نمانده ز فتنه نام و نشان
پی غزال چو پنج آهنست پنجه شیر	بود ببوی بره شانه گرگ را دندان
بسان عنبر و کافور روز و شب دو غلام	مطیع امر تو در خدمت تو بسته میان

در مدح نواب محمد نصر الله خان بهادر

بگلروی دل خود داده ام کز جوشش نازش	زهر چین جبین موج تبسم را عیان بینی
ترا گر شرم می آید بمشتاقان نظر کردن	فدای آن حیا گردم که سوی من نهان بینی
طرب با عمر او باهم چو بادام دو مغز آمد	ابد با حشمت او چون دو طفل توامان بینی
سکندر باشدش آئینه دار و آبکش خضرش	چو فغفور و چو قیصر بر درش صد پاسبان بینی
علم گردیده از رفعت عصای پیری گردون	ستون درگه او تکیه گاه بیکسان بینی

صفت فیل

هلال عید مشتاقان بچشم از دور بنماید / کجک بر فرق او چون ماه نو بر آسمان بینی

صفت اسپ

چو گلگون نگه از ره غبارش بر نخیزد / سبک پروازیش با نکهت گل همعنان بینی

از غزلها

خراب ناز و پامال ادا ها می کند ما را / خدا رسوا کند دل را که رسوا می کند ما را

بپیری رغبت دیدار خوبانم فزون تر شد / شب مهتاب ذوق می دوبالا می کند ما را

از دست تو ای ظالم بد کیش بفریاد / فریاد به پیش که برم دادگری نیست

فلک از کین ما بیچارگان کی دست بردارد / شفق یک طشت خون هر شب بفرق شام میریزد

رخنه در گور رقیب افتاده / چشم دشمن نگرانست هنوز

آری به نیم جرعه چو منعم شوی خراب / ای محتسب تو مستی چشمش ندیده

ظلمتکده بود دل و سینه منعم / افروخته مهر تو درین خانه چراغی

قطعه در باز پس کردن خلعت به تهنیل صاحب بهادر جج بریلی

بخشید مرا جج خردمند / دو شاله درو هزار پیوند

زنتیم و بروی او فگندیم / کالای بدی بریش خداوند

از قطعه که در هجو گفته

آب شور و زمین سراسر شور / شور تر باز و اے کلکته

پارهٔ از زمین دوزخ بود / گر بر آن شد بنای کلکته

خارشش داد و آتشک همه را / این همه تحفه های کلکته

مثنوی ظفرنامه

دبدبهٔ اسپش غلغله هر سو فگند / شعله بدل تاب بهر مو فگند

طفل جهان فارغ از آلودگی — خفته بگهوارهٔ آسودگی
شیخ و برهمن همه زان رسم و راه — شاد بهر بتکده و خانقاه
خاک چو زر گشت و گیا گشت خار — گل بدمید از چمن آن دیار
بلبل عرشم بصفیر آمدم — طائر قدسم که اسیر آمدم
ابر شوم سیل سخن ریزدم — بحر شوم موج گهر خیزدم
فوج معانی بدلم خیل خیل — موج گهر تا بلبم سیل سیل
هر سخنم جز در شهوار نیست — وای یتیمی که خریدار نیست
جوشش گل بادہ پرستان نگر — قلقل می شورش مستان نگر
پارسلی و لرزلی تیغ زن — غلغله افگنده بملک دکن

از مثنوی سرود جان نواز

سپهدار یکه در مغرب زمین ست — جهان از حسن او خوشه چین ست
ز بس جوشش زکوٰة آنجا روا نیست — همه صاحب نصاب و یک گدا نیست
بعقد دختر رز گشته راضی — بدست بادہ نوشان ریش قاضی
لطافت بسکه آنجا گرم جوش است — هوا با موج گل گوهر فروش است
کدورت آنقدر نایاب گشته — که تیغ موج غم بی آب گشته

در حسن سراپا

قد او مصرع برجسته ناز — زنخدش نکته دم بالا بنداز
نظرها تشنهٔ آب جمالش — جگرها کشتهٔ تیغ خیالش
ز گلزار رخش لطافت آب خورده — ز مشکین زلف سنبل تاب خورده
بزیر زلف او تابنده رخسار — ید بیضا نموده در شب تار
حبابی پرده در چشم می پرستش — عنان طاقت دلها بدستش

چمن از نرگس مستش خروشان
جهانش صبح عیدی می فروشان

مژه زان سرمهٔ دنباله یاد است
زهی ابروی او مستزاد است

کمند عنبرینش پیچ در پیچ
دهانش با میانش هیچ در هیچ

برفتار از بهاران گلفشان تر
بگفتار از ترنم دلستان تر

تمنا در تمنای وصالش
تماشا در تماشای خیالش

نه جز چشمی باده همخوابه مستی
نه در زلفش زده جز شانه دستی

ذکر طوفان و طغیان دریا

بحکم شه ملاحان دلخواه
همی راندند کشتی تا بشمش ماه

قضا را باد تند از آسمان خاست
ز رعد و ابر صد شور و فغان خاست

کشیده تیغ عریان برق بر دوش
هوا گشته بموج خود زره پوش

نه دریا چون دل دیوانه جوشان
در و هر موج زنجیر خروشان

بطوفان جنبشی اشکی جگر زاد
دل کشتی نشینان گرم فریاد

ز بیم تیغ موج آب دل ریش
بگرداب بلا خون گشتن خویش

بفرط موج کشتی در آن حال
ز لنگر داد طوفان را پر و بال

تعریف شهر

دیاری دید فردوس طرب خیز
سوادش از خط خوبان دلاویز

ز فیض میمنت آگین آن بوم
هما گردد گر آنجا بگذرد بوم

بهار گلشن غارتگر هوش
غبار کوچه صد محشر در آغوش

بطوفش آفتاب از صبح تا شام
بماند از زیارت بسته احرام

بطرز دیدهٔ مه دم ندیده
گل حسن از ته خاکش دمیده

جوانان کو بکو عاشق سخن بیان
بهار انتظار ناشکیبان

بهر سو جابه زیبی خوش خرامی
زهر چین جبین گسترده دامی

زهر منظر دمیده آفتابی
بهر دستی گل جام شرابی

نهان در خنده زیر لب خطابی
عیان از گوشهٔ ابرو جوابی

طرب گرم تلاش دلنوازی
تماشا سرخوش نظاره بازی

ادا با نازکت دوش بردوش
نظرها با حیا غارتگر هوش

ببازارش بتان از گرمجوشی
دکانها چیده محو خودفروشی

زگوهر کاروان در کاروان بار
هزاران یوسف مصری خریدار

اشعار نامه

بنام جان نواز عشق بازان
علاج کاوش حسرت گدازان

نهان از دیده راه خلوت اوست
که دل فانوس شمع الفت اوست

سرشک غم شراب خوشگوارش
بود رنگ شکسته نوبهارش

نخستین ساقی میخانهٔ او
ترنم نالهٔ دیوانهٔ او

خیالش اشک طوفان جوش در جوش
وصالش بستهٔ حسرت در آغوش

چو فضل او کند عاجز نوازی
کند گنجشک عندم شاهبازی

صفت رزم

دو لشکر از دو جانب صف کشیدند
به تیغ کینه مهر از دل بریدند

زهر جانب سواران زره پوش
خروشان همچو موج ابر در جوش

فرنگی زادگان پر خون بر دوش
چو صبح دلکشا هر یک شفق پوش

چو مژگان بسته صف هر یک بهر سو
کشیده تیغ ها چون چشم زابرو

دهاده شد زهر سو شورش انگیز
نفس با جان نهان میگفت بگریز

فرنگی زادگان مشکین کلاله
بهر شست از خون‌شان روئید لاله

یکی در نیزه بازی دست گستاخ ‌‌ یکی را تن شده سوراخ سوراخ
یکی در سیل خون خویش غواص ‌‌ یکی چون شعلهٔ جواله رقاص
یکی غلطان ز زین افتاده برجا ‌‌ کشیده از رکاب زندگی پا
ز تیغ مصری و زانسو فرنگی ‌‌ سنان رستم و تیغ پشنگی
چو شام مرگ را ظلمت فزودن شد ‌‌ چراغ تیغ را روغن ز خون شد

ملاقات عاشق با معشوق

خرد بی خود نگه از لغزش پا ‌‌ نه دل در تن نه صبر و هوشش برجا
نگاه دلربایش دلربا شد ‌‌ بعشقش از سر نو مبتلا شد
سمند هوش گرم راهواری ‌‌ عنانش در کف بی اختیاری
فغان زد کین تجلی الهی است ‌‌ نه خورشید سپهر پادشاهی است
قدش نخل کدامین بوستان است ‌‌ ثمرهایش نصیب بوستان است
که یابد لذت دل زین بر و دوش ‌‌ که گیرد این تن نازک در آغوش
که مالد ساعد نازک بدستی ‌‌ که آرد ماهی سیمین بشستی
خم زلفش کمند گردن کیست ‌‌ تن او راحت افزای تن کیست
کنار کیست بالین سر او ‌‌ که گل چیند ز باغ بستر او
تو هم ای دل ز تنهائی باش ایمن ‌‌ نه بینم خیز روی دوست با من

منور تخلص سید منور شاہ ابن سید احمد شاہ اٹھائیس برس کی عمر سید نظام شاہ اپنی بڑی بھائی کی شاگردی سی نامور ہین سرکار دولتمدار مین بزمرهٔ سواران نوکر ہین جسقدر کلام اپنا اونہون نی دیا اوسمین سی بہی منتخب کرکی درج تذکرہ کیا

ریختہ

یہ راز دوستون سی بہی کہنا نہتا مجہی خود بینی اونکو اور مسرور ہوئی فرزدان	دشمن سی اونکا شکوہ کیا مینی کیا کیا آئینہ آپ لاکی دیا مینی کیا کیا

منیر منشی سید محمد اسمعیل حسین ولد سید احمد حسین شاد متوطن شہر شکوہ آباد اب کئی برس سی ملازم سرکار دولتمدار ہین عواطف خسروانہ سی مورد افتخار ہین پہلی شیخ امام بخش ناسخ مرحوم سی فیض اوٹہایا پہر میر علی اوسط رشک مغفور کو کلام دکہایا دور دور کی لوگ انسی فائدہ پاتی ہین اکثر شہرون سی اصلاح کو کلام آتی ہین جملہ اقسام شعر کا رنگ دکہا چکی ہین تین دیوان ترتیب پاچکی ہین دیوان اول کا نام تاریخی منتخب العالم اور دیوان دوم کا نام تاریخی تنویر الاشعار تیسری دیوان کا سال ترتیب نظم منیر سی آشکار ہی ان دواوین کی علاوہ ایک مثنوی لکہی ہی معراج المضامین اوسکا اسم تاریخی ہی کہتی ہین کہ مجموع نتائج افکار از روی شمار بتیس ہزار ابیات ہین اور علاوہ انکی بعض رسائل اور نثر لطیف اور رقعات ہین چہبیس برس کا سن خوش خلق و نیک باطن مہذب اور رنگین ہین طباع اور ذہین ہین حق تعالی انکی عمر مین برکت دی اور دولت حسن خاتمہ بخشی اپنا کلام منتخب کر کی اوہنون نی دیا وہ درج تذکرہ کیا گیا

در نعت اعنیون و رجوع بمدح حضور پر نور

اگر وہ طبع اہل خرد اوسکی کم سنی ہی ہمگناہ پر یہ تعجب کی بات ہی سر و شمسونکی فرش ہونی جو راہ مین تحریر مین جو آپ کو اچہا پسند ہو منظور ہو جو شیخ عوامص حضور کو افضل ہی حج حضور کا ہر اک کی حج سی یون	پیری ہی ہین اوسکی قدر جوانی سی ہی سوا اوسکا ہی پوست کہینچتی ہین اوسکی آشنا طوار معہ کی مین نہ چلتی برہنہ پا ہوی اگر کی گناہ ہین ہو نقد مدعا ہون نقطۂ دہان بتان شمس فی السما سجدہ سجدہ و ہمین جیسی ہی کعبی کا مرتبا

در منقبت

تیری سطر کجسی جاری ہوگئی اعضا کی نثر
مصرع برجستہ تیرا مقطع نظم رکاب

صفت اسپ

کہکشان تنگ آسمان تنگ ابر سایہ برق تگ
تیغ دم آتش قدم گیسو لجام ابرو رکاب

بوی یوسف ہی اگر کنعان کو جای مصر سی
مصر کو اولٹا پہری تو ہی زلیخا کا شتاب

اسکی نعلو نکا اگر پڑ جای پرتو سیخ پر
اوڑ کی لی رستی ہین اپنی روح کو مرغ کباب

در مدح حضور پر نور

شاخین نکالی اسمین اگر نقش پای پاک
بنجای مثل کوکب دنبالہ دار چاند

پرتو ہلال نعل کا پہنچا کی تا فلک
سورج کی منہ پر اپنی لگای ہین چار چاند

شام ابد کو دوڑ کی چہو آی چاند تک
اسکی رکاب کا ہو اگر آشکار چاند

در مدح

حضرت کلب علیخان خسرو خورشید جاہ
فرش پا انداز جنکا ہی ردای صبح عید

حضرت والا کو لیجای جو حج کی واسطی
پہلی کعبی مین سفیدی پہیر آی صبح عید

در آمد ماہ مبارک رمضان و تہنیت عید بحضور پر نور

رمضان اب کا شیر ہی مجہپر
پہاڑی کہاتی ہین روزی آٹہ پہر

پہری گہر پہلی مفلسی بہیجی
پھر ہوی آپ میہمان آکر

کون کہتا ہی روزہ ہی تا شام
رات دن ہی تعام میری گہر

کہانی پینی کی جینز کیونکر آی
خود بدولت کہڑی ہین پہری پر

سحری کی لیی دکہاتی ہین
نقل بادام دیدۂ اختر

شام کی وقت پہر افطاری
تمک بخت شور پیش نظر

صاف حقہ ہی پیٹ اگہو ریگا
نیچہ مدقوق کا تن لاغر

نچی پر ہے کہین کہین گہرا
کہتی ہین سب وہوان ہی مر گہٹ کا
صاف ضیق النفس اوسی ہو جای
نہ سہی پان اگر نہین ممکن
اصل افیون ہی جب نہ ہاتہ آی
اونگلیان دانتون مین دباتا ہون
نان جو خشک اسقدر پائے
لب نان ہی سناتی ہین سوکہی
نمکین اشک شوربی سی سوا
جو کوئی میٹہی زہر کا لی نام
عید بہی ہوگی غرہ رمضان
دیکہے تار نگاہ عفت انہے
نمک شور اشک سی میری
عید کی دن تہے ارادہ ہے
دیکہون دیوانخانہ سرکار
سب وہین اپنے داد پاتی ہین
اسکو کہل جای گی حقیقت حال
یہ قصیدہ ہی عرضی نالش
ساتہ ہین اس مقدمی کی گواہ
میری ساعی مروت ممدوح
کم نہین ہی طلای زردی رخ

جیسی جالا لگا ہو جھانکڑ پر
دو و قلیان کا جس طرف ہی گذر
ایک کش اسکا کہینچی جو دم بہر
اوس سی خون جگر تو ہی بہتر
چاٹ افیون کے بلے کیونکر
نہین آتین گنڈیریان جو نظر
کہ ہو آب ہفت بحر سی تر
نام گہی کا زبان سے سنکر
بوٹیان تحفہ تحفہ لخت جگر
دل کہی تیری منہ مین گہی شکر
حضرت ففتہ مہربان ہین اگر
پر سویان نہ آئین پیش نظر
بہت گیا روز عید شیر سحر
گہر سے اپنے نکل چلون باہر
جسکا ہر گوشہ ہی بہشت نظر
فقر ظالم کی تو بہے نالش کر
جاتے ہے پیش حاکم داور
نہین ہونے کا داخل دفتر
لب خشک اپنی اور دیدہ تر
میری حامی عنایتون کی نظر
مانگی رشوت سر رشتہ دار اگر

داد دیگا وہ ہے منیر کی بے — جو ہے نوشیران سی ہی بہتر

قبلۂ عالم و خدیو جہان — تابع حق مطیع پیغمبر

ناصر شرع حاکم اسلام — فیض بخش زمانہ دین پرور

اوسکی خلقی سی ہی یہ اوج کہ ہے — سلمہ اللہ عرش پایۂ منبر

جلوہ گر ہو جو اوسکا شاہد فیض — چہرہ دار اشرفی ہون شمس و قمر

در دولت پہ اوسکی نبتا ہی — چاند کی چاندی آفتاب کا زر

قطعہ

رمضان شریف مین اوسکی — بندی آزاد کردے اک شہر

رنگ ہی کہلنا ہوا موقوف — گنجفہ بی غلام ہے ابتر

سکہ چرخ اگر یہان بکہر جای — چاند خالی کا پھر نہ آئی نظر

صبح پاتے ہے زیور الماس — تاج پایۂ توست خسرو خاور

قطعہ

نام ورد سے کا ہو گیا سعد دم — سعد در انتظام کا ہے اثر

زر سرخ و سفید کا نہ ہے جو — گنجفے سے نکل گیا باہر

قطعہ

وہ صفائی ہے ملک مین جو کہین — دامن گل مین داغ کا ہو گذر

خون فاسد کی طرح کہنچ جای — جسم سی رنگ لالہ احمر

قطعہ

باغ علم حضور سے اک دم — طفل غنچہ ہو مستفید اگر

نخل کرتی معنے گلستان کو — لکھدی شرح حدیقہ سر تا سر

کیا کرون وصف توسن والا — برق دم خوش قدم پری پیکر

سوتی اسکے لیسنی سے خو بہی — کہکشانی جہنے سوچ اک گھر

دل مین کہٹے جامی گردن طاوس — کرتی کٹتا جو ہے پری پیکر

گرد رہ کو سمجھے یا نہین سکتی — خاک اوڑاتے ہے آجتک صرصر

باگ ڈور اسکی رشک زلف پری — نقل ابروسے جو سے بڑھ کر

قطعہ

لگہ آفتاب مین ہے گرن — سمندر سمیں زین پوشش کی جھالر
آہن نعل سے اگر طیار — کہ کسی چھوٹے گھنڈی کا ہو چھکر
طی کری دم مین سوزن ساعت — سیکڑون دور گنبد اخضر
فیل والا ہی سربلند ایسا — جسکی ٹکر کا ہے سپہر کوڑر
اسکی حسنہ طوم دیکھکر ہر بار — کہہ رہی ہین تمام جادوگر
جبل طور سے اوترتا ہے — کیا عصا ہی کلیم کا اژدر

دعائیہ

میری نواب کو عطا فرما — عمر حضرت خدای جن و بشر
صحت و عافیت ہو روز افزون — اپنے پر سے ہما ہلای چنور
ہو سوا حسن شاہد اقبال — آئینہ لیکر آی اسکندر
ہے وامان مصطفیٰ ہر دم — سایہ گستر حضور کی سر پر
ہی یہ تاریخ اس قصیدی کی — وصف پاک خدیو دین پرور

۱۲۹۱ھ

دیگر در مدح

ہمین کبھی بھولی سی جو آجاتی ہی راحت — روتی ہی یہان بیٹھ کی حسرت کی برابر
نیا مین کہین ابر کرم اب نہین ملتا — کیا چھپا رہی چھائی در دولت کی برابر
یا جھوم رہا ہی یہ قریب در دولت — ہی ابر بہاری در جنت کی برابر

در نعت

یا جو چھو لی تری گرد رہ مدین و — تو اوسکی چھپی پڑی ہاتہ دھو کر ابر بہار
ہمین خدمت سواران رہ یثرب مین — مٹھائی کہانیکو دیتی ہین لعل شکر بار

در منقبت

لکہ گل ہین ہی پوشیدہ مگر گوئی عروس — نکھری بن کی نظر آتی ہین باہر آنچل

آہوی چین جو چرین سبزہ شبنم آلود
نافہ مشک بہرین آب کنکر جنگل

دو نون جانب سی جو سنبل نی کہیا ہی سایہ
حورونکی مانگ سی ہی ہر روش باغ افضل

پچہلی نعلونسی شرارہ جو اوڑی شرق مین
پہری مغرب سی تو یاقوت ہو بہر ہیکل

بجلی بادل سی چمکتی ہی سن بالای ہوا
تخت کی نیچی لٹکتا ہی پری کا آنچل

تجکو نفرت جو ہی چشمی خوبان سی ہو
پہر چراغون کی طرح آنکہونسی بہاگی کاجل

موسم گل کی رطوبت اثر اپنا جو دکہای
نبض سو جہی سی وضو کرنی لگی بخیہ پہ شل

در مدح حضور

حلاوت اوسکی سخن کی نہ مجھسی پوچھہ اَی خضر
بیان کیا کری مور ضعیف قند کا سول

اگر وہ شہد سی میٹھا نہو تو مین جہوٹا
تو اس نبات کا ریزہ تو بحر شور مین گہول

سبک قدم فرس اوسکا جو باغ مین دوڑے
حریر برگ گل تر مین بہی نہ آی جہول

لب تبان پہ اگر اوسکا ذکر سرعت ہو
شفق سی جا بلی دم بہر مین سرخی تنبول

صفت شہر و اہل شہر

طلسم تازہ ہی گاڑی مین نور کی آواز
پڑا جو دانہ گلی مین نہ وہ موتی گول

حسین ایسی ہین سنی کہ وقت آب کشی
فروغ عکس سی یوسف نشین نہ باہر ڈول

فلک کو چشم نمائی کری جو شحنہ شہر
ستاری رات کو پہرتی نہ پائین باندہ کی غول

تلاش نکہت گل کی بہی نہ رخصت پای
جو صبح خسرو خاور کو دی نہ جای اول

خدا حضور کو دی عمر خضر و شوکت جم
چلین جلو مین سلاطین عصر باندہ کی غول

دیگر در مدح بہ تبدیل قوافی

چو رامپور سی جای ہوای خوش قطعی
تہین بہار تو لینی سوا ترش کی سنڈول

عدو کا اوسکی جہان مزرع تمنا ہی
وہان سحاب بہی ہی مبتلای حبس البول

در منقبت

ریاض دہر مین فیضان رنگ و بو ہی یہ عام
سہیل کی نہین محتاج اب عقیق وادیم

رجوع شاخ گل تر ہی یون سوی گلچین
مصافحہ کری جیسی گدا سی دست کریم

کھلن جو بیت کہنار کا گلاب فی ہتو
دو داز کام کی ڈہونڈہین ڈہو کلان حجیم

ہوای روضۂ و صحن شریف و شمع مزار
دم مسیح و ریاض خلیل و دست کلیم

اوڑی تو بال ملائک پہری تو دور سپہر
چلی تو خامہ قدرت پڑہی تو دست کریم

در صفت حسن و رقص و سرود رقاصان محفل بندگان حضور دام اقبالہ

ادہر ادہر جو مو باف سی ہی یہ ظاہر
کہ دو ہلالون مین روشن ہی شمع سان گرداز

حلب مین شام ہنو صبح ہی رہی تا حشر
پڑی جو آینی مین عکس عارض روشن

ادائین طرفہ قیامت کی چال موزون قد
شریک شوخیون کی ساتھ چلبلی چتون

حباب شعلہ و طاوس برق بادن ٹرین
کرا اپنی رقص کا صدقہ ہمین سکہا دو یہ فن

گتین ستم کی قیامت کی توڑی سحر کا ناچ
غضب کی جہانولیان شوخ قہر کی چتون

اندہیری مین ہوا اوجالا دہ نور کی آواز
اٹر وہ لی ہین کہ تصنویر کی ہلی گردن

فرشتی کاندہی کی چاہین کہ ہم ہی جوگی ہون
جبین جو بہاو مین جوگن کی ڈہنگ سی ٹہرکن

زمانہ تخت سلیمان کی بہی تلاش لی
جو گاتین سیج پہ ہولی ہون دو مرا لگن

زیادہ خضر سی ہو عمر حضرت نواب
خدا کری کہ ابد تک ہو ربط روح و بدن

در مدح حضور پرنور

مس کر چکی ضریح پیمبر کو جب سی آپ
آنکھی چومتی ہین ملک بار بار ہاتھ

جا پہنچی تیر ترکش والا سی سوی چرخ
ایک آستین سی نکل آی ہزار ہاتھ

دو ہاتھ سائلون کی کرم آپ کا کثیر
جنبو لسی مانگتی ہین بشر مستعار ہاتھ

فضل خدا سی رہگذر فیض مین مدام
نقش قدم کی دست نگر ہین ہزار ہاتھ

دیکھی جو ہر طرف گمہ افشانی خضر
ہولی خوشی ہین سمت یمین و یسار ہاتھ

اقبالمند ذبح ہوی اونکی ہاتہ سی
ہم بی نصیب تیری گلی ای اجل پڑی

مسجد بنی گی یا مری مٹی سی میکدہ
پوچھو تو کیا بناتین گی مجکو بگاڑ کی

بلای ناگہانی عتبہ کی ظلمات سی ملکر
تمہاری ہجر کی ایجان پہلی رات نمٹی ہی

از دیوان دوم

کیون نہ رہتا وصل پر یونکا میر عمر بھر
سال ہجری الفلک مہر سلیمان مین تھا

نیند آتی ہی ہر ایک کو آغوش لحد مین
شاید کہ اجل کہتی ہے افسانہ کسی کا

مجنون محبت کو نہ سمجھی کوئی نادان
ہشیار زمانے کے نہ دیوانہ کسی کا

لیٹی ہوی وہ پوچھتی ہین دلکی تمنا
اسوقت کہان چھپ رہی حسرت نہیں ملتی

رباعی

جس روز سی دخل بیکسی نی پایا
ہو نہو نکا نہ قرب بھی ہمنی نی پایا
اپنا ساتھی تمام دنیا مین منیر
ڈہونڈہا تو ہمی کو بیکسی نی پایا

از دیوان سوم

غصی مین نزاکت نی کیا ہی عجب احسان
ڈرتا ہون کہ بو خون تمنا کی نہ پھوٹی

رہنی دی کچہ تو نالہ عشاق کو جگہ
جلوہ دیکھنی والی ہر طرف ہزارون ہین

میراث دودمان جنون ہی برہنگی
کب تری ہجر مین آرام سی دم لیتی ہین

ہمسی اتنک ہی وہی حیلہ فردا باقی
سو سی کیا سفارش دیدار کو کہون

اللہ ری اہل درد کو لطف شکست دل

وہ پھیرتی ہین پھر نہین سکتی ہی نظر آج
ہر سانس مین آتا ہی مری منہ کو جگر آج

ای زلف اسقدر نہ حسینونکی کان بھر
شانہ کہ مرکو پھیرن گی ایک سی خفا ہو کر

باہر ہین اپنی جامی سی اس خانہ انکی لوگ
سانس لیتی ہین تو دل تھام کی ہم لیتی ہین

تشنگی وعدی رقیبون سی وفا ہوتی ہین
لکنت ہی قسمتون سی زبان وکیل ہین

شیشی پکارتے ہین کہ پتہر کی خیر ہو

بیڑیان اپنی زلف کی بچو
میری عمر گریز پا کی لیے

دیکھکر اونکو ہمین ہی ہمین ہو جائین
دل سنبھالی رہین عتاب نہوتی دل

نہین ہم بغل بلکہ قاتل ہی ہی
خدا اس سی بچہی مرا دل یہی ہی

ادا اونکی کہتی ہی مین ہون مسیحا
قضا میری کہتی ہی قاتل یہی ہی

از مثنوی معراج المضامین

سیہ کاری مین خال روی ظلمات
تجلی مین حلقۂ گیسوی ظلمات

سیہ بختی کا مین نور نظر ہون
دل صد پارہ کا لخت جگر ہون

صبوحی صبحدم اپنا وظیفہ
بیاض گردن مینا صحیفہ

مری مسجد ہی ہر محراب ابرو
تلاوت مین ہمیشہ مصحف رو

نماز صبح رخ کس دن قضا کی
تراویح شب گیسو ادا کے

گلابی ہی مری تقوی کا جامہ
ردای دختر رز ہی عمامہ

متاع خانۂ سیلاب بردہ
چراغ قبر حسرت تہا ہی مردہ

وصف معراج

حضیض و اوج جلوی سی ہم آغوش
بلند و پست دونون بادہ نوش

چہپای عیب است جو وہ جامہ
لطافۂ جس مین رفعت وہ عمامہ

صباحت جسکا استر تہی قبا وہ
لطافت جسکا ابرہ تہی عبا وہ

وصف براق

اسد ہیبت فلک پیکر قمر سم
عنانین دونون جوزا سنبلہ دم

اگر مختار ہوتی اوسکی چہل پل
گذرتا علم حق مین سب سی اول

بیان شدت گرمی

بنی تہی ریگ گلخن دشت کی ریت
ہرا تہا آگ مین تلوار کا کہیت

نہوتی تہی حجاب سی اوسکو سیری ۔ نقاب روی یوسف تہی اندہیری

ذکر ہجوم پری رویان بر لب دریای بنارس وقت صبح

گندہی ہی زلفین بندہی جوڑی کہلی بال ۔ کہین سمٹا کہین پہیلا ہوا جال

نشیلی انکہڑیان نیچی نگاہین ۔ پہنا لینی کی ہبکانے کی راہین

زمانہ آدہی گہونگہٹ کا ہی تسخیر ۔ یہی ہی نیمرخ چاندار تصویر

نہان ہی ایک آنکہ ادراک نمایان ۔ عیان ہی ایک فتنہ ایک پنہان

کہی عفت ادہر سی کہچکی جانا ۔ لگاوٹ کا اشارہ شب کو آنا

بلائین ہین اشارو نین ادہر سی ۔ ادہر ہی کو سنا ترچہی نظر سی

اشارہ کوئی کرتی ہی سر عام ۔ نہ کہ اسوقت مین ہوتی ہون بدنام

در قحط وخشک سال

فلک تک کی ہی غلّی کی تگ و دو ۔ بنایا خوشۂ پروین مین اک جو

ہتون کی خال وخط کو دیکہین دانا ۔ ہزارون چیونٹیون مین ایک دانا

پر طوطی کا سبزہ ہو کی بیتاب ۔ طلب آئینی سی کرتی لگا آب

عبث ہم منتظر ہین ابر ترکی ۔ بلا کیا چاندنی کو کہیت کرکے

پرند اوس سمت اڑ کر جائین ناکام ۔ جو سن لین تیر باران کا کہین نام

پہین کیا دودہ اطفال نباتات ۔ بنی ہی دایۂ صد سالہ برسات

یہی ڈرتی ہی تیغ اصفہانی ۔ مرا کشتہ کہین مانگی نہ پانی

ذکر دریای شور

شعاع مہر جب موجون سی الجہی ۔ بوقت صبح سی تا شام سلجہی

یہ پانی چرخ چارم تک جو جاوی ۔ شراب مہر کو سرکہ بناوی

بیان طعام

ہوا جبدن سی اس کہانی کی قابل | کمک بہٹھ اقسم کہانی کی قابل

بیان کیفیت پیرانہ سالی

سرشک غم سی تر سر تا سر آنکہین | دو چشمی ہی کی صورت سر پہ آنکہین
جدا اب پوست سی یون استخوان ہین | کہ دستا نو ہمین گویا او نگلیان ہین
رگین اب جلد سی ظاہر ہین بی میل | درخت کہنہ پر جیسی امربیل
شکن سی یون گئی ماہی کی تر ہین | کہلی پڑیا کا کاغذ جیسی پرچین

اشعار فارسی

لذت درد عاشقی گر بتو آشنا شود | در تر خندہ پروری گریہ ہا ہیای را
بر پای یار ناصیہ سائی است دین ما | پیوستہ سجدہ بوسہ زند بر جبین ما
پارہ شد پیرہن چو جوہر تیغ از ہر جا | زخم دل تنگ تر از لبکہ با غوش کشید
مرگ راہستی جاوید شمردند آخر | از جفای تو بجان آمدہ بیجانی چند
میسند تا بحسرت رہ شوق باز گیرد | ہوای بوسہ جانی کہ بلب رسیدہ باشد
از نالہ بصرفہ بجان آمدہ بوم | ای بی اثری زود لبفریاد رسیدی

از نامہ فارسی درباب مناکحت

بازش در چمن با صد تجمل | عروس بوی زیب حجلہ گل
فلک پروین فشان است ابر دریا | در شبنم برنگ انجم سیارہ
شب سنبل سواد شام امید | گل نسرین بیاض صبح جاوید
کف رندان ہمی در عہد بستن | بنای زہد در توبہ شکستن
بیار آن می کہ چون فردوس خوش است | بیار آن می کہ کوثر تشنۂ اوست

موحد حشمت علیخان ولد محمد سعادت علیخان ولد محمد سعد اللہ خان ولد محمد موسی بلند خان ولد محمد عمر خان سب آبا و اجداد انکی ہمیشہ عہدہ ہای

جلسلیہ پر سرفراز رہی عمن عمن خدمتین پائین ہچشمون مین ممتاز رہی
یہ خود بھی اسعزز و کامگار ہین ہوزعنایت سرکار ہین چالیس برس کی عمر ہی مرد خوش رو ہین جوان
خوشخو ہین مذاق عاشقانہ ہی ہر مضمون یگانہ ہی مومن خان مرحوم سی
مشورا ہی جو شعر ہی اپنی رنگ مین پورا ہی یہ اونکا کلام ہے

در صفت بہار

ہی اپکی سال یہ فصل بہار عالمگیر	کہ خود بخود ہی نوا سنج بلبل تصویر
ہر اک روش روش کہکشان ہی نو خیز	ہر اک چمن چمن باغ خلد کی ہی نظیر

مدح حضور پر نور

خدائی بخششی ہی درکو اوسکی یہ تاثیر	کہ خاک وہان سی اوٹھا لیجی تو ہو اکسیر
کہان یہ علم کہان یہ فصاحت تقریر	کہ نظم سحر ہی اوسکی تو نثر ہی تسخیر
خدیو عادل و منصف شہ غریب نواز	سخن شناس سخنور خلیق و خوش تدبیر

اشعار غزل

کل تو حیلہ حنا کا ہاتہ آیا	عذر آنی مین آج کیا ہوگا
ہای بہتری مریض کا کہنا	اب وہ آئین گی ہی تو کیا ہوگا
کبھی کبھی ہین عبث جان گئی تو حد کے	کبھی کبھی ہین مرا نازا و ٹھایا نکھا
اونکی چلین ہین لگا تین ہای حسن کی تیلیان	کیون یہ شوخیان ہین مری ناز نفس کی تیلیان
ولولون کی یہ ترقی یہ ہجوم خواہش	ایک لوی یہ ہوس طرح قناعت مجکو
وہ نون ہاتہ لسی جگر تہام کی رہ جاتی ہو	یاد آتا ہے کہ کہا جو تبسم مجکو
اپنی الفت پہ ناز ہی ہمکو	کہ اونہین بھی وفا کی ہی سہنے
ہوجو صلے ہو حد کو بہی خدا کی شان	گئی ہین آج وہان عرض مدعا کی نہی
کہان ہین اور کہان ترک محبت	نصیحت کی ہی ناصح دی تو کیا کی

چشم تر کا بہی ہو رہیگا علاج — پہلی گر فکر چارہ جو دل کی
بی پردہ وہ بیٹھی ہین اوٹھائی ہوئی چلمن — ای حسرت دیدار کچہ اسکی بہی خبر ہی
اتنی ہی دعا مین مری تاثیر ہو یارب — جتنا کہ ہر اک بات مین دشمن کی اثر ہی

مہدی صاحبزادہ محمد علیخان خلف صاحبزادہ محمد قاسم علیخان خلف جناب غفران مآب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا انیسٹہ برس کی عمر شیخ علی بخش بیمار ہی تلمذ ہی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

جان و دینا رہ الفت مین تو سہل ایدل ہی — پر رضامندی دلدار بہت مشکل ہے

مہدی تخلص محمد مہدی نام عرف آغائی صاحب ولد میرزا امیر بیگ ساٹہ برس کی عمر ہی شاگرد میر ضامن علی جلال ہین لکہنو انکا وطن ہی مگر اب ایک مدت درازسی یہی دار الریاستہ مسکن ہی ملازم سرکار ہین عدالت فوجداری مین مختار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

کیون چارہ گر جگر سی ہماری جدا کیا — پیکان علاج درد دل ناصبور تہا
دامن ہماری ہاتہ سی چہوٹا نہ یار کا — دیوانگی مین کام کیا ہوشیار کا
مہدی شب وصال مین کیون چپ سی لگ گئی — کیا بندہ ہوگیا خیال شب انتظار کا
لحد مین لیکی چلی داغ عشق سوز فراق — یہان ہی ساتہ ہوا جو وہان عذاب تہا
بیتر نگہ سنان مژہ خنجر ادا — کس کس کو دون جگہ مین دل بیقرار مین

محمد میر سعادت علی ولد میر احمد علی ستائیس برس کی عمر ہی علاوہ شاعری کی اور فنون کا بہی شوق ہی علم نجوم و رمل کا بہی ذوق ہی خط نستعلیق

میان سلام اللہ خوشنویس اور میر عوض علی صاحب سے بھی حاصل کیا ہی شعر
مین اس ہیچمدان سے مشورا ہی یہ دو شعر اونکی لکھی جاتے ہین

ریختہ

کہا جب حال دل اونسے تو فرمایا کہ جا دل پر	یہ کسکا ذکر ہی اور کس سے آپ ارشاد کرتے ہیں
مہر اس دور مین دوا کیسے	درد ملتا نہین دوا کے لیے

مہر تخلص سید مہر بانعلی ابن سید امانت علی بریلی انکا مولد آبائی ہی مگر انہون نے
اسی دار الکمال مین تربیت پائی ہی ملازم سرکار فیض آثار ہین توپخانہ
مین حوالدار ہین بادۂ عشق خواجہ ہر دو سرا حباب رسالت مآب
محبوب خدا علیہم الصلوۃ والسلام والتحیۃ والثنا سے مست رہتے ہین
کسیکی شاگرد نہین محض اپنے ذوق سے نعت مین شعر کہتے ہین یہ اونکی
کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

خاک کوچے کی تری ہاتھ اگر آئی ہوتی	سرمے کی طرح سے آنکھون مین لگائی ہوتی
گل جسکو لوگ کہتے تھے ہی آپکا عرق	کہتے ہین جسکو عطر وہ بو مصطفی کی ہی

فارسی

من زلیخای جمال دیگرم	یوسف من یوسف بازار نیست

فصل نون

ناچار انکا نام و نشان کچھ معلوم نہین جو کلام ملا وہ لکھا گیا

ریختہ

نبی ہی جی یہ اولٹی دم ترا بیمار پھرتا ہے	پر اس سختی مین بھی تیرا ہی دم ای یار بھرتا ہے

نادان امرا و مرزا ابن آغا مرزا ابھی چودھوان سال ہی زمانہ

ابتدای کسب کمال سے ہے نواب مرزا خان داغ اپنی عستم بزرگ سی مشورہ ہی
یہ دو شعر انکی استادی کی انتخاب کیی ہوی ہین

ریختہ

نگاہ شوخ کی پوری کبھی نہ آئی چوٹ — لگاتی بھی تو اوچٹتی ہوئی لگاتی چوٹ
کھینچ کر نالہ مصور رہ گیا — جب کہا تو یار کی تصویر کھینچ

نادر صاحبزادہ محمد محمود علیخان بہادر ابن جناب مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان انار اللہ برہانہ ناظم تخلص جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادہ والاشان ذہن وذکا مین نامور ہین نواب مرزا خان داغ کی تلامذہ مشتہر ہین ابھی انیسوان سال ہی اوسپر عذوبت کلام کا یہ حال ہے چند شعر غزلون کی ملے وہ لکھے گیے

ریختہ

قد یار سے سرو کو ہو جو دعوی — گری ہمسری دو قدم سایہ چل کر
ہون وہ عاشق مین کہ بعد از مرگ میری قبر پر — گل چڑہای عندلیب نے ار اور پروانہ شمع
جاتی رہی حواس بھی کچھ اضطراب مین — قاصد سی پوچھتا ہون لکھون کیا جواب مین
ایک ہی جلوہ سی بیخود ہوی غش مین آ کر — تمنی ای حضرت موسی ابھی دیکھا کیا ہی
اچھا ہوا کہ آج تصور مین یار کی — ارمان نکل گئی دل امیدوار کی
فرقت مین بھی وصال کی حاصل ہوی مزی — جب لطف یاد آ گئی بوس وکنار کی
ادا تیری ہی تغافل نی یہ کیا کی — کہ بھر دین حسرتین دل مین جفا کی
بتون کی نذر کر دی جان تیری — خیانت کی امانت مین خدا کی

ناصر تخلص ناصر خان ولد نجابت خان مولوی قدرت اللہ شوق کی شاگرد تھی عمر نی وفا نہ کی اکیس برس کا سن ہوا بارہ سو دو ہجری مین قضا کی یہ اونکا کلام ہے

اشعار فارسی

داشتم عشق بصد پرده نهان از اغیار ❊ اشک شد پرده در راز نهانم چکنم

ترسم از خاطر نازک که مبادا رنجی ❊ غم دل پیش تو گفتن نتوانم چکنم

خاک کو هم شوم ای بت سرکش لیکن ❊ گر نه بینی تو باین عجز و نیازم چکنم

عقبی و دنیا باختم در راه عشقت تا ختم ❊ من قبله خود ساختم محراب آن ابروی تو

دلم را برد عیاری و لا زاری جفاجوی ❊ ستم کیشی بد اندیشی گل اندامی پری روی

بمژگان ناوک اندازی بقد راز سر ممتازی ❊ بمهر و بان سر افرازی بدوش افگنده گیسوی

صفت باغ از مثنوی که در مدح شیخ احمد و ملا محمد قدس سرہما گفته

دوش که زد جوش بنغرم جنون ❊ پای دل خویش نهادم برون

رهگذرم بر چمنی اوفتاد ❊ باغ جنان وسعت و مینو سواد

سبزه بگل یافته ربط از بهار ❊ مثل خط سبز بر خسار یار

باد بهاری بچمن گلفشان ❊ غالیه در دامن سنبل فشان

بلبل مستانه دران بوستان ❊ ساخته از گنبد گل آشیان

ساحت او سینه صاف بتان ❊ سبزه او سبز خط نو خطان

بود نه آن روضه مینو سرشت ❊ بل بزمین آمده قصر بهشت

مامن دلهای جگر خستگان ❊ منظر جانهای ز خود رستگان

در مدح

مطلع خورشید سحرگاه عشق ❊ مشعله تیرگی راه عشق

چاره گر محنت بیچارگان ❊ بخیه دلهای جگر پارگان

بحر حقیقت در شکان کرم ❊ شمع طریقت گل باغ ارم

[illegible] شب چار دهم روی تو ❊ نافه صحرای [illegible] ختن موی تو

ای بتو زیبنده سر بہشت — افسر والای حور بہشت
بر تو سزد خلعت زیبای حور — لائق گشت افسر والای حور
چشمۂ حیوان ہست تاریکیش — روضۂ رضوان ہست نزدیکش
آنکہ دران سایہ شد آرام یافت — پر ز می عمر ابد جام یافت
کار خضر چیست بگویم ترا — گم شدگان را بہ سفر رہنما
حسرت و اندوہ گلوگیر من — زلف بلا حلقۂ زنجیر من
مونس تنہائی و ہمدوش غم — ہمسفر عجز و ہم آغوش درد
خار ستمہای فلک بسترم — تیر جگر دوز جفا در برم
یک نفس آوارگی من نگر — صورت بیچارگی من نگر
پیش درت گریہ کنان آمدم — تشنہ لب و خشک دہان آمدم
ز آتش ہجرم پاش درین راہ سخت — آب کرم پاش برین تیرہ بخت
تا بہ ابد ای شہ ملک الست — دامن پاکت نگذارم ز دست

ناصر مولوی محمد ناصر خان خلف مولوی محمد اکرم آشنا شاگرد مولوی عبدالقادر خان غمگین پہلی سرکار انگریزی مین جبل پور وغیرہ اضلاع دکن کی صدر امین تہی پہر آکر اس دار الریاستہ مین نوکر ہوی قدردانی سرکار سی معزز و معتمد رہوی علم بہت اچھا تہا طبیعت عالی تہی مزاج مستقل ذہن رسا تہا ساٹہ برس کی عمر ہوئی شعبان کی نوین تاریخ بارہ سو اونسٹہ ہجری مین قضا کی کلام اونکا بہت تہا مگر تلف ہو گیا جو کچہ ہاتہ آیا لکہدیا

ریختہ

حیدر گہ بو تراب علی کو ملا خطاب — حیران تہی سب کہ معنی ہین کیا اس خطاب کی

ابن علی نی اپنی تئین خاک مین ملا	معنی سمجھو یہ کھولدی بوتراب کی

فارسی

مثل تو بدہر شہسواری نبود	چون من بزمانہ خاکساری نبود
بوسیدہ رکاب تو ہوس دارم	بر خاطر تو اگر غباری نبود

ناطق مبارک شاہجہان ابن سلیم شاہجہان حافظ قرآن تلنگون کی پلٹن مین اس سرکار مین نوکر ہین پچیس برس کی عمر ہی محمد صادق حسین بریلوی صادق تخلص کی شاگرد وہین ناسور ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اس دہج سی کل ہی ہوی ناطق ہمین ملی	پہلو مین یار ہاتہ مین لبریز جام تہا

ناظر تخلص میر ناظر علی بیٹا ہی میر عوض علی صاحب عدیل خوشنویسی اور شعر گوئی مین جناب موصوف سی تلمذ ہی یہ بہی ملازم سرکار دولتمدار ہین سینتالیس برس کی عمر ہی آدمی بہت اہلبیت شعار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

مرنی سی پیری عشق کی اسرار کہل گئی	لوح طلسم ہو گئی لوح مزار حیف
جون شعلہ تہی شباب مین پیری مین آہ سرد	کیا طرفہ آگ ہم تہی کہ آخر دہوان ہو گئی
اوسکی اعضا کی کیا لکہون تعریف	جو سراپا خدا کی قدرت ہی

ناظر تخلص ناظر حسن نام ولد حافظ محمد علی احسن قاصر تخلص چوبیس برس کی عمر ابتدای زمانہ شوق ہی اپنی باپ سی تلمذ اونہین کی فیض تعلیم و صحبت سی کسب کمال کا ذوق ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

گستاخی یہ ہاتہ آیا ہی بیتابی دل سے	تقصیر ہو گی کبہی بار دگر ایسی

یہ فتنی سیکھا ہی ہین انہین آنکھون نی ہر گز		پہلی بہی کہان گردش شام و سحر ایسی

نامی تخلص حسین شاہخان ولد کلو خان ترین پچ برس کی عمر ہی نظم و نثر دونو نکا ذوق ہی بڑی صاحب استعداد ہین پڑہانی کا بہت شوق ہی مدرسۂ عالیہ سرکار مین کتب فارسی کا درس دیتی ہین خود مولوی شیخ احمد علی صاحب سی اصلاح لیتی ہین کتب درسیہ پارسی ہی شیخصاحب موصوف سی پڑہین یہ اونکا کلام ہی

فارسی

برخلق زبس آختۂ تیغ جفا را		در عہد تو بدنام نساز ند قضا را
بی تکلف بدل تنگ خیال رخ دوست		یوسفی بود کہ در گوشۂ زندان میرفت
شہر و جمعیت اطفال تماشای خوش است		بود دیوانہ کہ مجنون بہ بیابان میرفت
یادکوی توہمی کرد دلتسلی می شد		آدم آنروز کہ از روضۂ رضوان میرفت

نامی میرزا شجاع خلف مرزا داؤد شاہ مرزا قادر بخش صابر مولف تذکرہ گلستان سخن کی نواسی خاندان تیموریہ سی ہین چھبیس برس کی عمر ہی پہلی اپنی نانا کی شاگرد تہی اب نواب مرزا خان داغ سی مشورہ ہی اگرچہ دہلی انکا وطن ہی مگر اب یہین مقیم ہین یہی مسکن ہی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

دل تہام کی بیٹھی وہ جگر تہام او ٹہی		اتنا تو کیا ہی مری نالون نی اثر آج
نکچہ نیند ہی کچہ شرم و حیا کی		آنکھون سی کہلا رات کی صحبت کا اثر آج

نثار صاحبزادہ نثار علیخان ولد صاحبزادہ نیاز علیخان ولد صاحبزادہ حسن علیخان ولد جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ باسٹھ برس کی عمر ہی میان احمد حسین راحت کی

شاگرد ہین کبھی کبھی شعر بھی کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

عاشق تری گو ہزار ہون گی
پر دل سی ہمین نثار ہون گی

جیسی دیکھا اوسپہ قربان ہونا
بنا دل کو آزار پیدا ہوا ہی

ہمسی کہتے ہین وہ کہ تو کیا ہی
کوئی پوچھے یہ گفتگو کیا ہی

نثار آغا محمد شیرازی ابن مرزا علی بابا شیرازی شہرت تخلص چھبیس برس کی عمر ہی بہت مرد سنجیدہ زیرک و فہمیدہ اپنی والد ماجد سی بلند ہی جوہر قابل ہونا نتایج افکار سی پیدا ہی شوق سخن کلام سی ہویدا ہی جو کچھ کہتی ہین خوب کہتی ہین حضور پر نور دام ملکہم و اقبالہم کی مداح رہتی ہین ملازم گرفیض آثار ہین یہ اونکی اشعار ہین

قصاید در مدح

ہمی ہداد و بگفت این درست یا که خدف
ہمی ہداد و بگفت این درست یا خارا

زہی ز تیغ سخای تو خون لعل بدر
زہی ز ابر عطای تو مال بحر ہبا

بہ پیش دست تو معدن ہمارہ جنت لغر
بہ پیش طبع تو دریا ہمیشہ جفت بکا

ز و ثیت اندر خلق تو نافہ و عنبر
دو تا نتبد ز جود تو معدن و دریا

سپار گاہ تو در حاجبند شمس و قمر
بر آستان تو در مسر عند برق و صبا

تراست رای فلاطون و فر افریدون
تراست ذہن ارسطو و حشمت دارا

سخاو نام تو با ہم زیک شکم زادند
چنانکہ معنی با لفظ و نشہ با صہبا

مثال جود تو با جود معن و حاتم طی
مثال کاہ بکوہست و آسمان بہبا

عجب نباشد اگر دانہ با عنایت تو
بخاک ناشدہ گردد عدیل نشو و نما

ہمیر و زہ تو عیز و ز آبشار شہ بر
بگاہ لطف تو روید ز خار بن خرما

حسود جاه تو از رنج و غم لسان کشف
درون جامه بود که نهان دگه پیدا

بعرصه که ز سم ستور خارائی
برون جهد شرر از جوف صخره صما

دو نسر طائر و واقع میان بحجه آن
خورند غوطه چو مرغابیان بگاه شنا

هلال تیغ یلان جا کند بناف زمین
سنان رمح گوان بگذرد ز پشت سما

بدان رسد که ز آسیب گرز خاره شکن
شکست افتد بر طاق گنبد خضرا

شهاب تیر توان پیک آسمان ظفر
که هم طلیعه مرگست و هم عنان قضا

در آید از تتق گرد کارزار و فتد
ز هره کرانه همی دیو ملک را ز قفا

عقاب بنو ولیکن بی شکار عدو
همی بپرد بی سعی بال و پر بهوا

ستوده قدر امن شخن را عنایت تو
فرو نشاند ز خاطر غبار رنج و عنا

همیشه تا بفلک زرد مهره های نجوم
ز آفتاب نمایند اکتساب ضیا

حسود تیره درون ترا بجز غم و رنج
مباد بهره از چار بام و نه آبا

ایضا در مدح

هلا برخیز کز تو ابر آزاری درفشان
درفش موکب اردی بهشت از که در مشکستان شد

چمن از پیرون بیغاره بر گلزار مینو زد
دمن از سرخ گل قائم مقام چهر جانان شد

بجای ناله زاغ و زغن در باغ و چمن اندر
هوا از غوغای ساز و نغمه مرغ خوش الحان شد

ز عکس طلعت لستان فروزنده پرتو خیری
فضای دهر از سر تا قدم یکسخت مرجان شد

صبا چون پیکر طاوس گشت از لکه در بستان
گهی برارغوان بچمید گه در سبزه غلطان شد

شهی کز بذل و جود و همت بی انتهای او
بهم اندر ناله کان اندر فرح معدن در افغان شد

در ایوان جلال و کاخ قدر و خرگه جاهش
قمر هندو و کیوان حاجب و مریخ دربان شد

دل و طبع و کفش در نشر علم و بخشش و احسان
یکی ابر و یکی مخزن یکی دریای عمان شد

بگاه خشم و قهر و سطوتش بر پیکر دشمن
عصب زنجیر و شریان پالهنگ و پوست زندان شد

حسودش را ز بغض و کینه چون استاد آهنگر — نفس گرم رهٔ دل اندرو پتک و مغز سندان شد

چو روح اندر بدن بر تیغ احکام فرامینش — روان در هند و سند و روم و چین و بلخ و توران شد

ندیم و مطرب و ساقی و جام و باده بزمش — هلال و کوثر و ناهید و حور و خلد و رضوان شد

صفات ذات و خلق و طینت و افعال تخمیرش — برون از مدح و وصف و وهم و حد و حصر امکان شد

ز معماری عدل و احتساب حزم و انصافش — بنای فتنه و بیداد و جور و ظلم ویران شد

مر او را افکنان طاق چرخ و وسعت گیتی — یکی چوگان و دوم گوی سه دیگر صحن میدان شد

یکی ابریست بر باد بزن در بزم هیجا — که کوسش رعد و برقش صارم و بارانش پیکان شد

زهی شاه ملک آور که از آسیب کوپالش — روان رستم اندر دخمهٔ تاری هراسان شد

شها کشورستانا آن توئی کز بیم ژوپینت — به پشت ماهی اندر قعر دریا فلس خفتان شد

اگر خصم تو فرعون است غم نبود که در دستش — سنان هشت بازت تیر جان اوبار ثعبان شد

چنان اضداد باهم متفق گشتند در عهدت — که در فعل و طبیعت آب و آتش هر دو یکسان شد

ایضاً در مدح

همی بخاطرم آید که پار عید صیام — به تختگاه عجم داشتم ز هند مقام

پگاه آنکه زمین بوس شاه را ستند — ز هر کران رده اندر رده صدور و عظام

چنانکه دیده و دانی بمدح شه خواندم — یکی قصیده غرا بکر و نغز و تمام

ملک شنید و نوازش نمود و رتبه فزود — بلی کنند نوازش چنین ملوک کرام

هم این زمان که به نیکی و خرمی و خوشی — قضا کشید بیند از رهم ز بام هرام

ببارگاه ملک از پی تحیت عید — شد ندا انجمن از هر طرف خواص و عوام

ملک نشسته چو یک عرش نور و خازن او — به راویان و خطیبان همی کند اکرام

تو گفتی که زمین شد نگارخانهٔ چین — ز عکس خال و خط ساقیان سیم اندام

ز هر کرانه غزالی بکف گرفته قدح — ز هر کناره نگاری ز رخ کشوده لثام

ستاره گفتی از هر طرف نموده طلوع — فرشته گفتی از هر کران نموده خرام
نهاده هر یک بر برگ لاله نافهٔ چین — نهفته هر یک در زیر جامه نقرهٔ خام
یکی بمطرب گوید که هان بنوش قدح — یکی بساقی گوید که هین بیار مدام
خروش شندف و غوغای سنج و نعرهٔ کوس — فگنده ولوله در طاس چرخ آینه فام
درین چنین سره جشنی که بی شراب و نبید — همی برقص نشاط آید از طرب در و بام
من ایستاده و بر کف گرفته جز و ندیم — دو گوش جانب تحسین و دیده زی انعام
نه در سرم ز نشاط شراب هیچ سرور — نه در دلم ز وصال نگار هیچ آرام
تنی ز رنج حوادث چو افعی پیچان — ولی ز جور نوائب چو شیشهٔ حجام
بلی بعیش کجا تن دهد کسی که بود — گلوی راحت وی در کمند محنت و وام
اگرچه وام من از شاه بود و شاه مرا — بصبر داد نوید و بوعده کرد پیام
ولی بجان و سر شه کزین سپس نخورم — غم زمانهٔ ناساز کار بد فرجام
ز پشتوانی اقبال و کامگاری بخت — بیا بمردی ساقی و دستیاری جام
گواژه رانم بر هر چه در زمین اندر — نگاره گیرم از هر چه در جهان آلام
نگاری کی بکف آرم ظریف و نادره گوی — که ریزد از لب لعلش شکر بجای کلام
سپید چهره و لاغر میان و سیم سرین — بقد و جلوه و آهو نگاه و کبک خرام
رخش فراز قدش چون بسرو مهر منیر — خطش بگرد رخش چون طلایه مشک ختام
بزیر طرهٔ شبرنگ روی رنگینش — چنان نماید کز پشت ابر ماه تمام
دو چشم باده گسارش و ترک عربده جوی — دو زلف غلخه سایش و مار غالیه فام
ز عکس رویش ماه فلک گرفته فروغ — ز بوی جعدش مغز خرد نموده زکام
تنش بنرمی قائم مقام خز و حریر — دلش بسختی نائب مناب روی رخام
نهفته در قصب سرخ سوری و نسرین — نهاده بر طبق سیم پسته و بادام

بدین و تیره بوصل تنی چنین همه عمر بفرخی و سعادت بسر برم ایام
اگرچه دیده و دانسته ام که بی زر و سیم نگار سرو قد ماه رو نگردد رام
ولی نگار من از من چه سیم و زر طلبد دهم حواله بهر او را بجود میر انام
یگانه بار خدای که پیش دست و دلش محیط و معدن کانند در شمار لئام
جمال دولت و دین زرای او ست فروغ نظام کون و مکان را بذات او ست قوام
شکسته قفل قدر را بگرز خاراکوب دریده سفت اجل را به تیغ خون آشام
کشیده حرز بش بر گرد ملک حصن حصین سترده جودش از چهر فقر گرد ظلام
سنان نیزه عزمش ستون کاخ ظفر زبان خامه فضلش کلید قفل مهام
بعهد او نزند باز پنجه بر تورنگ زبیم او نکند شیر حمله بر اغنام
فلک ببنده درگاه او منوچهر قضا بقبضه تدبیر او سپرده زمام
وظیفه خواری از دست او بود خورشید طلایه داری از جیش او بود بهرام
میان به امرش بربسته روح در ابدان زبان بحمدش بگشوده طفل در ارحام
زهی انامل جود ترا سحاب مطیع زهی نتایج طبع ترا سپهر غلام
کفایت تو دماند ز صلب خاره شجر عنایت تو جهاند ز جوف شعله غمام
کنند جرعه در ظل چتر تو شب و روز خورند راتبه از دست راد تو دد و دام
زمانه بار شکوه ترا کشد بر دوش ستاره نوبت جاه ترا زند بر بام
عطای دست تو پیشی گرفته بر خواهش ظلال عفو تو سبقت ربوده از آثام
عدوی جاه ترا جا کند چو خون چه عجب شرار آتش باس تو در عروق و عظام
چه حکمت است ندانم که در قلمرو تو پلنگ همسر عزم است و حجره جفت حمام
چه حالت است ندانم که نغنود شب و روز زشیر رایت تو شیر شرزه در آجام
بزرگوارا اندیشه را بمدحت تو بدان رسیده که از شرم خون چکد ز مسام

بهیچ فگنند فلک طرح کاخ حشمت تو / گره بمیانه قدرتش منبر نداوهام

سخن بمدح تو ناگفته به اگرچه سخن / بعون تربیت تو گرفته رتبهٔ نام

همیشه تا پی تسخیر ملک دانش و فضل / کشند تیغ فصاحت سخنوران نیام

مباد آنکه شود کار ملک در کف تو / چو کار من ز عطای تو بی ثبات و نظام

بجو ز نبوش نبوشان بده بپاش بریز / که ماند از تو همین والسلام والاکرام

ایضاً در مدح

همی ببستند ناف زمین بسم ستور تو / همی بکوبد مغفر فلک بگرز گران

حدید و خاره ندانسته از پرند و حریر / سنان و تیغش گاه ضراب و گاه طعان

دریده زهرهٔ او شرزه شیر را زهره / شکسته گرزهٔ او ژنده پیل را دندان

ز پشت باره کمندش چنانکه پنداری / ز توقیس ست آدن تراژدهای دمان

ابا سنان تو شهباز مرگ را مخلب / و یا بنان تو دعوی جود را برهان

بود بشخص تو قائم قوام دولت و دین / بود بذات تو باقی بقای کون و مکان

محامد تو فزون ست از حساب و شمار / مکارم تو برون ست از قیاس و گمان

نه احمدی و تجلی چو احمد مرسل / نه موسی و بکلامی چو موسی عمران

دهد ز ترشح دست تو ابر را مایه / برد طفیلی خوان تو دهر را مهمان

نهاده سدهٔ قدر تو پای بر فرقد / فگنده دامن چتر تو سایه بر کیوان

تفی ز خنجر سوزان تست نار سعیر / نمی ز چشمهٔ احسان تست بحر عمان

زبان کلک تو بر ستر روزگار خبیر / عطای دست تو بر رزق کائنات ضمان

فلک نه پیچد هرگز ز طاعتت گردن / جهان نورزد هرگز ز خدمتت عصیان

هر آنچه رای تو رای قضا بر آن منشور / هر آنچه امر تو امر قدر بر آن عنوان

ترا به ... بلارک ست چو برق / بلی بابر ست اندر بهار ه برق یمان

تبارک الله از آن رعد بانگ صاعقه‌تگ — گر از نهالش نعل است و از مجره عنان

شهاب سرعت و ضرغام زهره تندر و عزم تگان — سپهر جنبش و هامون نورد و که کوهان

سطبر سکر و آهخته گوش و خاره جگر — هژبر زهره و پولاد سم و پیل توان

چو عزم تیز شتاب و چو حزم دیر درنگ — چو سیل دشت سپار و چو باد در جولان

تو گفتهٔ که بود کاو دو پیه چار سمش — چهار رویین استون ز نازل آونگان

رونده تر ز شمال است و شعاب جبال — جهنده تر ز شرار است در بسیط جهان

بزیر ران امیر ملک کش گه کین — بخصم حمله برد همچو شرزه شیر ژیان

شهاتوی که ز آسیب گرز گاو سرت — بپشت ماهی چون توتیا شود دستخوان

ز سهم ناوک جوشن شکاف تو نشگفت — اگر چو موی دمد نیشتر ز جسم روان

بزورقی که نگارند نام حزم ترا — ز جا نجنبد چو الوند کوه از طوفان

لنگری که ز خشم تو کس سخن راند — شود چو دوزخ تفسیده پر شرار و دخان

چو سوی میدان تازی بعزم گوبازی — ز آسمانت گو است و کهکشان چوگان

ملک ترا و اخاموشی از ثنای تو به — که از ثنای همیبر خموشش به جهان

همیشه تا که قوام جهان بود مربوط — به ابتدا و سپهر و سه روح و چار ارکان

مباد مملکت خالی ز شاعران گزین — مباد بزمت خالی ز دلبران جوان

بگیر طره ساقی بخواه جام شراب — ببوس چهره چگلی ببوی عنبر و بان

هزار قلعه بگیر و هزار ملک ببخش — هزار سال بپای و هزار قرن بمان

ایضا در مدح

چون نیاکان تیغ خواه و باج گیر و تاج بخش — تا جهان را ایمن از آسیب شو بشمشیر کنی

گرچه در فن جهانداری سزد گر خویش را — گه لقب سلطان ملکشاه و گهی سنجر کنی

هم ز شاهان مر ترا زیبد گر از گنج و سپاه — طعنه بر فغفور رانی چون چلندر را سر کنی

باش کز تائید ایزد در جہان از سد تیغ — دفع این یاجوج شکلان را چو اسکندر کنی +

باش تا روزی دو زین پس با سپاہ بیکران — عزم تسخیر دیار بلخ و کابل جمعہ کنی

باش تا زین پس بعون بخت نسبت ملک را — فربہ از گرز گران و صارم لاغر کنی

باش تا روزی رسد کز نعرۂ روئینہ خم — زیبق اندر گوش این طارم اخضر کنی

ای جہان داور خداوندی کہ گاہ مہر و کین — سنبل از آتش دمانی دوزخ از کوثر کنی

تا نماند در جہان جز نام نیکو یادگار — با نکویان بادہ گلرنگ در ساغر کنی

نجف تخلص نجف علیخان ولد غلام نبی خان ولد بہادر خان صاحب کمال کی حافظ شیرازی صاحب طالب سی تلمذ تھا اونہتر برس کی عمر ہوئی رجب کی بارہوین تاریخ بارہ سو اٹہتر ہجری مین انتقال کیا تضمین کا بہت شوق تھا یہ اونکا کلام ہے

مخمس بر شعر علی بخش بیمار

تہا نجف کو بھی عشق کا آزار — وہ بھی ہے اس مرض سی واقف کار

زندگی ہی اگر تجھے درکار + — سانس آہستہ لیجیو بیمار

ٹوٹ جای نہ آبلہ دل کا

نجف محمد علی نجف ولد محمد علی احسن قوم مغل قاصر تخلص چوبیس برس کی عمر ہے پہلی اپنی باپ کو کلام دکہاتی تہے اب میرزا حسین علیخان شادان دہلوی سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

بیدردی گل نہ بلبل کی آغوش عدو مین — پہاوئین لگا یا مری اک تیر غضب کا

کیا جانی کیا لکھا تھا کہ رستی ہی مین کہین — پیغامبر نی پہینکدیا دیکھکر جواب

فارسی

باآنکہ مثل سپیدہ صبح رنگ از رخ زردم	زمین ضعف من آن نازک بدن را بدگمان دارد

تخلص صاحبزادہ محمد مہدی علیخان بہادر ولد صاحبزادہ حفیظ اللہ خان بہادر ولد جناب مستطاب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا ابتدا مین انکو حضرت فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخانصاحب بہادر ناظم نور اللہ مرقدہ سے تلمذ تھا آخر مین میر احمد علی رسا کے شاگرد ہوئے سینتالیس برس کی عمر پائی ستائیسوین ماہ رمضان کو بارہ سو نواسی ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکا کلام ہے

در منقبت

کھلا ہوا ہے سر کوہ لالۂ احمر	تجلیون نے کیا ہے مقام طور پسند
یہ ارتباط کہ ہر نخل نخل سے واصل	یہ اتحاد کہ ہر شاخ شاخ سے پیوند
نگاہ بد سے خیابان گل ہو نا محفوظ	ہے خال مردمک دیدۂ ہزار سپند
لیے ہے طفل شگوفہ کو گود مین ہر شاخ	بغل مین مادر مشفق کی جیسے ہو فرزند

در منقبت

اتا ہے زبان پر جو کبھی لفظ شفاعت	آنکھون سے لگاتی ہے اجابت لب شاہ

در مدح

چمن پہ ایسا تر و تازگی سے جوبن ہے	ہزار رنگ سے تعریف کر رہی ہے بہار
خلل پذیر اگر ہو دماغ بلبل کا	سنگھا ئے شاہد گل کر کے لخلخہ تیار
نگاہ مہر سے دیکھین جو آپ پتھر کو	تو شمع طور کا دعوی کرے ہر ایک شرار
ترارہ بھر کے اگر شرق سے چمک جائے	نہ جھپکے آنکہ کہ مغرب مین پہنچے صاعقہ وار
زمین وچرخ سے گذرے جو گرم جولان ہو	پھرے جو کاوہ کھینچے گرد لا مکان حصار

در منقبت

نالۂ جنگی تری لشکر مین جو ہو شور انگیز — ہنہنا کے صور چھپی زیر زمین اسرافیل
لب اظہار اگر اعجاز مسیحا دکھلائے — موت روپوش جہان سی ہو مع عزرائیل
تیرا ایک ایک سخن حاوی اسرار خدا — شکل کن ہین یہی دو حرف دو عالم کی کفیل

در منقبت

حلقۂ در جو ضیا بار ہو تا تیرا — آسمان پر نہ چمکتی کبھی سورج کی کرن
شام کو نقرئی چڑھتی ہی ردائے مہتاب — صبح کو چادر زرتار ہی سورج کی کرن
حوریوں نزد محب بعد فنا آتی ہی — جیسی آراستہ پیراستہ ہو کوئی دولہن
روح کو ہوتی ہی پہلو نکی مہک سی فرحت — گلزمین قبر کی بنجاتی ہی فردوس چمن

اشعار غزل

روز محشر ہوا مشتاق تماشا عالم — اونکی تصویر مرا نامۂ اعمال ہوا
ہمکو فنا کی بعد ملی منزل بقا — جب بیوطن ہوئی تو میسر وطن ہوا
گفتگو مجھسی ہی ہی اوس بت عیار سی — کچھ نہین مشکل سوال روز محشر کا جواب
نہ اوس بزم مین ہو گا جسے جانا ہمارا — بٹھایا تغیر نی صورت بدل کر
بوسی لیتا ہون تصور مین تو سب کہتی ہین — وہم کیا تجکو ہوا پیش نظر کچھ بھی نہین
وہ گرمی نظر سی پسینی مین تر ہوئے — ہین غرق ہو گیا عرق انفعال مین
جائین کہین کو لوگ مگر وہم ہی مجھی — اک اک سی پوچھتا ہون ارادی کہان کی ہین
ہی شب وصال سحر ہونی کی خوشی — ہر بار پوچھتی ہین کہ اب کتنی رات ہی

نزہت سید رفیع الدرجات خلف میر ضیاء الدین عبرت غفر اللہ لہما
ذی بزرگ حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ صاحبزادہ محمد کفایت اللہ خان
خلف نواب نصر اللہ خان بہادر کی ندیم تہی سنا گیا کہ مولوی سید احمد
مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ نی مستر مکان صاحب سکرتری نواب گورنر جنرل

بہادر سی انکی زباندانی کا تذکرہ کیا صاحب موصوف بحکم قدردانی بہت
مشتاق ہوی جب نواب گورنر لارڈ ولیم بنٹنک صاحب بہادر اس دار الریاستہ
مین آی سکرٹری صاحب ہمراہ رکاب تہی سید صاحب کی مکان پر گئی
اور ملاقات سی خوش ہوکر درخواست کی کہ آپ سرکار انگلشیہ کی
نوکری قبول کرین سید صاحب نی منظور نکیا فارسی کلام ذوقی راد حسرت کو
دکہاتی تہی اردو بطور خود فرماتی تہی ستر برس کی عمر پائی ماہ ربیع الاولی کی
پانچوین تاریخ پنجشنبہ کی دن بارہ سو پینتیس ہجری مین رحلت فرمائی کلام حضرت کا
سب برباد ہوگیا جو بلا تقریب لگا تمنا مرقوم ہوا

ریختہ

بہار باغ ہو رنگ گل ہون شور بلبل ہون	چمن ہو انجمن مے کشان مین نشہ مل ہون
طرب ہو بزم ہون ساقی ہون اسباب معیشت ہون	سبو ہون جام ہون مینای مے ہون شور قلقل ہون
صفای آئینہ ہون عکس ہون جوہر ہون عکس ہون	نگہ ہون چشم ہون مژگان ہون مردم ہون تغافل ہون

فارسی

شعر حال دل خویش پیش او خوانیم	بکار آمدہ نزہت غزل سرائی ما

نظام تخلص سید نظام شاہ ابن سید احمد شاہ بڑی خوش فکر و خوش
مذاق شعر عاشقانہ کہنی مین طاق طبیعت ادا بندی کی طرف بہت جاتی ہی
فکر رنگین کیا کیا گل کہلاتی ہی جناب مستطاب نواب محمد یوسف علیخان
صاحب بہادر ناظم فردوس مکان انار اللہ برہانہ کی شاگرد رشید ہین
شیخ علی بخش بیمار اور اپنی پیر و مرشد میان احمد علی مرحوم احمد تخلص سی بہی
مستفید ہین سرکار مین نوکر تہی قدردانی سرکار سی موقر تہی پچاس
برس کی عمر ہوئی شعبان کی چہبیسوین تاریخ بارہ سو نواسی ہجری مین قضا کی

بندگان حضور دام ملکہم و اقبالہم نے سب مسودات اونکی جمع فرماکے دیوان ترتیب فرمایا او س دیوانکا انتخاب ضبط تحریر مین آیا

در مدح

کسیکو ہو بہی جو ایذا تو ہو ملال خوشی | زبان شمع پہ کیا ہو شکایت گلگیر

صفت تیغ

یہ رواں ہی کہ مین نہین رکتے | گویا میری زبان ہی وہ تلوار

اشعار غزلہا

وصل ہی اب تو ہی یہ رشک مجہے | غیر ہی سے بہی یو ہین ملا ہوگا
الہی اور تو سب کچہ دے تو جسے چاہی | وہ دست طلب مجہی صدقہ تری خدائی کا
دم مرگ آئے وہ عیادت کو | کیا اجل سے مین شرمسار ہوا
عادت ہی تکلف سے ہوئی شرم و حیا کی | سوتے مین بہی منہ پر سے دوپٹا نہین اوٹہتا
وہ مجہکو نظام کیون ستاتی | کیا جانیے یہ بہی کیا محل ہتا
نہ وہ مانتے ہین نہ مین مانتا ہون | سفارش کسیکی دلاسا کسیکا
نزع کا لطف زیست سے مجکو سوا ہوا | گھبرا کے اوسکا کہنا کہ ہی ہی یہ کیا ہوا
یون دیکہ کے مجہکو مسکرانا | پہر مجکو مین بے حضبہ کہونگا
کام آئی وصل مین طپش دل بہی خوب ہی | سینے پہ تہا وہ دست حنائی تمام رات
فراق مین تپش دل کا حال کیا کہیے | کبہی زمین کی کبہی آسمان کی کہاتی چوٹ
سو دن ہین شکایت کی وہ سو بار ملین گے | بنیا ہی دل مجہکو پشیمان نکر آج
اگر کی پرزے مری نامے کی کہا قاصد سے | ایک کاغذ کی عوض سکڑون لیجا کاغذ
نہ پوچہو میری آنے کا سبب تم | ہین خود جیسے ان ہون اس محفل مین اگر
آپ اور آتین اپنی وعدے پر | اور قسم بہی تو میری سر کی قسم

یون ہمکو نہ دل سی تم بُھلاؤ
محبت اور مری دلمین بڑہتی جاتی ہی
آجای کچہ نہ رحم مری حال زار پر
جہی امید وفا تسی لیتین دشمن سے
پہر آنا اوسکو مشکل ہی وکہلا کی نامہ بر
انکار پر نہ صبر نہ اقرار پہ یقین
انداز اپنی دیکہتی ہین آئینی مین وہ
اک لطف روز کی ہی سوال وجواب مین
کس کس طرح ستاتی ہین یہ بت ہمین نظام
انگڑائی بہی وہ لینی نپای اوٹہا کی ہاتہ
یہ بہی نیا ستم ہی حنا تو لگا ہی غیر
وہ زانو وَمین سینہ چہپانا سمٹ کی ہای
دنیا وہ اوسکا ساغر می یاد ہی نظام
پہر باتین تمہاری مین سنون حضرت ناصح
آتا نہین سمجہ مین کسیکی مرا مرض
ہمسی نہین نبہی ہی تو غیرون ہی نبہ چکی
اٹہو سب کا تری کوچی ہی مین مسکن ٹہرا
دشمن سہی اور رشک بڑہا لطف یہ ملا
وہ بت نہ بسین ہو مری کہتی مین دل تو ہو
یہی کہیے مرے بلا آے
ارباب ہوس کو تو نہ کچہ حوصلہ ہوگا

دیکہو کہیے یاد آئینگی ہم
لڑائی ہی تو وہ کچہ اس ادا سی لڑتی ہین
اسواسطی وہ دیکہتی ہی اب ادہر نہین
یہ اگر ضبط ہی تو مجہسی زیادا ہی نہین
تجہسی ادا ہوا ایسا مرا مدعا نہین
یارب بڑی ہی جان مری کس عذاب مین
اور یہ بہی دیکہتی ہین کوئی دیکہتا نہو
ہم خود یہ چاہتی ہین کہ وعدہ وفا نہو
ہم ایسی ہین کہ جیسی کسیکا خدا نہو
دیکہا جو مجہکو چہوڑ دیئی مسکرا کی ہاتہ
اور اوسکی داد چاہین وہ مجہکو دکہا کی ہاتہ
اور پہر سنبہالنا وہ دوپٹا چہڑا کی ہاتہ
منہ پہیر کر اودہر کو ادہر کو بڑہا کی
یہ کہہ کہ تمنی اوسی دیکہا تو نہین
تم ہی تو آکی دیکہو یہ کیا ہوگیا
صد شکر اوسکا عہد ہی ناپائدار
ہی آباد ہی دنیا مین زمین تہوڑی
اوسی شب وصال مین جو بات کی
اللہ اسقدر تو مجہی اختیار دے
وہ سبجے تو میری گہر نہین آ
اچہا ہی جو وہ عذر ستم کا نہین کر

ایسی حسرت سی جان دی کہ کبھی	اک تماشا دکھا دیا مینے
ایسا رونا نصیب ہو کسکو	اشک پوچھین وہ اپنی دامان کی
او نہین کیا کیا گمان ہون کی جنون	ہاتہ اوٹھالی مری گریبان سی

نعیم تخلص میر محمد نعیم نام تذکرہ تکملۃ الشعرا تالیف مولوی قدرت اللہ شوق سی معلوم ہوا کہ یہ بزرگ سادات دہلی مین سی ہین مدت تک اس دار الریاست مین نواب محمد سعد اللہ خانصاحب بہادر خلف والاجناب عالی خطاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر جنت مکان انار اللہ برہانہما کی سرکار مین ملازم رہی گیارہ سو بچاسی ہجری مین انتقال کیا ہندی اور پارسی دونون زبانون کی شاعر ہین علم عروض وقافیہ سی بھی بخوبی ماہر ہین اردو کلام اونکا میمچدان نی نپایا مگر فارسی کچہ ہاتہ آیا دو شعر لکھی گئی

فارسی

چو شمع جملہ بدن صرف سوختن کردم	ہنوز در دل من ذوق سوختن باقی است
نعیم از دیدن دیدہ آتش دانستہ اکنون	کہ آن عیار با من دوستی در دل نہان دارد

نیاز مولوی نیاز اللہ ولد شیخ عظمت اللہ بلو عہد نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مین اخبار نویس تہی کتب درسیہ فارسیہ اور سخنگوئی مین مولوی غلام علی حرفت کی شاگرد رشید خاندان قادریہ مین مولوی نعیم صاحب کی مرید اب پیرانہ سالی مین بھی سرکاری مدرسی مین مدرس ہین پڑہانی کا شغل رکہتی ہین یہ کلام مشتی از خروارہی کہ اونکا یادگار ہی

فارسی

ز پیچ زلف چو دل رست کاکلش پیچید	کنم چہ چارہ بلا در پس بلائی ہست
از گرمی عشق برخ آبی جہہ درخشان	آتشکدہ داریم نہان در جگر امروز

نیّر صاحبزادہ محمد ممتاز علیخان ولد صاحبزادہ محمد اعجاز علیخان ولد صاحبزادہ نیاز علیخان ولد صاحبزادہ حسن علیخان ولد جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہم ستائیس برس کا سن ہی سید احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ صاحبزادی نہایت اہلیت شعار ہین خوش خلق و خوش اطوار ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

شوق ہر چند یہ کہتا تہا کہ بو بہی لی	پر ترا نقش قدم مجہسی مٹا یا گیا
لکہدیا ہوتا جو قسمت مین ہماری صل یار	کوئی پوچہی کیا بگڑ تا کاتب تقدیر کا

نیّر حکیم محمد حسن خان ابن حکیم علی حسین خان تیس برس کی عمر ہی سلیم الطبع شاعر ہین شاگرد حکیم احمد خان مرحوم تخلص بہ فاخر ہین فن طب کا شغل اکثر ہوتا ہی شعر کہنی کا اتفاق کمتر ہوتا ہی

ریختہ

ڈالیکا لاکہون پیچ مین صدہا بلا وہین	دل پہر اسیر زلف شکن در شکن ہوا

در مدح حضور پر نور بزبان فارسی

برق صمصامش از لقاف رسد	صد چو سیمرغ شہپر اندازد
نور حبان از عدالتش شہباز	دانہ پیش کبوتر اندازد
شاہباز جلال ہمت او	طائر سدرہ را پر اندازد

نیّر سید منور علی ولد سید منصور علی اکتیس برس کی عمر ہی خوش خصال نیک خصال نواب مرزا خان داغ کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

بتقرار ہی کہینچکر مجکو اگر لی بہی گئی	رشک دشمن در پر اوسکی پاسبان ہو جایگا

بسیا ہی مرنی کے حشر مین	قیامت کی دکہونا ئی گی رات
وہ جو کچہ وعدی کیی تہی وصل کی شب یاد ہین	ستمکشی کی بعد ہنگام سحر رخصت کی وقت
اوہی ہی لامکان کی فضا لیکن ای جنون	سر پہوڑنیکو وہان کوئی دیوار و در نہین
نعش تڑپی نہ کس طرح اپنی	ہای اب اذن عام ہوتا ہی
بس رہی ہے نگاہ مین وہ آنکہ	لوگ کہتی ہین بادہ خوار مجہی

فصل واو

واثق سید جعفر شاہ ولد سید علی شاہ پچاس برس کی عمر شیخ علی بخش بیمار اور اونکی شاگرد میر احمد علی رسا دونون سی تلمذ ہی داستان کہنی مین ہی بصیرت ہی خمسہ کہنی پر بہی قدرت ہی ملازم سرکار دولتمدار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

خاک اوڑا ئی گی اوسکی کوچی سی	اور کیا تجہسی ای صبا ہوگا
گیسوی صنم بنائین گی ہم	خود سر یہ بلائین لائین گی ہم
کچہ تو سیری دل بیتاب کی تسکین ہو جای	اپنی سینی سی لگا لو جو ذرا تم مجہکو

واحد شیخ واحد علی ابن شیخ کاظم علی مرحوم نواح لکہنو مین ایک قصبہ ہی جکور وہ انکا وطن ہی اب کئی برس سی یہ دار الریاستہ مسکن ہی بائیس برس کی عمر کسب علم کا شوق ہی کسیقدر شعر کا بہی ذوق ہی تحصیل کتب درسیہ کا شغل اکثر رہتا ہی اسی مین اوقات صرف کرتی ہین ہی چرچا بیشتر رہتا ہی جو کچہ کبہی موزون کرتی ہین اس ہیچمدان کو دکہاتی ہین یہ دو چار شعر اونکی تذکری مین لکہی جاتی ہین

ریختہ

بنا دی عشق کر ایسا ناتوان مجکو | کہ کوی یار ہین دیکھی نہ پاسبان مجکو
جو منہ مین آتا ہی وہ بیدہڑک سناتا ہی | زبان دراز سمجھتا ہی بی زبان مجکو
ایک جان ناتوان ہی اور طالب ہین کی | سوچتا ہون تیر کو دون یا مین دون شمشیر کو
کم نہین وحشت سی اوسکی میری وحشت کا قدم | توڑ لی زنجیر سی مجنون مری زنجیر کو
دیکہ او ناوک فگن میری امانت کی طرح | دلمین اپنی اتبلک رکھا ہی تیری تیر کو
سنگ در سی تیری رگڑین گی جبین کو رات دن | اس طرح سی ہم مٹا دین گی خط تقدیر کو

واقف عبد القادر خان رسالدار ولد بہادر شاہجہان نبیرہ بخشی مرتضی خان ساٹہ برس کی عمر ہی شاگرد شیخ علی بخش بیمار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

فرہاد کوہ جاتا ہی تو بی خوف و خطر جا | واقف نہین دربان کوئی اسکی گہر کا
یہ کچھ عذر رکہتین حسن عارضی پر ہی | مٹا ئین صاف جو خاطر پہ کچھ غبار ہنو
تمہارا اور ہی ہمشکل ہی ہماری پاس | دکہائین آئینہ گر تمکو اعتبار ہنو
ہوا جو راجوا ونکا واقف یہ عقدہ کھلا ہمپر | کہ ملک حسن مین اندہیر ہی بی بند وبستی ہی

وحید صاحبزادہ محمد وحید اللہ خان ابن صاحبزادہ نجف علی خان ابن صاحبزادہ بخش اللہ خان ابن صاحبزادہ کفایت اللہ خان کفایت جنکا ذکر خیر حرف کاف تازی مین گذرا انکی عمر ستائیس برس کی ہی میر احمد علی رسا کو کلام دکہاتی ہین دو شعر انکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

فرقت مین غم کی نیند نہ آئی تمام رات | راحت نہ مجہسی آنکھ چرائی تمام رات
کیا پوچھتی ہو ہجر مین کسطرح بسر کی | رو رو کی کٹی شام تو مر مر کی سحر کی

وزیر تخلص وزیر علی خان ابن کپتان حسن علی خان ابتدای عمر مین دہلی گی وہان

مرحوم سی مستفید ہوی پہر وطن کو آی برسون راقم سی صحبت رہی اسن ماضی مین
جو کچہ کہتی تہی اس ہیچمدان کو سنا لیتی تہی شاعری مین بڑی مشاق تہی ذکاوت
طبع سی فن شعبدہ بازی مین بہی طاق تہی جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر
فردوس مکان انار اللہ برہانہ کی عہد مین ملازم ہوی اس عہد راحت
مہد مین بہی نوکر رہی بیالیس برس کی عمر ہوئی عین شباب مین مسلول ہوکر جب کی
مہینی تاریخ بارہ سو چہیاسی ہجری تہی کہ وفات پائی کلام اونکا بہت ہی
نکر وارستگی طبع سی دیوان ترتیب نپایا وقت تالیف تذکرہ ایک بیاض
ہاتہ آئی یہ اشعار اوسمین سی انتخاب کیی گئی

در نعت

خاک در حضرت سی شفا ہوتی ہی اوسکو — جس درد کی عیسی سی دوا بن نہین پڑتی

از غزلہای عاشقانہ

ارمان نکال لون دل فرقت نصیب کی — دو دن کو دی خدا جو مقدر رقیب کا
لیگئی رخ دکھا کی تاب و توان — لٹ گیا دن کو قافلا دل کا
وہ آہین نعش پہ ہم جب پڑ گئی ان سنہ ڈہانکی — اجل نی ہمکو بہت اونسی شرمسار کیا
بیٹہ کر پاس مری جب وہ اوٹہا شوخی سی — بیقراری سی کئی بار مین بیٹہا اوٹہا
نہین ہی تاب خواب بلبر تو سوت ہی کاش ہو سیر — جو تو نہ آئی تو بہیج خنجر کہ سو رہین ہم گلی لگا کر
انکار وصل سنتی ہی اپنا ہوا وصال — بہیجا پیام یار نی پیک قضا کی ہاتہ
اک صلاح غیر پر لاکہون ستم — پوچہنا ہتا اور بہی دو چار سی
ہماری آنکہ نہین روز وصل بہی کہلتی — یہ دل ہین ہیبت شبہای تار یا فی کر

رباعی

شیشی مین نہین شراب مدت گذری — میخانہ ہوا خراب مدت گذری

توبہ کی عوض وزیر توڑا دل کو		ساقی کو دیا جواب مدت گذری

فارسی

رایگان رفت تلاشش بہ دیوانۂ عشق		دلبر ما بہرم بود ونمیدانستم

وزیر تخلص سید محمد وزیر علی نام ولد سید محمد علی انگوہوری میان علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ درگاہی قدس سرہ سی بیعت ہی آپ سید شاہ جمال اللہ انار اللہ برہانہ کی سجادہ نشین ہین اوسی سلسلی مین خلافت ہی بچپن برس سن ہی یاد الہی کا شغل دا ئم رہتا ہی کبھی کبھی شعر کہنی کا اتفاق ہوا ہی ایام الدنیحان انور سی مشورا ہی یہ ایک شعر اونکا ملا ہی

ریختہ

طور سکھلائی وضعداری کی		اور مجھہ مین گناہگار نہین

وسعت تخلص مستقیم خان ولد محمد نور خان شاگرد میر ضیاء الدین عبرت و مولوی قدرت اللہ شوق ہین مرد قابل الطباع و ذہین تھی اٹھتر برس کی عمر ہوئی جمادی الاولی کی نوین تاریخ بارہ سو چھیالیس ہجری مین قضا کی کرم خان کرم نی تاریخ کہی ہی وہ اس جگہہ لکھی جاتی ہے تاریخ

سنین رحلت وسعت کرم گفت		نہم ز اول جمادی مسند بشش خلد
	۱۲۴۶	

یہ چند شعر اونکی ہاتہ آئی وہ لکھی گئی

ریختہ

جھجک نہ اوٹ محبت شوق سی گردش		یہ عکس زلف ہی تیرا نہین شراب مین ساب
ہماری چشم مین دیکھی وہ عکس زلف نگاہ		کہ جسنی دیکھا اونکو کاسۂ حباب مین ساب
اک ذرا انکو ملا لو جو چلی جاتی ہین		منہ چھپائی ہوئی اور راہ سی کترا ہی کی
واہ قسمت ایک گالی کی ہوس تہین دو تین چار		وقت گفتن جب زبان پر اوسکی لکنت آگئی

حال میرزا محمد مرتضی حسین ولد علی مرزا ی مغفور قدیم متوطن شہر لکھنؤ ہین
اب ایک مدت سی یہین رہتی ہین چھبیس برس کی عمر ہی میر ضامن علی جلال کی
شاگردون مین ممتاز ہین انکی مکان پر چند روز مشاعری اچھی ہوی ہیچمدان
بہی کبہی صحبتون مین شریک ہوا واقعی مہذب جلسی ہوی یہ اشعار اونکی
نتیجہ افکار ہین

ریختہ

دیا کبہی وہ کبہی کو کسی کبہی گالی
مٹی جو ہم در جانان پر الفلک تو کیا
ایک بوسہ دیا نہ اوسنی وصال
یہ نازکی کسی نہ کبہی نہ دیکہی تہی

یہ التفات رہا وصل مین یہ یار رہا
نشان پہلی مٹانا تہا جبہ سائی کا
منتین کرتے گذری ساری رات
کہ وہ ہماری تصور مین آنہین سکتی

وفا حاجی گل محمد خان نام تذکرہ مولوی قدرت اللہ شوق مین لکہا ہی
کہ یہ بزرگ بہت مرد سنجیدہ و فہمیدہ و پاک باطن تہی اسی دار الریاستہ کے
متوطن تہی سنا گیا کہ آخر عمر مین توفیق ایزدی حجاز کی طرف رہبر ہوی
مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا مین قضا کی یہ اونکا کلام ہے

فارسے

تخم شرار عشق فشاندم بخاک دل
امشب کہ خط سبز بروی تو جوش کرد
نہ خط سبز بہ پشت لبش ہویدا شد
خال مشکین تہ ابرو کہ مکانی دارد
حیرانم از نزاکت طفلی کہ گردنش

چون لالہ غنچہ داغ نزوید ز کشت ما
گلزار زادکان زمرد فروش گرد
زمردی است کہ از کان لعل پیدا شد
طفل زنگی است کہ در دست کمانی دارد
چون غنچہ خم شد است ز بار کلاہ خویش

وفا مرزا علیم الدین خلف صاحب عالم میرزا رحیم الدین حیا دہلوی

پندرہ برس کی عمر تازہ تازہ شوق ہی نیا نیا ذوق ہی طبیعت اچھی ہی اپنی والد ماجد سی اصلاح لیتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

نہ بتون سی دل لگاتا نہ یہ حال زار ہوتا — نہ جگر یہ ہاتہ ہوتا نہ مین بیقرار ہوتا

ملی بیدردی کہ رحم آیا نہ میری حال پر — ہاتہ دلپر دیکھکر آنکھون پہ دامن دیکھکر

نہ ملین اب وہ عدو سی تو نہین کچھ مطلب — اب وہ حسرت ہی ہماری دل مضطر مین نہین

ولا تخلص میرزا جعفر علی بیگ ولد میرزا بچو بیگ پچپن برس کی عمر ہی سید اسمعیل حسین منیر کی شاگرد ہین شہر لکھنو انکا وطن ہی مگر برسون سی ہی دار الریاست مقر و مسکن ہی ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

وصل کی حسرت مین تڑپا مدتون — خاتمہ ہے اب ترے مہجور کا

وسعت جو دیکھ پائی ہی دامان عفو کی — حامی سی باہمہ آپکی امیدوار ہین

بہار گلشن داغ جگر جو دکھلا دون — تو گل کو پھر کبھی ہنستی نہ باغبان دیکھین

چمن مین زمزمہ پرداز یان کری بلبل — ہماری سامنی کھولی تو وہ زبان دیکھین

وہاب سید عبد الوہاب ابن سید تراب علی غفر اللہ لہما قصبہ بلاسپور مین رہتی تھی طبیعت موزون تھی بطور خود شعر کہتی تھی باسٹھ برس کی عمر پائی جمادی الاولی کی تیسری تاریخ جمعی کی دن بارہ سو بچپن ہجری مین رحلت فرمائی سید عثمان علی اونکی فرزند ارجمند سی جو کلام اونکا ملا اوسمین سی انتخاب کرکی درج تذکرہ کیا گیا

ریختہ

دم جاتی نہ معلوم ہوا تیری حزین کا — از بسکہ وہ عاشق تھا کسی پردہ نشین کا

دل سوزان کو مری شمع سی نسبت کیا ہی — یہ جلی رات کو وہ آٹھ پہر جلتا ہی

فارسی

حریف برای ترک چشم او شراب از خون دل باشد	کباب دل غذای اوست مہمانی کہ من دارم

فصل ہا

ہادی تخلص محمد عبد الہادی ولد خلیفہ رحیم بخش برادرزادہ خلیفہ احمد بخش پچیس برس کا سن وطن انکا دہلی ہی مگر باپ اور چچا انکی دونون سرکار مین ملازم ہین اونکی معیت مین یہ بہی یہین رہتی ہین انگریزی بہی لکہتی پڑہتی ہین شعر بہی کہتی ہین نواب مرزا خان داغ سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

شبنم نی اوسکو غسل تو مٹی صبا نی دی	مجنون انکا تیری دامن صحرا کفن ہوا
آدمی نی آنکھ خشک یہ ہوا اشک سی ہو وہ دریا	بحر ہی دشت مجہی وحشت ہی قلزم مجکو

ہادی بہی مولوی عبد الہادی خان ڈپٹی کلکٹر مولوی عبد القادر خان کی خلف الرشید علوم درسیہ مین کچہ اپنی والد سی اور کچہ مولانا نور الاسلام مرحوم خلف مولوی سلام اللہ محدث اور مفتی شرف الدین سہروری سی مستفید ذات اونکی حسن طبیعت کی بدولت ہر ایک کی حق مین ہنرمند مرد دانشور صاحب علم و ہنر تہی سرکار انگلشیہ مین سوختہ تہی چونسٹہ برس کی عمر ہوئی شوال کی چوتہی تاریخ بارہ سو ستتر ۱۲۷۷ ہجری مین جام حیات بہر گیا جامۂ ہستی اوتر گیا کبہی کبہی زبان اردو مین جو موزون کیا تہا یادگار رہا اوسی مین سی یہ دو شعر انتخاب ہین جو زیب صفحہ کتاب ہین

ریختہ

صدقی تری ہو کی مر گئی ہم	گرنا تہا جو تجہپہ سو گر گئی ہم
خندان خندان جدہر چلا تو	گریان گریان اودہر گئی ہم

ہاشم مولوی محمد ہاشم خان ولد مولوی شرف الدین والا تبا
نظم ونثر دونون سی بہرہ ور ہین مولوی محمد عنایت الدین صاحب مرحوم کی
شاگرد ومنین نامور ہین علم خوب فکر رسا ہی خط نسخ مین میان عظیم اللہ
خوشنویس کی شاگرد ہین ہاتھ بہت اچھا ہی ساٹھ برس کی عمر ہوئی نوین
محرم کو بارہ سو بہتر ہجری مین اس دار فنا سی بیزار ہوکی راہی دار القرار ہوے
یہ دو شعر اونکی یادگار ہین

فارسے

در چمن زار چو آن سرو روان می آید		بلبل از گل گزرد گل بفغان می آید
ہاشم از درد دل ریش خود اندیشہ مکن		مرہم درد دل خستہ دلان می آید

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ولد سعد اللہ چالیس برس کی عمر ہی باعث
عشقی کی حد ادہین طبیعت موزون ہی مولوی محمد نور خان افغان تخلص انکے
استاد ہین یہ انکا کلام ہی

ریختہ

یہ قوس قزح ہی کہ محراب کعبہ		ہلال اسکو سمجھون کہ ابرو ہی خم ہی

ہدایت ہدایت علی خان ولد نجابت علیخان انیس برس کی عمر ہی ولی محمد خان تسنیم کی
شاگرد ہین یہ دو شعر اونکی مرقوم ہوی

فارسی

عیش ما تلخ مکن ناصح ازین افسانہ		آنچہ در قسمت ماہست ہمان خواہد بود
سوی میخانہ برو گر طلبی سر ازل		سالک راہ ترا پیر مغان خواہد بود

ہنرل عبد الرحیم خان ولد سعادتخان پچاس برس کی عمر ہی ہنرل گوئی مین یکتا
ہین شاگرد میر احمد علی رسا ہین یہ تین شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

جس سے اے ہنزل چلی آتی ہے پیارے خلقت
رفتہ رفتہ ہم اوسی راہگذر تک پہنچے

خون حیض دختر رز کہا تجھے ہاتھ آگیا
کیون تری دست دعا زاہد حنائی ہوگئے

حافظہ پائین ترا اے ماہ سیما چاہیے
اب مرے الکیون انگلی کو جہلا چاہیے

ہمدم صاحبزادہ عبید اللہ خان ابن صاحبزادہ فتح علیخان خلف نجم الدین جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل جنکا ذکر خیر طبقہ والیان سلف مین مرقوم ہوا یہ بزرگ آزادے مشرب غلیفہ وق مین شعر فرماتے ہین واردات قلبی اس پردے مین زبان پر لاتے ہین ستائیسوین محرم کو بارہ سو اکانوے ہجری مین رحلت فرمائی دیوان مرتب تو ہاتھ نہ آیا جا بجا جستہ جستہ کہین پارسی کہین اردو شعر ہاتھ لگے اونمین سے چند شعر انتخاب کرکے لکھے

ریختہ

غم تو ٹلتا ہی نہ ڈر جاے کہین اُس خوسے
داغ ہے اپنی کلیجے کی دکھا سکتا نہین

ہو گرفتار ہون کچھ رسم مجھے یاد نہین
اسلئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہین

مجکو حال دل انجمن مین سناون اپنا
قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

فارسی

ہست انگشت کہ در حشر بپرسد کہ کجاست
جام ما بادہ ما شیشہ ما ساغر ما

بیوفا این قدر وفا کردم
کہ ترا صاحب جفا کردم

ہندی مرزا محسن علی عرف مرزا جو ابن نواب محمد علیخان خلف الصدق نواب شجاع الدولہ بہادر مرد متین ہین مہذب خوش ذہن ہین علم منقول خاندان اجتہاد مین سیدن صاحب سے حاصل کیا علم معقول مولوی بادشاہ علی تلمیذ مولوی ظہور اللہ مغفور اور مولوی معین الدین شاگرد ابو البرکات مولوی تراب علی صدر سے پڑھا

علم تجوید آقا محمد قاری تبریزی سی سیکہا سخنگوئی کا جو ذوق ہوا شیان مغفور
مرحوم کو کلام دکہایا اونکی ارشاد سی ایسا فیض پایا کہ اس فن مین بھی
یگانہ ہوی حسن مذاق سی مشہور زمانہ ہوی اب کئی برس سی اس دار الریاست
مین فیض ملازمت بندگان حضور سی بہرہ ور ہین ساٹہ برس کی عمر ہی مگر اب تک
مصروف کسب علم و ہنر ہین بوستان خیال اور شرح وقایہ کا ترجمہ اور رسالہ
نحو و صرف اردو اور رسالہ بذل المجہود ین علم تجوید مین منجملہ تصانیف
یادگار ہین یہ چند شعر اونکی نتیجہ افکار ہین

ریختہ

تلاش کی جوہری نی کتنی نہ لعل لب سا ملا نہین
سخنورون نی جوہر کی ڈہونڈہا عدم مین پایا نشان

پی ارسال خط بہرتی ہین سب عشاق دم اونکا
غرض کیا بولتا ہی انہون طوطی کبوتر کا

خط سی متاع حسن ہوئی گم
قافلہ آیہی خضر نی لوٹا

اوسنی وعدہ کمر مین آنیکا کیا
آپ سی باہر ہوی جاتی ہین ہم

نصیبون نی کہین ہو وصل کا دن
یہ راتین ہجر کی کسطرح کاٹین

جب اپنی زندگے ہے تلخ گزری
لب شیرین کو اونکی لیکی چاٹین

پہنچ جای نہ کیونکر سلسلہ روز قیامت تک
لگی ہی زلف جانان کی گرہ شبہای ہجران مین

اوڑا کی ایک نہ ہندی کو لیگیا اوس تک
سرای دہر مین جہونکی ہست ہوا کی چلی

میری رونے پر اونکو رقت ہی
کچہ تو آنسو بچے غنیمت ہے

زور اپنا ناتوانی نی دکھایا اسقدر
دل اوٹہا سکتی نہین ہم الفت معشوق کا

تہین قدر اوگھڑی ہوگی ہماری فرقت کی
دکہا کر آئنی کو سامنی سی جب ہٹا لین گی

ہنر مرزا امیر بیگ ولد مرزا سعادت بیگ چہتیس برس کی عمر ہی شاگرد منشی
سید اسمعیل حسین منیر ہین فرخ آباد انکا اصل وطن ہے مگر اب ہی دار الریاست

سکن ہی محکمہ عالیہ فوجداری مین مختار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

ہی یاد خط سبز کسی رشک قمر کا — رہتا ہی خزان مین بھی ہرا زخم...

قدرت ہی خدا کی کہ چلین رشک سی ہمت... — اغیار دوپٹی مین ملین عطر اگر ک...

کبھی تو خواب ہی مین دولت دیدار ملجاتی — مری تقدیر سوتی کاش جاکر کوی جا...

فصل یای تحتانی

یاس محمد ضیا خان ولد اکبر خان ابن حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور اخوندزادے احمد خان غفلت کی شاگردون مین مشہور ہین کلام انکا بہت تھا مگر تلف ہو گیا متفرق غزلین اونکی فرزند ارجمند صاحبزادی محمد مجتبی خان سی ملین اونین سی چند بیتین منتخب اس تذکری میں لکھی گئین پچاس برس کی عمر پائی شوال کی چھٹی تاریخ بارہ سو ستہتر ہجری مین رحلت فرمائی یہ اون کا کلام ہے

ریختہ

گھر مین آنی سی مری آپ کو ڈر کس کا ہے — شوق سی لائیے تشریف یہ گھر کس کا ہے

حال دل اوس کو سنانی کو تو بیٹھا ہون ولی — منہ سی کیا نکلی دم گفتار دیکھا چاہیی

یاس اب تو سوای ذات خدا — ہم کسیکے نہ کوئے اپنا ہے

آستین سی دمبدم ہوتی ہی ریزش اشک کی — ہی یہ طرفہ ماجرا ناسور پیراہن مین ہی

یعقوب تخلص حافظ شیخ محمد یعقوب ولد شیخ لطف اللہ بائیس برس کی عمر ہی میان نظام شاہ نظام مرحوم سی چند روز اصلاح لی ہی یہ اون کا کلام ہے

ریختہ

تسمہ ہی وہنس وہنس کی یون پوچھتی ہین — یہ کس کی تجھے تیغ ابرو نے مارا

اوس بت کو میری حال پہ آیا کبھی نہ رحم — اللہ میری آہ مین کچھ بھی اثر نہین

یوسف تخلص محمد یوسف خان ولد محمد فیاض خان ساکن قصبۂ بلاسپور ہین زمرۂ اطبا مین ملازم شفاخانہ مین مامور ہین ستائیس برس کا سن ہے فن طب کا مشغلہ رکہتے ہین شیخ احمد تخلص کی شاگردی سے فن شعر مین ذی اعتبار ہین اونکی یہ اشعار ہین۔

در مدح مولوی محمد عثمان خان بہادر مرحوم

نکہت زلف شاہد خوبی ۔ خال رخسارہ عروس جمال
راہ حق مین مثال ابراہیم ۔ عشق احمد مین جون اویس و بلال
دردمندان یاس کو درمان ۔ تشنگان امل کو آب زلال

اشعار غزل

تری لب کا جسی بوسہ ملا ہو ۔ اوسی حاجت نہین آب بقا کی
نہیں مردن بھی یہ تیری جستجو مین ۔ بگولا بن کی خاک اپنی اوڑا کی

در مدح حضور پر نور بزبان فارسے

لبالب است ببزم تو از می عشرت ۔ یکی سبوی و دوم شیشہ و سوم ساغر
اسیر زلف و رخ و چشم تو شدند بجان ۔ یکی بنفشہ دوم لالہ و سوم عبہر

تمت

تقریظ دلبند نتیجہ فکر جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے خالق کل کی مشکل
نعت سلطان رسل کی ہے مشکل

مژدہ ہے قدر شناسان سخن
کہ ہوا ہے نیا گلستان سخن

بسکہ ہر گل پہ فدا ہے بلبل
ہر جگہ نغمہ سرا ہے بلبل

جمع ہیں ساری خدائی کیسے
گلفروشوں کی ہیں آنکھیں کیسی

دیکھ کر اہل تماشا یہ فضا
الکے باغ دیتے ہیں دعا

پھول جس باغ کی ہیں بو قلموں
ہیں رخ خوشنمیں تمر گونا گوں

کون بلبل قلم نادرہ زا
زہ تو بلبل صریر دستی صدا

جنکی نعمی کا ہے مشتاق آفاق
ہمہ تن گوش ہیں ارباب نداق

جنکو خالق نے کیا اہل دکا
جنکو اللہ نے ہے طبع رسا

…ون تھا اب میں ملقب کا اسیر
ہے غنی دل تخلص ہے امیر

…بند اشعار میں لکھا ہو بیان
جن میں لعل ہے نام عیان

…ناب فلک جاہ و حشم
ہے بہ بند الطاف و کرم

…ن جود و سخا و ہمت
داور عادل کسری نعمت

بارگاہ اونکی عجب عالی ہے
عرش پر جا ہی خوش قبالی ہے

خلق میں کون ہے ثانی انکا
اسم خلاق معانی انکا

…ین ہر اک علم و ہنر میں یکتا
ایک عالم میں نہیں ہے ایسا

…ین دولت او نہیں سے ہے چمک
ابر رحمت ہے زمیں پر فلک

…خاک ہے ہر چند بدن
بزم دل ہے انہیں سے روشن

راد شعرا ہے ہمسر عثمان
ہے جو مقصود و مطلب ہو بیان

صحن گلشن تھا خزانسی پر کا
گل ہوئی تازہ چلی باد بہار

خلق بھوئی تکی خریدار ہوئی
واد کیا رونق بازار ہوئی

دلکش اہل نظر ہے یہ جو باغ
عرش پر ہے چمن آرا کا دماغ

کون فروغ کلام رنگیں
رشک فردوس ہے جنکی تحریر میں

طرب انگیز کلام شعرا
بادہ شیشہ و جام شعرا

کلک میں جنکے نظر آتا ہے
شکل منقار عیان وہ صفیر

جانتی ہو کر خریدار ہیں کو
تازہ پھولوں کی طلبگار ہیں کو

نقد دل دیتی ہے یہ گل لیتی ہیں
ذکر کیا جزو کا کل لیتی ہیں

خیر یہ حال تو مفہوم ہوا
نام مالک کا نہ معلوم ہوا

نام مملکت جاہ و جلال
وارث تاج و سریر اقبال

مالک کشور صد کشور شان
حاصل مزرع سرسبز جہان

کرم و جود ہے پیشہ انکا
لطف دستور ہمیشہ انکا

لب لعلین جو سخن میں کھولیں
اردو اغیار نمی موتی رولیں

نہ فصاحت نہ بلاغت میں جو اب
بحر ہیں اہل زبان قطرہ آب

دل آفاق فدا ہے انپر
رحمت خاص خدا ہے انپر

مادہ لطف و عطا کا ہیں وہی
آسرا خلق خدا کا ہیں وہی

آب خضر انکی ہے گفتار فصیح
لب اعجاز نما رشک مسیح

ہاتھ مین دامن مقصود مدام
واہ معنی ہین دانائی کے
جتنی اس شہر کی ہین اہل سخن
منتخب جمع ہوا اون سبکا کلام
زیب دے مرتبہ افزائی کی
صفحہ صفحہ ہی گلستان سے سوا
جب تک رباب سخن کا ہے کلام

بس ان اشعار سے پہنچے ہین نام
ڈھنگ آتے ہین مسیحائی کے کر
نام آور شعرا صاحب فن
تذکرے سے ہون بلند اون کے نام
کیا مسیحائی مسیحائی کی
نقطہ نقطہ گل خندان سے سوا
مست معنی کی پی بادہ جام

نام پڑھ کر یہ دعا ہے لازم
یون ہوا حکم معلی کا ورود صدر
شعرا سا کن بیگانہ دیا
زندہ آفاق مین رونق پائین
واہ کیا تذکرہ تیار ہوا
اے خداوند جہان رب حمید
پایہ شوکت ممدوح بڑھے

صدر و سی سال ہین دقائ
ابر سے برق کا جیسے ظہ
تھی کہ سرکار مین ہین زن
جتنے مردود ہین پھر جی جائ
کرم یوسف سے بار ار
پھر بہ تعمیر و قرآن مجید
دولت حضرت ممدوح بڑھ

جام دولت طرب انگیز ہے : مے مقصود سے لبریز ہے